ماشاء اللہ لا قوۃ الا باللہ

الحمد للہ کہ یہ رسالہ ہدایت کا مقالہ دفع شبہات بعض عوام میں جو لونڈی غلام کے احکام میں کلام کرتے ہیں

رد الشقاق فی جواز الاسترقاق

باہتمام راجی غفران محمد عبد الرحمن بن حاجی محمد روشن خان مغفور و تربیت یافتہ حضرت برادر اعظم محمد مصطفی خان مرحوم

مطبع نظامی واقع کانپور میں چھپا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ علی افضالہ ونوالہ والصلوٰۃ والسلام علی من ارسلہ لنهتدی باقوالہ ونقتدی بافعالہ وعلی آلہ واصحابہ الذین تخلقوا باخلاقہ واقتبسوا من نور جمالہ بعد حمد وصلوٰۃ کے کہتا ہون کہ ایک رسالہ درباب حرمت استرقاق نظر پڑا اوسکے دیکھنے سے دریافت ہوا کہ بعض ناواقفان علوم عقلیہ ونقلیہ نے توہمات ڈبلیو ڈیون اور گرنیول شارپ اور مسٹر بروہم وغیرہم اور قوانین جبریہ حکام وقت کو دیکھکر بحکم الناس علی دین الملوکہم چاہا کہ استرقاق کو جو دین محمدی مین منصوص اور متفق علیہ اور بالاجماع ثابت ہی باتباع تقلید توہم پرستان اور امراے وقت کے اوسکے جواز مین کلام کرین چنانچہ ایک رسالہ موسوم بہ تبرئۃ الاسلام عن شین الاثم والغلام اس باب مین تالیف کرکے اپنی صدف طبیعت سے جھوٹے موتی نکالکر اپنے پیرونکو عطیے دیے اور اونھون نے افتخاراً اپنا درۃ التاج بنایا اور باوجود ادعاے اسلام کے اوسمین ایسے مضامین لکھے ہین کہ جنسے صراحۃً اور اشارۃً الزام شرک اور فسق کا اکابر دین اور علماے اعلام اور انبیاے عظام پہ عائد ہوتا ہی اور انبیاے اولو العزم سے لیکر عوام اہل اسلام تک کوئی مطعونی سے نہین بچ سکتا بلکہ جو اب یہ زمانہ وہ ہی کہ خورشید علم پردہ مین آگیا اور اندھیرا جہل کا عالم مین چھا گیا ہی مخبر صادق کی جو خبر ہی وہ پیش نظر ہی ان اللہ لا یقبض العلم انتزاعاً ینتزعہ من العباد ولکن یقبض العلم

بقبض العلماء حتی اذا لم یبق عالما اتخذ الناس رؤسا جہالا فسئلوا فافتوا بغیر
علم فضلوا واضلوا بتحقیق اللہ قبض نہ کریگا علم کو چھین لینے کی طرح پر کہ چھین لے اوس کو
بندوں کے دلوں میں سے لیکن قبض کریگا علم کو بسبب قبض کر لینے علما کے یہاں تک کہ جب باقی نہ چھوڑیگا
کسی عالم کو تو ٹھہراوینگے آدمی بزرگ جاہلوں کو تو سوال کیے جاوینگے وہ پس فتوی دینگے بغیر علم کے
پھر خود گمراہ ہونگے اور اون لوگوں کو گمراہ کرینگے لہذا بہت خوف اس کا پیدا ہوا کہ کچھ بعید نہیں کہ اکثر نیم عاقل خرافات بعض
پر محض از راہ تقلید کے ایمان لا کر گمراہ ہو جاویں لہذا اس خاکسار ذرۂ بے مقدار نے اونکے شبہات
واہیہ کی رد میں یہ رسالہ مختصر لکھا اور نام اسکا رد الشقاق فی جواز الاستغراق رکھا
واللہ الموفق الی الہدایۃ ومنہ البدایۃ والیہ النہایۃ

* مقدمہ *

جاننا چاہیے کہ انسان ایک نوع ہے جنس حیوان سے روح انسانی کہ جسکو نفس ناطقہ اور جوہر ملکی اور
مدرک کلیات کہتے ہیں اسنے اوسکو سائر انواع حیوانیہ سے جدا کر دیا ہے اور خصائص بہیمیہ جسقدر سائر
حیوانات میں ہیں بسبب اشتراک جنس کے اس میں بھی موجود ہیں جسقدر احترام اسکو حاصل ہے وہ بسبب کمال روح
انسانی ہی کے حاصل ہے آزادی جو اسکی صفت ہے وہ بھی صرف بسبب روح انسانی ہی کے ہے غور کرو
کہ اگر آزادی منجملہ صفات جنسیہ کے ہوتی تو سب حیوانات کا یہی حال ہوتا لیکن باتفاق موافق و مخالف
لازم باطل ہے فالملزوم مثلہ پس ظاہر ہوا کہ آزادی منجملہ خصائص نفس ملکی کے ہے نہ نفس بہیمی
اور اوسکے متعلقات کے اور جاننا چاہیے کہ اوس جوہر ملکی کو خدا تعالے نے حاکم نفس بہیمیہ کا بنایا ہے
نفس بہیمی اور حواس عشرہ کو جو متعلق نفس بہیمی کے ہیں بوساطت نفس بہیمی کے تابع اوسکا کیا ہے پس [illegible]
آزادی جو انسان کو حاصل ہے بہ تبعیت و اطاعت نفس ملکی کا ہے کہ جسقدر زیادہ تبعیت و اطاعت نفس ملکی کی
ظاہر اسی قسم کی زیادتی آزادی میں ہوتی رہیگی یہاں تک کہ نہایت اعتدال سے خود یہ جسم خاکی اگر صفات ملکی سے متصف ہو جاوے
ممکن ہے ورفعناہ مکانا علیا وما قتلوہ یقینا بل رفعہ اللہ الیہ
دنا فتدلی فکان قاب قوسین او ادنی ما یزال عبدی یتقرب الی بالنوافل

حتی احببتہ فاذا احببتہ کنت سمعہ الذی یسمع بہ و بصرہ الذی یبصر بہ و یدہ التی
یبطش بہا و رجلہ التی یمشی بہا لیکن جب نفس بہیمی نے بغاوت اختیار کرکے نفس ملکی کو مغلوب کیا اور دبا
ہو گیا تو جسقدر احترام اور اعتصام کہ بسبب اطاعت نفس ملکی اوسکو حاصل تھا یا ممکن الحصول اور متوقع
الحصول تھا سب سے محروم رہگیا اور دیگر ابنای جنس کے ساتھ ملحق ہو گیا بلکہ اون سے بھی بدتر ہو گیا
کہ جو استعداد اوسمین تھی اونمین فی الاصل تھی ہی نہین پس وہ تو معذور ہین مگر اسنے خود اوس استعداد کو
زائل کر دیا ہے اسلیے کلام حکمت التیام مین ایسے بغاۃ کے حق مین وارد ہوا ان ہم الا کالانعام
بل ہم اضل سبیلا اور اسی سبب سے اونکو بکلمہ شر الدواب تعبیر کیا گیا ان شر الدواب عند اللہ
الذین کفروا فہم لا یؤمنون اور جب دیگر انواع جنس یعنی حیوانات کے ساتھ ملحق ہو گیا
تو وصف آزادی جو خاصۂ نفس ملکی سے ہے یا مثل او صفات کمال کے اوس سے زائل ہو گیا اور مثل دیگر
حیوانات کے بموجب کلام حکمت التیام والذین کفروا یتمتعون و یأکلون کما تأکل الانعام
تتبع محسوسات اور خور و نوش کا گرویدہ ہو کر قابل تملک رہگیا اور جسطرح پر کہ اور حیوانات بسبب اخذ
اور قید کے مملوک پکڑنیوالے اور قید کرنیوالے کے ہو جاتے ہین اسیطرح یہ قید اور اخذ اور استیلا اوسکے
مملوک ہو جانیکا بھی سبب کامل ہو گیا غرض کہ بسبب بغاوت اور غلبۂ نفس بہیمی اور مغلوب ہو جانے
جوہر ملکی کے جو جو عنایات کہ جوہر ملکی کے سبب جسم حیوانی مین موثر ہو کر موجب حرمت و عصمت تھین وہ سب
کنارہ کر گئین اور بعد اونکے زوال اور کنارہ کرنے کے یہ صورت نوعیہ بھی تمامتر مثل دیگر انواع
جنس کے قابل تملک کے ہو گئی اور بسبب زوال عصمت حریت کے استرقاق اونکا عقلاً و نقلاً مذموم نہ رہا
اور یہی راے ہے انبیاے عظام کی بموجب وحی خالق انواع موجودات کے قل ما یعبأ بکم ربی لولا
دعاؤکم اور یہی راے ہے حکما اور علماے اہل اسلام کی اور یہی راے ہے اکابر فلاسفۂ اشراقیین و مشائین کی اور چند
پہلے یہی راے تھی مجتہد عصر کی بھی کہ باشندگان ہند کو کمتر مینڈک اور کیڑے مکوڑے سے تصور فرما کر
سبب استرقاق یہ تاریخ علیگڈھ کی سوسائٹی کے اخبار مین چھپوایا تھا مگر اتنا فرق تھا کہ اونھون نے بنا بر واقعی
کے علوم محسوسات دنیوی کے ایسا تجویز فرمایا تھا ہم بر بنای جہل و غفلت کے علوم الٰہیہ و معارف توحید کے

ایسا تجویز کرتے ہین مصرع
عنکبوت ار طبع عنقا داشتی
آن فرشتہ ہست نزانند جز سجود
این سوم ہست آدمیزاد و بشر
نیم دیگر مائل علوے بود
عقل گر غالب شود پس شد فزون
از بہائم این بشر زان کابتر است
یک گروہ مستغرق مطلق شدہ
رستہ از خشم و ہوا و قال و قیل
قسم دیگر با خران ملحق شدند
تنگ بود آن خانہ و آن وصف رفت
زاغ گردد چون لبے زاغان رود
این سخن حق ہست صوفی گفتہ است
مکر و تلبیسی کہ او تا نند تنید
دُرہا از قعر دریا یافتن
کہ تعلق با ہمین دنیاستش
کہ عماد بود گاؤ و اشتر است
علم راہ حق و علم منزلش
ترک او کن لا احب الآفلین
باز حیوان را چو استعداد نیست
ہر غذائی کو خورد مغز خر است

نکر ہر کس بقدر ہمت اوست
از لعابے خیمہ کے افراشتی
یک گروہ دیگر از دانش تہی
از فرشتہ نیمی و نیمیش ز خر
تا کدامی غالب آید در نبرد
از ملائک این بشر در آزمون
این بشر ہم ز امتحان قسمت شدند
ہمچو عیسیٰ با ملک ملحق شدہ
انبیا رفتند از جہد و جہاد
خشم محض و شہوت مطلق شدند
مردہ گردد شخص کو بیجان شود
جسم گردد جان چو او بیجان شود
او ز حیوانات جان افزون کند
آن ز حیوان دگر ناید پدید
خرد کاریہای علم ہندسہ
رہ بہفتم آسمان بر نیستش
بہر استبقای حیوان چند روز
صاحب دل داند آن را با دلش
زانکہ استعداد تبدیل و نبرد
عذر او اندر بہیمی روشن است
گر بلا در خورد آن افیون شود

نظم
یک گروہ را جملہ علم و عقل و جود
ہمچو حیوان از علف در فربہی
نیم خر خود مائل سفلے بود
زین دوگانہ تا کدامی برد نرد
شہوت ار غالب شود پس کمتر است
آدمی شکل اند و سہ امت شدند
نقش آدم لیک معنی جبرئیل
گوئیا از آدمی خود او نزاد
وصف جبریلی در ایشان بود رفت
ہر شود چون جان او بی آن شود
زانکہ جانی کان ندارد ہست پست
در جہان باریک کاریہا کند
جامہای زرکشی را بافتن
یا نجوم و طب و علم فلسفہ
اینہمہ علم بنای آخر است
خواندہ علمش امتحان ہر روز
لاجرم اسفل بود از سافلین
بو دوش از پستی و آن فوت کرد
ز حیوان استعداد شد کان رہبر است
سکتہ و سقطیش افزون شد

جب یہ امور ممہد ہو چکے تو اب ہم دلائل عقلیہ و نقلیہ مجتہد دہر کی طرف متوجہ ہوتے ہین اور اس بات کو
جانچتے ہین کہ اونھون نے جسقدر دلائل عقلیہ لکھے ہین آیا کچھ بھی مطابقت قواعد عقلیہ و استدلالات
معقولہ سے رکھتے ہین یا سب لغو اور مہمل اور بے سر و پا از قسم توہمات و تقلیدات ہین کہ اللہ الموفق
الی الحق والصواب **قال** خدا نے انسان کو ایک ہستی بنایا ہے کہ جسکی فطرت مین آزادی رکھی ہے
اقول ہم اوپر بیان کر چکے ہین کہ آزادی ذاتیات انسان سے نہین اور نہ خصائص جنسی سے ہے
بلکہ خصائص جوہر ملکی سے ہے کہ اسکے ذریعہ سے بحالت تبعیت کے جسم حیوانی پر مؤثر ہوتی ہے اور یہ سبب
نفاوت کے زائل ہو جاتی ہے **قال** اوسکو ذی عقل اور ذی شعور پیدا کیا **اقول** عقل سے کیا مراد ہے
اگر مدرک کلیات مراد ہے جسکو ہمنے بہ نفس ملکی تعبیر کیا ہے تو مغلوب ہو جانا عقل کا اور غالب ہو جانا نفس
بہیمیہ کا ہر آن مستلزم اسکا ہے کہ یہ صورت نوعیہ بھی مورد احکام بہائم ہو وے بلکہ او نسے زیادہ اور
تشدد کیا جاوے جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا اور ذی شعور ہونا کسیطرح جز نوع تلک نہین جسقدر حیوان ہین
سب ذی شعور ہین اور مشاعر عشرہ سب مین موجود ہین حالانکہ سب قابل تلک ہین **قال** اوسکو تمام
قوی ظاہری اور باطنی عطا کیے ہین **اقول** یہ بھی کچھ خصائص انسانی سے نہین کل حیوانات کو
حواس ظاہری اور باطنی عطا فرمائے گئے ہین **قال** اونکے استعمال کی اونکو سمجھ دی ہے **اقول** کل
حیوانات کا یہی حال ہے کچھ خصوصیت انسان کی نہین **قال** ہر کام کے شروع کرنے سے پہلے اور اسکے
انجام کی سوجھ اوسکو دی ہے تاکہ ہر کام کا آغاز اور انجام خود سوچ لے **اقول** اگر یہ قضیہ کلیہ فرض
کیا جاوے جیسا کہ لفظ ہر دلالت کرتا ہے تو غلط محض ہے کیونکہ بعض امور کے آغاز کی سمجھ اور اسکے انجام کی
سوجھ کچھ بھی انسان کو نہین دیا گیا چنانچہ یہ امر بدیہی ہے اور اگر قضیہ مذکورہ کو جزئیہ سمجھا جاویگا تو ایک
حیوان پر صادق آتا ہے کچھ مخصوص ساتھ انسان کے نہین ہے بعض امور کا آغاز و انجام ہر ایک حیوان خود
سمجھتا سوچتا ہے بلکہ بعض امور جیسے کہ ادراک مین بعض حیوان انسان پر فائق ہین **قال** اوسکو ایسی
فطرت سے بنایا ہے کہ وہ خود اپنے لیے تمام چیزون کے مہیا کرنیکا منتظم ہو **اقول** یہ بھی بدیہی البطلان
ہے نہ انسان بنفسہ کل اشیای موجودہ کیطرف محتاج ہے نہ اونکے مہیا کرنیکی احتیاج رکھتا ہے اور نہ تحقیقہ

تسلیم ناقص الخلقۃ ہونا لازم آتا ہی کہ ایسا ناقص الخلقہ ہی کہ محتاج ہی بطرف تمام اشیاہی موجودہ یا ممکنہ
کی بر خلاف سائر حیوانات کہ وہ اکثر اشیاہی موجودہ یا ممکنہ سے مستغنی ہین اور اگر الفاظ سے قطع نظر
کرکے یہ سمجھا جاوے کہ مدعا یہ ہی کہ انسان ایسی فطرت پر بنایا گیا ہی کہ جو چیزین کہ اوسکے واسطے ضروری ہین
اونکو خود مہیا کر سکتا ہی تو یہ بات کچھ خصائص نوع انسانی سے نہین ہر حیوان کا ایسا ہی حال ہے
قال خود خدا نے فرمایا لَیۡسَ لِلۡاِنۡسَانِ اِلَّا مَا سَعٰی انسان کیلیے بجز اسکے جسکی وہ خود کوشش کرتا ہی
کچھ نہین ہی **اقول** مخفی نہین کہ آیت متلوہ مین قصر الموصوف علی الصفۃ ہی کہ جس سے کچھ مدعا مستدل کا
حاصل نہین ہوتا ہمکو اس مقام مین تشریح معانی آیت کی ضرورت نہین **قال** پس یہ تمام حالتین اس بات پر
دلالت کرتی ہین کہ اس پتلے کے صانع کی مرضی یہی تھی کہ یہ پتلا خود اپنا آپ مالک رہے **اقول** جن
مقدمات پر کہ مولف نے یہ نتیجہ ترتیب دیا وہ سب مقدمات باطل ہین اونمین سے ایک مقدمہ بھی منتج اس
نتیجہ کا نہین نہ بطریق قیاس اقترانی نہ بطریق قیاس استثنائی پس بجز توہمات اور تخیلات کے کہ اصلا مثبت
کسی مدعا کے نہین ہوسکتے مقدمات و نتیجہ کو اور کسی امر پر ہم محمول نہین کرسکتے اور اگر یہ امور مذکورہ
منتج نتیجہ مسلمہ مولف کے ہون تو سب حیوانات کا ایسا ہی حال ہو کہ پتلا ہونا اونکے جنس کی ذاتیات مین سے
ہی اور عوارض مذکورہ از قسم عرض عام کے ہین جیسا کہ مذکور ہوا ہم بھی کہتے ہین کہ حریت امر فطری ہی
کیونکہ پیدایش انسان کی فطرت اسلام پر ہی ہی مگر جب اسلام زائل ہوگیا تو اوسکے زوال مین کیا استبعاد
ہی اور فساد اس قول مصنف کا کہ وہ خود اپنا آپ مالک ہے ظاہر ہی ہماری ملت مین کوئی حر خود اپنا
بھی مملوک نہین اور اوسکو اختیار نہین کہ وہ اپنے تئین کسیکے ہاتھ بیع و ہبہ کرکے کسی دوسرے کا مملوک کر دے
قال غلامی ان تمام چیزون کی یا یون کہو کہ صانع کی مرضی کے برخلاف ہی اور اسلیے خدا کی مرضی کے
مطابق نہین ہوسکتی **اقول** یہ کلام بھی بغایت رکاکت بلکہ غلط بات ہی جن لوگون پر ابتداءً رق طاری
ہوا اصلا صانع کی مرضی کے برخلاف نہین بلکہ عین مرضی خالق کی ہی اور نتیجہ مولف کا صرف ایسے
مقدمات پر مبنی ہی کہ محض از قسم توہمات اور تخیلات ہین اور چونکہ غلامی ابتداءً سزا ہی اوس جرم کے
بالاتفاق منافی فطرت اور مرضی خالق کے خلاف ہی چنانچہ وارد ہوا ہی وَلَا یَرۡضٰی لِعِبَادِہِ الۡکُفۡرَ

پس اوس جرم غیر فطری کو بھی خلاف مرضی اور اوسکی سزا کو بھی خلاف مرضی ٹھہراتا خالی تعارض کلامی سے
نہین **قال** حقیقت مین غلامی سے زیادہ کوئی چیز فطرتی نیکی کی جو اصلی منبع تمام نیکیون کا ہی برعکس
و مخالف نہین **اقول** سراسر غلط تقریر ہی وہ امر قبیح کہ جس سے زیادہ کوئی چیز فطرتی نیکی کے برخلاف نہین
اوس سے اغماض فرمانا اور اوسکے قائم مقام اوسکی سزا کو جو عین حکمت ہی ٹھہرانا دیدہ و دانستہ حق بات کو
چھپانا ہی ع نفی حکمت مکن از بہر دل عامی چند **قال** غلامی سب بے انتہا بدیون کی جڑ اور تمام
بداخلاقیون کی ملن اور کلیتہ اخلاق حمیدہ کی دشمن ہی **اقول** یہ تقریر سراسر بدیہیات اولیات
کے خلاف ہی کیا یہ تثلیث و تعشیر اور بت پرستی اور استعمال ام الخبائث یعنی اوپر غلامی کے ہی کیا یہ
زناکاری اور فحش قبیح غلامون مین ہی محصور ہی کیا یہ سب قبائح مذکورہ جناب سامی کے نزدیک
محاسن فطرتی ہین انصاف فرمایئے کہ جب ایسے امور مناقض فطرت کسی فرد بشر یا قوم مین راسخ
ہو جاتے ہین تو وہ انسان نہین بلکہ بدتر از سائر حیوان ہین اُولٰٓئِكَ كَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ اَضَلُّ سَبِيْلًا اور جب
وہ انسان صورت بہائم سیرت حکم مین انعام کے ہین تو استرقاق اونکا عین مطابق اقتضای حکمت
کاملہ کے ہی **قال** کیا پاک پروردگار ایسی ناپاک چیز کو انسان کے حق مین جائز کرتا **اقول** کیا
پاک پروردگار اون ناپاک اخلاق کی جو موجب تغییر فطرت کے ہین اونکو سزا نہ دیتا اِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ
مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ **قال** کیا خدا تعالی ان تمام صفات کو جو اوسنے انسان مین
پیدا کیے ہین غلامی کی حالت مین برباد کرنا پسند فرماتا **اقول** غور فرمایئے کہ اگر اون صفات کو
اون بہائم سیرتون نے خود برباد نکیا ہوتا تو ہرگز وہ لوگ مورد استرقاق نہوتے مگر جب کہ اونھون نے خود
اون صفات کو قبل از ورود استرقاق کھو دیا تو کیا مقتضای عقل سلیم یہی ہی کہ تارک اوسکا مجبور کیا جائے
قال یہ تمام قوی جو خدا نے انسان مین اسلیے پیدا کیے ہین کہ خدا کے لیے کام مین آوین دوسرون کے
تصرف مین جانے پر راضی ہوتا **اقول** یہ تو فرمایئے کہ آپکے خادمان آزاد کے قوای لطیف کو نسے وقت
خدا کے لیے کام مین آتے ہین اور غلامون کے قوای لطیف خدا کے لیے کام مین آنیکا کون مانع ہی اور جب وہ
بدخصال بخلاف اصل فطرت کے خالق کو چھوڑ کر مخلوق کے عابد بنے اور بیہائم کے اوس خصلت رذیلہ

اصرار کرنے لگے کہ باوجود پند و وعظ کے رو براہ نہووے بلکہ بمقابلہ و مقاتلہ پیش آوے تو کیا اوس بغاوت کی پاداش سے اونکو محفوظ رکھنا اور اونکے اخلاق رذیلہ کی اصلاح مین کوشش نکرنا آپکے نزدیک عین مقتضای حکمت و مصلحت ہی أَيَحْسَبُ الْإِنْسَانُ أَنْ يُتْرَكَ سُدًى حاشا و کلا اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ ذُو انْتِقَامٍ ۝ ذٰلِكَ جَزَيْنَاهُمْ بِبَغْيِهِمْ اور خوب سمجھ لیجیے کہ یہ استرقاق جو ہماری شریعت کے مطابق ہی اون بدخصالونکے حق مین نہایت مفید اور مثمر ثمرات حسنہ اور موجب تہذیب ہی شاید کہ جیسا آپ ازراہ غلبۂ توہمات و تخیلات فاسدہ کے سمجھے ہوے ہین یاد کیجیے کلام حکمت التیام صاحب وحی علیہ الصلوۃ والسلام کو عجب اللہ من قوم یقادون الی الجنۃ بالسلاسل رواہ البخاری وہ قوم جو اپنے اعتقاد مین ازبس مہذب ٹھہری ہوئی ہی اونھین کے آراکو باب بغاوت مین ملاحظہ فرمائیے حبس دوام اور انتزاع ملکیت اموال منقولہ و غیر منقولہ سے اور عدم تملک مکاسب بصراحت تمام تجویز فرماتے ہین حجب میراث ہی نہین بلکہ ضبطی میراث جو حجب سے بھی بدتر ہی روا سمجھتے ہین بلفظ یا بالفاظ عل ام تو البتہ روا نہین رکھتے مگر استعمال احکام غلام مین زیادہ تر قواعد شریعت غرا سے تشدد اور مبالغہ کرتے ہین جیسے باب شستم پنیل کوڈ اور دیگر احکام متعلق اوسکے **قال** جبکہ خدا خود الہام کر چکا ہی کلکم عبید اللہ و کل نساءکم اماء اللہ کہ تمام مرد میرے غلام ہین اور تمام عورتین میری لونڈیان ہین تو کیا وہ اپنا شریک پیدا کر کر خوش ہوتا کلا و اللہ یا اللہ انت وحدک لا شریک لک انتہی **اقول** آپکی اس تقریر کے جواب مین تو صرف اسیقدر کافی ہی کہ جب خدا تعالی نے اپنے رسول مقبول کی زبان سے درباب غلامون اور کنیزکون کے ہمکو یہ امر فرمایا ہی کہ لیقل غلامی و جاریتی چاہیے کہ کہے کہ غلام میرا اور چھوکری میری پس وہ کونسا شخص ہی کہ خدا تعالی کے حکم کے برخلاف اپنی طرف سے ایک حکم جاری کرنیکا ارادہ ازراہ تعلی کے کرے کیا احکم الحاکمین اس امر کو پسند فرماویگا کہ اپنے بندون میں کسی اپنے بندہ کو آپسے زیادہ حاکم یا اثر بناوے کلا و اللہ لہ الامر و لہ الحکم و ہو احکم الحاکمین لا راد لحکمہ و لا مانع لقضائہ **اقول** مخفی نرہے کہ مصنف تعالی قدرہ نے جن کلمات سے یہان استدلال کیا ہی یہ کلمات ایک جزو حدیث مسلم رح کی مصنف نے پوری حدیث نہ لکھی ہم اوسکو لکھتے ہین عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلعم

لایقولن احدکم عبدی و امتی کلکم عبید اللہ وکل نساءکم اماء اللہ ولکن لیقل غلامی وجاریتی الحدیث فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ نہ کہے کوئی تم میں سے یہ الفاظ بندہ میرا اور بندی میری تم سب خدا کے بندے ہو اور سب عورات تمہاری خدا کی بندیاں ہیں لیکن یہ کہو کہ غلام میرا اور چھوکری میری الخ اور چونکہ لفظ عبد اور امتہ کا مفہوم متضمن ہے معنی غایت تذلل کو اور وہ مخصوص ہے صرف واسطے خداوند تعالی کے لہذا ان الفاظ کے استعمال سے نہی فرمائی گئی اور جن معانی میں کہ انکو استعمال میں لایا جاتا تھا ان معانی کے استعمال کے واسطے جو اور الفاظ تھے انکی اجازت دی گئی پس اس اجازت صریح کے برخلاف اگر کوئی مجتہد بھی فتوی دے تو یہ اجتہاد مقابلہ نص ہے کہ بموجب مسئلہ اصول مردود ہے اور رسالہ کا لیطر جیر معذور سمجھا جاویگا تنبیہ اس تقریر پر مجتہد عالی قدر کے غور کرنا چاہیے کہ اس سے صاف نسبت اشراک باللہ کی مجوزین استرقاق کی نسبت ظاہر ہے حالانکہ خود باعتراف مجتہد سب انبیای کرام مجوز اسکے رہے ہیں خود مجتہد کا یہ دعوی ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم تا سنہ ہجری باتباع رسم جاہلیت مجوز استرقاق رہے پس ظاہر ہوا کہ عقیدہ مجتہد کا یہ ہے کہ نبی آخر الزمان محمد صلی اللہ علیہ وسلم صرف دو سال اور چند ماہ اواخر عمر میں تو اشراک باللہ سے محفوظ رہے باقی تمام عمر انکی اشراک باللہ میں ہی گذری واہ کیا خوب حمایت اسلام کی فرمائی دوستی بخیر دخود دشمنی ست **قال** آزادی جو ہر ایک انسان کا قدرتی حق ہے غلامی ٹھیک ٹھیک اسکو برباد کرنے والی ہے انتہی **اقول** ہم نہیں سمجھتے کہ قدرتی حق سے کیا مراد ہے اور یہ حق کس پر ہے اور یہ حق کیسا ہے آیا کسی جرم سے زائل بھی ہو سکتا ہے یا نہیں اور انسان اس حق کا استحقاق کس سبب سے رکھتا ہے اور یہ استرقاق خاصہ نوعی ہے یا جنسی ہے ان سب امور کی تفصیل کیجئے مہمل باتوں سے کچھ فائدہ نہیں حاصل ہوتا **قال** قدرتی حقوق کا برباد کرنا اصلی ظلم اور ٹھیٹ ناانصافی ہے انتہی **اقول** یہ مقولہ برہانی ہے اور ملت اسلام میں مسلم ہے اور اس کلیہ پر بہت مسائل متفرع ہیں چنانچہ یہ مسئلہ اوسی بنا پر مبنی ہے کہ غلامی مبنی ہے اوپر برباد کر دینے حق اللہ یعنی اوپر اختیار کفر و شرک کے کہ اکبر الکبائر اور ظلم عظیم ہے لا تشرک باللہ ان الشرک لظلم عظیم اور جب یہ مرتکب اس ظلم عظیم کے ہوے تو خود انھوں نے اپنی حرمت آپ برباد کر دی

وَمَا ظَلَمْنَاهُمْ وَلٰكِنْ ظَلَمُوْا اَنْفُسَهُمْ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ **قال** پس
انسان ایسی خطاؤن کا خطاوار ہوسکتا ہی انتہی **اقول** یہ بات مسلم ہی اور ہم بھی کہتے ہین کہ اس ظلم کے
ارتکاب کے سبب ہی لوگ سزای غلامی کے سزاوار ہوئے **قال** مگر خدا ایسے قصور کا تقصیر وار نہین ہوسکتا
انتہی **اقول** اسمین کچھ شک نہین اونکے غلام ہوجانیکا خداتعالی پر کچھ الزام عائد نہین ہوسکتا انہون
نے اپنے حق کو اپنے ہاتھون برباد کردیا خدا نے اونپر کچھ ظلم نہین کیا تُوَفّٰى كُلُّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ
وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ حیرت یہ ہی کہ مصنف نے غلامی کو کسطرح مستلزم قصور واری منعم حقیقی سمجھا ہی ظاہرا ہنوز
اونکو معلوم نہین کہ حریت از قسم حقوق اللہ ہی یا حقوق العباد ہی یا من وجہ حق اللہ ہی اور من وجہ حق العباد
ہی اور یہی غلط فہمی یا تردد باعث اسکا ہی کہ بر بناء وجوہ فاسدہ دیوار ناپایدار قائم فرمائی ہی واضح ہو کہ
استخراج نتائج شرعیہ کیواسطے علماء امت محمدیہ نے بہت کوشش و احتیاط کے ساتھہ از روی دلائل عقلیہ و نقلیہ
قواعد محکمہ قائم کرکے مجموعہ قواعد کا نام فن اصول رکھا ہی اور وہ فن مشتمل ہی اوپر قواعد فن میزان و مناظرہ کے
یہانتک جسقدر تقریر مصنف نے کی ہی سراسر برخلاف اوس فن کے ہی دیکھو نتائج مستخرجہ مصنف از روی قواعد
میزان کے کسطرح اونکے مقدمات سے لازم نہین آتے مقاصد اونکے از روی دلالات صحیحہ کے جسکی تفصیل فن
اصول مین ہی مدلول کسی لفظ کے نہین صاف ظاہر ہی کہ بسبب ناواقفی کے فن میزان و اصول سے محض
تقلیداً وجوہ فاسدہ اور توہمات کے پھندے مین پھنس گئے ہین **قال** یہ سمجھنا کہ اگر غلام آرام اور آسایش سے
رکھے جاوین اور رحم و محبت سے پرورش کیے جاوین تو کوئی برائی نہین غلطی اور سراسر دھوکا ہی غلامی
فی نفسہ ایک قدرتی گناہ ہی اور اونکو بدسلوکی سے رکھنا دوسرا گناہ ہی پس کوئی غیر قدرتی گناہ سے زیادہ
خوفناک نہین انتہی **اقول** ملت اسلام مین حقوق ممالیک بہت حسن و خوبی سے منضبط ہین اور اونکے
مراعات کی پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کیطرف سے تاکید شدید ہی یہ حکم ہی کہ جو کچھہ تم خود کھاؤ وہی اونکو
کھلاؤ پہناؤ اور جو کام اونپر گران ہو اوسکی تکلیف اونکو نہ دو محنت کے کامون مین اونکے ساتھہ خود شریک
ہوکر وہ کام کرو تنہا انھین سے ایسا کام نہ لو اونپر کسیطرح کی تہمت نہ لگاؤ اونکو مارنا نہ چاہیے اگر کوئی اپنے
غلام کو مارے تو کفارہ اوسکا یہ ہی کہ اوسکو آزاد کردے ورنہ مالک کو صدمہ دوزخ کا پہونچیگا اگر کسیکے پاس

کئی مملوک ایسے ہون کہ باہم قرابت رکھتے ہون تو اونکو ایک دوسرے سے جدا نہ کرے اگر ستر مرتبہ ایک دن مین
خطا کرے تو برابر درگذر کرے اور یہ سب امور احادیث صحیحہ سے ثابت ہین ترمذی اور ابن ماجہ نے
روایت کی ہی عن ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہ عن النبی صلعم لا یدخل الجنۃ سیئ الملکۃ
بہشت مین نہ جاویگا وہ شخص جو بدخلقی کریگا اپنے مملوک سے ابو داؤد نے رافع سے روایت کی ہی
ان النبی صلعم قال حسن الملکۃ یمن وسوء الخلق شوم فرمایا پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو شخص اپنے
مملوک سے خوش خلقی کرتا ہی وہ مبارک ہی اور جو بدخلقی کرتا ہی وہ بدبخت ہی مجتہد از راہ کمال سوء ادب فرماتے
ہین کہ یہ سب غلطی اور دھوکا ہی العیاذ باللہ تعالی حاصل اونکی تقریر کا یہ ہی کہ غلام بنانا قبیح لذاتہ اور بالذات
گناہ ہی پس یہ رعایات جنکی پیغمبر صلعم نے تاکید شدید کی سو جب زوال ورن قبیح ذاتی کے نہین ہو سکتین
پیغمبر فرماتے ہین کہ حسن الملکۃ یمن مجتہد دہر برخلاف اوسکے کہتے ہین کہ غلامی خود حقارتی گناہ ہی مین
کہتا ہون کہ یہ سراسر غفلت مصنف کی ہی اور باعث اس غفلت کا تقلید گمراہان اور ناواقفی علم اصول
سے ہی اونھون نے یہ سمجھا کہ جو چیز کہ لذاتہ قبیح اور گناہ ہی کسی شریعت برحق مین کبھی جائز نہین ہو سکتی مثلاً
کفر کہ کبھی کسی شریعت مین جائز نہین ہوا حالانکہ خود مصنف صفحہ ۱۹ پر توریت کے سفر لویان باب ۲۵
ورس ۴۴ لغایت ۴۶ کے مطابق حکم خدا کا بعبارت فارسی نقل فرماتے ہین اوسکا ترجمہ اردو مین
کتاب بیبل مطبوعہ ۱۸۶۹ء مطبع مرزاپور سے لکھتا ہون تمھارے غلام اور تمھاری لونڈیان جنھین تم رکھہ لو
چاہیے کہ ان قومون کی ہون جو تمھارے آس پاس رہتی ہین تم انھین سے غلام لونڈیان مول لینا اور
اون اجنبیون کے لڑکون مین سے بھی جو تم مین بود و باش کرتے ہین اور اونکے گھرانون سے جو تمھارے ملک
مین پیدا ہوئے ہین مول لیجیو وہ تمھاری ملکیت ہونگے اور تم انھین میراث کے طور پر رکھ لو کہ تمھارے بعد
تمھارے لڑکون کی میراثی ملکیت ہووین وہ ابد تک تمھارے بردے ہین لیکن تم اپنے بھائیون جو
بنی اسرائیل ہین ایک دوسرے پر سختی کرکے خدمت لو انتہی اور تبیین الکلام مین خود مصنف بہت اصرار سے
مدعی عدم تحریف ہین اور بہت ہی شد و مد سے دعوی کرتے ہین کہ وہ مضامین جو خدا تعالی کیطرف سے جناب
موسی علیہ السلام پر نازل ہوئے ہین بلا تحریف و تبدیل کتب بیبل مین موجود ہین پس واضح ہوا کہ مطابق اعتقاد

مصنف کے حکم تماموں کا جو تزاحم توریت مین حسب تصریح مذکورۂ بالا کے مذکور ہو من جانب اللہ ہوا ور نہ وہ خدا کی طرف سے ہی تو اوسکو قبیح لذاتہ ٹھہرانا ہر ایسہ ممنوع ہی اِنَّ اللّٰہَ لَا یَأْمُرُ بِالْفَحْشَآءِ ط اِنَّمَا حَرَّمَ رَبِّيَ الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ وَالْاِثْمَ وَالْبَغْيَ بِغَيْرِ الْحَقِّ ط يَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْيِ

صفحہ ۸۲ جلد دوم تہذیب الاخلاق نمبر ۳ مطبوعہ ۵ جمادی الاولی ۱۲۸۸ ہجری مین خود مصنف لکھتے ہین کہ کسنیے اس قانون قدرت کے مخالفت کا کچھہ تدارک کیا ہو یعنی عم سے اوسکو جائز رکھا عیسی عم نے اوسکی نسبت ایک حرف بھی نہین کہا انتہی مین کہتا ہون کہ توریت سے واضح ہی کہ ابراہیم عم نے بھی اوسکو جائز رکھا ہی دیکھو قصۂ سارہ و ہاجرہ پس یہ سمجھنا چاہیے کہ ابراہیم سے لیکر عیسی عم تک سب انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام اوسکو جائز رکھا پس تین حال سے خالی نہین کہ جناب ابراہیم عم سے لیکر عیسی عم تک جسقدر انبیای کرام گذرے اونکو قانون قدرت پر اسقدر بھی علم نتھا جسقدر کہ جناب سید احمد خان صاحب کو ہی یا عمدا وہ مرتکب گناہ ہوے کہ جو جز سب معاصی بلکہ جڑ تبونکی ہی اور فی نفسہ سخت ناپاک اور قبیح لذاتہ ہی اور سکے قلع قمع کیواسطے انبیا مبعوث ہوتے تھے یا یہ کہ جناب سید احمد خان صاحب ہی یا غلط کار ہین شق اول و ثانی تو ہرگز لائق تسلیم کے نہین کیونکہ اگر اوسکو تسلیم کیا جاے تو قطع نظر اور قباحتون زوال عصمت اور جہل انبیا عم کے یہ گناہ خود خدا تعالی صاحب قانون قدرت پر عاید ہوتا ہی کہ انبیا عم کو بھیجا انکو مخالف قانون قدرت و قبیح لذاتہ کے ارتکاب سے ممانعت فرماتے بر خلاف اوسکے اپنی کتاب واجب الاتباع مین اوسکا امر فرماتا ہی اگر قانون قدرتی پر عمل کرین تو بسبب مخالفت امر تشریعی کے مستوجب التعزیر ہین اور اگر کتاب واجب الاتباع پر عمل کرین تو بسبب مخالفت قانون قدرتی کے اقبح القبائح اور کبیرہ کے مرتکب ٹھہرتے ہین پھر کیسا قانون قدرت ہی کہ صاحب قانون کے فرمان واجب الاذعان کے برخلاف ہی اور جب دونون شقین پہلی باطل ہین تو بہ بداہت شق ثالث ہی متعین ہی کہ اس شق کے اختیار پر پتا الامر یہی ٹھہرتا ہی کہ یا سید احمد خان صاحب مغلوب تعصبات و غلط کار ہین شعر بہت نوبت مسیحیان پر کو رہتر است آفتاب سیاہ تنبیہ مدار سب تعصبات مصنف کا اسپر ہی کہ ازالہ امر فطری کا عموما گناہ عظیم ہی حالانکہ یہ سراسر وہم اور غلطی ہی البتہ ناحق اور بیوجہ ایسا امر جائز نہین اور یہ بندش جبر اور خستہ عیب ۔ ۔ ۔ ہی دیکھیے جراح جسمانی اور حیات انسانی امور فطریہ سے ہین اور ازالہ اونکا بلا وجہ جائز نہین مگر وہ اسیواسطے اوس حالت

حدود و قصاص کے واجب ہو اور اسیطرح پر غلامی کو جو قبیح لذاتہ ٹھہرایا ہو وہ بھی خطا سے فاش اور کھلی ہوئی
غلطی ہو کہ قائل اوسکا کسیطرح بسبب مخالفت دلائل شرعیہ کے معذور نہین ہوسکتا **قال** غلامی تمام
اخلاق انسانی کو خراب کرنیوالی ہو انتہی **اقول** ظاہر مصنف کے نزدیک وہ اخلاق کہ جن پر بطور
سزا کے غلامی متفرع ہوئی اور وہ اخلاق ستارین حریت از قسم اخلاق پسندیدہ تھے اگر مصنف ذرا بھی غور
کرتے تو ہرگز ایسا نفرماتے بالبدیہہ واضح ہو کہ غلامی مصلح اخلاق ردیہ ہو نہ مخرب اخلاق صالحہ **قال**
غلامون کی حالت اور اونکی عقل اور عادات انسانی حالت سے تنزل کر کے حیوانی حالت مین آجاتے ہین
انتہی **اقول** ظاہرا وہ حالت جسپر غلامی متفرع ہوئی ہو مصنف کے نزدیک حالت ترقی ہو اور یہ قول مصنف کا
بالبدیہہ غلط ہو اور خلاف مشاہدہ ہو از روے اخبار صحیحہ کے ثابت ہو کہ عقل و عادات و اخلاق غلامان
صلحا مصنف سلمہ اللہ تعالے کے خاندان آزاد بلکہ خود مصنف صاحب سے بھی بدرجہ اچھے تھے اور مصنف صاحب
فرماتے ہین کہ یہ آیت اِنْ هُمْ اِلَّا كَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ اَضَلُّ سَبِيْلًا کسکی مذمت مین نازل ہوئی ہو آیا
غلامون کی نسبت مین یا مالکون کی قرآن مجید مین خدا تعالے جنکو حیوان ضال فرماتا ہو وہی لوگ مملوک تھے
پس جاننا چاہیے کہ حیوان ضالی عن الاھی کو لازم نہین بلکہ بسا اوقات غلامی باعث اسکی ہو کہ آدمی
حیوان ضالی سے نکال کر داخل حقائق کمالیہ انسانی کر دے عجب اللہ من قوم یقادون الی الجنۃ
بالسلاسل مگر سخت مشکل یہ ہو کہ مصنف ابھی تک یہ بھی نہین جانتے کہ کمالات انسانیہ کیا ہین اور
ضلالات حیوانیہ کیا ہین تہذیب اخلاق کیا ہو تخریب اخلاق کسکو کہتے ہین عقل کیا چیز ہو اور توہم
کیا ہو ع حسنہا دا از گون دارند قوم ٭ **قال** اور جو لوگ غلام بناتے ہین وہ جبر اور ناانصافی
انسان کو جو اشرف المخلوقات ہو تنزل کی حالت مین ڈالتے ہین **اقول** شرف انسانی کو تو خود
اونھون نے پہلے ہی زائل کر دیا اور اپنے اوپر خود ظلم کر کے مرتبہ انسانی سے پہلے ہی تنزل مین گر گئے
اسی سبب سے تو اونپر یہ سزا تجویز ہوئی وَمَا ظَلَمْنٰهُمْ وَلٰكِنْ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ **قال** غلامی کی جائز
انسان کے تمام قدرتی قوی جنکو خدا نے وسیلہ ترقی بنایا ہو معطل و بیکار ہو جاتے ہین اور اونکی حالت
ہر طرح پر اونکی تنزل کی جنکی ترقی کرنا قدرت بنانیوالے قادر مطلق کی مرضی ہو واقع ہوتی ہو **اقول**

صاف غلط ہی کونسی قوت جاتی رہتی ہی حواس ظاہری و باطنی مین کچھ فرق نہین آتا جوارح جسمانی
جاتے نہین رہتے صانع قدرت نے جس کام کیواسطے آدمی کو پیدا کیا ہی کوئی چیز اوسکی مانع نہین ہوتی ہان
مال و متاع دنیوی زائد از حاجت اصلیہ اپنے واسطے جمع نہین کرسکتا اور اسراف کی قدرت نہین رکھتا
سو یہ دونون امر منافی قانون قدرت نہین اگر غور کیجاوے تو حالت اونکی بہ نسبت محبوسان جیسن دوام کے
جو بموجب باب ششم پینل کوڈ کے محبوس ہوتے ہین ہزاران ہزار درجہ بہتر ہوتی ہی **قال** محنت اور مشقت
اوٹھانے کی قوت جو خدا نے انسان مین اس مراد سے پیدا کی ہی کہ انسان اپنی ترقی اور بھلائی کے لیے
صرف کرے غلامون مین بالکل معدوم ہوتی ہی کیونکہ اونکی کوئی محنت اونکے لیے نہین انتہی **اقول**
اگر وہ بھلائی اور ترقی مراد ہی جسکے واسطے انسان پیدا ہوا ہی تو سب تقریر مصنف کی غلط محض ہی اوسکی
نسبت جسقدر ریاضت و عبادت مین اونکی محنت و مشقت ہوگی ہر آئنہ انھین کی ترقی اور بھلائی کی
باعث ہوگی نہ کسی دوسرے کی اور اگر ترقی اور بھلائی دنیوی جو تمامتر مطمح نظر مصنف اور مقصود بالذات
اونکی ہی مراد ہی تو یہ قول مصنف کا کہ محنت و مشقت الی قولہ انسان اپنی ترقی اور بھلائی کے لیے
صرف کرے انتہی قطعاً ممنوع ہی اگر مصنف اسپر کوئی دلیل عقلی یا نقلی رکھتے ہون تو پیش کرین ہمیات
سے کچھ کام نہین چلتا مدعا کے اثبات پر لانا برہان کا ضرور ہی **قال** محبت اور الفت جو انسان کی
زندگی کی جان ہی اور جسپر دین و دنیا دونونکی بھلائی منحصر ہی غلامی کی حالت مین بالکل مردہ ہوجاتی
ہی انتہی **اقول** کلیتہً غلط ہی ناآشنائی اور غیر مانوسی خاصہ غلامی کا نہین مقتضائی طبیعت بعض نااہلون کا ہی
چنانچہ بہت آزاد اس طبیعت کے موجود ہین علاوہ بران کمال انسانی تو محبت خالق اور رہا نوسی دار آخرت
مین ہی اور یہ ہمین دین و دنیا کی بھلائی منحصر ہی اور یہی انسان کی زندگی کی جان ہی جسب ہی نہ تیر سے
مردہ ہوگئی تو بعد غلامی کے اگر وہ [illegible]
گذشت چہ باک [illegible] اپنے تصدیق مین اونکے قواعد پر بھی
نظر فرمایئے کہ محبوسان فرنگ بھی اپنی بھلائی کے لیے کچھ محنت نہین کرسکتے **قال** جو لطف اور خوشی
محبت ازدواج سے پیدا ہوتا ہی وہ بھی غلامون کو حاصل نہین ہوتا انتہی **اقول** یہ بھی محض غلط ہی

قال اونکا ازدواج وحشی جانورون کے ازدواج سے کچھہ زیادہ رتبہ نہین رکھتا اقول یہ بھی
غلط اور تاثیر باطل ہی قال اولاد کی محبت اور اونکی پرورش کا جوش جتنا جانورون مین ہی
غلامون مین اتنا بھی نہین ہوتا اقول یہ بھی غلط ہی پرورش اولاد اور جوش محبت خصائص جبلی انسانیہ سے ہے
اور وہ غلامی اور آزادی پر منحصر نہین پس یہ قول بھی مصنف کا محض غلط اور خلاف مشاہدہ ہی قال
غلامون مین ولولہ ہمدردی کا کسی سے یہانتک کہ اپنی اولاد سے بھی مطلق نہین ہوتا انتہی اقول سراسر
مغالطہ اور غلط ہی اکثر مواقع پر غلامون نے ہمدردی مین اپنے آقاؤن کے ایسے کار نمایان کیے ہین کہ آزادون سے
نہین ہوسکتے مشہور خبر ہی اور چند پرچہای لیفلٹ مین مطبوع ہوئی ہی کہ بعض بلاد مین ہر سال صدہا بچہ
نوزائیدہ سڑکون پر پائے جاتے ہین اون جزائر مین جو یہ صفت ہمدردی کی اور محبت اولاد کی ہی کیا
وہ بھی لونڈیان ہی ہین قال بیوفا ہونا اوسکی ایک مشہور صفت ہو جاتی ہی اقول تعجب ہی کہ
دعوی ہی ترک تقلید کا اور تقلید یہانتک کہ افواہ عوام کی تقلید کی بنا پر استدلال یہ کہنا کہ بیوفائی ایک
مشہور صفت غلامی کی ہو جاتی ہی محض غلط بلکہ بیمعنی ہی اور اگر مصنف اصل مین غور کرتے تو سمجھہ لیتے کہ حدوث
استرقاق ابتداءً اسیرا بیوفائی ہی کی ہی کہ جب عہد فطری کو توڑ کر غایت درجہ کی بیوفائی اختیار کی تو
مستوجب سزای استرقاق کے ہوگئے قال مالکیت ایک قدرتی خوشی ہی وہ غلامون مین بالکل معدوم ہوتی ہی
اقول مالکیت کسکو کہ خوشی ہی اور کسکی صفت ہی کچھہ سوچ سمجھہ کر فرماؤ اور کب بالکل معدوم ہوتی ہی
یہ کلیہ بھی آپکا اوپر اصول اہل اسلام کے سراسر غلط اور ناواقفی ہی مسائل اصول سے فلا یبطل الرق
مالکیۃ النکاح والحیوۃ واللہ نہایت تعجب ہی کہ جناب مصنف اس قانون قدرت کو غلامان
شرعی کے باب مین تو بہت کام مین لا رہے ہین مگر محبوسان قید فرنگ کی نسبت ایک اعتراض بھی اس
قانون قدرت کی بنا پر زبان پر نہین لاتے قال چونکہ غلام بجز روٹی کھانے اور کپڑا پہننے کے کوئی
حقوق دنیا مین لینے پر نہین رکھتے اسلیے وہ اون تمام حقوق سے جو خدا نے ایک انسان کو دوسرے پر
پیدا کیے ہین ناواقف رہتے ہین اقول کیا خوب قضیہ شرطیہ ہی کہ مقدم کو تالی سے ربط جیر لازم نہین
پس اوسکو لزومیہ تو کسیطور پر نہین کہہ سکتے اگر اتفاقیہ کہیے تو وہ کلیہ بھی صحیح نہین البتہ جزیہ اتفاقیہ

کہا جاوے تو بیجا ہے اور مسلم الثبوت ہے اگر کچھ مفید مصنف نہین ہے اسوقت اس سے زیادہ کچھ نہین لکھتے لیکن
اسپر اگر کوئی مدعی اسلام اصرار کریگا تو بہت سے غلام ایسے نشان دونگا جنکی عقل و اخلاق پر کسی مسلمان کو
شک نہین **قال** اور ایسے اونکی کچھ قدر نہین **اقول** یہ بھی غلط ہے جنمین جوہر علم و عقل ہے اونکی جو قدر ان
قدر ہے وہ کچھ بلال حبشی اور زید بن حارثہ کہ حضرت خداے عز و جل اور پیغمبر صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم اور اونکے اصحاب
کرام کے نزدیک عزیز اور صاحب قدر اور ابوجہل وغیرہ کفار باوجود نہ مملوک ہونے کے کتنے
بیقدر اور ذلیل تھے **قال** اور گناہ اور دوسرون کی حق تلفی اور طرح طرح کے جرایم دینی اور دنیوی
کے مجمع بن جاتے ہین اور اپنے نفس کو کسیطرح ضبط مین نہین رکھ سکتے **اقول** ارتکاب جرائم
دینی و دنیوی اور اتلاف حقوق اور پیروی نفس امارہ کی بابت ہم مصنف کو ہی حکم قرار دیتے ہین وے
خود ہی از روے انصاف کے فرماوین کہ یہ اخلاق ذمیمہ کن لوگون مین بہت ہین اور آیا وے لوگ
غلام ہین یا غیر مملوک اور جرایم دینی ہین مصنف کے نزدیک آیا وہ جرم بھی داخل ہے کہ جسکو قرآن مجید مین
بلفظ ظلم عظیم اور احادیث نبوی مین بلفظ اکبر الکبائر تعبیر کیا گیا ہے اور اسیطرح ارتکاب زنا اور بعضی
کرنا محرمات شرعیہ سے آیا یہ بھی کچھ تھوڑی بہت جرائم دینیہ مین داخل ہین یا نہین اور اگر ہین تو خود
مصنف صاحب فرماوین کہ یہ امور زیادہ تر غلامون مین پایے جاتے ہین یا غیر مملوکون مین آنکھ کھولکے
بنظر صحیح دیکھین کہ جرائم دنیویہ کہ متعلق حقوق عباد سے ہین اور عقلاً و نقلاً مستوجب اجراے حد و دو تعزیر
و قصاص ہین ان بلاد مین اس زمانہ مین کس کثرت سے شایع ہین آیا مرتکب اونکے مملوک ہین یا غیر مملوک
آگے اسکے آخر صفحہ ۱۲ تک مصنف نے تکرار مضامین فرمایا ہے اور جھوٹے اقوال کو از راہ غلط فہمی یا مغالطہ کے
سچا ٹھہرایا ہے بالبدیہہ اور یہ حکم بدیہیات اولیات غلط محض ہے اور اسقدر صریح البطلان ہے کہ اوسکے
ابطال مین ہمکو ایک حرف بھی لکھنا ضرور نہین **قال** صفحہ ۱۱ آہ اُس بیرحم سنگدل پر جو بچونکو
اونکی ماؤن کی آغوش سے جدا کرتا ہے انتہی **اقول** آہین نہ بھریے قانون قوم مہذب کو یاد فرماکر
صبر کیجیے دیکھیے کہ محبوسان دوام کے آغوش سے نادان بچے جدا کرکے اونکو جزائر دریاے
شور کو بھیجا جاتا ہے چالیس دن بعد وضع حمل سے بچے کو آغوش مادر سے جدا کرکے مادر کو پھانسی

وبیچاتی ہی مگر اس معاملۂ خاص میں دامن اسلام اس بیرحمی کی گرد سے پاک ہی ہماری ملت میں
یہ امر سخت ممنوع ہی اور ہرگز جائز نہیں اور ہمصنف آ وہی سمجھتے ہیں ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
ایسے لوگون پر لعنت کرتے ہین عن ابی موسیٰ قال لعن رسول اللہ صلعم من فرق بین الوالد
وولدہ وبین الاخ وبین اخیہ رواہ ابن ماجۃ والدارقطنی لعنت کی ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے اوسپر جو تفریق کرے درمیان باپ اور اوسکے بیٹے کے اور بھائی اور بہن کے عن عبداللہ بن مسعود
قال کان النبی صلعم اذا اتی بالسبی اعطی اہل البیت جمیعا کراہیۃ ان یفرق بینہم رواہ
ابن ماجۃ تھے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب کہ اونکے پاس قیدی پکڑے ہوئے آتے تھے تو ایک
گھر والونکو یکجا دیدیا کرتے تھے بسبب ناپسند کرنے اس بات کے کہ تفریق کریں اونکے درمیان میں
عن ابی بکر الصدیق قال قال رسول اللہ صلعم لا یدخل الجنۃ سیئ الملکۃ قالوا یا رسول اللہ
الیس اخبرتنا ان ہذہ الامۃ اکثر الامم مملوکین ویتامیٰ قال نعم فاکرموہم کرامۃ
اولادکم واطعموہم مما تاکلون قالوا فما تنفعنا من الدنیا قال فرس ترتبطہ تقاتل علیہ
فی سبیل اللہ ومملوک یکفیک فاذا صلی فہو اخوک رواہ ابن ماجۃ فرمایا پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے کہ داخل نہوگا بہشت میں جو اپنے مملوکوں کے ساتھ برائی سے پیش آتا ہو کہا لوگونے ای رسول اللہ کیا
آپنے یہ خبر ہمکو ندی تھی کہ اس امت کے پاس غلام اور یتامی بہت ہونگے کہا ہان پس چاہیے کہ اکرام کرو
اونکا مانند اکرام اپنی اولاد کے اور کھلاؤ اونکو اوس چیز میں سے کہ تم کھاتے ہو کہا لوگونے کہ کیا
چیز ہی دنیا کی جو ہمکو نفع دیتی ہی فرمایا کہ گھوڑا جسکو باندھی تو جہاد کرتا ہوا اوسپر خدا کی راہ میں اور غلام کہ
کفایت کرے تجکو پس جسوقت کہ نماز پڑھے وہ تو وہ تیرا بھائی ہی عن ابی ایوب قال سمعت رسول اللہ
صلعم یقول من فرق بین والدۃ وولدہا فرق اللہ بینہ وبین احبتہ یوم القیامۃ رواہ
الترمذی والدارمی جسنے تفریق کی درمیان والدہ اور اولاد کی تفریق کریگا اللہ اوسمین اور اوسکے
پیارون مین قیامت کے دن عن علیؓ قال وہب لی رسول اللہ صلعم غلامین اخوین فبعت
احدہما فقال لی رسول اللہ صلعم یا علی ما فعل غلامک فاخبرتہ فقال ردہ ردہ رواہ الترمذی

وابن ماجہ نے کہا علی نے بخشے مجکو پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دو غلام بھائی بھائی پس بیچا مین نے
اونمین سے ایک کو پس کہا مجھسے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کیا ہوگیا غلام تیرا پس عرض کی اوسکے حال سے
خبر دی پس فرمایا کہ پہیر لے پہیر لے اوسکو **قال** [illegible] کے ساتھ لڑائی کی قیدی عورتون
اور بچون اور مردون کا غلام بنانا اون بدیون مین سے کسی بدی کو کم نہین کرتا لڑنا یا کافر ہونا اوسکا
قدرتی حق یعنی آزادی کو زائل نہین کرسکتا **اقول** مجتہد دہر کے نزدیک حقوق اللہ بہت ہی ہلکے بلکہ ازبس
اور خفیف ہین کافر تو ایسا خفیف جرم ہے کہ جس سے کوئی حق کافر کا زائل نہین ہوسکتا مگر یہ عقیدہ غلط ہے
اور بلادلیل ہے اہل اسلام کے نزدیک بموجب حکم خدا تعالی اِنَّ الشِّرْکَ لَظُلْمٌ عَظِیْمٌ کے اس سے زیادہ
کوئی جرم نہین اور اوسکے سبب سے عصمتین اونکی زائل ہوجاتی ہین جیسا اوپر بیان کیا گیا ہے فان
الکفار لما استنکفوا عن عبادة الله تعالى والحقوا انفسهم بالبهائم في عدم النظر والتامل في
آيات التوحيد جازاهم الله تعالى بجعلهم عبيد عبيده متملكين منزلين بمنزلة البهائم ولهذا
لم يثبت الا في على المسلم [illegible] ہے کہ غلام بنانا اون بدیون کو کم نہین کرتا لڑنا یا کافر ہونا
قدرتی حق یعنی آزادی کو زائل نہین کرسکتا یہ بھی غلط فہمی ہے یا مغالطہ ہے بیان جنکی تصریح اوپر مصنف
سنی کی ہے حال اونکا اوپر گذر گیا اور دعوی امتناع زوال آزادی کا محض بیدلیل ہے بلکہ بوجوہ مرقومہ
سابق کے باطل ہے آزادی عین یا جز ذات انسان نہین ہے کہ انسان سے جدا ہوسکے دیکھو سبب جنون کے
حق قدرتی یعنی عقل بالبدیہہ جاتا رہتا ہے پس آزادی مین کیا چیز عقل سے زیادہ ہے کہ جسکے سبب آزادیکا
زوال ممتنع ہے اور داخل تحت قدرت کے بھی نہین ہے اور ہم اوپر وجوہ زوال عصمت حریت کو مکرر بیان
کرچکے ہین اور اب تک مصنف کی تقریر سے یہ امر بھی صاف ظاہر نہین ہوتا کہ آزادی من قبیل حقوق اللہ ہے
یا من قبیل حقوق العباد بدیہی ہے کہ قسم اول سے تو نہین پس متعین ہوئی کہ قسم ثانی اور چونکہ توحید اور ایمان کہ
جسکو کفار نے ضائع کر کے ہتک [illegible] مین نہایت سرگرم ہوے حقوق اللہ مین سے ہے پس مصنف
کس منہ سے یہ دعوی کرتے ہین کہ کافر ہونا حق آزادی کو زائل نہین کرسکتا کیا اونکے نزدیک حقوق
العباد علی اللہ حقوق اللہ علی العباد سے زیادہ تر مستحکم اور قوی ہین عدم مراعات حقوق اللہ تو اباحت

جرم ہی کیا ہوا سکی سزا مین آزادی کی تو حقیقت ہی کیا ہی اگر جرم بلحاظ انسانیت کبھی خارج کر دیگئے ہین بایکھے
آیات سے قبل منھم القردۃ والخنازیر ہیں اور قلنا لھم کونوا قردۃ خاسئین ط **قال** فرض کرو کہ لڑنیوالے
قصوروار ہون مگر عورتون کا کیا قصور ہی **اقول** ظاہر کفر و شرک جو خدا تعالی اور کافۂ انبیاء علیہم الصلوۃ
والسلام کے نزدیک ظلم عظیم اور اکبر الکبائر ہی مصنف کے نزدیک کچھ جرم نہین یا اگر ہی تو بہت ہی حقیر ہی
وہ یہ نہین سمجھتے کہ اصل جرم تو کفر و شرک ہی ہی اور لڑنا اور مقابلہ اور مقاتلہ کرنا ساتھ نصیحت کرنے
والون اور خیر خواہون کے جرم بالائے جرم ہی اور یہ تو [illegible] وجہ ہی کہ عورتون کی نسبت بباعث مقابلہ اور
مقاتلہ یا احتمال مقابلہ و مقاتلہ کے علاوہ سزا [illegible] کہ سزا قتل بھی جائز کی گئی ہی **قال** شاید
اونکا یہ تصور ہو کہ وہ کافر ہین مگر معصوم بچون کا کیا قصور ہی **اقول** شاید کہ کیا معنی مصنف کو
باوجود دعوی استہاد منجملہ بھی بالیقین علم نہین کہ شرع محمدیہ مین [illegible] کی بنا کیا ہی سنئے اطفال
سو حال اونکا یہ ہی کہ اونمین جو عاقل ہو اور قبل گرفتار ہونیکے مسلمان ہوگیا ہو تو وہ رقیق نہین بن
ہوسکتا لان الصبی فی اول حالہ عدیم العقل وفی الاخر ناقص العقل فلا [illegible] القول
والفعل حتی یصح اسلامہ اور اطفال مین جو بہت صغیر اور غیر عاقل ہین تو وہ جمیع احکام شرعیہ
مین تابع کفار ہین اور ظاہر حال اونکا شابہ بحال ماباپ اور اہل دار حرب کے ہی لیکن اگر کوئی اونکے ماباپ مین سے
مسلمان ہوگا تو ہر اینہ وہ بھی اوسکی تبعیت مین مسلمان سمجھے جاوینگے ومن اسلم منہم فی دار الحرب
احرز باسلامہ نفسہ لان الاسلام ینافی ابتداء الاسترقاق والاولاد الصغار [illegible] تبعھم
مسلمون باسلامہ تبعًا یا اگر کوئی بچہ بغیر حفاظت ماباپ کافر وانکے بطور لقیط کے پایا جاویگا تو وہ بھی
رقیق نہوگا علاوہ بران استرقاق تذلیل و تحقیر ہی اون لوگونکی جنھون نے حد سے زیادہ تحقیر و اہانت
حقوق الہی کی ہی اور حکمت کا یہ مقتضی اوسکی [illegible] اونکی سزا ایسی تجویز کیجاوے کہ موجب کمال
ذلت ہو پس اگر تحقیر و تذلیل اونکی بھی بدرجۂ غایت بذریعہ استرقاق اونکی اور اونکے اولاد و ذراری کی
کیجاوے تو کچھ ظلم اور خلاف عقل نہین ہی **قال** جو امور کہ لونڈیون اور [illegible] اور [illegible]
اہل عصمت کے ساتھ جائز سمجھے جاتے ہین کیا وہ حقیقت مین نیک سمجھے جاتے ہین **اقول** کیا یہ مغالطہ کی

تقریر ملت اسلام پر کس طرح کا الزام عاید کر سکتی ہی کیا یہ بات بے اصل اور غلط محض کسی قسم کا الزام
اہل ایمان پہ دھر سکتی ہی قیدی عورتون اور بیگمات اہل عصمت کا یہان کیا تذکرہ ہی یہان تو صرف
بحث لونڈیون کی ہی جنہون نے بسبب ہتک حرمت حق اللہ کے مرتکب گناہ ہو اپنے حقوق کی عصمت
سے اپنے ہاتھون زائل کر دی اور مستوجب تحقیر اور تذلیل کی ہوئین اب رہی یہ بات کہ مباشرت ساتھ
مملوکات کے قبیح ہی یا نہین مصنف دعوی کرتے ہین کہ امر قبیح ہی مگر کوئی دلیل اوسپر نہین لا سکتے علاوہ
بران یہ دعوی صریح باطل ہی کیونکہ قبح مباشرت صرف اوس محل مین ہی جو ملک متعہ سے خالی ہو اور چونکہ
ملک متعہ منکوحات مین بسبب عقد نکاح کے اور مملوکات مین بسبب ملک رقبہ کے ثابت ہی پس
ادعاء قبح ہرآئینہ بے اصل و باطل محض ہی اگر ملک رقبہ مین قایل قبح کے ہونگے تو بالضرورۃ ملک نکاح
مین بھی قبح کا قایل ہونا پڑیگا کیونکہ موجب رفع قبح دونون مین مشترک ہی مصنف کی تقریر سے یہ بھی
ظاہر ہوا کہ گو بظاہر صفحہ ۲۲ پر اونھون نے بجمیع پیغمبرون کی صرف ایک پیغمبر یعنی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو
اون گناہ حقیقی اور قبیح ذاتی سے معصوم ٹھہرایا ہی مگر در پردہ آنجناب کو بھی تہمت ارتکاب امر قبیح
ذاتی کے لگانے سے بعض نہ آئے کہ خود صفحہ ۱۴ پر لکھتے ہین کہ ماریہ قبطیہ بطور کنیز کے ساتھ فراش پیغمبر
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تھین اور اون سے ابراہیم پیدا ہوئے پس بالبداہۃ دعوی مصنف مستلزم اسکا ہی
کہ جناب محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی مرتکب ایک امر قبیح ذاتی اور خلاف قانون قدرتی کے ہوے اور یہ بھی
ظاہر ہوا کہ مدح مرقومہ صفحہ ۱۲ محض زبانی تھی کہ حال اوسکا تھوڑی دیر کے بعد کھل گیا مصرع
بوی ہر عزم پدید آید ز دود **قال** کیا وہ باتین حرکات بہایم سے کچھ زیادہ رتبہ رکھتی ہین ا
اقول کیا مصنف کے نزدیک یہ امر شنیع ہی کہ ایک صاحب عقل و ایمان خوب جانتا ہی کہ مصنف کی یہ سب
بیدلیل اور بے اصل باتین محض دیکھا دیکھی گمراہون کی ہین **قال** کیا وہ کسی مذہب کے سچے ہونے اور خدا کے
دین ہونے پہ دلیل ہو سکتی ہی **اقول** جاہلانہ تقریر ہی احکام فرعیہ کو راستی مذہب پر کون دلیل
لاتا ہی مگر ہان جب راستی مذہب کی اور دلائل قطعیہ سے ثابت ہو چکی تو جواز استرقاق نا راستی مذہب
و ملت پہ اصلا دلیل نہین ہو سکتا **قال** یہ دنیا کی آنکھ مین اس مذہب اور اہل مذہب کی نیکی [illegible]

حاشا وکلا ایک لمحہ کے لیے بھی یہ بات نہین مانی جا سکتی کہ سچا مذہب جو خدا کیطرف سے اوترا ہو
اوسمین ایسے امور جائز ہون **اقول** دنیا مین جو صاحبان عقل و ایمان ہین مثل انبیا علیہم السلام اور اونکے
اتباع اور دیگر حکما نامی ہین اونکے نزدیک تو استرقاق جو بموجب قواعد شرعیہ کے ہی کسیطرح عقلا
قبیح نہین دیکھو حضرت ابراہیم ع م بلکہ شروع دنیا سے حضرت عیسیٰ ع م تک بہ قول مجتہد و مبرہن بھی یہ امر جائز
ٹھہرایا گیا اور اوسپر بنا ہی جواز استرقاق کے۔ جواز از روے نص صریح تراجم توریت مقدس عہد قدیم سفر احبار
باب ۲۵ درس ۴۴ لغایت ۴۶ ہے جسکو خود مصنف نے صفحہ ۱۱۸ پہ نقل کیا ہے اور ہمنے بھی اوپر لکھا ہے ثابت ہے
کسی نبی نے تکذیب توریت کی نہین کی خود مصنف تبیین الکلام مین توریت کے مضامین کو ایک نبی کا الہامی
اور سچا مانتے ہین اور جواز استرقاق کی بابت اب تک او مخصوص نے بھی توریت کی تکذیب نہین کی اور بصراحت تمام
تراجم کو سالم از شائبہ تحریف و تبدیل سچا قرار دیتے رہے اب جو یہ فرماتے ہین کہ ایک لمحہ کے لیے بھی
الخ صاف تناقض کلامی ہے وہ کیسا لمحہ ہے کہ روز تالیف تبیین الکلام سے تالیف رسالۃ الاندا کے تک بھی
تمام نہو چکا تھا وہ کیسا لمحہ ہے کہ ابراہیم ع م بلکہ شروع دنیا سے اب تک ختم نہو چکا کیا یہ انبیاے بنی اسرائیل
توریت مقدس کو جھوٹا جانتے تھے کیا وے اس درس کے برابر تکذیب کرتے رہے ہین ہمیشہ
بطور فرض محال کے یہ بات فرض کی کہ مصنف کے زعم فاسد مین جواز استرقاق آیہ قرآن سے
منسوخ ہو گیا لیکن تا روز نزول قرآن تو کئی ہزار برس توریت مقدس کے نزول کو گذر چکے تھے اور
سب دنیا کے اہل ایمان اور اہل عقل نے یہانتک کہ فلاسفہ یونان نے بھی اس حکم جواز استرقاق مین
کچھ اعتراض اور عذر نکیا اور اس بنا پر کسینے اس مدت مدید تک ملت موسیٰ ع م کی نسبت یہ نہین کہا
کہ یہ ملت جھوٹی ہے اور خدا کیطرف سے نہین جیسا کہ مصنف فرماتے ہین پس ظاہر ہوا کہ تقریر مصنف
کی سراسر مغالطہ اور بیدلیل محض صرف بتقلید بعض بیدینون جاہلون کی ہے اور خود مصنف کے
تصریحات کے بر خلاف ہے ہان اگر لفظ دنیا و اہل دنیا کو اون معانی پر محمول کیا جاوے جو مصرعہاے
مرقومہ ذیل مین مراد ہین تو یہ قول مصنف کا گویا راس العین قبول ہے اور ہم خود اول مدعی
اوسکے ہین مثنوی چیست دنیا از خدا غافل بدن ۔ اہل دنیا کافران مطلق اند ۔ ہست دنیا جاہل و جاہل

واقع مین ایسے ایسے آدمی اس قسم کے توہمات کو یقینیات ٹھہرا کر خدا کی کتابون اور اوسکے پیغمبر سے
انکار کرنے لگتے ہین فِی قُلُوبِہِمْ مَرَضٌ فَزَادَهُمُ اللّٰهُ مَرَضًا **قال** نہایت افسوس ہے کہ ان
باتونکو سوچا سمجھا نجاوے انتہی **اقول** ہمکو بھی نہایت افسوس ہے کہ ان امور کو بنظر غور نہ دیکھا جاوے
اور بتقلید ملحدین کے توہمات و تخیلات کو از قسم یقینیات ٹھہرا لیا جاوے یہان تک مصنف نے اپنے زعم مین
وہمیات کو عقلیات تصور فرما کر اونکی بنا پر گفتگو کی ہے گویا کہ بحث عقلی کی ہے آگے اس سے نقلیات مین
بحث کرتے ہین چنانچہ فرماتے ہین **قال** یہودی مذہب نے غلامی کے قانون کو جائز سمجھا اور
علیسے مسیح نے کچھ نہین کہا انتہی **اقول** یہود کو بجز اسکے کہ غلامی کو جائز سمجھے اور کچھ چارہ ہی
نتھا موسے علیہ السلام نے جب اونکو فرمان ایزدی سنایا پس اگر وہ اوسکو جائز نسمجھتے تو اور کیا کرتے اور جناب
علیسے علیہ السلام نے جو نسبت اوسکے ایک حرف بھی انکار کا نفرمایا تو وہ بھی بے اختیار محض تھے حکم
خداوند تعالی کا جو کچھ توریت مین تھا اوسکے برخلاف بدون حکم خداوند تعالی کے کسطرح حرف انکا
زبان پر لا سکتے تھے مصنف کے الزام کا جواب انکے پاس صاف موجود ہے سُبْحَانَكَ مَا يَكُونُ لِي
أَنْ أَقُولَ مَا لَيْسَ لِي بِحَقٍّ مَا قُلْتُ لَهُمْ إِلَّا مَا أَمَرْتَنِي بِهِ **قال** مگر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
جو کچھ اوسکی نسبت کہا اوسکو کسینے نہین سمجھا انتہی **اقول** بڑا تعجب ہے صحابۂ کرام کو باوجود درایت
کامل کے لغات عرب اور ذہن ثاقب اور صفائی ظاہری و باطنی اور مصاحبت صاحب وحی اور دیگر
کمالات علمیہ کے مطلب اوس مدعا کلام خدا اور رسول کو اسقدر بھی نہ سمجھ سکے کہ جسقدر ایک ایسے شخص نے
سمجھا جو لغات عرب سے بھی محض ناواقف ہے طریق استنباط مسائل شرعیہ سے بھی نابلد محض ہے الٰہی ہمیں ونیکا
مگر تھوڑی دیر کے بعد خوب صاف معلوم ہو جاویگا کہ جو کچھ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اوسکو
کسنے سمجھا اور کسنے نہین سمجھا **قال** خدا تعالے نے قرآن مجید مین انسان پر بعض قدرتی احسان بیان کرنے مین
یون فرمایا أَلَمْ نَجْعَلْ لَهُ عَيْنَيْنِ وَلِسَانًا وَشَفَتَيْنِ وَهَدَيْنَاهُ النَّجْدَيْنِ فَلَا اقْتَحَمَ الْعَقَبَةَ وَمَا
أَدْرَاكَ مَا الْعَقَبَةُ فَكُّ رَقَبَةٍ کیا ہمنے اوسکو دو آنکھین نہین دین اور ایک زبان اور دو ہونٹ
اور کیا نہین بتادیے ہمنے اوسکو دو گھاٹیون کے رستے پھر وہ نہین بھلانگ جاتا گھاٹی کو تو جانتا ہے

کہ وہ کیا گھاٹی ہی وہ غلام کا آزاد کرنا ہی انتہی **اقول** ظاہر ہوتا ہی کہ مصنف کو معانی لغات عربیہ پر
اطلاع نہین آیۂ کریمہ مین جو کلمہ نجدین تثنیہ نجد آیا اوسکا ترجمہ کرتے ہین دو گھاٹیونکے رستے حالانکہ یہ ترجمہ
سراسر غلط ہی نجد کا گھاٹی لکھا نجد لغت عرب مین مادہ ن ج د مشتق ہی اور بمعنی علو اور ظہور کے کہ صاف
برخلاف ہی گھاٹی کے ہی کہ پستی اور خفا اوسکو لازم ہی قال الجوهري النجد ما ارتفع من الارض
والجمع نجاد ونجود وانجد ومنه قولهم فلان طلاع انجد اذا كان ساميا لمعالي الامور وقال
الشاعر وقد يقصر القل الفتى دون همه وقد كان لولا القل طلاع انجد والنجد الطريق المرتفع قال امرء القيس
آخر منهم جازع نجد كبكب ويقال انجد فلان الدعوة رفع الصوت فيها پس ترجمہ نجدین کا دو [illegible]
جو مصنف نے اندراہ ناواقفیت کے لغات عرب سے لکھا ہی بلکہ صحیح ترجمہ یہ ہی کہ دکھائی ہمنے اوسکو دونون [illegible]
یعنی دونون راہ نمودار کہ جدا جدا صاف ظاہر ہین ایک دوسرے سے مشتبہ نہین ہی ایسے ہی کلمہ اقتحم جو آیت
مین وارد ہی اوسکا ترجمہ پھلانگ جانا لکھا حالانکہ نہ باعتبار مادہ کے ترجمہ اقتحام کا پھلانگنا صحیح ہی
نہ باعتبار اشتقاق کے پھلانگ جانا صحیح ہی اقتحام کے معنی ہین داخل ہونا بہ دشواری
يقال اقحمت الفرس النهر فانقحم واقتحم النهر اي دخله ومنه قوله تعالى
فلا اقتحم العقبة یعنی نہ گھسا گھاٹی مین مراد یہ ہی کہ عامل ایسے عمل کا نہوا کہ جو نفس پر دشوار ہو عمل غور کر
کہ کہان اقتحام اور کہان پھلانگنا **شعر** صلاح کار کجا و من خراب کجا * ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا
یہان تک مختصر بیان تھا غلطی مادہ لغت کا اب بیان غلطی اشتقاق کا سنیے کہ اقتحم صیغہ ماضی اور بسبب
دخول حرف نفی کے منفی ہی بطور فرض محال فرض کیا جاوے کہ معنی اقتحام پھلانگنا ہی ہین جب بھی لا اقتحم کا
ترجمہ یہ چاہیے تھا کہ نہ پھلانگا اوسنے یا کہہ سکتے تھے نہین پھلانگ گیا یہان ہمیشہ یا ترجی باشرط [illegible] نہین کہ
جسکے سبب ہم ماضی کے معنی مین تصرف کرسکے بجای پھلانگا پھلانگ جاتا ہی لیتے اور ترجمہ فک رقبۃ کا
غلام آزاد کرنا بھی غلط ہی صحیح ترجمہ اسکا ہی چھوڑانا گردن کا اور وہ عام ہی غلام کی آزاد کرنیسے
ایسے محبوس کے چھوڑانے پر بھی اطلاق اوسکا ہوتا ہی جو بسبب دین یا اور کسی سبب کے محبوس ہوا گرچہ یہ بحث
الفاظ ہی کہ ہمکو اسطرف توجہ بہت کم ہوتی ہی مگر اس مقام پر مختصر بحث الفاظ ضروری تھی تاکہ ظاہر ہوجاوے

کہ مجتہد دہر ہنوز لغت عربی سے کہ علم اوسکا رکن اجتہاد ہی محض ناواقف ہین اور باوجود اس ناواقفی کے دعوی اجتہاد کا اور مخالفت اجماع کا فرماتے ہین **قال** پیغمبر صاحب نے کھلم کھلا فرمایا کہ ما خلق اللہ شیئا علی وجہ الارض احب الیہ من العتاق اللہ صاحب نے زمین کے پردہ پر کوئی چیز غلام آزاد کرنے سے زیادہ پیاری پیدا نہین کی **اقول** ہمکو اسمین کچھہ گفتگو نہین کہ آزاد کرنا بردہ کا عمل خیر اور موجب ثواب ہی لیکن ہم اس حدیث مین جو مصنف نے نقل کی کلام کرتے ہین کہ مجتہد دہر نے کہان سے نقل کی اسکی سند لکھنی چاہیے تھی اسباب یہ ہین وہ مدعی اجتہاد ہین اور برخلاف اجماع امت محمدیہ کے اپنی طبیعت سے مضمون غلط گھڑ کر پیش کیا ہی پس ہم اونکو ایسا مطلق العنان نچھوڑینگے کہ بلا سند قوی کے ضعیف و موضوع اخبار سے وہ استدلال کرسکین بلکہ ہر دعوی پر دلیل اور ہر دلیل کی سند قوی طلب کرینگے **قال** لڑائیکے قیدیون کے نسبت خدا تعالی نے صاف فرما دیا اِمَّا مَنًّا بَعْدُ وَاِمَّا فِدَاءً لڑائی کے بعد احسان کر کر یا فدیہ لیکر چھوڑ دو انتہی **اقول** اس آیت کا ایک حرف بھی مصنف نہین سمجھے اور جہانتک اس آیت سے استدلال کیا تمامتر مبنی بر ناواقفی لغات عرب کی ہی بحث اسکی آگے آویگی **قال** طائف کی لڑائی مین پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منادی کرادی کہ جتنے غلام ہمارے پاس چلے آوین وہ سب آزاد ہین انتہی **اقول** کیا آفت ہی کہ جب استدلال کرتے ہین تو اصلا خیال خبر صحیح و غیر صحیح کا نہین فرماتے مصنف فرماوین کہ یہ مضمون کس کتاب سے نقل کیا اور وہ کتاب اونکے نزدیک معتبرات سے ہی یا نہین اور جس کتاب سے اونہون نے یہ مضمون نقل کیا ہی اگر ہم اوسے سند لاوین تو تسلیم کرینگے یا نہین اگر نہ کرینگے تو اپنے حق مین کیون اوسکو مستند ٹھہراتے ہین علاوہ بران اس سے کچھہ مدعا اونکا نہین ثابت ہوتا کیونکہ جو کنیز و غلام کفار کے اگر مسلمان ہوکر دار اسلام مین آجاوین بلا شبہ آزاد ہو جاوینگے اور ملک کفار سے نکل جاوینگے پس دلیل مصنف مثبت مدعا مصنف نہین اور اوسکو اپنے مفید مدعا سمجھنا صرف خوش فہمی مصنف کی ہی **قال** یا اینہمہ مسلمانون کی یہ بدبختی تھی کہ اونکے عالمون نے اپنی قدیم رسم کی غفلت مین اسیر خیال کیا انتہی **اقول** جس امت محمدیہ کے حق مین خدا تعالے فرماتا ہی كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ جنکے حق مین پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہین

لنذر تعون سبعین امۃ انتم خیرھا و اکرمھا علی اللہ تعالیٰ اور صحابہ کبار اور علماء کے حال سے خدا اپنی کتب مقدسہ میں خبر دیتا ہے مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللّٰهِ ۚ وَالَّذِينَ مَعَهُ أَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ ۖ تَرَاهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَبْتَغُونَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا ۖ سِيمَاهُمْ فِي وُجُوهِهِم مِّنْ أَثَرِ السُّجُودِ ۚ ذَٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرَاةِ ۚ وَمَثَلُهُمْ فِي الْإِنجِيلِ كَزَرْعٍ أَخْرَجَ شَطْأَهُ فَآزَرَهُ فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوَىٰ عَلَىٰ سُوقِهِ يُعْجِبُ الزُّرَّاعَ لِيَغِيظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ ۗ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ مِنْهُم مَّغْفِرَةً وَأَجْرًا عَظِيمًا ۔ اوس امت مکرمہ اور معززہ کی نسبت لفظ بخبخی کا زبان پر لانا اور اوسکے سب علماء کا کو پیرو رسوم جاہلیت کا کہنا مخالفت خدا اور پیغمبر خدا ہے پکر کہ بار ذہنا ۔ **قال** مگر ہم صرف خدا اور رسول کے حکم کی اطاعت کرینگے اور کسی مولوی ملا مجتہد فقیہ کے تقلید سے غلطی میں نہ پڑینگے ۔ اسلئے ہمارا ممکن ہے اس مسئلہ کی خوب تحقیق کرینگے **اقول** اکرمہ بہ یا ملا ہو آجا بہ احسان اللسان سے ای انکہ لانہ میزنی از دل کہ عاشق ست ۔ طوبی لک از زبان تو با دل موافق ست ۔ مگر مجھ پر جیسے میں بلحاظ علم و فضل و تفقہ و تورع جناب کی ہے وہ بھی عرض کرتا ہوں کہ جناب سامی کو بھی تقلید کے بغیر چارہ نہیں فَاسْأَلُوا أَهْلَ الذِّكْرِ إِن كُنتُمْ لَا تَعْلَمُونَ ۔ ترسم نرسی بکعبہ ای اعرابی ۔ کین رہ کہ تو میروی بترکستان ست ۔ ہم بھی آپکے تحقیق کی خوبی کا امتحان لیتے ہیں آپکی ہر ایک دعوی کو جانچینگے اور آپکی تحقیق کا ہر جگہ اعلان کرینگے ۔ وباللہ التوفیق ۔ اور اسوقت اتنا اور بھی کہتے ہیں کہ آپ اکثر مقامات میں بیشک ایسے لوگونکی تقلید کرینگے کہ ائمہ مجتہدین میں بھی داخل نہیں اور اسوقت ہم آپکو جھک کر سلام کرینگے مگر ہم انشاء اللہ تعالیٰ وسطے اتمام حجت کے قرآن و حدیث ہی سے مسئلہ کو صحیح سمجھینگے **قال** باب اول اس باب میں کہ قبل اسلام کے بھی کفار و مشرکین عرب میں غلامی کا عام رواج تھا اور متعدد طرح سے لونڈی غلام بناتے تھے انتہی **اقول** یہاں ایک بات کا کہنا ضرور ہے کہ ہم اوپر از روے قواعد عقلیہ اور نقلیہ کے ثابت کر چکے ہیں کہ کفر و شرک سے عصمت و حریت حریت زائل ہو جاتی ہے اور یہ وہی ہیں وہ کمال کہ جسکے باعث وہ قابل تملک نہیں ہے باقی نہیں رہتا ہے تو وہ بہایم مطلق النسان کی قابل تملک ہو جاتا ہے پھر جسطرح بہایم مغلوب ہوکر حماوی غالب کے ہوجاتے ہیں

اسیطرح پر آدمی صورت بہایم سیرت بوقت استیلا کے مملوک ہو جاتا ہے پس کفر و شرک علت زوال
حریت حریت ہے اور مغلوب اور مستولی ہو جانا سبب ملکیت ہے اور یہی اصل عقلی ہے کہ جسپر شارع نے
بناء رقیت قائم کی ہے اور اون اصول سے کہیں تجاوز نہیں کیا گیا نہ ابتدای اسلام میں نہ اب جب
یہ امر ظاہر ہوا تو اب ہم اقوال مجتہد دہریہ پر توجہ کرتے ہیں **قال** زمانہ جاہلیت میں کسکس صورت سے
انسان لونڈی غلام بنائے جاتے تھے چنانچہ اوسکی یہ تفصیل ہے اول وہ لوگ جو اپنے تئین آپ بیچ ڈالتے
تھے **اقول** یہ بات ثابت نہیں شاید ایسا ہوتا ہو مجتہد دہریہ کو کہیں سے یہ بات ثابت ہوئی ہوگی بہر کیف
ہم یہ کہتے ہیں کہ قول غیر ثابت کو ہم کسیطرح پر تسلیم نکرینگے اور عہد اسلام میں تو ایسے رقیت کا ہم
قطعی انکار کرتے ہیں اگر مجتہد صاحب کے پاس کچھہ وجہ ثبوت اسکی ہو تو پیش کریں **قال** دوم وہ صغیر
السن لڑکے لڑکیاں جو اونکے ماں باپ سے خرید لی جاتی تھیں **اقول** ایسے استرقاق کو پیغمبر
صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ہرگز جائز نہیں رکھا بلکہ بمجرد اطلاع پانے کے حکم اونکے آزاد کرنیکا نافذ
فرمایا چنانچہ ابوداود نے جو حدیث اس باب میں نقل کی اوس سے ہمارے بیان کا ثبوت ظاہر ہے
عن سلامة بنت معقل امرأة من خارجة قيس عيلان قالت قدم بي عمي في الجاهلية فباعني
من الحباب بن عمرو اخي ابي اليسر بن عمرو فولدت له عبد الرحمن بن الحباب ثم هلك فقالت
امرأته الآن والله تباعين في دينه فاتيت رسول الله صلعم فقلت يا رسول الله اني امرأة من
خارجة قيس عيلان قدم بي عمي المدينة في الجاهلية فباعني من الحباب بن عمرو اخي ابي اليسر بن عمرو
فولدت له عبد الرحمن بن الحباب فقالت امرأته الآن والله تباعين في دينه فقال رسول الله
صلعم من ولي الحباب قيل اخوه ابو اليسر بن عمرو فبعث اليه فقال اعتقوها فاذا سمعتم برقيق
قدم علي فاتوني اعوضكم منها قالت فاعتقوني وقدم على رسول الله صلعم رقيق فعوضهم
مني غلاما سلامہ بنت معقل سے جو ایک عورت تھی قبیلہ خارجہ قیس عیلان سے روایت ہے کہ کہا اوسنے
کہ میرے چچا مجھکو زمانہ جاہلیت میں لایا اور بیچ ڈالا اوسنے مجکو حباب بن عمرو بھائی ابوالیسر بن عمرو کے
ہاتھ پس جنے میں نے اوس سے عبدالرحمن بن حباب کو پھر حباب مرگیا پس کہا حباب کی عورت نے کہ

اب تو خدا کی قسم ہے کہ بیچی جاویگی حباب کے قرضہ میں پس آئی میں پیغمبر خدا کے پاس پس کہا میں نے اے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم میں ایک عورت ہوں قبیلہ خارجہ قیس عیلان میں سے میرا چچا زمانہ جاہلیت میں
مجھکو لایا پس بیچا اوسنے مجھکو حباب بن عمرو بھائی ابو الیسر کے ہاتھ پس جنا میں نے اوس سے عبد الرحمن بن
حباب کو پھر مر گیا حباب تو کہا حباب کی عورت نے کہ اب تو خدا کی قسم ہے کہ بیچی جاوگی حباب کے دین میں
پس فرمایا پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے کون ہے حباب کا ولی یہ کہا گیا کہ اوسکا ولی بھائی اوسکا
ابو الیسر بن عمرو ہی پھر بلا بھیجا اوسکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے پس فرمایا کہ آزاد کر دو اس
عورت کو پھر جسوقت کہ تم سنو یہ بات کہ کوئی رقیق میرے پاس آیا تو آئیو تم میں تمکو اسکے عوض اوسکو
دیدونگا کہا سلامہ نے پھر آزاد کر دیا اونھوں نے مجھکو اور آیا ایک رقیق پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے
پاس تو میرے بدلے میں انکو دیدیا ایک غلام یہانسے یہ امر خوب عیان ہوا کہ جو استرقاق بطور
ناجائز زمان جاہلیت میں ہوا تھا اوسکو پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ہرگز جائز نہین رکھا
بلکہ بمجرد دریافت ہونے اوس حال کے حکم اوسکے آزاد کیا نافذ فرمایا **قال** سوم وہ صغیر السن لڑکے
یا لڑکیاں جنکو کسی ملک سے بھگا کر یا چرا کر لے آتے تھے **اقول** یہ بھی جھوٹی بات ہے عرب میں اگرچہ فسق و
کفر کا شیوع بہت بڑا تھا مگر اکثر افعال رذیلہ مثل سرقہ اور زنا بازی وغیرہ کو بلحاظ اپنی شرافت اور
علو ہمت کے بہت برا اور سخت معیوب سمجھتے تھے اور اسلام نے کبھی ایسا استرقاق جائز نہین رکھا **قال**
چہارم وہ جنکو بزبردستی ڈاکہ زنی یا رہزنی کے طور پر پکڑ لاتے تھے **اقول** یہ بھی جھوٹ اور ایسا
استرقاق بھی کبھی اسلام میں جائز نہین ہوا **قال** پنجم دشمن کے ملک کا وہ آدمی جو لڑائی کے زمانہ میں
بلا امان خفیہ چلا آتا تھا اور گرفتار ہو جاتا تھا **اقول** اسکا حکم اور حکم اساری حرب کا واحد ہے
کیونکہ اسمین بھی سبب قیمت اور سبب ملکیت پائے گیے پس اس قسم کا استرقاق اسلام میں بھی بسبب
تطابق ضابطہ مذکورہ کے جائز ہے **قال** ششم وہ مرد و عورت بچے جو لڑائی میں قید ہوتے تھے
ایسی عورتوں کے ساتھ مشرکین عرب بمجرد اونکے گرفتار کرنیکے مباشرت کو جائز اور درست سمجھتے تھے
اقول چونکہ یہ استرقاق مطابق ضابطہ عقلیہ نقلیہ کے تھا لہذا اسلام نے بھی اسکو جائز رکھا اور شارع نے

کہ یہ بات زمانۂ جاہلیت میں مروج ہو کہ بجبر دگرفتار کرنے کے مباشرت جائز رکھتے ہوں گو کہ مجتہد صاحب نے اوسپر کوئی دلیل پیش نہیں کی مگر اسلام نے قبل از استبرا مباشرت جائز نہیں رکھی چنانچہ یہ بات روایات مفصلۂ ذیل سے جو سنن ابی داؤد میں ہیں ثابت ہی عن ابی سعید الخدری ورفعه انه قال فی سبایا اوطاس لا توطأ حامل حتی تضع ولا غیر ذات حمل حتی تحیض حیضة ابو سعید خدری سے روایت ہی اور پہونچا دیا اونھون نے اوس روایت کو (یعنی پیغمبر صلعم تک پہونچا دیا) کہ تحقیق پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا سبایای اوطاس کے حق میں کہ نہ مباشرت کیجاوے حاملہ سے جب تک کہ وضع حمل نکرلے اور نہ غیر حاملہ جبتک ایک حیض سے فارغ نہولے عن حنش الصنعانی عن رویفع بن ثابت الانصاری قال قام فینا خطیبا قال اما انی لا اقول لکم الا ما سمعت رسول اللہ صلعم یقول یوم حنین قال لا یحل لامرء یؤمن باللہ والیوم الاخر ان یسقی ماءہ زرع غیرہ یعنی اتیان الحبالی ولا یحل لامرء یؤمن باللہ والیوم الاخر ان یقع علی امرءة من السبی حتی یستبرءها ولا یحل لامرء یؤمن باللہ والیوم الاخر ان یبیع مغنما حتی یقسم رویفع بن ثابت انصاری سے حنش صنعانی روایت کرتے ہیں کہ کھڑے ہوے ہم میں رویفع بن ثابت خطبہ پڑھتے تھے کہا اونھون نے کہ آگاہ رہو کہ میں نہیں کہتا ہوں تم سے مگر جو میں نے سنا ہی پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہ فرماتے تھے وہ روز حنین کہا اونھون نے کہ نہیں حلال ہی واسطے کسی آدمی کے جو خدا اور قیامت پہ ایمان رکھتا ہی یہ بات کہ دیوے اپنا پانی غیر کی کھیتی کو مراد آپ کی لینے سے تھی مباشرت حاملہ عورتون کی اور نہیں حلال ہی واسطے کسی آدمی کے جو خدا اور قیامت پر ایمان رکھتا ہو کہ مباشرت کرے کسی عورت کے ساتھ جو اسیر ہوا یا ہی جبتک استبرا نکرلے اور نہیں حلال ہی واسطے کسی آدمی کے جو یقین رکھتا ہو خدا اور قیامت کے دن کا کہ بیچے وہ کوئی چیز غنیمت کی جبتک کہ وہ تقسیم نہو جاوے اس بیان سے ثابت ہوا کہ بدو اسلام سے منجملہ طرق استرقاق سبعہ مجتہد دھر کی خواہ وہ عرب میں جاری ہوں یا نہون کوئی طریقہ بجز طریقہ استیلا کی جائز نہیں رہا اور باقی طرق اگرچہ اکثر اونمیں سے عرب میں جاری ہی نہیں تھے مگر بالفرض اگر جاری بھی ہون تب بھی اسلام میں کبھی اونکا جواز نہیں ہوا بلکہ اگر کبھی اونمین سے کسی طریقہ پر پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اطلاع ہوئی تو فوراً اوسکا انسداد عمل میں آیا۔ قال فرزدق شاعر زمانۂ جاہلیت کا اسطرح پر فخریہ بیان کرتا ہی۔

اقول تاریخ دانی بھی جناب والا کی خوب متحقق ہوئی گویا کہ مصداق مصرعۂ مشہور کہ آنہی مین عمر چندے خوش گذشت
سعدی در زلیخا — جناب فرزدق وہ ہین جسکا نام ہمام ہے یہ وہی ہے جسنے بیع مین ابراہیم بن ہشام بن اسمعیل
مخزومی ماموں ہشام بن عبدالملک بن مروان کے لکھا ہے۔ وما مثلہ فی الناس الا مملکا ابو امہ حی
ابوہ یقاربہ ہو وہ جو مناقب مین امام ہمام علی بن حسین علیہما السلام کے لکھا ہے۔ ہذا الذی یعرف
البطحاء وطأتہ والبیت یعرفہ والحل والحرم سنہ ۱۱۰ ہجری مین اوسکا انتقال ہوا ہے آپ اوسکو کس طرح
شاعر زمانہ جاہلیت ٹھہراتے ہین اسکی تو پیدایش بھی زمانہ جاہلیت مین نہین ہوئی ذلک مبلغکم
من العلم دیکھو تاریخ ابن خلکان اور بکری اور ابن قتیبہ کے حالات شعرا مین **قال** اسلام کے
شروع ہوتے ہی زمانہ جاہلیت کی تمام رسمین موقوف نہین ہوگئی تھین بلکہ زمانہ اسلام مین بھی زمانہ
جاہلیت کی بہت سی رسمون پر جبتک کہ کوئی حکم نہین آیا عمل درآمد رہا **اقول** جو رسمین کہ قبیح
اور فحش اور منکر خلاف فطرت اور آئین قدرت کی تھین بدو اسلام ہی سے موقوف ہوگئین اور ہرگز
اسلام مین ایک آن کو بھی جائز نہین ہوئین بعض امور البتہ ایسے تھے کہ گو کہ خلاف آئین قدرۃ اور فطرتی
گناہ اور قبیح لذاتہ اور فحش و منکر تھے مگر شارع کو انہیں کسی زمانہ مین چھوڑا دینا منظور تھا اور میعاد معلوم
تک جاری رہے اور پھر چھوڑا دیے گیے اور جب حکم تحریم پہونچا تو ایسا صاف اور واضح بیان ہوا کہ
کسیطرح اوسمین کسی کو شک و شبہ نرہا پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اوسکو اپنے اصحاب کو خوب سمجھا دیا
اور اصحاب نے اوسکو خوب سمجھکر اوسپر خود عمل کیا اور اوروں کو سمجھا کر پوری پوری تعمیل کرائی یہانتک کہ اس
بنا پر جن امور کا منتہی ہونا آئندہ کے لیے متصور تھا اونسے بھی ممانعت شدید کی گئی **قال**
مثلاً متعہ کی رسم **اقول** یہ مسئلہ علماے اسلامیہ مین یعنی باہم علماے اثنا عشریہ و اہل سنت مین مختلف فیہ ہے
اور مخصوص رسم جاہلیت نہین پس اسکو اس مقام پر لانا اسراف بیمحل ہے **قال** شراب خواری **اقول** شراب
پینا مخصوص بہ رسم جاہلیت نہ تھا بلکہ بعض شرائع سابقہ مین بھی کچھ ممانعت اوسکی تھی اور جب وہ ممنوع ہوا
تو اوسکی ممانعت کا دیکھو کیسا صاف حکم آیا کہ انما الخمر والمیسر والانصاب والازلام رجس من عمل
الشیطان فاجتنبوہ اور دیکھو اوسکی تعمیل کس شدت و اہتمام سے کرائی گئی کہ اوسکے پینے والے

حکم اجراء حد کا نافذ ہوا جسقدر شراب بوقت نزول آیت تحریم کے موجود تھا اوسکی نسبت حکم ہوا کہ ہرگز ہرگز کسی کام میں نہ لائی جاوے نہ بیچی جاوے بلکہ پھینک دیجاوے عن ابی سعید الخدری قال کان عندنا خمر لیتیم فلما نزلت المائدۃ سالت رسول اللہ صلعم عنہ وقلت انہ لیتیم فقال اھریقوہ رواہ الترمذی تھے ہمارے پاس شراب ایک یتیم کی سو جب سورہ مائدہ اوتری تو پوچھا مینے پیغمبر صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم سے اور مینے کہا کہ وہ شراب ایک یتیم کی ہے فرمایا کہ بہا دو اوسکو عن انس ان النبی صلعم سئل عن الخمر تتخذ خلا فقال لا رواہ مسلم سوال کیا گیا پیغمبر صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم سے شراب کا کہ اوسکا سرکہ بنا لیا جاوے فرمایا کہ نہیں عن وائل الحضرمی ان طارق بن سوید سال النبی صلعم عن الخمر فنہاہ فقال انما اصنعہا للدواء فقال انہ لیس بدواء ولکنہ داء رواہ مسلم طارق بن سوید نے شراب بنانیکا سوال کیا پیغمبر صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم سے پس منع فرمایا اوسے پھر کہا اوسنے کہ مین دوا کے لیے بناتا ہون فرمایا کہ وہ دوا نہین بلکہ دکھ ہے عن ابن عباس نہاھم عن اربع عن الحنتم والدباء والنقیر والمزفت متفق علیہ منع فرمائی لوگون کو چار برتنون سے حنتم اور دبا اور نقیر اور مزفت سے (وجہ اسکی یہ ہے کہ ان مین بیشتر شراب رکھی جاتی تھی اور مخصوص شراب کے لیے تھے) عن انس عن ابی طلحۃ انہ قال یا نبی اللہ انی اشتریت خمرا لایتام فی حجری قال اھرق الخمر وکسر الدنان رواہ الترمذی ابو طلحہ نے کہا کہ اے پیغمبر خدا مینے خریدی تھی شراب یتیمون کے لیے فرمایا کہ بہا دے شراب کو اور توڑ ڈال مٹکون کو عن جابر بن عبد اللہ انہ سمع رسول اللہ صلعم یقول عام الفتح وھو بمکۃ ان اللہ ورسولہ حرم بیع الخمر رواہ البخاری فی کتاب المغازی فی صحیحہ جابر بن عبد اللہ نے سنا پیغمبر صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم سے بروز فتح مکہ فرماتے تھے کہ خدا اور خدا کے رسول نے حرام کیا بیچنا شراب کا یہانتک کہ غیر ملت والے جو شراب پیتے تھے اونکے برتنون کے استعمال کو بھی بغیر ضرورت شدید ممانعت فرمائی اور بصورت ضرورت شدید کے بعد دھونے کے اور پاک کیے اونکا استعمال جائز رکھا عن ابی ثعلبۃ الخشنی قال قال النبی صلعم اما ما ذکرت انکم بارض اھل الکتاب فلا تاکلوا فی آنیتہم الا ان لا تجدوا بدا فان لم تجدوا بدا فاغسلوہا وکلوا رواہ البخاری فی کتاب الصید ابا ثعلبہ یہ جو تو نے پوچھا کہ تم زمین اہل کتاب مین ہو جہان کہ

اونکے بتنون مین مگر یہ کہ کچھ چارہ بناؤ پس اگر کچھ چارہ بناؤ تو دھو ڈالو اونکو اور اونین کھاو

قال احرام کی حالت مین گھرونکے دروازون سے گھرون مین نہ آنا **اقول** اگرچہ یہ امر قبیح لذاتہ نہین مگر پھر بھی اصلاً ثابت نہین کہ اہل اسلام مین رواج اسکا ہوا ہو پھر دیکھو کیسی تاکید سے اور کیسی تصریح سے اوسکی ممانعت فرمائی لَيْسَ الْبِرُّ بِاَنْ تَاْتُوا الْبُيُوْتَ مِنْ ظُهُوْرِهَا وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنِ اتَّقٰى وَاْتُوا الْبُيُوْتَ مِنْ اَبْوَابِهَا اول تو جس فعل کو وہ اچھا سمجھتے تھے اوسکی بنسبت فرمایا کہ یہ فعل بھلائی کی قسم سے نہین بعدازان حکم فرمایا کہ گھرون مین دروازون سے آو یعنی اوس فعل کو کہ اچھا نہین ہے ترک کرکے یہ راہ اختیار کرو

قال برہنہ ہوکر طواف خانہ کعبہ کرنا **اقول** اسکو بھی کبھی خدا اور خدا کے رسول نے جائز نہین رکھا مشرکین مین یہ رسم تھی مگر کسی مسلمان نے نہ قبل از ہجرت نہ بعد از ہجرت ایسا کیا اور کیسی تاکید اور کس علانیہ سے اسکی ممانعت فرمائی گئی عن ابي هريرة قال بعثني ابو بكر في الحجة التي امره النبي صلعم عليها قبل حجة الوداع يوم النحر في رهط امره ان يؤذن في الناس الا لا يحج بعد العام مشرك ولا يطوف بالبيت عريان متفق عليه ابوہریرہ کہتے ہین کہ بھیجا مجکو ابوبکر رضہ نے روز نحر اوس حج مین کہ جسمین اونکو امیر کرکے بھیجا تھا پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حجۃ الوداع سے پہلے ساتھ ایک گروہ کے کہ آگاہ کرے سب آدمیون کو کہ اس برس کے بعد کوئی مشرک حج کو نہ آوے اور نہ طواف کرے بیت اللہ کا کوئی ننگا عن ابي هريرة قال بعثني ابو بكر في تلك الحجة في مؤذنين بعثهم يوم النحر يؤذنون بمنى ان لا يحج بعد العام مشرك ولا يطوف بالبيت عريان قال حميد بن عبد الرحمن ثم اردف رسول الله صلعم بعلي بن ابي طالب فامره ان يؤذن ببراءة قال ابو هريرة فاذن معنا علي يوم النحر في اهل منى ببراءة وان لا يحج بعد العام مشرك ولا يطوف بالبيت عريان رواه البخاري في كتاب التفسير ابوہریرہ رضہ سے ہے کہ اوس سال مجکو بہیرہ کیا آگاہ اور اطلاع کرنیوالون مین ابوبکر رضہ نے بروز نحر بھیجا کہ آگاہ کردین لوگون کو منا مین کہ اس سال کے بعد حج کو نہ آوے کوئی مشرک اور نہ طواف کرے بیت کا کوئی ننگا کہا حمید نے پھر پیچھے اونکے بھیجا پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے علی کو کہ آگاہ کردین ساتھ سورۂ براۃ سے کہا ابوہریرہ نے پس اطلاع دیدی علے رضہ نے نحر کے دن منی کے

لوگون کو سورہ براۃ کے مضمون کی اور اسکی کہ نہ حج کرے اس سال کے بعد کوئی مشرک اور نہ طواف کرے
بیت اللہ کا کوئی ننگا غور کیجیے کہ کسقدر تاکید و تشدد اور اعلان کے ساتھ یہ حکم جاری فرمایا گیا **قال**
دو بہنوں سے ایک ساتھ شادی کرنا **اقول** یہ امر صرف نہی رسم جاہلیت تھا بلکہ بعض شرایع سابقہ مین
بھی جائز تھا اور جب ہماری شریعت مین حرام کیا گیا تو دیکھو کیسی صراحت سے حکم ممانعت نافذ ہوا وَاَنْ
تَجْمَعُوْا بَیْنَ الْاُخْتَیْنِ اور پھر جہان کہین ایسی صورت جمع بین الاختین کی دیکھی گئی تو اوسیوقت حکم جدا
کر دینے ایک کا صادر ہوا عن الضحاک بن فیروز الدیلمی عن ابیہ قال قلت یا رسول اللہ انی اسلمت
وتحتی اختان قال اختر ایتہما شئت رواہ الترمذی وابو داود وابن ماجۃ فیروز دیلمی کہتے ہین
کہ مین نے کہا یا رسول اللہ مین اسلام لایا اور میرے نکاح مین دو عورتین بہنین ہین فرمایا کہ ایک کو اون مین سے
اختیار کر لے دیکھیے کیسا حکم صریح نافذ ہوا اور ابتدائً و بقائً ہرگز اوسکو روا نرکھا گیا **قال** باپ کی جورو کو
اپنی جورو بنا لینا **اقول** دیکھو کیسی صاف ممانعت وارد ہوئی وَلَا تَنْكِحُوْا مَا نَكَحَ اٰبَآؤُكُمْ اور پھر تاکید
شدید دیکھیے عن البراء بن عازب قال مر بی خالی ابو بردۃ بن دینار ومعہ لواء فقلت این تذہب
قال بعثنی النبی صلعم الی رجل تزوج امرأۃ ابیہ آتیہ برأسہ رواہ الترمذی وابو داود براء بن
عازب کہتے ہین کہ گذرے میری طرف کو ماموں میرے اور اونکے پاس ایک نشان تھا مینے کہا کہ کہان
جاتے ہو کہا کہ مجھکو بھیجا ہے پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک آدمی پر کہ اوسنے اپنے باپ کی جورو کو نکاح
مین کر لیا تاکہ لاؤن میں اوسکا سر علاوہ بران یہ دستور کبھی اشراف عرب مین جاہلیت مین بھی نہ تھا چنانچہ
بیان اسکا آگے آویگا **قال** متبنی کی جورو کو بعد طلاق کے بھی محرمات مین سے جاننا **اقول** اب بین
کیسی صراحت سے حکم نافذ ہے اول مَا جَعَلَ اَدْعِيَآءَكُمْ اَبْنَآءَكُمْ دوسرا فَلَمَّا قَضٰى زَيْدٌ مِّنْهَا
وَطَرًا زَوَّجْنٰكَهَا لِكَيْ لَا يَكُوْنَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ حَرَجٌ فِيْٓ اَزْوَاجِ اَدْعِيَآئِهِمْ اِذَا قَضَوْا مِنْهُنَّ
وَطَرًا **قال** یہ تمام رسمین جاہلیت کی ایسی تھین کہ زمانہ اسلام مین بھی جبتک امتناع نہین آیا اوسپر عمل ہوتا رہا
اقول یہ بھی غلط ہے کسی صحابی نے برہنہ ہو کر طواف نہین کیا کسی نے باپ کی زوجہ سے نکاح نہین کیا ہان
ایک شخص نے جسکا تذکرہ روایت براء بن عازب مین ہے ایسا کیا تھا کہ اوسکے تدارک کا حکم اوسیوقت جاری ہوا

اور تحقیق نہین کہ آیا وہ کون شخص تھا آیا وہ کوئی مسلمانون مین سے تھا یا کوئی منافق تھا یا کوئی دیہات کا رہنے والا تھا **قال** اسیطرح غلامی کی رسم پر بھی جب تک آیت حریت نازل نہین ہوئی کچھہ تھوڑا سا عمل درآمد ہوا **اقول** یہ سبب ناواقفی مصنف کی ہی جواز غلامی کا منجملہ رسوم جاہلیت کے نہین تھا خود مصنف معترف ہین کہ موسیٰ عم نے اوسکو جائز رکھا عیسیٰ عم نے اوسکی نسبت کچھہ نہین کہا اور ہم اوپر ثابت کر چکے ہین کہ حضرت ابراہیم عم کے زمانہ بلکہ شروع دنیا سے اب تک غلامی کا جواز بلا خلاف چلا آیا ہے اور جب انبیا عم اوسکو جائز رکھتے چلے آئے ہین اور کتب سماویہ سے اوسکا جواز ثابت ہی تو اوسکو منجملہ رسوم جاہلیت کے سمجھنا غلطی ہی اور یہ جو کہتے ہین کہ غلامی کی رسم پر کچھہ تھوڑا سا عملدرآمد ہوا صاف مغالطہ ہی تھوڑا سا عملدرآمد کیا معنی جس شدت سے عملدرآمد غلامی پر تھا ایسا کسی چیز پر عملدرآمد نتھا اور کبھی خود پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اونکے اصحاب کبار نے اوسکے عدم جواز کا حکم نہین دیا قرآن مجید مین اوسکی ممانعت مین کوئی آیت نازل نہین ہوئی اور جس آیت کا نام مصنف نے آیت حریت رکھا ہی کبھی خود پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اور اونکے اصحاب رضوان اللہ علیہم نے اوسکو بلفظ آیت حریت تعبیر نہین کیا نہ بعد اوسکے نزول کے غلام و کنیزک آزاد کر دیے گیے بلکہ جو حال کہ قبل از نزول آیت مذکورہ کے تھا بدستور عہد پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم مین بھی وہی رہا اور قرن ثلثہ مین جو خیر القرون بموجب فرمان خیر البشر ہین کسی نے امتناع غلامی کا اوس آیت سے نہین سمجھا مجتہدین امت اور ایمۂ اطہار اہل بیت نے کبھی ایسا گمان نہین کیا باوجودیکہ وہم لغات عربیہ اور استنباط احکامات شرعیہ مین تمامتر دستگاہ رکھتے تھے اور امتثال احکام قرآن اور سنت پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر حد سے زائد سرگرم اور صاحب تقوی و ورع تھے پس بجز دکہدینے ایک ایسے شخص کے کہ نہ زبان عرب سے واقف ہو نہ طرق استنباط احکام شرعیہ سے آگاہ ہو نہ صاحب تقوی و ورع اور نہ پابند سنت ہو اوسکو بالفاظ آیت حریت تعبیر کرنا بلا سے الحاد مین مبتلا ہونا ہی غور کرنا چاہیے کہ ہرگاہ بموجب اعتقاد مصنف کے غلامی قبیح لذاتہ ہی اور اشراک باللہ اور غطرتی گناہ اور مخالف قانون قدرت کے ہی پس ایسے گناہ عظیم کے چھوڑ دینے مین اتنی تاکید اور تہدید اور تصریح بھی نہو جسقدر کہ برہنہ طواف کرنے اور دیوارین

کود کر گھر مین جانے کی باب مین ہوئین اور ایسے گناہ فخیم کے ترک کرانے مین ایسا حکم مجمل صادر ہو کہ خود
باعتراف مصنف مرقومہ صفحہ ۱۱۷ کے اوسکو آجتک باوجود انقضاے قریب تیرہ سو برس کے کسی نے نسمجھا اور
ایسا گناہ فطرتی مخالف آئین قدرت قبیح لذاتہ سنہ ۸ ہجری سے صرف حدوثاً ممنوع ہوا ورنہ بقاءً علی حالہ جائز
رکھا جاوے ایسی اکبر الکبائر کی اسقدر بھی تغلیظ تحریم نہوے جیسے کہ شراب خواری اور نکاح محرمات کے ہوئے کہ
حدوثاً اور بقاءً ہر طرحپر چھوڑا دیے گیے اور حدوثاً اونکے ارتکاب پر حدود کے جاری ہونیکا حکم نافذ ہوا
اور بقاءً شراب پھینکوا دی گئی ظروف اوسکے توڑ وا دیے گیے جمع بین الاختین جہان دیکھا تفریق کرا دی
گئی یہ عجب گناہ فطرتی مخالف آئین قدرتی ہی کہ بقاءً تو اوسکو حسب اعتراف مصنف بھی جائز رکھا گیا
اور حدوثاً نہ اوسپر کوئی حد مقرر ہوئی اور نہ تعزیر کا حکم دیا گیا نہ اوسکی ممانعت مین ایسا صاف وصریح حکم دیا گیا
کہ اوسکو قرون ثلثہ اور اوسکے بعد کسی نے سمجھا ہو بلکہ حکم بھی ایسا مجمل دیا کہ بقول مصنف اوسکو نہ کسی صحابی نے
سمجھا نہ ائمہ اہلبیت نے نہ کسی عالم و مجتہد نے یہانتک کہ وہ گناہ برابر تمام امت محمدیہ مین سب قرون
مین شایع اور ذایع رہا بس سمجھنا چاہیے کہ یہ سب مغالطات مصنف کے ہین اگر واقع مین یہ امر گناہ فطرتی
ہوتا اور شارع کو ازل سے ناپسند ہوتا تو توریت مین اوسکے جواز کا کیون حکم بھیجتا عہد ابراہیم عم سے
تا عہد محمد عم از روی حکم تشریعی کے اوسپر عملدرامد کسطرحپر رہتا اگر شارع کو اوسکی ممانعت مقصود ہوتی
تو جسطرحپر اور ممنوعات کی تحریم کے احکام صاف وصریح عام فہم بھیجے اسکا بھی ایسا ہی حکم صریح بھیجتا
جسطرحپر اور ممنوعات کے چھوڑانے مین پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اونکے اصحاب رضوان اللہ علیہم نے
کوشش و تاکید و تشدد فرمایا اسمین بھی اون سب سے زیادہ فرماتے کیونکہ یہ گناہ حسب اعتقاد مصنف سب سے
بڑھکر ہی ہرگاہ کہ ایسا نہوا بس صاف ظاہر ہوا کہ یہ سب خیالات باطلہ مصنف کے محض تقلید بعض توہم
پرستونکے ہین اب ہم مجتہد دہر کی اس تقریر پر ایک الزام اونپر وارد کرتے ہین یعنی ہرگاہ کہ مجتہد کے
نزدیک چھون طریق مذکورہ پر غلامی عرب مین شایع تھی اور اوایل اسلام سے سنہ ۸ ہجری تک وہ
چھون طریق اسلام مین بھی رائج رہی اور جس آیت کو مجتہد بلفظ آیت حریت تعبیر کرتے ہین ظاہر ہی
کہ مستفاد اوسکا تفسیر مجتہد پر اسیقدر ہی کہ جو لوگ لڑائی مین بعد اثخان کے پکڑے جاوین اونکا

استرقاق ممنوع ہے پس اس آیت کو بموجب تفسیر مجتہد کے بھی صرف تعلق خاص قسم ششم سے ہے اور باقی
پانچ قسمون سے کہ بقول مجتہد وہ پانچون بھی سنہ ہجری تک ابتدائے اسلام مین جاری تھین بموجب تفسیر مجتہد کے
بھی تعلق نہین پس اون پانچ قسمون کی غلامی کس نص کی رو سے ناجائز اور ممنوع ہوئی جو چیز کہ پیغمبر صلے اللہ
علیہ وآلہ وسلم کے روبرو بلا انکار جائز و رائج تھی خواہ کسیطرح پر ہو اوسکی تحریم کیواسطے بلا شبہہ و شک کوئی
نص شرعی ہر آئینہ درکار ہے مجتہد اوس نص شرعی کا نشان دین ورنہ سب اجتہاد و کد و جہد اونکی محض بیکار
ہوئی جاتی ہے **قال** مگر اوسکے بعد ہرگز نہین ہوا **اقول** یہ بھی محض غلط ہے اور بیان اسکا بحث ثانی
آیت مین مفصل عنقریب آویگا **قال** اسمین کچھہ شک نہین کہ قبل نزول آیت حریت کے جو غلام موجود تھے
اونکو اسلام نے دفعۃً آزاد نہین کیا اور نہ اونکے اون تعلقات کو توڑا جو بموجب رسم جاہلیت انمین تھے
بلکہ آیندہ کے غلامی کو معدوم کیا اور موجود غلامونکے لیے بہت سی تدبیرین اونکے رفتہ رفتہ آزاد ہونیکی کی تھین
اقول مگر اسکا جواب کیا ہے کہ خود پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اوسکو جائز رکھا ماریہ قبطیہ تا زمان وفات
پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اونکی حرم رہین تقسیم سبایا مین بھی امر برابر بموجب حکم پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
کے جاری رہا اور نزول آیۂ کریمہ سے پیشتر تو خود باعتراف مصنف بھی کہ عنقریب ذکر اوسکا آویگا
معدوم کر دینے غلامی آیندہ کا حکم نہین دیا بیع و شرا غلامون کی بدستور جاری ہے اگر اسیکا نام معدوم
کرنا ہے اور اسیکو تدابیر اعدام مصنف کے نزدیک سمجھتے ہین تو مصنف کی فہم کی خوبی ہے **قال** جو لوگ اصول
انتظام مدن سے واقف ہین وہ خوب جانتے ہین کہ کسی ملک کی اور خصوصاً عرب کی سی ملک کی جسمین لونڈیان
اور غلامون کے تعلقات اونکے آقاؤن سے ایک عجیب ہی قسم کی اور نہایت پیچ در پیچ تھے تمام لونڈیان اور
غلامون کا دفعتاً آزاد کر دینا کیسا مشکل امر تھا مختلف قسم کی خرابیان اور دقتین اور بلکہ انواع اقسام
کے گناہون کا مورث ہوتا اسلیے دفعۃً اونکا آزاد کرنا غیر ممکن عادی تھا **اقول** سراپا دھوکا اور
اغلوطات ہر خرافات کی تقریر ہے ایک جملہ بھی سچ نہین واقفان اصول انتظام مدن اور اہل تاریخ
خوب جانتے ہین کہ تعلقات اہل عرب کے غلامون کے ساتھہ اور بلاد کے آقاؤنکی نسبت کچھہ زیادہ تھی
چنانچہ یہ امر خود تقریر مصنف مندرجہ صفحہ ۱۱۸ سے جو حوالۂ توریت لکھی ہے صاف ظاہر ہے تعلقات عرب ذلی

وجوارحی سے کچھہ زیادہ تعلق مذہبی اور تعلق ازدواج اور تعلق معاملات ربا وغیرہ سے نتھے کہ ہر ایک شخص
کفار سے اوسپر ترک نکرسکے مذہب جاہلیت کے ایسا سرگرم اور آمادہ جنگ و فساد تھا کہ قتل و اسیری بربادی
مال و متاع اور جلاوطنی تو قبول کرتا تھا مگر چھوڑنا مذہب کا کسی طرح پر گوارا نکرتا تھا دیکھیے اوسکو ترک ہی
کرادیا گیا تو توڑنا صورتون ابراہیم اور اسمٰعیل علیہم السلام کا جو خانہ کعبہ مین رکھی تھین اور دیگر تماثیل کا عرب پر کیا علانی
کی نسبت کم گران گزرا تھا اونکو دفعتاً چکناچور کردیا گیا شراب خواری کو یہان تک دوست رکھتے تھے کہ شاید
اوسکے برابر اور کوئی چیز مرغوب نہوگی چنانچہ طرفہ بن عمرو البکری شاعر زمانہ جاہلیت کہتا ہے شعر
فلولا ثلث ہن من لذة الفتی ✤ وجدک لم احفل متی قام عودی ✤ فمنہن سبقی العاذلات بشربة
کمیت متی ما تعل بالماء تزبد ✤ اوسکو دفعتاً بند کردیا گیا سود لینے کا رواج کیا کچھ کم تھا کہ اوسکو یکلخت
قلع قمع کردیا گیا تعلق ازدواج کا کیا بہ نسبت تعلق غلامی کے کچھ کم ہے کہ بعد نزول آیہ تحدید چار کی جن کے
نکاح مین چار سے زیادہ عورتین تھین تفریق کرادی گئی عن ابن عمر ان غیلان بن سلمة الثقفی اسلم
وله عشرة نسوة فی الجاهلیة فاسلمن معه فقال النبی صلعم امسک اربعا وفارق سائرهن
رواه احمد والترمذی وابن ماجة غیلان جب کہ اسلام لاے اور اونکی دس جوروین تھین جاہلیت مین
وہ بھی سب اسلام لائین اوسکے ساتھ پس فرمایا پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رہنے دے چار کو اور اورونکو
چھوڑدے جہان کہین دو بہنین ایک شخص کی نکاح مین تھین ایک کو چھوڑوادیا گیا جب ایسے امور دشوار چھوڑوا
دیئے گئے اور ایسے ایسے تعلقات محکم قطع کرادیے گئے تو مقابلہ اونکی علاقہ غلامی کے کیا حقیقت تھی کہ باوجود
مخالفت آئین قدرت و قبح ذاتی کے باقی رکھنا اوسکا شارع کو گوارا ہوتا اور واقفان علم تاریخ پر مخفی نہین
کہ اوس زمانے مین بہت کم ایسے آدمی تھے کہ جنکے ملک مین غلام اور کنیزین نہوین اور اوس جماعت قلیل کی
مرضی کے موافق اگر کوئی حکم عام نہوتا تو اوس سے کسی طرح کا منظنہ کسی خرابی اور دقت اور پیدا ہونی کسی قسم کے
گناہ کا ہرگز نتھا دیکھو اس سے زیادہ زیادہ امور جو عموماً عرب کے خواہشون کے موافق تھے بے دھڑک ترک کرادیے گیے
اونمین کیا خرابی اور دقت اور کونسا گناہ ظہور مین آیا جو اوس امر حقیر کے چھوڑدینے سے ظہور مین آتا علاوہ اسکے
اپنی ذات مقدس اور بعض اصحاب کبار کی نسبت جو نہایت ہی مطیع تھے کیا گناہ کا منظنہ تھا کہ ماریہ قبطیہ کو آزاد کیا

اور ایسے ایسے اصحاب مطیع کو آزادی غلامان موجودہ کا حکم نفرمایا بھلا اگر عوام کی نسبت کسی نافرمانی کا
خیال تھا تو اپنی ذات اور اصحاب کبار کی نسبت تو کسی قسم کا مظنہ نافرمانی کا اصلا نتھا علاوہ بران ایسے ایسے
وقایع ہم آیندہ ثابت کرینگے کہ مالکان رقاب نے اپنی مملوکون کو آزاد کیا مگر پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اونکا
آزاد کرنا اونکا جایز نرکھا اور پھر اونکو رقیق بنا دیا مجتہد صاحب فرماوین کہ ایسی حالت مین کس گناہ اور فساد کا
مظنہ تھا کہ آزادی رقیقون کی جایز نرکھی گیی اور بدستور سابق اونکو رقیق ہی رہنے دیا اور واقفان
اصول انتظام مدنیہ پر مخفی نہین کہ اصول انتظامیہ مدنیہ کا ایک کلیہ ہے کہ اگر دو امر متضاد واجب الدفع ایسے
درپیش ہون کہ ایک اونمین سے خفیف اور دوسرا بہت بھاری ہو اور ایک کی رفع سے دوسرے کا ظہور لازم آوے
تو مدبر آگاہ بلا تامل توجہ تمام بطرف دفع امر گران کے بلا لحاظ ظہور امر خفیف کی کیجاویگی اور چونکہ غلامی حسب تقریر
مصنف کے قدرتی گناہ ہے اور کوئی چیز قدرتی گناہ سے زیادہ خوفناک نہین اور جڑ تمام بدیون [illegible]
اور موجب تخریب اخلاق مالکون اور مورث فسادات گوناگون کے ہے پس اگر در واقع شارع کو قلع قمع
اوسکا منظور تھا تو ایسے بڑے فساد عظیم اور گناہ فخیم کے مقابلہ مین خیال خفیف گناہون کا کہ ہر آئینہ مطابق
تقریر مصنف کی ہر طرح اوس سے زیادہ نہین ہوسکتی کیون کیا گیا کیا اصول انتظام مدنیہ پر شارع جل وعلی کو
مصنف کے برابر بھی آگہی نتھی مگر اصل یہ ہے کہ مانند اور علوم کے علم سیاست مدنیہ پر بھی جناب مجتہد کو اطلاع نہین

قال بارہ سو برس بعد اس واقعہ کے بڑے بڑے مدبرون نے جو غلامی کے معدوم ہونے مین
کوششین کین وہ بھی اس سے زیادہ کچھ نکرسکے کہ آیندہ کی غلامی کو بند کیا اور موجودہ غلامون کی رفتہ رفتہ
آزاد ہونیکی تدبیر کی **اقول** جناب آپ تو صفحہ ۱۴۸ تہذیب الاخلاق مطبوعہ جمادی الاول ۱۲۸۸ ہجری
کے سطر پنجم مین بہت فرحت و اہتزاز کے ساتھ رطب اللسان ہین اور افتخارًا سرگرم بیان ہین کہ
دار الحکومت قوم انگریز کو یہ فخر ہے کہ جو کوئی وہان قدم رکھتا ہے اوسیوقت سے آزاد ہے گو وہ کسیکا غلام ہو
کیون نہو جب اوس سرزمین کو یہ فخر ہے تو بجبر حصول یا حدوث اوس فخر کے آزاد ہو جانا غلامان
موجودہ سرزمین مذکور کا دفعتًا لازم آیا پھر یہان آپ کس طرح فرماتے ہین کہ اس سے زیادہ کچھ نکرسکے
یہ تناقض بیانی آپکے صاف دلیل اسکی ہے کہ آپ بلا تحقیق حسب اقتضاے مقام بلا لحاظ اظہار امر واقعی کے

جیسا دل مین آتا ہی رقم فرماتے ہین گویا کعب بن زہیر آپہی کے شان مین لکھتا ہی **شعر**

فما تکون علی حال تدوم بہا ✽ کما تلون فی اثوابہا غول ✽ اور جن مدبران کا آپنے یہان تذکرہ
کیا ہی اونکی سب تدبیرین مانند تدابیر دیگر امور کے سراسر خودغرضی اور معلل بالغرض ہین دیکھیے کہ جب ضرورت
کھدوانے کا نون کی واقع ہوئی اور مزدور لایق اس کام کے بہم نہ پہونچ سکے تو کس دہوم دہام سے غلامون کی
خرید و فروخت جاری کی حالانکہ قبل اس ضرورت کے ممانعت کی گئی تھی پھر بعد رفع ضرورت کے دفعتًا انسداد
اوسکا کیا گیا اور چونکہ جواز حدوث غلامی کا اونکے کسی قانون کی رو سے پایا نہین جاتا پس ممانعت بیع و شرا
اور لینے کار و خدمت کے بالجبر اور روکنے بالجبر کے صاف و صریح آزاد کر دینا غلامان موجودہ کا ہی اگر شارع کو
بھی یہ منظور ہوتا کہ غلامان موجودہ آزاد کرا دیے جاوین تو کیا چیز مانع تھی کہ اسی طرح پر احکام جاری فرمائے
جاتے مخفی نرہی کہ گو کہ لفظ غلامی سے مصنف کے ممدوح مدبر بہت متنفر ہوتے ہین مگر فی المعنی کچھہ پیش بینی
نہین کرتے حالات قیدیون کے عمومًا علی الخصوص مقیدان دایمی کے بجز خرید و فروخت کے اور کس چیز مین
حالات غلامان شرعیہ سے بہتر ہین جسقدر قبایح ظلیہ مخالف قانون تجارت کے مصنف نے اوپر
رقم فرمائے ہین سب اونہین بدرجۂ اتم پائے جاتے ہین پس گو کہ وے مدبر بحسب ظاہر کچھہ ہی کہین مگر
فی المعنی تجویز احکام غلامی مین اونکو بھی کچھہ عذر نہین اور عملدر امد اونکا برابر اوسپر ہی **قال** البتہ اونکی
تدبیرون مین اور بانی اسلام کی تدبیرون مین اتنا فرق تھا کہ اونکی تدبیرین زیادہ تر مادی چیزون سے
علاقہ رکھتی تھین اور بانی اسلام کی تدبیرین زیادہ تر روحانی چیزون سے متعلق تھین **اقول** یہ عبارت
سراسر مہمل ہی ظاہر امراد یہ ہی کہ مدبران مصنف نے حکم عدم جواز بیع و شرا اور آزادگی غلامون کا جاری
کرکے اوسکی عدم امتثال پر سزا جسمانی تجویز کی اور شارع نے وہ حکم جاری کرکے عدم امتثال کی سزا
صرف روحانی ہی تجویز کی کچھہ تعزیر اوسپر قایم نہ کی اگر یہ مراد ہی تو سراسر غلطی ہی شارع نے کوئی حکم
عدم جواز احداث غلامی اور آزاد کرنے غلامان موجود کا جاری ہی نہین کیا اور احداث اور ابقاے غلامی پر
نہ کوئی حکم تعزیر جسمانی کا نہ عقوبت روحانی کا صادر فرمایا **قال** اوسنے غلامون کی مالکون کو
وحی کی رو سے سمجھایا کہ غلامون کے آزاد کرنے سے زیادہ کوئی پیاری چیز اللہ کے نزدیک نہین ہی

اقول اول تو یہ روایت اون کتب مین ہی جنکو مصنف نے صفحہ ۱۹۱ مین منجملہ معتبرات کے شمار کیا ہی ہرگز نہین
بلکہ درجہ سوم کی کسی کتاب مین ہی کہ جنکی نسبت مصنف باتباع شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہین
کہ اونمین ہر قسم صحیح حدیثین بھی شامل ہین ثانیاً اس مضمون سے بھی ممانعت احداث غلامی کے اور ابطال بقاے
غلامی لازم نہین آتا البتہ فضیلت اعتاق کی مانند اور بعض نوافل کے ثابت ہوتی ہی سو ہر ایک صاحب
عقل خوب سمجھتا ہی کہ ثبوت فضل کسی عمل نفل کا مستلزم ثبوت وجوب اوس عمل کا نہین بہت نوافل کی
نسبت ایسی فضیلت ثابت ہی مگر اس فضیلت سے وہ نوافل درجہ وجوب کو نہین پہونچی **قال** اونسے
بعض گناہون کے کفارہ مین بردہ آزاد کرنیکا حکم دیا **اقول** اس سے تو ثبوت غلامی واضح ہی اگر واقع مین
غلامی بے اصل و باطل ہوتی تو آزاد کرنا اور آزاد ہونا بردہ کا کفارہ مین کس طرح پر متصور ہو سکتا تھا
محل اعتاق تو رقیت ہی ہی اگر رقیت کا تحقق نہوتی تو کیا آپکے نزدیک احکام حکیم ودانا سے طلاق بے محل بھی نافذ
ہوتے ہین غور تو کیجیے کہ چونکہ وجود شراب کا ابقاءً و حدوثاً ناپسند تھا اور ایسے ہی نکاح محرمات منکوحۂ
جاہلیت اور زیادہ بر چار منکوحہ کا حدوثاً و بقاءً ابطال کیا گیا لہذا پھینک دینا خم شراب اور تفریق عورات
مذکورہ کی کسی کفارہ مین تجویز نہین کی گئی اگر واقع مین عند الشرع رقیت بھی فی الاصل باطل ہوتی
تو ہمارے کفارات مین اعتاق تجویز نکیا جاتا **قال** صاف یہ حکم دیا کہ اگر غلام کما کر اپنی قیمت ادا کر دینی
چاہین تو اقرار نامہ لیکر اونکو چھوڑ دو **اقول** کیا خوب ترجمہ کیا مصنف نے آیۂ کریمہ کا والذین یبتغون
الکتاب مما ملکت ایمانکم فکاتبوھم ان علمتم فیھم خیرا یعنی جو لوگ تمھارے مملوکون مین
چاہین مکاتب ہونا تو مکاتب کر دو اونکو اگر جانو اونمین بہتری مکاتب اوس غلام اور کنیز کو کہتے ہین
کہ مالک کی اور اوسکے درمیان مین یہ امر قرار پا جاوے کہ اس قدر روپیہ اگر دے تو آزاد ہو جاوے سو جس وقت
وہ اوس قدر روپیہ تمام وکمال دیدیگا تو آزاد ہو جاویگا اگر کچھ بھی بدل کتابت مین سے رہ جاویگا تو وہ
آزاد نہوگا عن عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ عن النبی صلعم قال المکاتب عبد ما بقی علیہ
من مکاتبتہ درھم رواہ ابو داود فرمایا پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مکاتب غلام ہی جبتک
کہ اوس پر ایک درم بھی باقی رہجاوے وعن عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ ان رسول اللہ صلعم

قال من كاتب عبده على مائة اوقية فاداها الا عشرة اواق او قال عشرة دنانير ثم عجز فهو رقيق
رواه الترمذي وابو داؤد وابن ماجه. جسنے سو اوقیہ پر اپنے غلام کو مکاتب کیا پھر ادا کر دیے اوسنے
مگر باقی رہگئے دس اوقیہ یا دس دینار اور پھر وہ عاجز ہوگیا تو وہ غلام ہی ہے فقط مصنف نے ترجمہ مین آیت کی
جزا کا ترجمہ کیا اور شرط کا ترجمہ یک لخت چھوڑ دیا پھر کاتبوہم کا ترجمہ یہ کیا کہ اقرار نامہ لیکر چھوڑ دو حالانکہ
چھوڑ دینا یعنی آزاد کر دینا موقوف ہے ادائے تمام و کمال بدل کتابت کی اور چھوڑ دینے کا ذکر بھی آیت
مین نہین **قال** ایسے غلامون کو جنکے مالکون نے قیمت لیکر آزاد کرنیکا وعدہ کیا ہے خیرات دینے اور چندہ دینے
پر رغبت دلائی ہے **اقول** چندہ کا ذکر تو کسی آیت یا حدیث مین نہین ہے مگر ہان واسطے مکاتب کے خیرات
دینے کی رغبت ہے **قال** بعض حالتین ایسی مقرر کین کہ اونمین لونڈیان از خود بلا آزاد کیے آزاد ہوجاوین
اقول وہ حالت ام الولد کی ہے یا ملکیت ذی رحم محرم کی ہے **قال** ایسے معاہدہ یا اقرار کو جسمین ذرا سا بھی
اشتباہ معاہدہ یا اقرار آزادی کا ہو بمنزلہ معاہدہ و اقرار کامل آزادی کی قرار دیا **اقول** اس صورت کی
شرح مع سند کے مصنف پر واجب تھی اب ہم یہ کہتے ہین کہ یہ سب حالتین مقتضی ثبوت رقیت کی شرعاً ہین
نہ ابطال اصل رقیت کی اہین کچھ کلام نہین کہ آزاد کرنا غلامون کا ثمر اجر عظیم ہے اہل اسلام مین سے کوئی انکار
اسکا نہین کرتا مگر مترتب ہونا اجر کا اوپر آزادی کے دلیل ابطال رقیت کی کسیطرح پر نہین ہوسکتا بلکہ عین
دلیل ثبوت رقیت کی ہے کیونکہ محل عتق رق ہی ہے اگر رق نہ ثابت ہو تو عتق بے محل ہے اور اوسپر کچھ اجر مترتب نہین
ہوسکتا اتنی ہی نہین جسقدر ثابت ہے کہ مقصود شارع یہ نہین ہے کہ اعتاق عموماً ہر ایک پر واجب ہے یا یہ کہ رق صرف
بنی پر رسم جاہلیت ہے اور شرعاً باطل ہے بعض جگہہ ایسا ہوا ہے کہ مالک نے غلامون کو آزاد یا مدبر کر دیا مگر
شارع نے اوس آزادی اور تدبیر کو جائز نہ رکھا اور اوس اعتاق و تدبیر کو ناپسند کرکے بدستور غلامون کو
رقیق ہی رکھا عن عمران بن حصين ان رجلا اعتق ستة مملوكين له عند موته لم يكن له مال
غيرهم فدعا بهم رسول الله صلعم فجزاهم اثلاثا ثم اقرع بينهم فاعتق اثنين وارق اربعة
وقال له قولا شديدا رواه مسلم ایک آدمی نے چھہ مملوک اپنے آزاد کیے اپنے مرنیکے وقت کے قریب
اور اوسکے پاس اور کچھہ مال نتھا پس اون مملوکون کے تین حصہ کیے پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے

پھر انمین قرعہ ڈالکر دو کو تو آزاد کر دیا اور چار کو بدستور رقیق رکھا اور اوس آدمی کو سخت کہا وعن
جابر ان رجلاً من الانصار دبّر مملوکا و لم یکن لہ مال غیرہ فبلغ النبیّ صلعم فقال من یشتریہ
منی فاشتراہ نعیم ابن النحام بثمانمایۃ درھم متفق علیہ ایک آدمی نے انصار مین سے مدبر کیا
اپنے ایک مملوک کو اور اوسکے پاس اور کچھ مال نتھا سوا اوس مملوک کے خبر پونہچی پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ
وسلم کو فرمایا پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کون شخص خرید کرتا ہی اس غلام کو مجھسے پس خریدا ابو نعیم نے
اوسکو بعوض آٹھہ سو درہم کے مدبر کہتے ہین اوس غلام یا کنیز کو جسکو مولی نے کہا ہو کہ میرے مرنیکے بعد
تو آزاد ہی پس ثابت ہوا کہ حال غلامون کا بھی مانند حال دیگر اموال کے ہی کہ بعض صورتون مین انفاق اسکا
مرغوب و نافذ ہی اور بعض صورتون مین ناپسند و غیر نافذ اگر عموماً ملک رقاب شرعاً باطل ہوتی تو بلا شبہہ جسطرح یہ
ملک ذی رحم محرم کی نسبت حکم ہی کہ من ملک ذا رحم محرم فھو حر رواہ الترمذی و ابو داؤد
و ابن ماجۃ جو شخص مالک ہوا ذی رحم محرم کا تو وہ مملوک حر ہی ذی رحم محرم اوس رشتہ دار کو کہتے ہین کہ
جس سے ایسا رشتہ ہو کہ باہمدیگر نکاح روا نہو یا امہات الاولاد کی نسبت حکم نافذ ہوا اذا ولدت امۃ
الرجل منہ فھی معتقۃ عن دبر منہ او بعدہ رواہ الدارمی جبکہ جنی چھوکری کسی آدمی کی اوس سے تو
وہ چھوکری آزاد ہی بعد مر جانے اوسکے اسیطرح عموماً حکم تحریر غلامون اور لونڈیون کا نافذ فرمایا جاتا
علاوہ بران وعید شرعی غلامون بھاگے ہوئے پر بموجب حکم شرعی کے نہوتی اذا ابق العبد لم
تقبل لہ صلوۃ وفی روایۃ ایما عبد ابق فقد برئت منہ الذمۃ وفی روایۃ ایما عبد ابق
من موالیہ فقد کفر حتی یرجع الیھم رواہ مسلم اگر غلامی پاکیزہ اور مخالف آئین قدرت ہوتی تو کیا وجہ
تھی کہ مالک تو غلامون کو آزاد کرتے جاوین اور پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم آزادی کو غیر نافذ ٹھہراوین یہان تو
عذر انتقام مدنی پیش کردہ مجتہد بھی کسی طرح پیر انہین تھا علی ہذا القیاس عبد ابق تو لیتے تئین پاکی سے
بچا کر آئین قدرت پر عمل کرے اور صاحب آئین قدرت اس فعل پر اوسکو صدور وعید کا ناپاک ٹھہراوے
قال موجودہ غلامون کی ترقی حالت کیلیے نہایت سنجیدہ احکام تھا ورق پاسئیے **اقول** شارع کے
احکام کی سنجیدگی مین کیا کلام ہی موجودہ اور مستقبلہ غلامون کے حق مین ایسے ہی نہایت احکام سنجیدہ

اور پسندیدہ صادر فرماتے ہین اوسمین کچھہ تخصیص موجودہ کی نہین ہی **قال** غلامون کے مالکون کو
مناسب سے زیادہ خدمت لینے سے منع کیا **اقول** چنانچہہ ہم اوپر اوسکو مفصل بحوالہ اسناد صحیح لکھہ چکے
ہین **قال** یہ حکم دیا کہ وہ لونڈی غلام کہکر نہ پکارے جاوین **اقول** سراسر افترا ہی بلکہ یہ حکم اسلیے
یہ فرمایا کہ لیقل غلامی وجاریتی چاہیے کہ کہے غلام میرا اور لونڈی میری چنانچہ بحث اسکی اوپر گزر چکی
قال انکو مثل اپنے کہلایا پہنایا جاوے اونکو اونکے رشتہ دارون سے جدا نہ کیا جاوے یہ احکام ایسے سنجیدہ حکم کے
بھرے ہوے تھے جن سے غلامون کی حالت کو بہت ترقی ہوئی تھی بلکہ وہ غلامی کی حالت سے
بھائی بندی کی حالت پر پہونچگئی تھی **اقول** علاوہ ان احکام کے چند حکم اور بھی نہی بیان کیے ہین
یہ سب احکام واقع مین ایسے سنجیدہ و پسندیدہ ہین کہ اگر مراعات اونکی کی جاوے اور پوری پوری
تعمیل ہوجاوے تو جسقدر قباحات حالت غلامی کے مصنف نے اوپر لکھے ہین سب مرتفع ہوجاتے ہین
اور ہماری شریعت مین غلامی سے رتبۂ اخوۂ اسلامی مین کچھہ تنزل نہین ہوتا عن ابی ذر قال قال
رسول اللہ صلعم اخوانکم جعلہم اللہ تحت ایدیکم فمن جعل اللہ اخاہ تحت یدیہ فلیطعمہ
مما یاکل ولیلبسہ مما یلبس ولا یکلفہ من العمل ما یغلبہ فان کلفہ ما یغلبہ فلیعنہ علیہ متفق علیہ تمہارے بھائی
ہین کہ خدا نے اونکو تمہارے ہاتھون کے نیچے کر دیا ہی پس جس شخص کو خدا نے اوسکے بھائی کے ہاتھون کے
نیچے کیا تو چاہیے کہ کھلاوے اوسکو جس چیز مین سے کہ آپ کھاتا ہی اور پہناوے اوسکو جو آپ پہنتا ہی
اور نہ تکلیف دے اوسکو ایسے کام کی جو اوسپر دشوار ہووے اور ایسی تکلیف دے تو خود اوسکے اوس کام مین اعانت
کرے وعن ابی بکر الصدیق رض قال قال رسول اللہ صلعم لا یدخل الجنۃ سیئ الملکۃ قالوا
یا رسول اللہ الیس اخبرتنا ان ہذہ الامۃ اکثر الامم مملوکین ویتامی قال نعم فاکرموہم
ککرامۃ اولادکم واطعموہم مما تاکلون قالوا فما تنفعنا من الدنیا قال فرس ترتبطہ
تقاتل علیہ فی سبیل اللہ ومملوک یکفیک فاذا صلی فہو اخوک رواہ ابن ماجۃ نہین داخل
ہوگا بہشت مین جو اپنے مملوکون سے بری طرح رہتا ہی کہا لوگون نے ای رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
تمنے تو ہمکو یہ خبر دی ہی کہ اس امت کے پاس غلام اور یتامی بہت ہونگے فرمایا ہان پس اونکو ایسا کرامت

رکھو جیسے اپنی اولاد کو کھلاؤ اونکو جو کچھ آپ کھاتے ہو کہا لوگون نے کیا چیز دنیا کی ہمکو نفع بخشتی ہے فرمایا
کہ گھوڑا جسکو باندھی نوکر جہاد کرتا ہے اوسپہ اور غلام کہ تیری کفایت کرے پس جب وہ نماز پڑھتا ہو
تو تیرا بھائی ہی فقط ان احادیث سے واضح ہے کہ بموجب احکام شریعت اسلام کے غلامی کی حالت مین
کوئی خرابی جو موجب رذالت اخلاق اور تکلیف ناماسون کی ہو نہین ہے اور اخوت اسلامی جن چند
امور کی مراعات کے مقتضی ہے مراعات اونکی اونکے ساتھ بھی لازم ہے اور برادرانہ معاملہ اونسے بھی
برتنا لازم ہے تعلیم و تربیت مین اونکی ایسی ہی کوشش چاہیے جیسے کہ اولاد کی تربیت و تعلیم مین
کوشش کیجاتی ہے پس بلحاظ ان امور کے مین کہتا ہون کہ معاملات اہل اسلام کے اپنے غلامون کے
ساتھ جیسے کہ شریعت اسلام مین واجب العمل ہین ہزاران ہزار درجہ بہتر و پسندیدہ ہین بہ نسبت معاملات
قوم تہذیب یافتہ ممدوح مصنف کے جو ساتھ خدمتگارون اور ملازمون بلکہ ساتھ صدر الصدورون
اور تحصیلدارون اور ڈپٹی کلکٹرون کے وقوع مین آتے ہین اور ہر شخص اوس سے خوب واقف ہے غالب ہے
کہ مصنف بھی اوس سے انکار نکرینگے **قال** مگر قرآن مجید مین جو متعدد جگہ لونڈیون اور غلامون کا
ذکر آیا ہے اور بعض جگہ اونکی نسبت کچھ احکام بھی بیان ہوئے ہین اوس سے لوگ متعجب ہونگے کہ
اگر غلامی معدوم ہو گئی تھی تو وہ احکام قرآن مجید مین کیون آئے تھے **اقول** اس مین کچھ شک
نہین اور کوئی شخص انکار اسکا نہین کر سکتا کہ زمان پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم مین اکثر غزوات
وسرایا مین جو کفار گرفتار ہوئے اور لونڈی اور غلام بموجب حکم پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے
کہ جن مین حکم خدا ہی کا بنائے گئے اور قرآن مین لونڈی غلامون کے بعض احکام موجود ہین پس اگر
استرقاق قبیح لذاتہ اور مخالف قانون قدرت ہوتا تو ممکن نتھا کہ ایسے ایسے احکام کہ ثبوت جواز
استرقاق پر مبنی ہین قرآن مین صادر ہوتے اور اگر انسداد غلامی کا شارع کو منظور ہوتا تو زمانہ
جاہلیت کے غلام اور لونڈیون کی آزادی کا حکم بلاشک و شبہ نافذ فرماتا اور زمانہ علم و نزول وحی
مین ہرگز کسیکو غلام اور لونڈی نہ بناتا اور بالفرض اگر غلامان زمانہ جاہلیت کی نسبت کچھ حکم
نہ دیتا تو زمان علم و نزول وحی مین تو ہرگز احداث اس امر قبیح مخالف قانون قدرت کا روا نہ رکھتا

حالانکہ خود شارع نے زمان نزول آیت علم میں اسیران کفار کو لونڈی غلام بنایا اور اسی امر کو پیغمبر صلی اللہ
علیہ آلہ وسلم نے صاف حکم خدا تعالیٰ کا بتایا چنانچہ واقعہ سنہ ۵ ہجری میں نسبت بنی قریظہ کے صحیح مسلم میں
روایت ہے قال (یعنی سعد بن معاذ) تقتل مقاتلتهم وتسبی ذریتهم قال فقال النبی
صلعم قضیت بحکم الله سعد بن معاذ نے حکم کیا کہ قتل کیے جاویں لڑنے والے اونکے اور لونڈی
غلام بنائی جاویں ذریت اونکی فرمایا پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ آلہ وسلم نے کہ فیصلہ کیا تو نے ساتھ حکم خدا کے
اور واقعہ شوال سنہ ۸ ہجری عن ابی سعید الخدری ان رسول الله صلعم یوم حنین بعث جیشا
الی اوطاس فلقی عدوا فقاتلوهم وظهروا علیهم فاصابوا لهم سبایا فکان ناسا من اصحاب
رسول الله صلعم تحرجوا من غشیانهن من اجل ازواجهن من المشرکین فانزل الله فی ذلک
والمحصنات من النساء الا ما ملکت ایمانکم ای فهن لهم حلال اذا انقضت عدتهن [illegible] پیغمبر صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے روز حنین کے اوطاس پر لڑائی ہوئی دشمنوں سے اور غالب ہوئے مسلمان اور نیز سبایا پائے اور بعض لوگوں نے
سبایا کو تو کچھ ایسی اصحاب پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم میں سے حرج میں پڑے اونکی مباشرت سے بسبب شوہر دار
ہونے اونکے کہ مشرکین میں ہیں تب اوتاری خدا نے یہ آیت کہ حرام ہیں تم پر شوہر دار عورتیں مگر جنکے مالک ہوئے
ہیں ہاتھ تمہارے یعنی کہ وہ تمکو حلال ہیں جب عدت اونکی گذر جاوے فقط اسی طرح پر اور چند نظائر مذکور ہیں معلوم ہوا
مصنف نے اسکے جواب میں بڑی غلطی کی اور دھوکا کھایا ہے کہ فرماتے ہیں قال اس حیلہ نے بڑے بڑے
عالموں کو دھوکا دیا اور نیاز الٰہی ہے یہ الاتی تک سمجھ لینا چاہئے کہ وہ تمام احکام اونھیں موجودہ لونڈیوں اور
غلاموں کی نسبت تھا یعنی جو پیشتر سے رسم جاہلیت او قبل نزول آیہ حریت سے کہ غلام ہو چکے تھے اور جنکو اسلام نے
بھی آزاد نہیں کیا تھا انتہی اقول یہ سراسر غلطی ہے جو چیز کہ بحکم رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور بحکم
خدا تعالیٰ واقع ہوئی اوسکو رسم جاہلیت کہنا تمام جہالت ہے واقعہ بنی قریظہ میں پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے صاف فرمایا کہ قضیت بحکم اللہ یعنی فیصلہ کیا تو نے بموجب حکم خدا کے پس حکم شرعی خدا تعالیٰ
کو رسم جاہلیت کہنا کیسا [illegible] وتحسبونه هینا وهو عند الله عظیم اور جسکی نسبت پیغمبر خدا
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں جعلهم الله تحت ایدیکم [illegible] تمہارے ہاتھ میں

کیا ہی اوسکی نسبت یہ کہنا کہ بموجب رسم جاہلیت کے یہ بات تھی صاف غلطی ہی کہ خدا کی ٹھہرائی ہوئی بات کو
رسم جاہلیت ٹھہراتے ہین یہ حدیث اوپر تمام لکھی گئی ہی اور واقعہ اوطاس و ہوازن بعد فتح مکہ کے ہی
اور خود مصنف کہتے ہین کہ آیت فَاِمَّا مَنًّا بَعْدُ وَاِمَّا فِدَآءً جسکو اونھون نے غلطی سے بنام آیت حریت
موسوم کیا ہی زمان فتح مکہ مین نازل ہوئی پس ہرگاہ یہ ثابت ہوا کہ استرقاق واقعہ اوطاس و ہوازن
بعد نزول آیۂ کریمہ کے ہی تو یہ کہنا مصنف کا کہ قبل از نزول آیت حریت کے غلام ہو چکے تھے الخ
سراسر غلطی ہی علاوہ بران اعتراض تو مصنف پر یہ ہی کہ اگر غلام و لونڈی بنانا قبیح لذاتہ اور گناہ قانون
قدرت اور تمام بدیون کی جڑ ہی تو قطع نظر از ابقای غلامی عہد جاہلیت کے زمانہ علم نزول وحی مین طریقہ
کیون جاری کیا اور کس طرح یہ بقول مصنف رمضان ۸ سنہ ہجری تک یعنی تا اخیر عہد نزول وحی تک برابر
عمل درآمد رہا ایک چھوکری کو جو بعثت یمن مین تھوڑے روز دن پیشتر حجۃ الوداع یعنی اخیر سنہ ۱۰ ہجری
مین پکڑی گئی حضرت علی ع نے باطلاع پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سریہ بنایا چنانچہ ذکر اوسکا عنقریب آویگا
کیا اس طور پر کہ حضرت ابراہیم ع م اور موسی ع م و عیسی ع م و دیگر انبیای بنی اسرائیل ع م اس بدرسم قبیح لذاتہ مخالف
آئین قدرت کے حقیقت قبح سے بقول مصنف مطلع نہو کر اوسکو جائز سمجھتے رہی ایسی ہی جناب مستطاب محمد صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم بھی اوسکے قبح ذاتی اور مخالفت آئین قدرت سے ناواقف رہی اگر فی الواقع شارع کو قلع قمع غلامی کا
منظور ہوتا تو اوسکو کیون رواج دیا اور کیون اوسکے باب مین ایسے احکام کہ مبنی اوپر ثبوت وجواز
رق کے ہین نافذ کیے مقتضای قبح ذاتی اور مخالفت آئین قدرت تو یہ تھا کہ غلامان زمانہ جاہلیت
بھی آزاد کیے جاتے اور اگر اونکو دفعۃً آزاد نکیا تھا تو آئندہ کو تو موجب حکم تشریعی کے کسیکو لونڈی
غلام نبنایا جاتا عجیب ماجرا ہی کہ منادی تو یہ فرمائی جاوے کہ ذهب امر الجاهلية اوٹھ گیا امر جاہلیت کا
اور بئس الاسم الفسوق بعد الایمان کس قدر برا ہی اسم فسق بعد ایمان کے اور باانیہمہ وہ رسم جاہلیت
اور فسوق جو بقول مصنف جڑ تمام بدیون اور فطرتی گناہ اور مخالف آئین قدرت ہو قائم رکھا جاوے
اسکا کچھ جواب مصنف نہین سنتے اور اور طرف کو چل دیتے ہین پھر یہ جو لکھتے ہین کہ غلامان موجودہ الخ
آیا وہ اولاد اونکی وہ غلام ہین جو زمانہ جاہلیت کے غلام تھے یا وہ غلام ہین جنکو اسلام نے بحکم تشریعی

غلام بنایا تھا یا دونون مراد ہین موصوف کرنا اونکا بصفات ذیل کہ جو بموجب رسم جاہلیت قبل نزول
آیۂ حریت کے غلام ہو چکے تھے جنکو اسلام نے بھی آزاد نہین کیا تھا قرینہ اسکا ہی کہ مراد قسم اول ہی
اگر قسم اول ہی تو محض تحکم اور بیدلیل ہے اور اگر قسم دوم وسوم ہی تو لازم تھا کہ جسطرح یہ کہا تھا
کہ جنکو اسلام نے بھی آزاد نہین کیا تھا یہ بھی کہتے کہ جنکو خود اسلام نے غلام بنایا تھا **قال** چنانچہ
اون تمام آیتون مین جنمین لونڈی غلام کا ذکر ہی ایک بھی ایسا لفظ نہین جو آیندہ کے غلامی جسکو
ہم بہ لفظ رقیت مستقبلہ تعبیر کرینگے دلالت کرتا ہو **اقول** چونکہ رقیت مستقبلہ ایک لفظ مبتدعہ مصنف کا ہی
لہذا اونکو لازم تھا کہ اس لفظ کی تعریف کرتے کہ اس سے کیا مراد ہی آیا ثبوت رقیت زمانہ مستقبلہ کے
مراد ہی یا حدوث رقیت زمانہ مستقبلہ مین مراد ہی اور زمانہ مستقبلہ کس زمانہ کے اعتبار سے ہی آیا شروع
اسلام سے جو زمانہ مستقبل ہی وہ مراد ہی یا زمانہ ہجرت سے جو مستقبل ہی یا رمضان ۸ ہجری یعنی فتح مکہ سے
جو مستقبل ہی وہ مراد ہی یا وہ زمانہ جو نزول ہر ایک آیت سے جسمین کوئی حکم بہ نسبت رقیقون کے ہی مستقبل ہی
مراد ہی اسکی تصریح ہر آئینہ واجب تھی چونکہ مصنف نے اوسکو مجمل رکھا ہی پس ہم ہر شق پر ہر جگہ بہ گفتگو
کرینگے واللہ الموفق الی الصواب **قال** اس مقام پر ہم اپنے اس دعوے کے اثبات کے لیے قرآن مجید کے
تمام آیات کو نقل کرتے ہین جنمین کوئی ایسا لفظ آیا ہی جو غلامی پر دلالت کرتا ہی اور تمام دنیا پر اپنے
اس دعوے کی تصدیق ظاہر کرتے ہین کہ اونمین ایک لفظ بھی ایسا نہین جو رقیت مستقبلہ پر دلالت
کرتا ہو **اقول** آپکی تصدیق کا ظہور تو حیز امتناع مین ہی بجز اون دنیادارون کے جنھون نے دین کو
دنیا کے حصول کے لیے برباد کر دیا ہی کوئی عاقل دیندار آپکی تصدیق نہین کر سکتا مگر ہم بعون اللہ
آپکی غلطی کی تمام عالم مین تشہیر کرتے ہین **قال** لفظ ملکت یہ لفظ پندرہ آیتون مین آیا ہی
اول تو یہ لفظ خود ہی صیغہ ماضی کا ہی جو ملکیت مستقبلہ پر دلالت نہین کرتا **اقول** یہ مصنف کی
ناواقفی ہی لغات عرب سے اگر صیغہ ماضی شرط و جزا مین بعد حروف شرط کے واقع ہوگا تو بایں
معنی استقبال کے دیگا قال اللہ تعالی فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا یُقِیْمَا حُدُوْدَ اللّٰہِ فَلَا جُنَاحَ عَلَیْہِمَا
فِیْمَا افْتَدَتْ بِہٖ اگر خوف کرو تم کہ نہ قائم کرینگے حدود خدا کو تو نہین ہی گناہ اونمین جو فدیہ دیوے

وہ عورتین دو سکا فَاِذَا بَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيْمَا فَعَلْنَ فِيْٓ اَنْفُسِهِنَّ بِالْمَعْرُوْفِ
پھر جب پہونچ جاوین وہ عورتین اپنی مدت کو تو نہین ہے گناہ تمپر اوس باب مین جو وہ کرین اپنے حق مین جائز
بلا جبھی فَاِنْ خَرَجْنَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيْ مَا فَعَلْنَ فِيْٓ اَنْفُسِهِنَّ مِنْ مَّعْرُوْفٍ پھر اگر نکل جاوین
تو تمپر کچھہ گناہ نہین اوس مین جو اپنے حق مین وہ کرین بلا جبھی قال الشاعر ؎ اقامت فانعینی بما
نا اهلا و شقی علی الجیب یا ابنۃ معبد ؎ سوا اسکے بعض مواقع اور بھی ایسے ہین کہ تفصیل اونکی اس جگہہ
ضرور نہین **قال** قطع نظر اسکے اون آیتون کے معانی بھی کسیطرح پر قیت مستقبلہ پر اشارہ نہین
کرتے **اقول** ایک آیت کی تفسیر کے ضمن مین اس امر کی بحث مفصل آویگی انشاء اللہ تعالی **قال**
آیت اول سورہ نساء فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تَعْدِلُوْا فَوَاحِدَةً اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ خدا تعالی
فرماتا ہے کہ اگر متعدد جورو ین کرنے مین اس بات کا تمکو ڈر ہو کہ برابر نہ رکھ سکوگے تو ایک ہی عورت سے
یا اوس سے جسکے مالک تمہارے ہاتھہ ہو چکے ہین نکاح کرو **اقول** آپنے کوئی دقیقہ تحریف معنی کلام الٰہی مین
نچھوڑا خوب اپنی تصدیق دیا بظاہر کی مقارن دعوی کے دلیل تکذیب دعوی کی بھی خود ہی بیان
فرمادی اب سنیے تفصیل اپنی تحریف کی خفتم صیغہ ماضی ہے خلاف محاورہ خود آپنے یا اپنی عیب پوشی کی
نظر سے لفظی ترجمہ نکیا تا آپکو لغت عرب کا علم نہین اسکے معنی بیان سبب حرف ان شرطیہ کے یہ ہین کہ اگر خوف
کرو تم اسکا کہ برابری نہ کروگے تو ایک ہی عورت یا وہ جسکے مالک ہو وین ہاتھہ تمہارے پس خفتم بمعنی
مستقبل ہے اور ایسی ہی ملکت بھی بمعنی مستقبل ہے علماء لغت کا بالاتفاق یہ مقولہ ہے کہ لکو نہما ای
ان واذا التعلیق امر لغیرہ فی الاستقبال کان کل من جملتی کل فعلیہ استقبالیہ
معنیٰ کلمہ فواحدۃ بالرفع والنصب دو نون طرح پر پڑھا گیا ہے قراءت نصب پر معنی یہ ہین کہ نکاح
کرو ایک ہی کو یا جسکے مالک ہو وین ہاتھہ تمہارے مصنف نے جو اسطور پر ترجمہ لکھا ہے کہ ایک ہی عورت سے
یا اوس سے جسکے مالک تمہارے ہاتھہ ہو چکے ہین نکاح کرو سمجھنے یہ ترجمہ غلط ہے اول تو ترجمہ ملکت کا اس
جگہہ اسطور پر کہ جسکے مالک تمہارے ہاتھہ ہو چکے ہین صحیح نہ تھا اگر ملکت کا اسطور پر ترجمہ کیا تھے
ہین تو خفتم کا بھی اسی طور پر ترجمہ کرین اور اس طور پر کہین کہ اگر ڈر چکے ہو تم ما ملکہ مخلص

اور لغو ہوتا بنا لینا افعال مذکورہ کا بمعنی ماضی بعید یا قریب کے خلاف لغت عرب کے ہر دو بیان
ملکت اور در بیان ما افتدت اور ما فعلن جسکا بیان اوپر گذرا کچھ فرق نہین ہے جس طور پر
بموجب قاعدہ زبان عرب کے ما افتدت اور ما فعلن کے معنی ماضی کے مراد نہین ہوسکتے اسی طور پر
ما ملکت بھی بمعنی ماضی کا فائدہ نہین دے سکتا ثالثاً قطع نظر اس آیت کے کہ جسمین بیان بحث
ہو کر اسمین حرف شرط مانع ارادہ ماضی کا ہے عموماً جملہ آیات ہین کہ جنکا ذکر بعد اسکے آویگا ارادہ زمانہ ماضی کا
نسبت زمانہ نزول آیات مذکورہ کے قطعاً باطل ہے کیونکہ وہ سب آیات ایک زمانہ مین نازل نہین ہوئین
مثلاً آیۂ سورۂ معارج مکیہ ہے وَالَّذِينَ هُمْ لِفُرُوجِهِمْ حَافِظُونَ إِلَّا عَلَىٰ أَزْوَاجِهِمْ
أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُمْ فَإِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُومِينَ فَمَنِ ابْتَغَىٰ وَرَاءَ ذَٰلِكَ فَأُولَٰئِكَ
هُمُ الْعَادُونَ یعنی جو لوگ کہ اپنی شرمگاہون کی حفاظت کرنیوالے ہین مگر اوپر اپنی ازواج
یا جنکے مالک ہوئین ہات اونکے تو وہی ملامت کردہ شدہ نہین پس جنھون نے قصد کیا سوا اوسکے
تو وہی تعدی کرنیوالے ہین اوسمین قصر ہے جواز عدم محافظت کا اوپر ازواج اور ما ملکت ایمانکے
یعنی جو لوگ سوا ازواج اور ما ملکت ایمان کے محافظت فروج کی نہین کرتے وہ گنہگار ہین پس اگر ما ملکت
ایمانہم کے یہ معنی سمجھے جاوین کہ جنکے مالک ہوچکے ہین ہاتھ اونکے اس آیت کے نزول سے پیشتر تو وہ جواز
عدم محافظت جسکا ذکر آیت مین ہے مقصور ہوگا اوپر ازواج اور اون مملوکات کے جو قبل از ہجرت
پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اور قبل از نزول سورۂ معارج کے مملوک ہوچکے ہین اور بعد نزول اس
آیت کے جو مملوک ہونگے اونکا سریہ بنانا جائز نہوگا بلکہ جو ایسا کریگا وہ بموجب حکم آیت گنہگارون مین
داخل ہوگا پھر یہی آیت جب دوسری مرتبہ سورۂ مومنون مین قبل از ہجرت نازل ہوئی اور اوسمین
بھی کلمہ ما ملکت ایمانہم ہے پس حسب تفسیر مجتہد مذکور کے لازم آیا کہ اس دوسری آیت کی نزول سے
پیشتر جو مملوکات مملوک ہوچکے ہین اونکا سریہ بنانا جائز ہے اور جواز عدم محافظت مذکورہ مقصور ہو
ازواج اور اون مملوکات پر جو اس دوسری آیہ کے نزول سے پیشتر مملوک ہوچکے ہین پس اول تو
خود انھین دونون آیتون مین تعارض ہوگیا کہ آیت اولی مین جواز عدم محافظت مذکورہ

مقصود ہی ازواج اور اون مملوکات پر جو آیت اولی کے نزول سے پیشتر مملوک ہو چکی تھین
اور دوسری آیہ مین مقصود ہی اوپر ازواج اور اون مملوکات کے جو دوسری آیت کے نزول سے
پیشتر مملوک ہو چکی تھین خواہ پہلی آیت کے نزول سے پیشتر مملوک ہو چکے ہون خواہ اوسکے بعد پھر
بعد ازان سورۂ نسار کی آیت مین جو تسری کے جواز کا حکم ہوا اور وہی کلمۂ ماملکت ایمانکم واسطے
جواز تسری کے اس آیت مین بھی واقع ہوا تو لازم آیا کہ جو مملوکات کہ اس آیت کے نازل ہونے سے
پیشتر مملوک ہو چکے ہین خواہ پہلی دونون آیتون کے نزول سے پیشتر مملوک ہو چکی ہون خواہ اونکے بعد وہی حلال ہون
پس تو تصریح جو پہلی دونون آیتون مین مخصوص تھا باقی نرہا اور آیت اون دونون آیتون کی معارض
ہو گئی اسی طرح چوتھی جس آیت مین کہ واسطے جواز تسری کے کلمۂ ماملکت ایمان واقع ہی ایک دوسری کے
معارض ہوتی چلی جاویگی اور چونکہ آیت اولی مین تسری مقصود تھی اوپر انھین مملوکات کے جو پہلی آیت
کے نزول کے وقت مملوک ہو چکی تھین تو دوسری آیت کے نزول تک اور دوسری کے بعد تیسری
آیت کے نزول تک اور تیسری آیہ کے بعد چوتھی کے نزول تک ہکذا الی غیر ذلک جسقدر کنیزین
مملوک ہوئین اور بطور سریہ پیغمبر صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم اور مومنین کے تصرف مین آئین وہ سب
ناجائز ہون اور سریہ بنانے والے اونکے گنہگار ہون کیونکہ مابین نزول ہر دو آیتون کے جو زمانہ ہی
وہ زمانہ ممانعت تسری اون مملوکات کا ہی جو آیت اولی کے نزول کے بعد مملوک ہوئے ہون
پس بسبب ظہور ان قبائح کے ارادہ زمانہ ماضی کا بہ نسبت زمانہ نزول آیات بالبداہت باطل ہی اور کلمۂ
ماملکت ایمان سے ماضی بہ نسبت زمانہ نزول آیات کے ہرگز مقصود نہین بلکہ صیغہ ماضی جو ان آیات
اور انکے امثال مین واقع ہی اونسے متحقق ہونا صفت ملکیت وغیرہ کا زمانہ نہی مین بہ نسبت تحقق
مباشرت وغیرہ احکام کے مقصود ہی جیسا کہ امثال ان آیات مین ہی مثلاً لاتنکحوا مانکح اٰباؤکم
کے معنی یہ ہین کہ نہ متحقق ہووے نکاح تمھارا اون عورتون سے جو اوس وقت سے پیشتر یعنی تمھارے
نکاح سے پیشتر تمھارے آبا کے نکاح مین آ گئی ہون نہ یہ کہ نزول آیت سے پیشتر تمھارے آبا کے
نکاح مین آ چکی ہون کیونکہ ان معنی کے اعتبار سے نکاح مین لانا اون عورات کا جو بعد نزول آیت

مذکورہ آبا کے نکاح مین آ کی ہوئی جائز ٹھہریگا اور یہ بات بالاتفاق باطل ہی ایسی ہی طور پر
معنی ما ملکت ایمانکم آیات متنازعہ مین بھی متعین ہونگی کہ جو مملوکات کہ قبل از مباشرت تمھاری
مملوک ہوئی ہین اونکے ساتھ مباشرت جائز ہی نہ وہ معنی جو مجتہد صاحب نے دل سے گڑھے ہین کہ
نزول آیات سے پہلے مملوک ہو چکی ہین اور بحث اسکی مفصل معنی آیت اما فدآء المتعین میں عنقریب
آویگی انشاء اللہ تعالے اگر مجتہد صاحب یہ فرماوین کہ مراد ہماری یہ ہی کہ جسقدر کنیزین نزول آیت
من و فدا سے بیشتر مملوک ہو چکی ہین ان آیات سے وہ مقصود ہین تو یہ بات لغو اور اصلا قابل
التفات نہین کیونکہ یہ سب آیات بزعم مجتہد صاحب کے قبل از آیت من و فدا کے نازل ہو چکی تھیں
پس ان آیات کا کوئی کلمہ اوپر زمانہ اوس آیت کے جو ان آیات کے نزول تک نازل بھی نہین
ہوئی تھی کسی طرح پر دلالت نہین کرتا علاوہ بران چونکہ آیت من و فدا زمانہ مستقبل مین
آیات مذکورہ سے نازل ہوئی تو اس تقدیر پر حکم آیات مذکورہ کا بلا قید و بالعموم زمانہ مستقبل کو
بھی شامل ہوگا پس تفسیر ما ملکت ایمان جو مجتہد صاحب نے اسطور پر کی ہی کہ مالک ہو چکے ہین
ہاتھ تمھارے بالبدیہہ غلط ہو جاویگی و ہو المطلوب اور اس صورت مین اگر آیت من و فدا
موجب عدم جواز ملکیت کی ہوگی جیسا کہ مجتہد صاحب کے زعم باطل مین ہی تو تعارض درمیان
اون آیات اور آیت من و فدا کے لازم آویگا اور لا محالہ اون آیات کو منسوخ ٹھہرایا جاویگا
پس بالضرورۃ نظر اس امر پر ضرور ہوگی کہ آیا آیت من و فدا ناسخ اون آیات کے ہوسکتی ہی یا نہین سو قطع نظر
اور امور کے جنکا بیان بہ نسبت تقدیم و تاخیر آیات کے آگے آویگا ہم یہ کہتے ہین کہ آیت
من و فدا ناسخ اون آیات کی نہین ہوسکتی اسلیے کہ آیت من و فدا در باب وجوب
من و فدا کے مجمل ہی کیونکہ کلمہ اما اصلا اوپر وجوب من و فدا کے دلالت نہین کرتا ہو سکتا ہی
کہ مادہ منع جمع مین مستعمل ہوا ہو اور ہو سکتا ہی کہ من و فدا کا حکم حکم جواز ہو پس ہرگاہ کہ آیت
نسبت عدم جواز استرقاق کے مجمل ٹھہرے تو اون آیات کی جو ظاہر الدلالۃ اوپر جواز
استرقاق کے ہین کسیطرح پر ناسخ نہین ہوسکتی اور بیان زمانہ نزول آیات کا اور بیان

اس اجمال کا مفصل بیان آئیگا انشاء اللہ تعالیٰ پھر ترجمہ فَوَاحِدَةً اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ کا
جو اس طور پر لکھتے ہین کہ ایک عورت سے یا اون سے جنکے مالک تمہارے ہاتھ ہوچکے ہین نکاح کرو
یعنی فعل انکحوا مقدر کرکے واحدۃ او ما ملکت ایمانکم کو اوسکا مفعول ٹھہراتے ہین سراسر غلط ہے
کیونکہ نکاح مولی کا اپنی کنیز سے شرعاً ثابت نہین اور کافہ فقہا نے اوسکے عدم جواز کا فتوی دیا ہے
علاوہ بریں مقصود آیت تو یہ ہے کہ اگر خوف اس امر کا ہو کہ عدل نکر سکوگے تو ایک ہی عورت سے
نکاح کرو تاکہ خوف عدم عدل نہ ہو کہ ایک منکوحہ مین عدل اور عدم عدل کا کچھہ احتمال ہی نہین
یا مملوکات کو سریہ کرلو کہ اونمین عدل واجب نہین مصنف کے ترجمہ سے یہ امر لازم آیا کہ درصورت
خوف عدم عدل یا ایک ہی عورت سے نکاح کرو یا ایک کنیز سے نکاح کرلو اگر واقع مین مراد شارع
کی یہی ہوتی کہ جیسا مستفاد ترجمہ مصنف ہے تو اسی قدر کافی تھا [illegible]
کرلو فواحدۃ تو ایسی حالتین دونون کو متناول تھا پھر ما ملکت ایمانکم کی کیا حاجت تھی
اور یہ اطناب مخل ہے جو آئینہ خلاف بلاغت قرآن ہے اور اگر مقصود ترجمہ مصنف یہ ہے کہ کئی مملوکات
غیر اشخاص سے نکاح کرو تو بھی صحیح نہین ہوسکتا اسلیے کہ اگر کئی ایسی مملوکات نکاح مین جمع ہوگئین تو
اونکے درمیان مین بھی عدل فرض ہوگا اور جس خوف کے بنا پر یہ حکم نافذ ہوا وہی خوف
پیش آویگا غرض کہ کسی طرح پر ترجمہ مصنف کا صحیح نہین اور ایسی تاویل باطل ہے کہ موجب تنزل
معانی عالیہ ہے ؎ بہوا تاویل قرآن میکنی ۔ پست و کژ شد از تو معنی سنی قال آیت دوم
اسی سورت مین اللہ صاحب نے دوسری جگہہ فرمایا وَالْمُحْصَنَاتُ مِنَ النِّسَاءِ اِلَّا مَا مَلَكَتْ
اَيْمَانُكُمْ كِتَابَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَاُحِلَّ لَكُمْ مَا وَرَاءَ ذٰلِكُمْ اَنْ تَبْتَغُوْا بِاَمْوَالِكُمْ
مُحْصِنِيْنَ غَيْرَ مُسَافِحِيْنَ تمپر وہ رشتہ دار عورتین جنکا بیان ہوا اور آزاد عورتین حرام
کی گئین ہین مگر وہ جو تمہارے ہاتھون کی ملک ہوچکی ہین خدا نے یہ حکم تمپر لکھدیا اور انکے
سوا جتنی ہین وہ تمہارے لیے حلال کی گئین ہین اس طرح پر کہ تم اپنے مال کے بدلے یعنی
مہر کے نکاح کرنا چاہو پاکدامنی رکھنے کو نہ مستی نکالنے کو ۱۰ اقول اس آیت کا ترجمہ بھی اسی

غلط لکھا ہے اور تمامتر خلاف لغت عرب کے چنانچہ شرح اوسکی عنقریب کیجاویگی مگر پیشتر شرح مطلب سے
لکھنا ایک امر کا ضروری ہے یعنی یہ ترجمہ مصنف نے صرف تقلید ایک قول ضعیف مذکور تفسیر امام فخر الدین رازی
کے لکھا ہے اور سوائے تقلید کے کوئی دلیل اونکے پاس نہیں یا تو اس شعور اشعوری کہ کسی مجتہد اور اجماع
صحابہ و خیر القرون و ائمہ اہل بیت کی بھی تقلید نہ کرینگے یا اس لیے کہ ایک قول ضعیف کی تقلید سے
راہ راست کو چھوڑ دیا اور مصداق مثل مشہور هَرَبْتُ مِنَ الْمَطَرِ وَوَقَفْتُ تَحْتَ الْمِيزَابِ اور مصرع
شاعر فانما هو غير قيد فانقادا اپنے تئین بنا دیا ہمارے اور اونکے گفتگو مقلدانہ نہیں ہم ائمہ مجتہدین
کے مذہب کو بدلائل شرعیہ نقلیہ اور عقلیہ کے ثابت کرتے ہین مصنف کہیں تو اپنے تئین مجتہد ٹھہراتے ہین
اور کہیں ایسی جان چراتے ہین کہ مقلد مقلدان بنجاتے ہین ع فما تکون علی حال تدوم بها
کما تلون فی اثوابها الغول سو ہم انکے سب منقولات کو خاص اونہیں کے مقولات سمجھینگے خواہ اونہوں نے
اپنی طبیعت سے پیدا کیے ہوں یا تقلیداً لکھے ہوں اور استدلال جو بر بنائے تقلید فخر رازی یا اور کسیکے
ہوگی ہرگز اوسکو منظور نکرینگے بلکہ اوسکی طرف ذرا بھی توجہ نکرینگے آمدم بر سر مطلب مصنف نے جو معنی
محصنات آزاد عورتین لکھے ہین لغت عرب مین محصنات کے معنی آزاد ہرگز نہیں اور ایسے ہی جو ایک
معنی احصان کے اسلام لکھے ہین یہ بھی غلط ہین ان معنی مین بھی یہ لفظ اصلا نہیں اور اگرچہ اور بھی کئی
معنی اوسکے ہین مگر محصنات بمعنی آزاد اور احصان بمعنی اسلام کہیں نہیں آیا پس مناسب اس مقام کے
صرف دو ہی معنی ہین یا عفائف من قولهم احصنت المرأة اذا عفت واحصنها زوجها
فهي محصنة ومحصنة قال الشاعر وثديا مثل حق العاج رخصا حصانا عن اكف
اللامسينا + يا متزوجات وذوات الازواج من قولهم احصن الرجل اذا تزوج فهو محصن بفتح
الصاد قال الشاعر ع احصنوا امهم من عبيدهم ؛ تلك افعال الكرام الركعة
ای زوجوا پس ترجمہ محصنات کا بلفظ آزاد سراسر خلاف لغت اور سراسر غلط ہے اور استدلال مصنف کا اس
آیت سے وَالَّذِينَ يَرْمُونَ الْمُحْصَنَاتِ ثُمَّ لَمْ يَأْتُوا بِأَرْبَعَةِ شُهَدَاءَ فَاجْلِدُوهُمْ ثَمَانِينَ جَلْدَةً
محض فاسد ہے آیت متلوہ مین بھی کلمہ المحصنات بمعنی عفائف ہی ہے اگر ایسا نہوتا تو قذف بغیر عفائف پر بھی

حد قذف واجب ہوتی حالانکہ قذف غیر عفائف پر بلا خلاف باجماع امت حد واجب نہیں مثلاً
ہندہ اور زید دونون فاسق غیر عفیف ہین اور کسی شخص نے اون دونون کی نسبت یہ کلمہ کہا کہ ان
دونون نے باہم زنا کیا ہے اور چار گواہ اپنے قول کے اثبات پر پیش نکر سکا تو بالاجماع اوسپر حد واجب نہیں ہے
اگر یہ کہیے کہ جب محصنات کے معنی یہان بعفائف کے ہین تو اعتبار حریت کا کیون کیا گیا تو جواب اوسکا یہ ہے
کہ مجرد لفظ محصنات سے حریت کا اعتبار نہین کیا الا بلام عہد جو کلمہ محصنات پر داخل ہے وہ دلالت
کرتا ہے اوپر عفائف معہودہ یعنی حرائر کے کہ جنکی قذف کے واقعہ مین آیت نازل ہوئی ہے اور یہ صورت
مین تشبیہ ہے کہ جب لوگون تہمت زنا کی اون عفائف معہودہ یعنی عفائف حرائر کو لگاتے ہین اور نظیر
اسکی اَفِیضُوا مِنْ حَیْثُ اَفَاضَ النَّاسُ یعنی وقوف کرو اوس جگہ جہان وہ لوگ یعنی قریش
وقوف کرتے ہین اور قوله تعالى وَالْمُطَلَّقَاتُ یَتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ ثَلٰثَةَ قُرُوْءٍ اور وہ مطلقات
معہودہ یعنی حرائر مدخولہ انتظار کرین اپنا تین حیض تک دیکھو کلمہ الناس اور المطلقات سے قریش اور عورات
مطلقات حرائر مدخولہ مراد ہین لیکن جسکو کچھہ عربیت مین دخل ہوگا وہ ہرگز یہ نہین کہہ سکتا کہ ناس
کے معنی قریش اور مطلقات کے معنی عورات مدخولہ ہین اسیطرح پر یہان بھی کلمہ محصنات کے معنی
حرائر ٹھہرانے صریح غلطی اور ناواقفی ہے اگر کہیے کہ یہ اوس صورت مین ہے کہ اوس لام کو لام عہد کا
ٹھہرایا جاوے اگر لام جنس ٹھہرایا جاوے تو پھر کوئی لفظ نہین ہے کہ حرائر پر دلالت کرے پس ضرور ہے
مین یہی کلمہ محصنات کو معنی حرائر سمجھنا چاہیے تو جواب اسکا یہ ہے کہ نزول قرآن زبان عربی میں ہوا ہے پھر یہ
جائز نہین کہ کسی کلمہ کی معنی اپنی طبیعت سے ایسے گڑھے جاوین کہ لغت عرب مین ان ...
معنی نہوین اس صورت مین کونسی ضرورت داعی ہے کہ لام عہد کو چھوڑ کر لام جنس اختیار کیا جاوے
اور بالفرض اگر لام جنس بھی ٹھہرایا جاوے تب بھی ہم یہ کہینگے کہ المحصنات سے مراد یہ ہے کہ جو اپنی جنس مین
کمال کے ساتھ متصف ہون اور وہ نہین ہین مگر حرائر نظیر اسکی اٰمِنُوْا کَمَا اٰمَنَ النَّاسُ
کہ کلمہ الناس سے کاملین فی الانسانیت مراد ہین جاراللہ زمخشری رحمہ کہ بڑے عالم لغت عربی اور
نحات عالیقدر کے ہین لکھتے ہین کہ اسم جنس جیسا کہ مطلقا جنس مین مستعمل ہوتا ہے اسی طرح ...

معانی مخصوصہ کا لام میں بھی مستعمل ہوتا ہے جیسے کہتے ہیں کہ زید ہی نہیں ہے انسان وقال الشاعر شعر اذا الناس
ناس والزمان زمان وہم القوم کل القوم یا ام خالد وقال امرء القیس تسلت عمایات الرجال
عن الصبا ولیس فوادی عن هواک بمنسل غرضکہ لام داخلہ محصنات کو خواہ عہد کا لام سمجھو
خواہ جنس کا ہر طرح پر وہ لام یہ مفید معنی حرائر ہے مجرد کلمہ محصنات بمعنی حرائر یہاں نہیں کہ جس میں ہم
اسی طرح پر بیان ہو آیت فاذا احصن فان اتین بفاحشة فعلیهن نصف ما علی المحصنات
اور آیہ ومن لم یستطع منکم طولا ان ینکح المحصنات المؤمنات فمن ما ملکت ایمانکم
من فتیاتکم المؤمنات کا اگر کہیں کہ جس طرح پر اون آیات میں لام داخلہ محصنات کو لام
عہد یا لام جنس کامل سمجھا گیا ہے ممکن ہے کہ لام والمحصنات کو بھی لام عہد یا لام جنس کامل سمجھا جاوے
اور اوسی طریق سے حرائر مراد لی جاویں تو جواب یہ ہے کہ اون آیات میں قرائن قویہ اوس طریق کے
موجود ہیں چنانچہ آیت اولی میں دو قرینہ تو بہت ہی صاف سے موجود ہیں ایک واقعہ نزول آیت
دوسری یہ بات ہے کہ شرعا بالاتفاق بلا اختلاف قاذف غلام و کنیز کے اوپر نہیں ہے کوڑے سزا
میں خود نظم آیت سے ظاہر ہے کہ وہ محصنات جو مسند الیہ احصن اور اتین اور مرجع ضمیر مجرور علیهن کی ہے
غیر اون محصنات کے ہیں جو مجرور علی ہے اور ایسی ہی آیت ثالثہ خود نص صریح ہے کہ فتیاتکم المؤمنات
داخل المحصنات نہیں پس متعین ہوئی یہ بات کہ اون الف لام کو لام عہد یا لام جنس کامل قرار دیا
جاوے اور اس آیت مانحن فیہا میں کوئی قرینہ ایسا نہیں بلکہ بہت سے قرائن ایسے ہیں
کہ لام عہد اور لام جنس کامل کے مانع ہیں چنانچہ بیان اوسکا آگے آویگا اور
باعتبار لغت ہی کے منجملہ بہت سے احتمالات کے صرف ایک ہی احتمال پر ترجمہ المحصنات کا بالغہ
ممکن ہے اور باقی جمیع احتمالات پر غلط ہوتا ہے یعنی اگر محصنات کے معنی عفیفات کے لیے جاویں
اور لام کو کیسا ہی یعنی خواہ عہد کا یا جنس کامل کا یا استغراق کا فرض کیا جاوے تو
صورتوں میں ترجمہ مصنف کا غلط محض ہے اور اگر محصنات کو معنی منکوحات لیا جاوے
استغراق ورد ترجمہ غلط ہے اور اگر معنی عہد یا جنس کامل لیا جاوے تو البتہ

صحت ممکن ہو مگر کوئی دلیل وقرینہ اوسکے اختیار کرنے کا نہین بلکہ قرائن بطلان لفظی ومعنا
موجود ہین پس ہمکو کیا ضرور ہی کہ ایک گڑھے ہوئے معنی مصنف کے کہ قرائن لفظی و معنوی اوسکے
خلاف ہین تسلیم کرین اور معنی چہارم جو مصنف نے اسلمن سے لکھے ہین وہ بھی غلط ہین اور یہ جو
لکھتے ہین کہ علماے حنفیہ اور دیگر علما کو جو اس جگہ احصن کے معنی اسلمن لینے پڑے ہین اسکا
یہ سبب ہی کہ اگر یہ معنی نہ لین تو اونکا ایک دوسرا مسئلہ رجم محصنات کا جڑ پیڑ سے ہل کر گر جاتا
یہ بھی ایک بادہوائی بات ہی علماے حنفیہ نے احصن کو معنی اسلمن نہین لیا اوسکی تحریر جلیلہ ہو اور امام
ہمام ابو حنیفہ رح کا ایسا نہین ہی کہ اہل ہوا کی ہوا بندی سے اوسکا ایک پتہ بھی جنبش کرسکے
اصلہا ثابت وفرعہا فی السماء مصنف کو اگر کچھ شک ہی تو جس مسئلہ کی نسبت یہان مجملا
کچھ زیادہ گوئی کی ہی اوسپر بھی خوب دل کھول کر جو کچھ اعتراض کرنا ہی کر چکین ہم اونکو علماے
حنفیہ کی طرف سے جواب دینگے اب ہم اون دلائل وقرائن کا بیان کرتے ہین کہ جنسے ثابت
ہوتا ہی کہ ترجمہ آزاد جو مصنف نے لکھا ہی بالکل غلط ہی کیونکہ المحصنات مستثنی منہ ہی اور ما ملکت
ایمانکم مستثنی ہی پس یہ معنی ہوسکے کہ حرام کی گئین آزاد عورتین مگر مملوکات اور یہ معنی دو وجہ سے
فاسد ہین ایک یہ کہ مستثنی جنس مستثنی منہ سے نہین ہی حالانکہ اصل استثنا مین اتصال ہی
اور کوئی وجہ حسن انقطاع کی کہ جسکے سبب مستثنی منقطع لایا گیا پائی نہین جاتی دوم یہ کہ لازم آتا ہی
کہ کوئی حرہ حلال نہو کیونکہ جب سب حرائر حرام ہوگیئن تو ماورا اونکے مملوکات ہی رہگیئن
واللازم باطل فالملزوم مثلہ اسکے جواب مین مصنف ازراہ مغالطہ کے بناوٹ کرتے ہین اور
لکھتے ہین کہ الا ما ملکت ایمانکم جو اس آیت مین آیا ہی اوس سے لونڈیون ہی کے معنی لینے
ضروری نہین ہین اسلیے کہ نکاح کے سبب جو ملکیت ہوجاتی ہی اوسپر بھی ما ملکت ایمانکم کا اطلاق
ہوتا ہی اور جو عدد ازواج کی خدانے ہمارے لیے جائز کردیے ہین اونپر بھی ملکیت کا اطلاق
ہوتا ہی **اقول** شاید کہ کسی اور زبان مین ایسا ہوتا ہو عربی مین تو ہرگز نہین ہوتا جسکو
کچھ بھی دخل زبان عربی مین ہی وہ خوب جانتا ہی کہ ملک یمین کا اطلاق ہرگز ہرگز نہ اعداد ازواج

ہوتا ہی نہ مرادہر سلکوحات ہر اگر کہین کلام عرب مین ایسا آیا ہو تو نشان دیجیے اور بڑے تعجب کی
بات ہی کہ اسکی سند مین آپ قول فخر رازی کو پیش کرین فخر رازی عرب عربا ر بلکہ مفسرین مین بھی مین
ایمہ نحات و لغت مین بھی اونکو کوئی نہین جانتا پس اونکے قول سے اوپر اثبات معنی لغت کے دلیل لانا
سراسر بیجا اور محض بے سود ہی مگر کیا کرین کہ الغریق یتشبث بکل حشیش یہان تک تو بیان ہوا
مخالفت لغت کا اب آگے اسکی شرح فساد معنی اور لزوم ضعف تالیف کی کی جاتی ہی آپ فرماتے ہین
کہ اس آیت مین او رجہان الا ما ملکت ایمانکم آیا ہی اوسکے معنی یہ ہین جسے پہلے یہ کہ اوس سے مراد وہ تعداد ہی
جو اللہ تعالے نے ہماری ملک کر دی ہی یعنی چار تا زاد عورتون تک تو اب آیت کے معنی یہ ہوئے
کہ تمپر آزاد عورتین حرام ہوئین مگر اوتنی کہ جتنی خدا نے تمھاری ملک کر دی ہین یعنی چار اقول
اس آیت مین تو صرف اسی ایک جگہہ کلمۂ الا ما ملکت ایمانکم آیا ہی آپ کیونکر یہ فرماتے ہین کہ جہان
الا ما ملکت آیا ہی کہ جس سے تعدد و قوع کلمۂ ما ملکت ایمانکم کا اس آیت مین پایا جاتا ہی خدا کو اپنے کہین
اپنی طرف سے اس آیت مین اور کہین یہ کلمہ بڑھا دیجیو اور اگر مراد یہ ہی کہ جہان قرآن مین
لفظ ما ملکت ایمانکم آیا ہی اوسکے یہ معنی ہین تو صرف مغالطہ و دروغ ہی کلمۂ ما ملکت ایمانکم سے
کہین بھی ملک نکاح مراد نہین بلکہ ملک یمین یعنی رقیت ہی مراد ہی پھر چونکہ لفظ ما الفاظ
عموم سے ہی کہ حاوی ہی جمیع متناولات اپنی کو قال تعالی لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي
الْاَرْضِ وَاِنْ تُبْدُوْا مَا فِيْٓ اَنْفُسِكُمْ اَوْ تُخْفُوْهُ يُحَاسِبْكُمْ بِهِ اللّٰهُ تَعْلَمُ مَا فِيْ نَفْسِيْ
وَلَآ اَعْلَمُ مَا فِيْ نَفْسِكَ وَاُحِلَّ لَكُمْ مَّا وَرَآءَ ذٰلِكُمْ قال طرفة عمر بن عبد البكري
شعر فان كنت لا تستطيع دفع منيتي فدعني ابادرها بما ملكت يدي قال زهير بن
ابي سلمى شعر فلا تكتمن الله ما في صدوركم ليخفى ومهما يكتم الله يعلم وقال
لبيد بن ربيعة العامري شعر فاقنع بما قسم المليك فانما قسم الخلائق بيننا
علامها وقال ابو الطيب شعر والهجر اقتل لي مما اكابده انا الغريق فما خوفي من البلل
پس اس صورت مین مطابق ترجمہ مصنف کے معنی آیت کے یہ ہوئے کہ حرام کی گئین تمپر سب آزاد

عورتین مگر کل وہ آزاد عورتین کہ جنکے تم مالک ہو چکے ہو یعنی جو نکاح مین تمھارے آچکی ہین
وا جناب مجتہد صاحب خوب آیت کے معنی آپنے اجتہاد کی رو سے بیان فرمائے کہ جس سے کئی امر خلاف
شرع لازم آسکے اول یہ کہ مثلاً کسی شخص کے نکاح مین زیادہ چار عورتون سے آگئین تھین وہ بموجب حکم
نص صریح کے مطابق آپکے اجتہاد کے حلال ہین خلافاً لرسول اللہ صلعم کہ وہ حضرت صلے اللہ علیہ
وآلہ وسلم ایسی حالتین فرماتے ہین امسک اربعاً وفارق سایرھن ثانیاً مثلاً کسی شخص کے
نکاح مین ایک ہی آزاد عورت تھی تو بموجب آپکے اجتہاد کے اور تین حرائر یک وسیر حرام ہوگئین
خلافاً للہ تعالی کہ وہ تعالی فرماتا ہی فَانْكِحُوا مَا طَابَ لَكُمْ مِنَ النِّسَاءِ مَثْنَى وَثُلَاثَ وَ
رُبَاعَ ثالثاً اگر کسی شخص کی عورت بعد نزول آیت متلوہ کے مرگئی یا اوس وقت تک اوسنے
نکاح ہی نہین کیا تھا تو لازم آیا کہ وہ کسی حرہ سے نکاح ہی نکر سکے کیونکہ حرائر آپکے اجتہاد فاسد کے
بموجب قاطبتہً حرام ہین بجز اون حرائر کے کہ وقت نزول آیت تک منکوحہ ہو چکی تھین اور وجود
ایسے حرائر کا مابعد کے نکاحون مین قیامت تک ممتنع ہی پس بسبب نہ پائے جانے ایسے حرائر کے سب
نکاح مابعد کے محرمات کے ساتھ وجود مین آئے اور آپنے جو کلمہ ما کا یہ ترجمہ کیا کہ (اتنی) یہ تو
صاف غلط ہی بیان یہ ہی کلمہ ما موصول بمعنی اللاتی یا التی کے ہی تو آپ ہی کے اجتہاد کے موافق
ترجمہ کلمات آیت کا یہ ہوا کہ حرام کی گئین آزاد عورتین مگر وہ عورتین کہ خدا نے تمھاری ملک
کر دی ہین کلمہ ما کسیطرح پر عدد پر دلالت نہین کرتا علاوہ بران مستثنی منہ ذوات محصنات ہین
نہ تعداد محصنات پس استثنا اعداد کا ذوات سے آپنے خلاف ظاہر ہی سمجھا آپکی تقریر دلپذیر سے یہ امر لازم آتا ہی
کہ تعداد مملوک یعنی منکوح ہون کیونکہ جب آپنے ما موصولہ کو بمعنی تعداد ٹھہرایا تو جو عاید محذوف منصوب
صلہ کے جملہ مین بھی اوسیکی طرف عاید ہوگا اور وہی مفعول ملکت کا قرار پایا پس وہی مملوک ہوا
حالانکہ یہ امر بالبداہت باطل ہی کیونکہ تعداد مملوک ہونیکی صلاحیت نہین رکھتی ذوات معدودات
تو مملوک ہوسکتی ہین مگر تعداد مملوک نہین ہوسکتی اور اس مقام پر آپنے ترجمہ ملکت ایمانکم کا
جیسی ہی خلاف اور منقولات کے اور بھی برخلاف الفاظ کے فرمایا آپ یادگار ترجمہ یہان اس طور پر لکھتے ہین

کہ خدا نے تمھاری ملک کر دی ہین حالانکہ یہان ملک ملکا ہے نہ ملکت تملیکا اور فاعل فعل ملکت کا ایمانکم ہے نہ خدا پس مجرد کو بمعنی مزید فیہ کے ٹھہرانا آپ ہی جیسے مجتہدون کا کام ہے بعد تحریف معنی ملک و دیگر تحریفات کے بلحاظ کلمات آیت کے ترجمہ اس طور ہونا چاہیے کہ مگر اتنی کہ جتنی کے مالک ہوئے ہین ہات تمھارے یعنی اتنی کہ جتنی نکاح مین آئین ہین تمھارے یا آچکی ہین نکاح مین تمھارے اور ان دونون صورتون مین وہی قباحت جو پہلے اوپر لکھی ہے عاید ہوتی ہے اور اگر ملکت کو بمعنی استقبال کے لیا جاوے تو یہ معنی ہونگے کہ حرام ہوئین تم پر آزاد عورتین مگر اوسقدر کہ جسقدر تمھارے نکاح مین آوین تو اس صورت مین اوس مقدار کی تفسیر جو بلفظ چار کے ہے غلط ہے لفظ ما کو اپنے معنی تعداد کے لیا ہے چونکہ تعداد مخصوص چار ہی کے ساتھ نہین ہے پس لفظ ما بھی مخصوص چار کے ساتھ نہین ہوسکتا بلکہ ایک سے لیکر ہزار اور اوس سے زائد تک کو متناول ہے اگر آپ یہ کہین کہ مراد یہ ہے کہ اوس قدر جس قدر حلال کی ہین خدا نے واسطے تمھارے اور وہ زیادہ چار سے نہین ہے تو ہم کہینگے کہ یہ دوسری مخالفت لغت کی ہوئی یعنی ایک تو پہلے ہوچکی تھی کہ ملک یمین کو بمعنی نکاح لیا دوسری یہ ہوئی کہ ملک کو بمعنی حلال کرنے کے ٹھہرایا تیسری یہ ہوئی کہ لازم کو بمعنی متعدی ٹھہرایا کچھ صبر بھی ہے کہان تک قیود پر قیود لگاتے اور مخالفت لغت کی کرتے چلے جاؤگے آپکی ان توجیہات اور تاویلات واہیہ سے کلام معجز نظام کہ جسکے معارضہ سے عرب عربا عاجز ہین ضعف تالیف مین نہایت درجہ کے حد ابتذال کو پہونچا **شعر**

بر ہوا تاویل قرآن میکنی ❊ پست و کژ شد از تو معنی سنی ❊ کردہ تاویل لفظ بکر را ❊ خویش را تاویل کن نے ذکر را ❊ ایسی ہی خودمختاری پسند ہے تو اتباع کتاب اللہ سے دستکش ہوکر اپنی ڈیڑھ اینٹ کی مسجد جدی بنائیے اسلام کو بدنام نفرمائیے **شعر** گر تو قرآن بدین نمط خوانی ❊ ببری رونق مسلمانی ❊ علاوہ بران ہم یہ کہتے ہین کہ دلیل تحدید چار اس آیت سے پہلی ہے یا پچھلی اگر بعد کو ہے تو تفسیر آپکی بہ لفظ یعنی چار صریح غلط ہے اور اگر وہ دلیل پیشتر کی ہے تو لازم آیا کہ اس آیت سے وہ آیت منسوخ ہوگئی کیونکہ لفظ ما عام ہے اور حکم عام کا یہ ہے

کہ موجب حکم ہی اپنے جمیع متناولات مین بالقطع اور جب خاص سے متاخر ہو تو ناسخ خاص کا
ہو سکتا ہی چنانچہ اسی بنا پر آپنے رسالہ حل مختصر مین آیت طَعَامُ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتَابَ
حِلٌّ لَّكُمْ کو ناسخ آیت حرمت منخنقہ کا ٹھہرایا ہی پس اس حالت مین بھی تفسیر آپکی بلاوجہ یعنی
بیار غلط محض ہی اسلیے کہ معنی منسوخ تفسیر ناسخ کے نہین ہو سکتی پس ان وجوہ سے بخوبی ثابت
ہو گیا کہ کلمہ ما سے تعداد اور ملک یمین سے نکاح مراد لینا محض تحریف اور صورت ابتذال کلام
معجز نظام ہی یہان تک بیان تھا وجہ اول کا اب بیان دوسری وجہ کا شروع کیا جاتا ہی
مصنف فرماتے ہین کہ دوسری یہ کہ آزاد عورتین تمپر حرام ہین مگر وہ جنمین اللہ تعالے نے تمھاری ملکیت
مقرر کر دی ہی اور یہ ملکیت جب ہوتی ہی کہ جب ولی موجود ہو اور گواہ حاضر ہون اور تمام
شرطین جو شریعت مین نکاح کے لیے مقرر ہین پوری ہوین **اقول** اس توجیہ مین بھی
اکثر امور مین مثل توجیہ اول کے قباحات ظاہر ہین اور علاوہ بران یہ تفسیر آیت کی نہین
درحقیقت اپنی طرف سے ایک کلام فاسد گڑھ کر اوسکو کلام الٰہی ٹھہرا دینا ہی قطع نظر اور قباحات
کے چونکہ لفظی ترجمہ آیت کا آپکے اجتہاد کے موافق اس شق پر یہ ہوا کہ حرام کی گئین تمپر آزاد
عورتین مگر جنکا نکاح تمھارے ساتھ مطابق شریعت محمدی کے باستجماع جمیع شرائط شرعیہ
ہوا ہو یا ہو چکا ہو پس مثلاً اگر کسی کا نکاح کافرہ سے ہوا ہو اور بعد نکاح کے دونون مسلمان
ہو گیے تو لازم آیا کہ وہ عورت اوسپر حرام ہو جاوے اور تفریق اونکی درمیان مین کر دیجاوے
کیونکہ ظاہر ہی کہ نکاح کفار کا مطابق شرع محمدیہ باستجماع شرائط شرعیہ نہین ہوتا واللازم
باطل شرعاً فالملزوم مثلہ پھر آپ ہی صفحہ ۱۲ مین معترف ہین کہ اس جگہ یعنی اس آیت مین
خدا تعالی نے جو عورتین اور رشتہ دار عورتین حرام ہین اور جو حلال ہین اونکا بیان
فرمایا ہی انتہی اس سے ظاہر ہی کہ شرائط اور حضور ولی و شہود کا کچھ تذکرہ آیت مین نہین
اور نہ اوسکے واسطے سیاق آیت کا ہی پس تفسیر آیت کی اس طور پر جو آپنے کی کہ جس سے
صاف ظاہر ہوتا ہی کہ سیاق آیت واسطے شرائط نکاح کے بھی ہی ہر آئنہ یہ تفسیر آپکے خلاف ہی

آپکے اعتراض کے بعد اسکے مصنف نے عبارت فخر رازی کو اس طور پر نقل کی فهذا الاول في
تفسير قوله الا ما ملكت ايمانكم وهو المختار ويدل عليه قوله تعالى والذين هم لفروجهم
حافظون الا على ازواجهم او ما ملكت ايمانهم جعل الله ملك اليمين عبارة عن ثبوت
الملك فيها فيجب ان يكون ههنا مفسرا بذلك لان تفسير كلام الله بكلام الله اقرب
الطرق الى الصدق والصواب انتهى اور اسکی بنا پہ لکھتے ہین کہ پس یہی (یعنی وجہ دوسری)
ٹھیک تفسیر ہی خدا کے کلام الا ما ملکت ایمانکم کی اور اسی کو ہم المولف نے اختیار کیا ہی اور اسکی صحت پہ قرآن مجید کی
دوسری آیت بھی دلالت کرتی ہی سورہ مومنون مین خدا تعالی نے فرمایا ہی کہ جو مسلمان اپنی عضو
شہوت کی نگہبانی کرتے ہین بجز اپنی جورو وون کے یا اونکی جنکے مالک اونکے ہاتھ ہو چکے ہین اس آیت
مین اسد صاحب نے ہاتھ کی ملک سے مسلمانون کی ملکیت کا اونپین ثابت ہونا مراد لیا ہی پس واجب ہی
کہ اوس آیت مین بھی یہی مراد سمجھا جاوے اسلیے کہ تفسیر قرآن مجید کی ایک آیت کی قرآن مجید کی دوسری
آیت سے نہایت ٹھیک رستہ سچائی اور درستی پر چلنے کا ہی **اقول** عجب ماجرا ہی کہ فخر رازی
کچھ اور کہتا ہی آپ کچھ اور ہی فرما رہے ہین **شعر** ارے عندلیب نالان نہ ملا مجھے کہ انتا *
اوپچ اور لے رہا ہی تو کچھ اور گا رہی ہی * وہ کہتا ہی کہ ہذا الاول یعنی پہلی صورت آپ اوسکو وجہ
ثانی پر محمول فرماتے ہین اور اگرچہ اس جگہہ عبارت تفسیر کبیر کی حد سے زیادہ مہمل اور بے ربط ہی کہ
کوئی معنی اوسکے صحیح بن نہین سکتے مگر اس قدر ظاہر ہی کہ مراد اوسکی یہ ہی کہ جو معنی ما ملکت ایمانہم
کی آیہ والذين هم لفروجهم حافظون الا على ازواجهم او ما ملكت ايمانهم مین ہین
وہی یہان بھی مراد لینی چاہیین ہم بھی اسکو تسلیم کرتے ہین اور مجتہد صاحب نے بھی اسکو مان لیا ہی
پس اب کچھ جھگڑا باقی نہین رہا صرف یہ بات دیکھنی چاہیے کہ آیہ مذکورہ مین ما ملکت ایمانہم مراد
ازواج منکوحہ ہو سکتی ہین یا نہین ہم کہتے ہین کہ نہین ہو سکتین کیونکہ ما ملکت ایمانہم بذریعہ حرف
تردید یعنی او کے قسیم ازواج واقع ہی اور احد القسیمین عین قسیم آخر کا نہین ہو سکتا آیت کے یہ معنی ہین
اور وہ لوگ جو اپنی شرمگاہون کی نگاہ رکھنے والے ہین مگر اپنی ازواج پہ یا اونپر جنکے مالک ہو چکے ہین

ما تحت اوسکے پس ظاہر ہو کہ ازواج اور ما ملکت ایمانہم دونون ایک نہین ہوسکتے اور جب اس آیت مین نا
ما ملکت ایمانہم کا غیر ازواج سے ظاہر ہوا تو باتفاق فخر رازی اور ہمارے مجتہد دھر کے لازم آیا
کہ اور آیات مین بھی ما ملکت ایمانہم سے ازواج مراد نہ لیجاوین اور یہی ہے مدعا ہمارا اور اس سے ظاہر ہوا
بطلان سب تاویلات فاسدہ مجتہد دھر کا والحمد للہ رب العالمین اب ہم لکھتے ہین کہ جسقدر مجتہد
دھر نے تفسیر کبیر سے نقل کیا ہے مختار امام رازی نہین بلکہ یہ سب اقوال ضعیفہ ہین جو امام نے
تفسیر مین نقل کیے ہین اور جو مختار امام ہے اور اونھون نے اپنی تفسیر مین اوسکے نسبت لکھا ہے
کہ یہ معنی مراد لینے واجب ہین مجتہد دہر نے اوسکو یک قلم چھوڑ دیا ہم اوسکو نقل کرتے ہین
قال الامام رح قوله تعالى وَالْمُحْصَنَاتُ مِنَ النِّسَاءِ اِلَّا مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ يعنى ذوات الازواج
والدليل على ان المراد ذلك انه تعالى عطف المحصنات على المحرمات فلابد من ان يكون
الاحصان سببا للحرمة ومعلوم ان الحرية والعفاف والاسلام لا تاثير له فى ذلك
فوجب ان يكون المراد منه المزوجة لان كون المرءة ذات زوج له تاثير فى كونها
محرمة على الغير انتهى قول خداتعالى وَالْمُحْصَنَاتُ مِنَ النِّسَاءِ اِلَّا مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ
مین مراد المحصنات سے شوہردار عورتین ہین اور دلیل اسپر کہ وہی مراد ہین یہ ہے کہ خداتعالی نے
محصنات کا عطف محرمات پر کیا پس ضرور ہے کہ احصان سبب ہووے حرمت کا اور یہ بات معلوم ہے
کہ حریت اور عفیفہ ہونے اور اسلام کو کچھہ تاثیر حرمت مین نہین ہے پس واجب ہوا کہ محصنات سے شوہردار
عورتین ہی مراد لیجاوین اسلیے کہ ہونا عورت کا شوہردار اسکو تاثیر ہے غیر شوہر پر حرام ہونے
مین دیکھو قول مختار امام کا تفسیر محصنات مین جو ہے جسکو وے لکھتے ہین کہ یہی معنی مراد لینے واجب
ہین اور یہ دلیل قوی اس معنی کے ارادہ کو ثابت کرتے ہین اور جب محصنات کے یہ معنی قرار پائے
تو پھر بالبدیہۃ واجب ہوا کہ ما ملکت ایمانکم کے معنی مملوکات ہین یعنی کنیزین ہی ٹھہرائی جاوین
جب یہ معلوم ہوچکا کہ مصنف نے جو المحصنات کو بمعنی آزاد اور ما ملکت کو بمعنی منکوحات لیا ہے سراسر
خلاف لغت اور موجب بے وارث کلام معجز نظام اور موجب قباحات عظیمہ کا ہے تو اب ہم دیکھتے ہین

کہ مصنف جو اوپر ارادہ معنی شوہر دار کے طعن فرماتے ہین یہ طعن اونکا بیجا ہی یا بجا ہی لہذا اونکے اقوال پر قولاً قولاً گفتگو کرتے ہین **قال** اس آیت مین جو لفظ محصنات کا ہی اسکے معنی اکثر مفسرون نے شوہر والی عورتین لیے ہین اور ما ملکت ایمانکم کی لفظ سے یہ مراد لی ہی کہ وہ جو لڑائی مین قید ہو آئی ہون اور اونکے کافر شوہر دار الکفر مین ہون انتہی **اقول** ہمنے اوپر ثابت کر دیا ہی کہ اس مقام مین از روی لغت عرب کے محصنات کے صرف دو ہی معنی ہو سکتے ہین تیسری کوئی معنی نہین یا شوہر دار یا عفائف اور چونکہ خود مصنف بھی اس جگہہ عفائف مراد نہین لیتے تو بس اب بجز شوہر دار کے اور کوئی معنی باقی نرہے اور بالضرورۃ لازم آیا کہ اس جگہہ معنی محصنات صرف زنان شوہر دار ہی متعین ہون اور ہم اوپر یہ بھی ثابت کر چکے ہین کہ ملک یمین نکاح کے معنی مین ہین نہین آیا ملکہ بدلیل آیۂ کریمہ وَالَّذِیْنَ ہُمْ لِفُرُوْجِہِمْ حَافِظُوْنَ اِلَّا عَلٰی اَزْوَاجِہِمْ اَوْ مَا مَلَکَتْ اَیْمَانُہُمْ ازدواج اور ملک یمین باہم قسیم اور مباین ہین پس جو معنی ملکت ایمانہم کے کافہ مفسرین نے لکھے ہین ہر اینہ مطابق لغت عرب کے ہین یہ معنی ایسے نہین کہ جیسے مصنف نے دل سے گڑھے ہین اور اعتبار ہونے شوہرون کا دار الکفر مین جو کیا گیا ہی وہ بلحاظ و استناد واقعۂ نزول آیہ اور حدیث مشہور کے ہی جسکو مسلم نے اور دیگر اصحاب سنن نے طرق متعددہ سے روایت کیا ہی اور یہی بدلیل اور احادیث کے کہ جنمین نہی اختلاط ماسبی اور زوج ایک عورت کے فراش دو مردون کی ہی چنانچہ ہم بیان احادیث واقعۂ نزول آیت کے لیے لکھتے ہین

انّ رسول اللہ صلعم یوم حنین بعث جیشاً الی اوطاس فلقی عدواً فقاتلوہم و ظہروا علیہم فاصابوا لہم سبایا فکان الناس من اصحاب رسول اللہ صلعم تحرجوا من غشیانہن من اجل ازواجہن من المشرکین فانزل اللہ عزوجل فی ذلک والمحصنات من النساء الا ما ملکت ایمانکم ای فہن حلال لہم اذا انقضت عدتہن وعن ابی سعید الخدری ورفعہ انہ قال فی سبایا اوطاس لا توطأ حامل حتی تضع ولا غیر ذات حمل حتی تحیض حیضۃً رواہ ابو داؤد وعن رویفع بن ثابت الانصاری

فینا خطیبا فقال اما انی لا اقول لکم الا ما سمعت رسول اللہ صلعم یقول یوم حنین
قال لا یحل لامرأ آمن باللہ والیوم الاخر ان یسقی ماءہ زرع غیرہ یعنی اتیان الحبالیٰ
ولا یحل لامرأ یؤمن باللہ والیوم الاخر ان یقع علی امرأۃ من السبی حتی یستبرءہا
الحدیث رواہ ابو داؤد والترمذی بمعناہ پس ظاہر ہوا کہ یہ تفسیر تمامتر مطابق لغت عرب اور
مطابق وحی صاحب وحی علیہ الصلوۃ والسلام کے ہے اور کسی دلیل عقلی کے بھی خلاف نہین
قال اس گھڑی ہوئی تقریر سے یہ نتیجہ نکالتے ہین کہ لڑائی مین جو عورتین شوہر والی یا بے
شوہر والی پکڑی جاوین وہ لونڈیان ہین اور اونسے بہائم کے مانند مباشرت کرنی درست ہے
اقول خلاصہ اس تقریر غیر معقول مجتہد کا صرف دو امر ہین ایک یہ کہ یہ تقریر کا مفسرین
کی گھڑی ہوئی ہے دوسرے یہ کہ یہ مباشرت مثل بہائم کے ہے سو امر اول تو مبنی اوپر کمال غلطی
کے ہے کیونکہ اس تفسیر مین کوئی ایسی بات نہین کہ خلاف لغت عرب ہو محصنات کے معنی
لغت مین مزوجات ہین مالک ہین کے معنی بھی مطابق لغت ہین استثنا بھی متصل ہے منقطع
نہین کہ جسکو خلاف اصل کہہ سکین لفظ ما کو محمول اوپر اعداد اور شرائط کے نہین کیا گیا
پھر کونسی چیز اس تفسیر مین ایسی ہے کہ جسکی بنا پر کوئی کہہ سکے کہ یہ تفسیر گھڑی ہوئی ہے امر دوم کا
جواب یہ ہے کہ یہ مباشرت مانند بہائم کے البتہ اوس وقت ہو سکتی تھی کہ انقطاع کلی درمیان شوہر
منفسرہ اور زنان مسبیہ کے ہو جاتا یا اختلاط انکین لازم آتا حالانکہ تفسیر مذکور اون دونون امور سے
کسی امر کے مستلزم نہین اگر اس مباشرت کو مصنف بتقلید بعض توہم پرستون کے مثل بہائم ٹھہراتے
ہین تو مباشرت مطلقات اور شوہر مردہ عورتون کو بھی ایسا ہی سمجھین **قال** مگر جس شخص کو
خدا نے ضلالت تقلید سے بچایا ہوگا اور خدا کے کلام کو اوس ادب سے جسکا وہ مستحق ہے دیکھیگا تو یقین
کرلیگا کہ اس آیت کی یہ مراد نہین **اقول** تفسیر کا مفسرین کو مبنی بتقلید سمجھنا جہل ہے وہ تفسیر ایسی
نہین کہ مصنف کی تفسیر فاسد کے مانند بخلاف لغت مبنی بر تقلید اند موجب گمراہی ہو وہ تفسیر
ایسی نہین کہ کلام معجز نظام کو اوسنے ضعیف التالیف کرکے مرتبہ عالیہ اعجاز سے ساقط کرکے

منافی سیادت اور ابتذال مین مانند تفسیر مصنف کے ڈال دیا ہے وہ تفسیر ایسی نہین کہ مثل تفسیر مصنف
از راہ بے ادبی کے اوسمین قیود بالائی قیود دیڑھا کر اور اصل نظم مین اصلاح اپنی طرف سے دیکر نوبت تحریف
کی پہونچا دی گئی ہو باینہمہ نسبت اوس تفسیر کے ایسے ایسے کلمات زبان پر لانا اور اپنی تفسیر کو
جو تمامتر خلاف لغت اور بناوٹ کی تقریر اور مستلزم قباحات چند در چند ہی اوس سے بہتر سمجھنا سراسر
گمراہی اور تمامتر جہل ہی **قال** نہ اوسمین اوٹھائی گئی قیدیون کا کچھہ ذکر ہی نہ اون لفظون کی ہیئتین ہین
اقول ہرگاہ کہ واقع نزول آیت مذکورہ آنا قیدیان جہاد کا اور تخریج سو منین کا ہی صحابہ نشان
شبہ سے جیسا کہ احادیث مذکورہ بالا سے ثابت ہوا اور اور معانی الفاظ بجز ان معانی کے جو تفسیر کیے گئے
ہین اور کچھہ نہین جیسا کہ مفصلا گذرا تو جہل مصنف کا ہی جو ایسا فرماتے ہین **شعر**
گر نہ بیند بروز شپرہ چشم ✣ چشمۂ آفتاب را چہ گناہ ✣ فہم سخن گر نکند مستمع ✣
قوت طبع از متکلم مجوی ✣ **ابیات** اذا عیر الطائی بالبخل مادر ✣ وعیر قسا بالفہاہۃ باقل ✣
وطاولت الارض السماء سفاھۃ ✣ وفاخرت الشہب الحصی والجنادل ✣ وقال السہا للشمس انت
خفیۃ ✣ وقال الدجی للصبح لونک حائل ✣ فیا موت زر ان الحیوۃ ذمیمۃ ✣ ویا نفس
جدی ان دھرک ھازل **قال** پس جو لوگ کہ والمحصنات من النساء سے شوہر دار عورتین
مراد لیتے ہین اونکے پاس اسکی کیا سند ہی **اقول** سند لغت موجود سند احادیث صحیحہ موجود
چنانچہ بیان اونکا اوپر گذر چکا حیرانی ہی کہ آپ اور کس قسم کی سند چاہتے ہین آپ کی وہ مثل ہی
کہ قاضی نے تو بہت ہرایا پر مین ہی نہ ہاری **قال** اسلیے کہ لفظ متعدد المعنی سے ایک معین معنی
مسئلہ عظیمہ کے اخذ کرنے کو مقرر کرنیکے لیے کوئی دلیل عقلی یا نقلی چاہیے سو یہان بجز اپنی قیاس
سے ایک بات کہدینے کی نہ کوئی عقلی دلیل ہی نہ نقلی **اقول** معنی لفظ اوس مفہوم کو کہتے ہین کہ
واضع لغت نے اوس لفظ کو واسطے اوس مفہوم کے بنایا ہے پس جو مفہوم ایسا ہی کہ واضع نے
وہ لفظ اوسکے واسطے نہ بنایا ہو اوس مفہوم کو معنی لفظ ہرگز نہین کہہ سکتے جس طرح پر کوئی
شخص مفہوم آزادی کو معنی محصنات قرار دے یا مفہوم نکاح کو معنی ملک یمین ٹھہرا دے تو قول

اوسکا کسی طرح پر لائق تسلیم کے نہین ہی کیونکہ نہ واضع نے اون الفاظ کو واسطے ان معانی کے
وضع کیا ہی نہ کسی اصطلاح خاص یا عرف عام مین نقل کیا گیا ہی جب یہ بات معلوم ہوگئی تو ہم
کہتے ہین کہ لفظ محصنات کے دو ہی معنی ہین ایک زنان شوہردار دوسرے عفائف اور یہ بھی ظاہر
ہی کہ الفاظ متعدد المعانی جہان کہین بولے جاتے ہین تو ہر ایک موقع پر ایک ہی معنی منجملہ معانی
متعددہ کے مراد لیے جاتے ہین سب معانی معًا ایک محل پر مراد نہین ہو سکتے اور اس جگہہ جملہ اون دو
معنون کے ایک معنی یعنی عفائف تو باتفاق مصنف اور مفسران عالیقدر کے مراد نہین تو لفظ ضرورۃً
لازم آیا کہ زنان شوہردار ہی مراد لی جاوین اور یہ جو فرماتے ہین کہ ایک مسئلۂ عظیمہ کے اخذ کرنے کو
لکھا ہی اونکا گمان فاسد ہی مفسرین رحمہم اللہ تعالی کا یہ کام نہتا کہ اپنے دل سے کوئی مسئلۂ شرعی گھڑ کر
اوسکی تائید کے واسطے قرآن مین تاویل کرین اونھون نے تو جو معانی کلمات قرآن کے ازروے
لغت عرب کے تہے اور احادیث نبوی اونکے مؤید تہین بیان کیے بعد ازان جو کوئی مسئلۂ شرعیہ
اوس پر متفرع ہوا تو اوسمین اونکا کچھہ اختیار نہین اور یہ جو کہتے ہین کہ بجز اپنے قیاس کے اور یہ بھی جہل ہی
اونکی تفسیر مین قیاس کہان ہی مگر مصنف نے جو تفسیر کی ہی البتہ وہ سراسر مبنی بہ قیاس فاسد ہی
چنانچہ قول اونکا دلیل صریح قیاس کی موجود ہی کہ اوس جگہہ محصنات سے آزاد عورتین مراد ہین تو
اس جگہہ بھی وہی مراد ہین اب ہم بغرض اس امر کے کہ محصنات کے ایک معنی حرائر بھی ہین
مصنف پر اعادہ اونکی تقریر کا کرتے ہین کہ جو لوگ والمحصنات من النساء سے آزاد عورتین مراد
لیتے ہین اونکے پاس اوسکی کیا سند ہی اسلیے کہ لفظ متعدد المعنی سے ایک معین معنی ایک مسئلۂ
عظیمہ (یعنی ابطال رقیت و تسری کی) اخذ کرنے کے لیے کوئی دلیل عقلی یا نقلی چاہیے سو یہان بجز
اپنے قیاس کے ایک بات کہدینے کی نہ کوئی عقلی دلیل ہی نہ نقلی اب فرمائیے جناب آپ اسکا
کیا جواب دے سکتے ہین سنیے تو آپکو جواب معقول دیدیا اور دلیل عقلی اور نقلی دونون بیان
کردین اب آپ دلیل عقلی یا نقلی پیش کیجیے **قال** علاوہ اسکے اگر ما ملکت ایمانکم سے لونڈیان
ہی مراد لیجاوین تو بھی آیت کے معنی یہ ہونگے کہ تمپر آزاد عورتین حرام ہوگئی ہین مگر وہ آزاد عورتین

جو پہلے آزاد تھیں مگر اب تمہاری لونڈیاں ہو چکی ہیں انتہی **اقول** مراد لیا جاتا کیا معنی ملکت
ایمانکم سے تو اس جگہ بجز لونڈیوں کے اور کچھ مراد لی ہی نہیں جا سکتے دیکھیے کہ آیت وَالَّذِينَ هُمْ لِفُرُوجِهِمْ
حَافِظُونَ إِلَّا عَلَىٰ أَزْوَاجِهِمْ أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُمْ میں بہ سبب توسط حرف تردید کے
کلمہ یا ما ملکت ایمانہم سے ازواج منکوحہ مراد نہیں ہو سکتیں بلکہ لونڈیاں ہی مراد ہیں پس بقول
مستند جناب کے واجب ہوا کہ اس آیت میں بھی یہی مراد لیجاویں اسلیے کہ تفسیر قرآن کی ایک آیت کے
دوسری آیت سے نہایت ٹھیک بہتر ہوتی ہے اور بہتری ہے پیچھے کا ہی علاوہ برآن آپنے یہ الفاظ
(کہ جو پہلے آزاد تھیں مگر اب تمہاری لونڈیاں ہو چکی ہیں) کس عبارت کا ترجمہ فرمایا غایت الامر یہ
کہ اب ترجمہ اس طور فرماویں کہ سیر آزاد عورتیں حرام ہوئی ہیں مگر جو تمہاری مملوک ہو چکی ہیں مگر سمجھ لو
کہ یہ معنی بسبب انقطاع استثناء کے بلا وجہ کیسے ردی ہیں خیر اس بحث کو چھوڑ دیجیے اور سنیے کہ
عموداً آپکی تقریر کا یہ لفظ ہے کہ (ہو چکی ہیں) ہمنے مانا یہی سہی مگر پھر بھی یہ معنی ہوئے کہ نزول آیت ہذا
سے پیشتر ہو چکی ہیں اور ہم ثابت کر چکے ہیں کہ یہ آیت بعد واقع اوطاس کے اور بعد سبایا کے ہو جانے
سبایا اوطاس کے نازل ہوئی ہے جو سنہ ۸ ہجری کے اواخر شوال میں واقع ہوا تھا پس سبایا اوطاس بھی
بھی مصداق لونڈیاں ہو چکنے کی ہوئیں یعنی اوس وقت سے بھی لونڈیاں ہو چکی تھیں اور
چونکہ ہم یہ بھی اوپر ثابت کر چکے ہیں کہ سبایا اوطاس میں زنان شوہر دار بھی تھیں پس مصنف کی
تفسیر میں پر کیا اعتراض باقی رہگیا اور چونکہ بسبب زعم مصنف آیت إِمَّا مَنًّا بَعْدُ
وَإِمَّا فِدَاءً بعد فتح مکہ یعنی ۱۷ یا ۱۹ یا ۲۰ رمضان سنہ ۸ ہجری میں نازل ہوئی ہو اور یہ واقعہ بعد اوسکے اواخر شوال سنہ ۸ ہجری
میں ہوا اور بموجب فرمان صاحب شرع صلعم کے وہ سبایا لونڈیاں و غلام بنائی گئیں تو خوب ثابت ہو گیا کہ آیت إِمَّا مَنًّا
بَعْدُ وَإِمَّا فِدَاءً میں کوئی ایسی بات نہیں کہ مانع رقیت آیندہ کے ہووے اور عنقریب آویگی تفصیل اوسکی انشاء اللہ تعالیٰ **قال** اگر
انسان کو ضلالت تقلید میں خدا تعالیٰ نہ ڈالے اور اوسکے دل کو اوس سچائی اور نور حقیقی سے جو مذہب اسلام میں ہے روشن کرے
تو آیت کا مطلب سمجھنے میں کچھ دقت نہیں **اقول** ہم اس فقرہ کو باصلاح اور زیادت بعض الفاظ کے خود لکھتے ہیں کہ اگر انسان کو
گمراہ لوگوں کی تقلید میں خدا نہ ڈالے اور اوس راستی اور نور قدیم سے جو مذہب اسلام میں ہے روشن کرے اور پابندی جادہ

خواہش کے موجب پابوسی حکام اور امراے عہد سے رہائی دیوے تو اس آیت کا مطلب سمجھنے مین کچھ وقت نہین **قال** جس جگہ
خداتعالیٰ نے جو عورتین اور رشتہ دار عورتین حرام ہین اور جو حلال ہین اونکا بیان فرمایا **اقول** صحیح ہی والحق حق اتبع
واقع مین اس آیت مین بیان ہی ذوات محرمات کا نہ شرایط نکاح اور تعداد عورات کا افسوس ہی پھر افسوس ہی اوس
شخص کے حال پر تامل ہی کہ کلمات عجمی زبان سے کہنا جاوے اور براہ تقلید کے بے اصل اثر بعض کلمات آیت کو محمول اوپر شرایط
صحت نکاح کے کیجیے اگر اپنا اجتہاد ناقص ہے تو تقلید ہی کسی کامل کی ہزاران ہزار درجہ بہتر ہی **شعر**

سایۂ یزدان بود بندۂ خدا — مردۂ این عالم و زندۂ خدا — دامن او گیر زوتر بے گمان
رستہ از آفت آخر زمان — خاک شو مردان حق را زیر پا — خاک بر سر کن حسد را ہمچو ما

قال مگر قبل از نزول آیت کے اسکا کچھ لحاظ نتھا خداتعالیٰ نے جو کچھ کہ قبل اس آیت کے ہوچکا تھا
اوسکے جائز رکھنے کو یہ فرمایا کہ جو آزاد عورتین تمھاری ملک ہوچکی ہین یعنی اوس زمانہ کی رسم کے
بموجب تصرف مین آچکی ہین وہ حرام نہین پس اس سے کوئی حکم رقیت مستقبلہ کا نہین نکل سکتا
اقول اسکے کیا معنی کہ لحاظ نتھا صاف فرمائیے کہ مشروع تھا یا نتھا جو امر کہ برابر شریعت انبیاے
عرب مین عہد ابراہیم علیہ السلام سے مشروع معمول بہ چلا آیا اوسکی نسبت ایسا مہمل کلمہ کہنا کہ لحاظ
نتھا صریح دھوکا ہی بڑے تعجب کی بات ہی کہ جو امر کہ خلاف آئین قدرت اور جڑ سب بدیون کی ہو
اوسکا انبیا کو بھی کچھ لحاظ نتھا کیا ایسے ایسے بڑے بڑے پیغمبر جو قانون قدرت اور نیکی و بدی کے
جاننے والے اور اعلم الناس بلکہ اعلم المخلوقات والکائنات تھے ایسے غافل تھے کہ محض
از راہ بے احتیاطی اور بے لحاظی کے خود بھی مرتکب اوس امر کے تھے جو خلاف آئین قدرت
اور جڑ سب بدیون کا تھا اور اورون کو بھی اوسکی اجازت فرماتے تھے اور خدا کا فرمان اس طرح پر
سناتے تھے قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ ○ اَلَّذِیْنَ هُمْ فِیْ صَلَاتِهِمْ خٰشِعُوْنَ ○ وَالَّذِیْنَ هُمْ
عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ ○ وَالَّذِیْنَ هُمْ لِلزَّکٰوةِ فٰعِلُوْنَ ○ وَالَّذِیْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حٰفِظُوْنَ
اِلَّا عَلٰۤی اَزْوَاجِهِمْ اَوْ مَا مَلَکَتْ اَیْمَانُهُمْ فَاِنَّهُمْ غَیْرُ مَلُوْمِیْنَ ○ فَمَنِ ابْتَغٰی وَرَآءَ
ذٰلِکَ فَاُولٰٓئِکَ هُمُ الْعٰدُوْنَ ○ وَالَّذِیْنَ هُمْ لِاَمٰنٰتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ رٰعُوْنَ ○

وَالَّذِينَ هُمْ عَلٰى صَلَوٰتِهِمْ يُحَافِظُوْنَ ۚ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْوَارِثُوْنَ ○ الَّذِيْنَ يَرِثُوْنَ الْفِرْدَوْسَ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ○ فلاح پائی اون مومنون نے جو اپنی نماز مین خشوع کرنیوالے ہین اور وہ جو لغو باتون سے بچنے والے ہین اور وہ جو زکوٰۃ دینے والے ہین اور وہ جو اپنی شرمگاہون کی نگاہ رکھنے والے ہین مگر اپنی ازواج پر یا اونپر جسکے مالک ہوئے ہاتھ اونکے پس بیشک وہ ملامت کردہ شدہ نہین ہین پس جس شخص نے قصد کیا سوائے اسکے وہی زیادتی کرنے والے ہین اور فلاح پائی اون لوگون نے جو اپنی امانات و عہد کی رعایت رکھنے والے ہین اور جو لوگ اپنی نمازون کی حفاظت کرنے والے ہین یہی لوگ وہ وارث ہین کہ وارث ہونگے فردوس کے وہ لوگ ہمیشہ اوسمین رہنے والے ہین دیکھیے کہ کس تاکید سے خدا تعالے بہ نسبت مرتکبان اوس بے لحاظی کے فرماتا ہی فَاِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُوْمِيْنَ اور اگر آپکو کچھ بھی مداخلت علم معانی و بیان مین ہوتی تو آپ سمجھتے کہ تعریف مسند الیہ کی موصول کے ساتھ آیت اُولٰٓئِكَ هُمُ الْوَارِثُوْنَ مین اور پھر تاکید بضمیر منفصل یعنی ہُم کی کہ باب اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ سے ہی اور پھر توصیف ساتھ الَّذِيْنَ يَرِثُوْنَ الْفِرْدَوْسَ اور پھر تاکید جملے کے ساتھ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ کی بسبب ترک فصل کے باب لاریب فیہ سے ایسی نہین ہی کہ کوئی شخص جو قرآن پر ایمان رکھتا ہو بہ نسبت اوسکے یہ کہ سکے کہ اسکا کچھ لحاظ تھا تھوڑی بھی غور اسی آیت کے مضمون فرمایئے کہ لغو امور سے بچنے کی تو عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ مین صاف نص فرمائی اور لغو امور کو مانع فلاح نہ ٹھہرایا ت بڑا تعجب ہی کہ ایسی بے لحاظی کو جس سے ارتکاب جرم آئین قدرت لازم آتا ہی باعث مدح مصداق فَاِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُوْمِيْنَ کا قرار دیا اور اونہین بے لحاظون اور مرتکبان جرم آئین قدرت اور جرم فطری اصول تمام جرایم کو وارث فردوس برین ٹھہرایا یہ کیسی بے لحاظی اور کیسا جرم آئین قدرت و فطری ہی کہ وبال اسکا لغو امور کی برابر بھی نہین غرضکہ تسری اور استمتاع دو حال سے خالی نہین یا مشروع تھا یا نامشروع اگر نامشروع تھا تو معمول بہ انبیا عم اور صحابہ رضوان اللہ علیہم کا بحضور جناب رسالت مآب صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کس طرح پر رہا اور اگر مشروع تھا

تو نا مشروع کب ہوگیا اگر کہیے کہ رمضان سنہ ہجری مین حرام ہوگیا تو آپکا یہ قول
غلط ہی کیونکہ یہ آیت جسمین بیان کلام ہی شوال سنہ ہجری مین نازل ہوئی ہی اور اوسکے بموجب
پیغمبر صلعم نے اجازت تسری کے بعد استبرا کی دی چنانچہ بحث اسکی عنقریب آویگی پھر جو آپنے
آیت کریمہ کے ترجمہ مین بطور اصلاح قرآن کے بطرز محرفان توریت انجیل ایک یعنی لکھکر اوسکے بعد
یہ لایعنی فقرہ لکھا ہی (کہ اوس زمانے کی رسم بموجب تصرف مین آچکی ہین) فرمائیے کہ یہ فقرہٗ
لایعنی طبع زاد ہی یا کسی آیت کا ترجمہ ہی یا کسی حدیث کا یہ فقرہ آپکا تحریف معنوی ہی اور
قرآن مجید اوس سے محفوظ ہی جناب آپ تو بہت اصرار اور شد و مد سے اپنے تئین اون آداب دانون مین
سمجھتے ہین کہ جو کلام الٰہی کو بہت ادب کیساتھ سمجھتے ہین پھر یہ کیسی بے ادبی ہی کہ کلام مقدس مین
قید پر قید فقرات پر فقرات دل سے گھڑ کر بڑھاتے جاتے ہین **شعر** جامی چہ لاف میزنی از کمال
دانشی ٭ بر جرعۂ تو اینہمہ داغ شراب چیست ٭ اور یہ جو آپ کہتے ہین کہ اس سے کوئی حکم رقیت مستقبلہ کا
اخذ ہم آپ سے دریافت کرتے ہین کہ رقیت مستقبل آپ کس زمانے کے اعتبار سے چاہتے ہین جب زمانہ نزول
آیت تک رقیت جائز تھی تو یہ بات آپکے ذمہ ہی کہ اس زمانے کے بعد حکم ممانعت کا ثابت کیجیے
ورنہ اس طرح پر تو بہت گنجایش انکار بہت سے مشروعات کی نکلجاویگی پھر جب خود آپ معترف ہین کہ ابتدا سے
جو کچھ کہ قبل اس آیت کے ہوچکا تھا اوسکے جائز رکھنے کو یہ فرمایا پس جواز اوسکا تا روز نزول آیت بموجب حکم
خدا کے تو خود آپ ہی کے اعتراف سے ثابت ہوگیا اب اس امر مین آپہی کے اقوال پر کلام رہا کہ یہ آیت
مین خدا سے پہلے نازل ہوئی ہی یا بعد اوسکے اور جو چیز کہ بحکم خدا جائز ہوئی آیا اوسکو مبنی بر رسم جاہلیت کہنا روا ہی
یا نا روا سو ہم ثابت کرچکے ہین کہ یہ آیت شوال سنہ ہجری مین یعنی بعد از نزول آیت مین بہت پہلے کے نازل
ہوئی ہی اور ہم یہ بھی بیان کرچکے ہین کہ جو چیز بحکم شارع جائز ٹھہرائی گئی اوسکو مبنی بر رسم جاہلیت کہنا سراسر خطا
اور بہت ہی بیجا ہی **قال** اسکی نظیر اسی سورۃ مین اور اسی جگہ موجود ہی کہ اہل عرب اپنے باپ کی جورو کو
جورو بنانے مین کچھ قباحت نہین سمجھتے تھے جب اوسکی نہی آئی تو فرمادیا کہ اس سے پہلے جو ہوچکا وہ ہوچکا
چنانچہ خدا تعالی فرماتا ہی مت نکاح کرو اون عورتون سے جنسے تمھارے باپون نے نکاح کیا مگر جو کچھ

کہ پہلے ہو چکا یعنی وہ اس امتناع مین داخل نہین لا تنکحوا ما نکح اباؤکم من النساء الا ما قد سلف
اقول علماء استنباط مجتہد عصر کا مسائل شرعیہ کو نظم کتاب و سنت سے تو بہت ہی وضاحت کے ساتھ
دریافت ہو چکا مگر ہمکو انتظار اسکا تھا کہ کسی موقع پر انکے قیاس کا بھی امتحان کیا جاوے چنانچہ اب وہ
موقع آگیا مخفی نرہے کہ یہان بحث اسکی نہین کہ حرمۃ بعد الاباحۃ یا اباحۃ بعد الحرمۃ شرعًا جائز ہی
یا نہین اسکے عدم جواز کا کوئی شخص اہل اسلام مین سے قائل نہین ہی اور اسکا بھی کوئی شخص قائل نہین کہ
جب تلک وہ شی حرام نہین ہوئی تھی اوسکا ارتکاب موجب گناہ تھا یہان بحث اسکی ہی کہ جو عمل
ایسا ہو کہ اوسکو انبیاء علیہم السلام نے جائز رکھا اور اوسکا انکار نکیا اور آپ بھی اوسکو عمل مین
لاتے رہے اور کتب سماویہ مین تصریح اوسکی اجازت دی گئی اور اوسکے احکام بیان فرمائے گئے آیا وہ از قسم
مباحات شرعیہ ہی یا نہین اور اطلاق رسم جاہلیت کا اوسپر جائز ہی یا نہین دوسرے یہ کہ جو
فعل کہ آئین قدرت کے خلاف اور لذاتہ قبیح ہی اور تمام برائیون کی جڑ ہی کیا ممکن ہی کہ انبیاء علیہم السلام
عامدًا اوسکے مرتکب ہوئے ہون تیسرے یہ کہ جو شی محرمہ لذاتہ ہے اوسکے حرمت کے مشرع مین ثابت ہی
یا نہین چوتھے یہ کہ جو چیز کہ شریعت انبیاء سابقین مین مباح تھی اور اسلام مین بھی مباح ہی یا بعد اسکے کہ آنحضور
پیغمبر علیہ الصلوۃ والسلام کے اور خود پیغمبر بھی اوسکے مباشر رہے اور کتاب اللہ مین بھی اوسکی اجازت
صراحۃً دی گئی تو آیا بدون قیام دلیل شرعی کے جو ناسخ اوسکی ہو یہ کہہ سکتے ہین کہ آیندہ وہ اباحت
باقی نرہی صورت مقیس علیہ مجتہد عصر کے یہی کہ بیشتر عرب منکوحہ پدر کو اپنے نکاح مین لاتے تھے چنانچہ
شارع نے فرمایا مت نکاح کرو اون عورتون سے جن سے تمہارے باپون نے نکاح کیا ہو مگر جو کچھ کہ پہلے
ہو چکا یعنی وہ امتناع مین داخل نہین انتہی **اقول** وہ چار صورتین جو بحث طلب ہین اونمین سے
کوئی ایک صورت بھی ایسی نہین کہ اوسکو صورت مقیس علیہ پر قیاس کر سکین اور مقیس علیہ کو نظیر مقیس کی
قرار دے سکین نسبت مجہول کے یہ وجہ ہی کہ نکاح باپ کی زوجات کا کسی ملت مین جائز نہین ہوا
اور کسی نبی نے اوسکو جائز نہین رکھا توریت مین کتاب احبار باب ۸ اور س ۹ مین
صاف ممانعت اوسکی موجود ہی معاذ اللہ کہ خود کوئی پیغمبر اوسکا مرتکب ہوا ہو یا آنحضور

کسی پیغمبر کے بلا انکار ظہور مین آیا ہو خود قرآن شریف سے ثابت ہے کہ یہ نکاح پیشتر ہی سے فحش
اور موجب غضب آلہی تھا اِنَّهُ كَانَ فَاحِشَةً وَمَقْتًا وَسَاءَ سَبِيلًا یعنی کہ نکاح کرنا ساتھ باپ کی
جورووں کے تھا فحش اور غضب اللہ کی راہ شرافت عرب بھی اس سے بہت پرہیز کرتے تھے اور
اسی سبب سے جو کوئی اراذل مین سے ایسا کرتا تھا تو اوس نکاح کو نکاح المقت یعنی نکاح مبغوض
اور اوس نکاح کرنے والے کو اور اوسکی اولاد کو مقتی کہتے تھے پس یہ قول مجتہد کا کہ
عرب ایسے نکاح مین قباحت نہین سمجھتے تھے تمامتر مبنی اوپر جہل مرکب کے ہے دوسرے بھی
صورت متنازعہ کو بھی کچھہ تعلق مقیس علیہ سے نہین کیونکہ ایسے نکاح کا کبھی کوئی نبی خود مرتکب ہوا
نہ کسیکو اجازت دی تیسری صورت کا حال یہ ہے کہ قبل از تحریم قرآن بھی ایسے نکاح سے کبھی تمتع
جائز نہین ہوا چہ جائے آنکہ بعد از تحریم تمتع جائز ہو چنانچہ ہمنے اوپر ایک حدیث نقل کی ہے جسکا
یہ مضمون ہے کہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایسے ایک شخص کے قتل کا حکم صادر فرمایا پس
قیاس مجتہد کا ہر آئینہ قیاس مع الفارق ہے صورت چہارم کسی طرح پر مطابق صورت مقیس علیہ
کے نہین پس قیاس مجتہد عصر کہ بلا لحاظ شرائط و ارکان قیاس کے ہے محض ہیچ و پوچ ہے بلکہ اس سے ظاہر ہوتا ہے
کہ ہنوز وہی شرائط ارکان قیاس سے بھی واقف نہین اور بااینہمہ ناواقفی کے اپنے تئین مجتہد بتاتے
ہین اب رہا کلام اِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ مین اگر اسکو استثناء متصل تصور کیا جاوے اور کلمہ ما کو
جو ما نکح پر داخل ہے عام کہ متناول ہو منکوحات سالفہ اور باقیہ اور مستقبلہ کو لیا جاوے اور ما
سالفہ کو مستثنے کیا جاوے تو یہ معنی ہونگے کہ نہ نکاح کرو اون عورات کو جنسے تمہارے آبا نے
نکاح کیا مگر منجملہ اونکے اونکو جو مر گئے ہین تو یہ کلام از قبیل مبالغہ باب لا عیب فیہم غیر ان سیوفہم
بہن فلول من قراع الکتائب اور حتی ابیض القار اور حتّٰی یَلِجَ الْجَمَلُ فِي سَمِّ الْخِيَاطِ سے ہوگا
یعنی کوئی صورت اجازت ایسے نکاح کی نہین مگر ایک صورت نکاح کی ساتھہ گذشتگان کے
اور چونکہ یہ محال اور ممتنع ہے پس کسی طرح کوئی صورت جواز کی باقی نہ رہی اکثر مفسرین نے اسی طرح پر
آیت کی تفسیر کی ہے اور مختار علامہ زمخشری کا بھی یہی تفسیر ہے چنانچہ وہ تفسیر کشاف مین لکھتے ہین

فان قلت کیف استثنی ما قد سلف من ما نکح آباؤکم قلت کما استثنی غیر ان سیوفہم
من قولہ ولا عیب فیہم یعنی ان امکنکم ان تنکحوا ما قد سلف فانکحوہ فلا یحل لکم
غیرہ وذلک غیر ممکن والغرض المبالغة فی تحریمہ وسد الطریق الی اباحتہ کما تعلق بالمحال
فی التابید فی نحو قولہم حتی یبیض القار وحتی یلج الجمل فی سم الخیاط اور اگر اسکو استثناء
منقطع اور الا کو بمعنی لکن لیا جاوے تو جملہ ما قد سلف جو مبتدا ہے خبر اسکے محذوف ہوگی یعنی اوسپر مواخذہ
ارتکاب جرم گذشتہ کا نکیا جاوے جیسا کہ اور بعض کہاں میں واقع ہوا ہے قل للذین کفروا ان
ینتہوا یغفر لہم ما قد سلف اور اسلئے مقصود نہیں ہے کہ وہ نکاح باقی رکھا جاویگا چنانچہ
تفسیر بیضاوی میں مرقوم ہے وقیل الاستثناء منقطع ومعناہ لکن ما قد سلف فانہ
لا مواخذة علیہ لا انہ مقرر انہ کان فاحشة ومقتا علة للنہی ای ان نکاحہن
کان فاحشة عند اللہ ما رخص فیہ لامة من الامم ممقوتا عند ذوی المروات
ولذلک سمی ولد الرجل من زوجة ابیہ المقتی یعنی کہا گیا ہے کہ استثنا منقطع ہے اور معنی
یہ ہیں کہ لیکن جو کچھ گذر گیا اوسپر مواخذہ نہیں یہ بات نہیں کہ وہ نکاح قائم رکھا گیا کہ بیشک ایسا
نکاح بیحیائی اور فحش اور موجب غضب ہے یہ علة نہی کی ہے کسی امت کو خدا نے رخصت ایسے نکاح
کی نہیں دی اور مبغوض ہے یہ نکاح ارباب مروت کے نزدیک اور اسی واسطے ایسے نکاح کی اولاد کو
مقتی کہا جاتا تھا خلاصہ اما فی ضمیر مصنف یہ ہے کہ نکاح کسیکا جو زوجہ پدر کے ساتھ قبل از نزول
آیہ تحریمہ ہوا تھا تو جس طرح پر اوسکو باقی رکھا گیا اوسی طرح پر رقیت جو پہلے ہو چکی تھی وہ بھی
قائم رکھی گئی مگر یہ غلطی فاش ہے ایسا نکاح حدوثا اور بقاءً ہرگز ہرگز جائز نہیں بلکہ ایسا نکاح اوکسی
ملت میں جائز نہیں ہوا یہاں تک کہ کفار عرب بھی اسکو مبغوض جانتے تھے اگر مصنف ابقاء
نکاح مذکور کے مدعی ہیں تو اوسکو ثابت کریں اور اونکو نے جو خبر محذوف کی تقدیر یہ کی ہے کہ وہ اس
امتناع میں داخل نہیں اور ظاہر اس سے اونکا ارادہ اثبات باقی رکھنے نکاح مذکور کا ہے تو یہ تقدیر
اونکی محض بیدلیل ہے صرف مضمون طبع زاد اور ایجاد ہے غور کیجئے کہ جس نکاح کی نسبت ایسے کلمات

فراسے جاوین کہ انہ کان فاحشۃ ومقتا وساء سبیلا کا دہ کیونکر باقی رکھا جاسکتا ہی
اگر کان کو از باب کان اللہ علیما لیا جاوے تو فحش اور مقت بحکم نص جمیع ازمنہ مین ثابت ہے
اور اگر بمعنی ماضی لیا جاوے تو ثبوت قبح کا زمانہ ماضی مین لفظ کان سے ظاہر ہی اور جو چیز کہ ایسی
قبیح زمانہ ماضی مین ٹھہر چکی ہو تو وہ ہماری شریعت مین کسی طرح پر باقی رکھنے کے قابل نہین اور
چونکہ کلمہ ساء منجملہ افعال ذم کے ہی اور در اصل فعیل ماضی تھا کہ معنی ماضی سے نقل کرکے بمعنی حال واسطے انشاء ذم کے
لایا گیا ہی تو مذموم ہونا اس قسم کے نکاح کا جمیع ازمنہ ماضی و حال و مستقبل مین خود آیت ہی سے ثابت
ہوگیا اور جو چیز کہ فی نفسہ ایسی مذموم ہو اور مذموم ہونا اوسکا ایسا ظاہر ہو کہ کفار عرب بھی اوسکو
مذموم اور ممقوت سمجھتے ہون تو اوسکی بقا کا شرع مین کسی طور پر حکم نہین ہو سکتا یہان تک جو آیۃ
والمحصنات من النساء الا ما ملکت ایمانکم مین کلام تھا ختم ہو چکا اور مجتہد عصر کا حال
درباب استنباط معانی اور فہم قرآن و حدیث اور واقفیت لغت عرب اور صحت و فساد قیاس
کے جیسا کچھ ہی خوب ہی کھل گیا اب بطور خاتمہ کے ایک مختصر بات لکھتا ہون کہ خود مجتہد عصر کے
اقرار سے ثابت ہو چکا کہ زمانہ نزول آیت ہذا تک استرقاق اور تسری ممنوع نہ تھی اور یہ نص قرآنی
اوسکے جواز پر ناطق تھی پس اگر وہ اپنے دعوی تحریم مین سچے ہین تو ایسی نص قرآنی
جس سے حرمت استرقاق و تسری کی ثابت ہو اور اس آیت کے بعد نازل ہوئی ہو نشان
دین ورنہ یہ سب باتین اونکی جدال جاہلانہ اور دعوی معاندانہ سمجھی جاوینگی اب ہم تفصیل وجوہ
بیان آیات مذکورہ کے مطابق قاعدہ حصر اصول فقہ کے لکھتے ہین اور آیندہ ہر ایک آیت
کے ذیل مین شرح اوسکی کرتے جاوینگے انشاء اللہ تعالی جاننا چاہیے کہ نظم باعتبار دلالت کے
اوپر معنی کے چار قسم پر ہی ظاہر اور نص اور مفسر اور محکم ظاہر اوسکو کہتے ہین کہ اوسکے صیغہ سے مراد
اوسکی سامع کو ظاہر ہو جاوے بلا احتیاج طلب و تامل کے اور نص وہ ہی کہ ظاہر پر بلحاظ سوق
کلام متکلم کی اوضاحت زیادہ ہو جاوے اور مفسر وہ ہی جو نص پر بھی کچھ وضاحت زیادہ رکھتی ہو
اس طور پر کہ احتمال تاویل و تخصیص باقی نرہے اور محکم وہ ہی کہ مراد ایسی واضح ہو کہ احتمال تاویل

تخصیص و نسخ بھی باقی نہ ہی جب یہ دریافت ہوا تو متحقق ہوا کہ آیات اولیٰ یعنی اِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تَعْدِلُوا بَیْنَ النِّسَآءِ فَوَاحِدَةً اَوْ مَا مَلَکَتْ اَیْمَانُکُمْ از قسم ظاہر ہی ثبوت ملکیت یمین یعنی رقیت مین اور نص ہی نکاح مملوکات مین اور آیت ثانیہ یعنی وَالْمُحْصَنَاتُ مِنَ النِّسَآءِ اِلَّا مَا مَلَکَتْ اَیْمَانُکُمْ ظاہر ہی ثبوت ملکیت یمین مین اور مفسر ہی جواز وطی مملوکات مین اسلیے کہ احتمال تاویل و تخصیص نسبت بیان احادیث مذکورۂ بالا کے منقطع ہوگیا **قال** آیت سوم اللہ تعالیٰ نے سورہ نسار مین فرمایا ہی وَمَنْ لَّمْ یَسْتَطِعْ مِنْکُمْ طَوْلًا اَنْ یَّنْکِحَ الْمُحْصَنٰتِ الْمُؤْمِنٰتِ فَمِنْ مَّا مَلَکَتْ اَیْمَانُکُمْ مِّنْ فَتَیٰتِکُمُ الْمُؤْمِنٰتِ اور جو کوئی تم مین سے بخوبی مقدور نرکھتا ہو کہ مسلمان آزاد عورتون سے نکاح کرے تو جو عورتین تمھارے ہاتھون کی ملکیت ہو چکی ہین اونمین سے جو مسلمان چھوکریان ہین اون سے نکاح کرے **اقول** یہ آیت بھی ظاہر ہی ثبوت ملکیت اور رقیت مین نص ہی نکاح مملوکات مین اور اس آیت مین بھی کلمۂ ما ملکت ایمانکم ہی جو آیت ثانیہ مین تھا اس آیہ مین کلمۂ من موصول مبتدا ہی کہ صلہ اوسکا جملہ فعلیہ یعنی لم یستطع الخ ہی پس بموجب ضابطۂ مصرحۂ علم نحو کے مبتدا مذکور متضمن ہی معنی شرط کو اسی سبب سے اوسکی خبر مین حرف فا کا لانا جائز ہوا اور ہم اوپر بیان کر چکے ہین کہ جب افعال ماضی لفظًا یا معنًا خبر شرط و جزا مین واقع ہونگے تو معنی استقبال کے مفید ہونگے دیکھو لم یستطع بسبب دخول لم جازمہ کے معنی ماضی ہی اور باوجود ماضی ہونیکے مفید معنی استقبال ہی چنانچہ خود مجتہد ہی بھی اوسکا ترجمہ بلفظ ماضی نہین فرماتے پھر مین حیران ہون کہ ملکت کو کیون بلفظ ماضی کے ترجمہ کرتے ہین اور کیا وجہ ہی کہ جس طرح پر ملکت کے معنی ملکیت ہو چکے ہین گھڑتے ہین اسی طرح پر لم یستطع کے معنی مقدور نرکھ چکا ہی کیون نہین گھڑتے پھر اوس سچائی اور ٹھیک راہ سے جسکو تفسیر یہ مقدمہ مین بہت اصرار سے اختیار فرمایا تھا یہان کیون برگشتہ ہوگئے اور کلمۂ ما ملکت سے بر خلاف اوس سچائی کے چھوکریان مراد لینے لگے اور ہرگاہ کہ اس آیت مین خود مجتہد نے بھی وہی معنی مراد لیے ہین جو مفسرین نے آیہ متقدمہ مین لکھے ہین تو غالب ہی کہ آیہ متقدمہ مین جو کچھ بہ نسبت مفسرین عالی قدر کے طعن و تشنیع کی ہی اوس سے دل مین شرما کر توبہ کرینگے **قال** آیت چہارم وَاعْبُدُوا اللّٰهَ

وَلَا تُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا وَبِذِي الْقُرْبَىٰ وَالْيَتَامَىٰ وَالْمَسَاكِينِ

وَالْجَارِ ذِي الْقُرْبَىٰ وَالْجَارِ الْجُنُبِ وَالصَّاحِبِ بِالْجَنْبِ وَابْنِ السَّبِيلِ وَمَا مَلَكَتْ
أَيْمَانُكُمْ اوسکی عبادت کرو اور اوسکے ساتھہ کسی چیز کو شریک مت کرو اور ماں باپ کے ساتھہ سلوک کرو
اور قرابت مندوں اور یتیموں اور غریبوں اور قرابت مند ہمسایہ اور اجنبی ہمسایہ اور اپنے پاس کے بیٹھنے والے کے
ساتھہ اور اونکے ساتھہ جو تمہارے ہاتھوں کے مالک ہو چکے ہیں انتہی **اقول** ہم اس ترجمہ کی صحت اور
عدم صحت کی کچھہ بحث نہیں کرتے اور اور تراجم کی صحت اور عدم صحت میں بھی کچھہ گفتگو ضرور نہیں مگر
اوس قدر میں کہ مسئلہ بالفعل جس سے متعلق ہی غرض کہ یہ آیت بھی ظاہر ہی ثبوت ملک یمین و رقیت
میں نص ہی احسان کرنے میں رقیقوں کے ساتھہ **قال** آیت ہفتم وَاللّٰهُ فَضَّلَ بَعْضَكُمْ الی قولہ تعالی
عَلَىٰ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُمْ الخ **اقول** یہ بھی ظاہر ہی ثبوت ملکیت یمین میں **قال** آیت ہشتم

وَالَّذِينَ هُمْ لِفُرُوجِهِمْ حَافِظُونَ إِلَّا عَلَىٰ أَزْوَاجِهِمْ أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُمْ فَإِنَّهُمْ غَيْرُ
مَلُومِينَ الخ **اقول** یہ آیت ظاہر ہی ثبوت رقیت میں اور جواز مباشرت مملوکات میں اور اس آیت
میں کہ مملوکات میں غیر ازواج ہیں اور نص ہی اس باب میں کہ جو لوگ مباشرت کرتے ہیں اپنی کنیزوں
سے وہ ملامت سے بری ہیں **قال** آیت ہشتم أَوْ نِسَائِهِنَّ أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُنَّ الخ **اقول**
یہ آیت بھی ظاہر ہی ثبوت ملکیت اور رقیت میں **قال** آیت نہم وَالَّذِينَ يَبْتَغُونَ الْكِتَابَ مِمَّا
مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ فَكَاتِبُوهُمْ إِنْ عَلِمْتُمْ فِيهِمْ خَيْرًا الخ **اقول** یہ آیت بھی رقیت میں ظاہر ہی
اور در باب مکاتب کرنے کے نص ہی **قال** آیت دہم يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لِيَسْتَأْذِنكُمُ
الَّذِينَ مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ الخ **اقول** یہ آیت ظاہر ہی مملوکین مالکین میں اور نص ہی استیذان
میں **قال** آیت یازدہم هَلْ لَكُمْ مِنْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ مِنْ شُرَكَاءَ فِي مَا رَزَقْنَاكُمْ
اقول ظاہر ہی ثبوت ملکیت میں **قال** آیت دوازدہم سورہ احزاب يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِنَّا

أَحْلَلْنَا لَكَ أَزْوَاجَكَ اللَّاتِي آتَيْتَ أُجُورَهُنَّ وَمَا مَلَكَتْ يَمِينُكَ مِمَّا
أَفَاءَ اللَّهُ عَلَيْكَ اے نبی ہم نے حلال کیں تیرے لیے جورویں جنکا تو مہر دے چکا ہے اور تیرے

ہاتھون کی ملک ہو چکی ہین اونمین سے جنکو اللہ نے تجھکو دیا ہی **اقول** یہ آیت ملک یمین اور حل بالتصرف
ملوکات مین مفسر ہی بسبب تحقق فعل نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کہ کسی طرح کی تاویل کی گنجایش باقی نرہی

قال اس سے ثابت ہوتا ہی کہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ازدواج کے کوئی احکام
خاص نہین تھے بلکہ جس طرح کہ عرب مین ازدواج کا دستور تھا اوسی طرح آپکا ازدواج ہوا تھا **اقول**
مخفی نرہی کہ ایام جاہلیت مین جو جو کام عرب کرتے تھے سب ممنوع اور نامشروع نتھے بلکہ بعض
امور طریق انبیا عم کے اور فی نفسہ مستحسن تھے مثلاً نفس حج وعمرہ وسقایت حاج وعمارت
مسجد حرام اور مروت اور شجاعت اور اکرام واطعام مہمانان اور خیرات اور امثال انکے اور بعض
امور محض رسم جاہلیت تھے بعد جاری ہونے دین متین کے جناب ختم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم نے رسوم جاہلیت کو یکلخت متروک کرا دیا اور جو امور کہ مبنی بر اتباع انبیا عم کے
تھے اونکو جاری رکھا اور ایسا کبھی نہین ہوا کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مرتکب
کسی ایسے امر کے ہوے ہون جو محض مبنی بر رسم جاہلیت تھا اور نہ کسی ایسے امر کے کرنے کا
کسیکو حکم دیا اور جسقدر افعال اور اقوال جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق
بہ عبادات وجواز وعدم جواز معاملات شرعیہ کے تھے سب بموجب وحی کے تھے اور کمتر
ایسا ہوا کہ از روے اجتہاد کے بھی کوئی حکم صادر فرمایا اگر کبھی اجتہاد مین کچھ خطا ہوئی تو آپکو اسی
وقت یا بہت جلد از روے وحی کے آگاہ کر دیا گیا پس وے حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم خطا پر
قائم رہنے سے ہرآینہ معصوم تھے اور یہی حال ہی سب انبیا عم کا پس جو فعل کہ آنحضرت
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہی خالی اس سے نہین کہ یا مباح شرعی ہی یا مستحب شرعی ہی یا واجب
یا فرض ہی اور ہرگز ہرگز نہین ہوسکتا کہ کوئی فعل پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مبنی بر رسم
جاہلیت کے ہو کیونکر ہوسکتا ہی اسلیے کہ اونکی نسبت تو خدا تعالی فرماتا ہی اِنَّکَ لَعَلٰی
خُلُقٍ عَظِیْمٍ اور فرماتا ہی وَمَا یَنْطِقُ عَنِ الْھَوٰی اِنْ ھُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰی ۵ اور
فرماتا ہی لَا تُطِعِ الْکَافِرِیْنَ وَالْمُنَافِقِیْنَ اِنَّ اللّٰہَ کَانَ عَلِیْمًا حَکِیْمًا ۰ وَاتَّبِعْ مَا یُوْحٰی

الیک من ربک یا ایہا النبی انا ارسلناک شاہدا و مبشرا و نذیرا و داعیا
الی اللہ باذنہ و سراجا منیرا الی غیر ذلک من الآیات ظاہر ہی کہ سراج منیر کہ بالذات
روشن اور جملہ تاریکیون کا روشن کرنے والا ہی ظلمت جاہلیت کا کہ سراسر ضد اور نقیض اوسکی ہی
کس طرح قابل ہو سکتا ہی پس محال ہی کہ پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کسی رسم جاہلیت کے عامل ہون
یا اوسکی کسیکو اجازت دین جب یہ امر متحقق ہوا تو یہ قول مصنف کا کہ جس طرح کہ عرب مین
ازدواج کا دستور تھا اوسی طرح حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بھی ازدواج ہوا تھا سراسر بیجا ہی
الحاد ہی عرب مین نکاح کے کئی دستور تھے منجملہ اونکے جو دستور نکاح انبیا علیہم کا تھا
اور نور ایمان اور وحی اور عقل کامل سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو متحقق
ہوا اوسیطرح اونھون نے اپنے نکاح کیے اور اورونکو اوسی طریق نکاح کی ہدایت فرمائی اور جو جو
کہ صرف بموجب رسم عرب کے تھے اونکا قلع قمع کر دیا بخاری مین عائشہ سے روایت ہی کہ
ان النکاح فی الجاہلیۃ کان اربع انحاء فنکاح منہا نکاح الناس الیوم یخطب الرجل
الی الرجل ولیتہ او ابنتہ فیصدقہا ثم ینکحہا ونکاح آخر کان الرجل یقول لامرأتہ اذا
طہرت من طمثہا ارسلی الی فلان فاستبضعی منہ ویعتزلہا زوجہا ولا یمسہا
ابدا حتی یتبین حملہا من ذلک الرجل الذی تستبضع منہ فاذا تبین حملہا اصابہا
زوجہا اذا احب فانما یفعل ذلک رغبۃ فی نجابۃ الولد فکان ہذا النکاح نکاح
الاستبضاع ونکاح آخر یجتمع الرہط ما دون العشرۃ فیدخلون علی المرأۃ کلہم
یصیبہا فاذا حملت ووضعت ومر علیہا لیالی بعد ان تضع حملہا ارسلت الیہم فلم یستطع
رجل منہم ان یمتنع حتی یجتمعوا عندہا تقول لہم قد عرفتم الذی کان من
امرکم وقد ولدت فہو ابنک یا فلان تسمی من احبت باسمہ فیلحق بہ ولدہا
لا یستطیع ان یمتنع بہ الرجل والنکاح الرابع یجتمع الناس الکثیر فیدخلون علی
المرأۃ لا تمتنع ممن جاءہا وہن البغایا ینصبن علی ابوابہن رایات تکون علما

فمن اراد هن دخلهن فاذا حملت احديهن ووضعت حملها جمعوا لها ودعوا لهم
القافة ثم الحقوا ولدها بالذي يرون فالتاط به ودعي ابنه لا يمتنع من ذلك
فلما بعث محمد صلعم بالحق هدم نكاح الجاهلية كله الا نكاح الناس اليوم

نکاح زمانہ جاہلیت مین چار قسم کا تھا ایک ویسا ہی جیسے یہ تھا جو اب آدمیون کا ہے پیغام کرتا تھا
ایک آدمی دوسری سے اوسکی ولیہ یا بیٹی کا پس مہر ادا کرتا تھا اوسکا پھر نکاح مین لاتا تھا اوسکو
اور ایک اور قسم کا نکاح تھا کہ جب عورت حیض سے طاہر ہوتی تھی تو اوسکا شوہر کہتا تھا اوسے کہ فلانے
شخص کو بلا بھیج پھر اوس سے مباشرت کر اور کنارہ کرتا تھا اوس سے خاوند اوسکا اور نہ مباشرت
کرتا تھا اوس سے ہرگز جب تک کہ ظاہر ہوجاتا تھا حمل اوسکا اوس آدمی سے اور ایسا کرتا تھا
واسطے رغبت کے نجابت ولد مین اور تھا یہ نکاح نکاح استبضاع اور ایک اور نکاح تھا کہ جمع ہوتے
تھے آدمی دس سے کم اور ایک عورت پر داخل ہوتے تھے اور سب اپنے مطلب کو پہنچتے تھے
اوس سے پس جب وہ حاملہ ہوئی اور وضع حمل کیا اور بعد وضع حمل کے کچھ راتین گذرین
تو اوس نے اون سبکو بلا بھیجا پس کوئی اونمین سے باز نہین رہ سکتا تھا تا آنکہ جب سب اوس
عورت کے پاس جمع ہوجاتے تھے تو کہتی تھی وہ کہ تحقیق جانا تمنے اپنا کام اور تحقیق جنی مین
پس یہ مولود بیٹا تیرا ہی اے فلان شخص نام لے دیتی تھی وہ جسکو پسند کرتی تھی پس لاحق
ہوجاتا تھا اوسی شخص سے بچہ اوسکا نہین طاقت رکھتا تھا وہ آدمی کہ اوس سے انکار
کرنے سے باز رہے اور نکاح چوتھا یہ تھا کہ جمع ہوتے تھے بہت آدمی اور داخل ہوتے تھے
عورت پر نہین بچتی تھی وہ اوس سے جو اوسکے پاس آتا تھا اور ایسی عورتین زانیہ ہوتی تھین
قائم کرتی تھین اپنے دروازونپر جھنڈے کہ وہ اونکی علامت اور نشان ہوتے تھے
پس جسنے قصد کیا وہ اونپر داخل ہوا جب حاملہ ہوئی اونمین سے کوئی اور وضع حمل کیا
تو جمع کیے جاتے تھے اور بلایا قیافہ والون کو پھر لاحق کر دیا قیافہ والون نے اوسکے بچہ کو
جسکو اونکو نظر پڑا پس مل گیا وہ اوسکے ساتھ اور کہلایا گیا اوسکا بیٹا وہ باز نہین

رہ سکتا تھا اونکے ماننے سے پھر جب مبعوث ہوئے محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم حق کے ساتھ
توڑ ڈھا دیا اونھون نے سب نکاحون جاہلیت کو مگر اس نکاح کو جو اب رائج ہی آدمیون مین پس
یہ بات خوب ظاہر ہوگئی کہ حقیقت یہ نکاح کہ محض مبنی بر رسم عرب تھے نہ کبھی اسلام مین مروج
رہا نہ کبھی پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اوسپر عمل کیا اور یہ جو فرماتے ہین کہ جناب رسول خدا
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ازواج کے احکام خاص تھی الخ اس سے ظاہر ہوتا ہی کہ نظر مجتہد عصر کی
اس آیت مین ان کلمات پر نہین پڑی وَامْرَأَةً مُّؤْمِنَةً إِنْ وَهَبَتْ نَفْسَهَا لِلنَّبِيِّ الی قولہ
تعالی خَالِصَةً لَّكَ مِن دُونِ الْمُؤْمِنِينَ اور یہان کچھ بحث ازدواج کی ضرور تھی بے محل مصنف نے
یہان یہ تذکرہ کیا یہان کلمہ مَلَكَتْ يَمِينُكَ مِمَّا أَفَاءَ اللَّهُ عَلَيْكَ مین کلام ہی کہ اوس سے ثبوت رقیت
ظاہر اور حلت مملوکات منصوص ہی **قال** مگر اس آیت مین لَا يَحِلُّ لَكَ النِّسَاءُ مِن بَعْدُ
وَلَا أَن تَبَدَّلَ بِهِنَّ مِنْ أَزْوَاجٍ وَلَوْ أَعْجَبَكَ حُسْنُهُنَّ إِلَّا مَا مَلَكَتْ يَمِينُكَ ازواج
آیندہ سے منع فرمایا کہ نہین حلال ہین تجکو عورتین اسکے بعد اور نہ یہ کہ ان جورؤون کے بدلے اور
جورؤین کرے اگرچہ اونکا حسن تجکو اچھا لگتا ہو **اقول** اس آیت کا بیان عنقریب آویگا
قال قبل نزول اس آیت کے مقوقس مصر کے بادشاہ نے دو لونڈیان ایک ماریہ قبطیہ
دوسری شیرین بطور تحفہ بھیجی تھین اونمین سے ماریہ قبطیہ بموجب رسم عرب کے حضرت کے تصرف
مین تھین **اقول** اسپر کیا دلیل ہی کہ اس آیت کے نزول سے پہلے ماریہ قبطیہ کو مقوقس نے
بطور ہدیہ کے بھیجا تھا بے سند بات تو ہم آپکی کبھی بھی نہ سنینگے پھر یہ قول آپکا کہ بموجب رسم عرب کے
انتہا نہایت نازیبا بات اور ملحدانہ تقریر ہی دریدہ آپ پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر طعن دیتے ہین
کہ وے بھی اتباع رسم جاہلیت کا کرتے تھے اگر الحاد نہین تو بیجا ہی اون الفاظ نا ملایم اور غلط
سے الفاظ زبان پر کیون نہین لاتے کہ بموجب طریقہ انبیا اور فرمان خدا کے حضرت کے تصرف
مین تھے وَلَتَعْرِفَنَّهُمْ بِسِيمَاهُمْ وَلَتَعْرِفَنَّهُمْ فِي لَحْنِ الْقَوْلِ ع بوی ہر سینہ پیدا بود
قال اس طرح پر تحفہ آنے کو عربی زبان مین فی کہتے ہین **اقول** کوئی سند آپکے پاس کہ تحفہ

اور یہ کہ نام فی نہ دیکھو صحاح جوہری وہ کہتا ہے الفئی الخراج والغنیمۃ یعنی فی کے معنی ہیں خراج اور غنیمت قاموس الفئی الغنیمۃ والخراج فئت الغنیمۃ واستفاءت ما افاءہا اللہ علیہ یعنی فی کے معنی ہیں غنیمت اور خراج کہتے ہیں فئت الغنیمۃ واستفاءت وافاءہا اللہ علیہ صراح فی خراج و غنیمت افاء غنیمت دادن یقال افاء اللہ علی المسلمین مال الکفار یفئی قولہ تعالی وما افاء اللہ علی رسولہ من اہل القری واستفاءت ہذا المال ای اخذت فیئا کیا جناب مجتہد صاحب ما افاء اللہ علی رسولہ من اہل القری کے معنے یہ سمجھے ہیں کہ تحفہ بھیجا اللہ نے اپنے رسول پر اہل القری سے کیا جناب کے نزدیک وہ مال فی جو بنی النضیر کے اموال سے آیا تھا اونکو بنے بطور تحفہ کے بھیجا تھا کیا آپ کے نزدیک اونپر لشکر کشی نہیں ہوئی تھی ٹہرا آپ ہی کیسے مجتہد کے حال پر مشہور مسئلہ اصول کا ہے کہ المجتہد یخطی و یصیب یعنی مجتہد خطا بھی کرتا ہے اور صواب کو بھی پہنچتا ہے آپ عجیب مجتہد ہیں کہ یصیب سے تو بے نصیب ہیں محض مصداق یخطی ہونیکے واسطے اپنے تئین مجتہد ٹھہرایا ہے آپکے اجتہاد سے تو مقلدین کی تقلید ہی ہزاران ہزار درجہ بہتر ہے نہ ہر بہ خشک تو خند و گناہگاری ما ✤ واضح ہو الی اسد پھیر یاد رکھیے اس بات کو کہ مقوقس بادشاہ مصر نصرانی تھا اور بحکم توریت مقدس رقیت ممنوع نہیں بلکہ جواز اوسکا منصوص ہے اوسکا بھیجنا اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قبول کر لینا اور ماریہ کو سریہ بنانا بموجب رسم عرب کے نہ تھا بلکہ مطابق وحی اور طریقہ ابراہیم علیہ السلام اور طریقہ دیگر انبیاء سابقین علیہم السلام تھا آپکا یہ طعن کسی طرح پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر عائد نہیں ہو سکتا قال اس آیت میں خدا تعالی نے فرمایا کہ ما ملکت یمینک مما افاء اللہ علیک تو اوس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اوس تصرف کو بھی خدا نے درست رکھا اقول چونکہ وہ آیت متفرع ملکیت پر ہے تو جب اوس تصرف کو خدا تعالی نے جائز رکھا تو بحکم عیسی [illegible] ملکیت اور رقیت کو درست رکھا اور جب خدا تعالی نے اوسکو جائز رکھا تو پھر کسکی مجال ہے کہ اوسکو ناجائز کرے اور یہ کہ مجتہد صاحب یہان خود مقر ہیں کہ خدا نے بھی تسری جائز رکھی

تو وہ تسری باتباع رسم عرب کہان باقی رہی تو بموجب حکم تشریعی کے منجملہ شرعیات کے ہو گئی
نہ داخل رسمیات **قال** اوسکے بعد مطلقا ازدواج کو منع کر دیا پس اس آیت سے بھی کسی طرح
رقیت مستقبلہ کا ثبوت نہین ہوتا **اقول** مگر رقیت کو پھر بھی جائز رکھا دیکھو جس آیت مین
ازدواج آیندہ کی ممانعت ہی اوسمین حلال ہونے کنیزکون کا حکم منصوص ہی لَا یَحِلُّ لَکَ
النِّسَاءُ مِنْ بَعْدُ وَلَآ اَنْ تَبَدَّلَ بِهِنَّ مِنْ اَزْوَاجٍ وَّلَوْ اَعْجَبَكَ حُسْنُهُنَّ اِلَّا مَا
مَلَكَتْ يَمِيْنُكَ نہین حلال ہین تجکو عورتین اسکے بعد اور نہ یہ کہ اونکے بدلا اور کرے
اگرچہ پسند آیا ہو تجکو اونکا حسن مگر حلال ہین وہ عورتین جنکا مالک ہوا ہی ہاتھہ تیرا پس
اس آیت سے اگرچہ ممانعت نکاح جدید ثابت ہوئی مگر استدامت حلال ہونے کنیزکون
اور استدامت ملکیت و رقیت مین زمان آیندہ مین بھی مثل زمانہ گذشتہ کے کچھ فرق
نہین آیا اور چونکہ یہ آیت منسوخ نہین پس ثبوت استدامت رقیت مین تا روز قیامت
کسی طرح کا شک و شبہ نہین اور یہ جو کہتے ہین کہ کسیطرح رقیت مستقبلہ کا ثبوت نہین ہوتا
یہ بھی غلط ہی چنانچہ بحث اسکی مفصل آویگی **قال** بعضے لوگ افا رکے معنی غنیمت یعنی لڑائی
کی لوٹ کے کہتے ہین اور اسپر یہ دلیل لاتے ہین کہ لڑائی مین لوٹ کے وقت جو عورتین
ہاتھہ آوین وہ لونڈیان ہوجاتی ہین **اقول** ہم اوپر ثابت کر چکے ہین کہ فی لغت عرب
مین بمعنی غنیمت ہی اور غنیمت عام ہی کہ بعد وقوع قتال کے ہاتھہ آوے یا بعد خروج کشتی کے
کفار اہل اسلام کے رعب سے بغیر وقوع جنگ و جہاد کے چھوڑکر بھاگ جاوین اور مسلمانو
کے ہاتھہ آوے صحیح بخاری مین علیؓ سے روایت ہی قال کانت لی شارف من نصیبی من
المغنم یوم بدر وکان النبی صلعم اعطانی مما افاء اللہ علیه من الخمس یومئذ
دیکھو غنیمت بدر پر اطلاق لفظ فی کا کلام افصح فصحاء عرب اور اعلم الناس مین موجود ہی
دوسری حدیث بخاری مین انسؓ سے منقول ہی ان اناسا من الانصار قالوا لرسول اللہ
صلعم حین افاء اللہ علی رسول اللہ صلعم من اموال هوازن الحدیث دیکھو

یہان لفظ فی کا نسبت غنیمت ہوازن سکے جو بعد جنگ و قتال شدید کے ہاتھ آئے تھے وارد ہوا
اموال بنی نضیر کی بہ نسبت جنپر فوج کشی ہوئی تھی اور وے بعد ال سلاح سے وے اپنے مقام کو
چھوڑ کر بھاگ گئے تھے خدا تعالی نے فرمایا مَآ اَفَآءَ اللّٰہُ عَلٰی رَسُوْلِہٖ مِنْ اَھْلِ الْقُرٰی فَلِلّٰہِ
وَلِلرَّسُوْلِ وَلِذِی الْقُرْبٰی وَالْیَتٰمٰی وَالْمَسٰکِیْنِ وَابْنِ السَّبِیْلِ مسلم مین ابن عمر سے
روایت ہو اَنَّ یہود بنی النضیر و قریظۃ حاربوا رسول اللہ صلعم فاجلی رسول اللہ
صلعم بنی النضیر و اقر قریظۃ و من علیہم حتی حاربت قریظۃ بعد ذلک فقتل رجالہم
وقسم نساءھم و اولادھم و اموالھم بین المسلمین الا بعضہم لحقوا رسول اللہ صلعم
فامنہم فاسلموا الحدیث یہان جو لفظ حاربوا واقع ہوا اوس سے مراد یہ ہو کہ قبل اسکے کہ اونپر لشکر
اسلام کا عزم ہوا اونھون نے غزوۂ خندق مین معاونت کفار مکہ کی کی تھی اور اونکا سردار کعب بن
اشرف ایک جماعت ہمراہ لیکر ابو سفیان سردار کفار مکہ کا حلیف ہوا تھا اور مسلم مین عمر بن الخطاب
سے روایت ہو کہ کانت اموال بنی النضیر مما افاء اللہ علی رسولہ صلعم مما لم یوجف
علیہ المسلمون بخیل ولا رکاب الحدیث اور چونکہ لفظ ما جو آیۂ مَآ اَفَآءَ اللّٰہُ عَلٰی رَسُوْلِہٖ
مین واقع ہو عام ہو پس یہ آیۃ بدون دلیل تخصیص کے سبایا اور دیگر چیزون کو متناول ہے اور پھر
اوسکے بعد جو یہ فرمایا کہ فَلِلّٰہِ وَلِلرَّسُوْلِ وَلِذِی الْقُرْبٰی وَالْیَتٰمٰی وَالْمَسٰکِیْنِ وَابْنِ
السَّبِیْلِ اس سے ثابت ہوا کہ فی مملوک اصناف مصرحہ آیۂ متلوہ کے ہو پس یہ قول علما کا جو مصنف
اعتراض کرتے ہیں ہر آئینہ بموجب حکم نص قرآن اور احادیث نبوی اور مطابق لغت عرب کے ہو
اور کوئی جرح اور اعتراض اوسپر وارد نہیں ہوسکتا **قال** مگر یہ دلیل اونکی دو وجہ سے غلط ہو
اول اسلیے کہ لڑائی کے قیدیون کی نسبت خاص حکم آچکا ہو کہ وہ احسان کر کر یا فدیہ لیکر چھوڑ
دیے جاوین **اقول** یہ وجہ دو وجہ سے باطل ہو اول یہ کہ آیت اِمَّا مَنًّا بَعْدُ وَاِمَّا فِدَآءً
سے کسی طرح یہ لازم نہین آتا کہ من و فدیہ علی سبیل منع الخلو عموما واجب ہو چنانچہ بحث اسکی عنقریب
آئے گی انشاء اللہ تعالی دوسرے یہ کہ آیۂ مذکورہ اگر مفید حصر فرضیہ مجتہد ہو اور قبل از نزول آیۃ التخمیس

اور بنی قریظہ اور خیبر کے نازل ہوئی ہے تو یہ آیت سورۂ براءۃ فَاقْتُلُوا الْمُشْرِكِينَ حَيْثُ
وَجَدْتُمُوهُمْ وَخُذُوهُمْ وَاحْصُرُوهُمْ وَاقْعُدُوا لَهُمْ كُلَّ مَرْصَدٍ سے اور قول و
فعل صاحب وحی علیہم الصلوٰۃ والسلام سے جو بہ نسبت سبایا تھی قریظہ و خیبر کے ظہور میں آیا
منسوخ ہوگئی اور اگر یہ ان واقعات کے نازل ہوئی ہے تو واقعات مذکورہ کی نسبت جو
قول علما کا ہے کسیطرح بر محل اعتراض نہیں کیونکہ ہر گاہ آیت مذکورہ تا وقوع واقعات مذکورہ
نازل ہی نہیں ہوئی تھی تو اوسکا بنا پر بابت بہ نسبت واقعات مذکورہ کے کہنے کہ لڑائی سے
قید یوں کے نسبت خاص حکم آچکا ہے صریح غلط ہے صرف یہ امر باقی رہا کہ آیت مذکورہ ناسخ آیات
سورۂ براءۃ اور اقوال اور افعال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہو سکتی ہے یا نہیں
سو اسکی بحث عنقریب آویگی انشاء اللہ تعالیٰ **قال** دوسرے اسلیے کہ افاء کے معنی لڑائی کے
لوٹ کے نہیں ہیں بلکہ کافر بغیر لڑائی کے جو کچھ دیتا وہ فی ہے **اقول** یہ قول مصنف کا
سراسر غلط ہے اور خلاف لغت اور خلاف قرآن ہے مَا أَفَاءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُولِهٖ کے یہ معنی کسیطرح نہیں
ہو سکتے کہ جو کافر نے دیا خدا نے رسول کو افاء کے معنی از روے لغت کے ہم ثابت کر چکے
ہیں کہ غنیمت دینے کے ہیں پس و کون ہے کہ افاء اللہ کے معنی یہ کہے غنیمت دی کفار نے بلکہ
معانی صریح یہ معنی ہیں کہ خدا نے غنیمت دی صحیح بخاری میں روایت ہے عن عمر رضی اللہ عنہ قال کانت
اموال بنی النضیر مما افاء اللہ علی رسولہ تھا مال بنی نضیر کا اوس قسم کا کہ فی کیا تھا اللہ
نے اپنے رسول پر فرمائیے جناب مجتہد صاحب کیا بنی النضیر نے اپنا مال خود حضرت صلعم کو
دیا تھا **قال** چنانچہ بحار الانوار میں لکھا ہے کہ الفیئ ما حصل للمسلمین من اموال
الکفار من غیر حرب ولا جہاد واصلہ الرجوع فی وہ چیز ہے جو کافروں کے مال میں
سے بغیر لڑائی کے اور بغیر جہاد کے مسلمانوں کے ہاتھ آئے **اقول** سند آپکی آپکے مدعا کو
باطلات تمام باطل کرتی ہے آپ فی کے معنی گڑھ بیٹھے تھے کہ کافر بغیر لڑائی کے جو کچھ دیں وہ فی
ہے اور حدیث سے یہ ظاہر ہے کہ جو کچھ اموال کفار سے بغیر جنگ و جہاد کے ہاتھ آئے وہ فی ہے

آپ ہی انصاف کیجیے کہ کجا کفار دین اور کجا ہات آوسے دونون مین بہت فرق ہی کہ معنی ثانی
متناول ہین غنائم کو نہ معنی اول ٥ مجتہد کو در لزوم وتقیہ فرق نکرد اجتہاد کش را
تقدی لازم آمد بگمان اور یہ جو بحار الانوار مین ہی کہ من غیر حرب بہ جہاد وسکے معنی وہی
ہین جو ہمنے اوپر لکھے ہین یہان مجتہد عصر نے یہ الفاظ بحار الانوار کے (واصلہ الرجوع)
نقل تعین کیے مگر ترجمہ اوسکا چھوڑ گئے کہ یہ الفاظ تقریر آیندہ مجتہد کو جڑ بیڑ سے ہلاک و خاک کے برابر کیے
دیتے ہین **قال** البتہ کبھی کبھی مجازاً غنیمت کے مال پر بھی فی کا اطلاق ہوجاتا ہی مگر جبکہ اصلی
معنی بالکل صحیح اور درست اور مطابق واقع کے ہون تو مجازی معنی کے اختیار کرنیکی کوئی وجہ
نہین ہی انتہی **اقول** اس تقریر سے مجتہد عصر کے بہت صاف ظاہر ہوا کہ جناب مجتہد صاحب ابھی
بحث حقیقت و مجاز کے کوچہ سے محض ناواقف ہین سو ہم اونکو آگاہ کرتے ہین کہ لفظ فی
کلام عرب مین بمعنی رجوع اور خراج و غنیمت اور سایۂ آفتاب اور اور چند معنی کے آیا ہی کلام سے
صاحب مجمع بحار اور بعض اور علما کے معلوم ہوتا ہی کہ اونکے نزدیک یہ لفظ از قسم الفاظ مشترکہ
نہین بلکہ حقیقۃً بمعنی رجوع ہی اور دیگر معانی مین منقول ہی اور یہی مطلب ہی اس کلام صاحب بحار الانوار کا
کہ اصلہ الرجوع یعنی اصل مین یہ کلمہ موضوع ہی واسطے مفہوم رجوع کے اور دیگر معانی مین منقول ہی
مگر مجتہد صاحب اوسکو بسبب ناواقفی علوم عربیہ کے کچھ بھی نہین سمجھے اور اگر کچھ تو چند آیا الٹا
سمجھے اور حسب خود عبارت مستندہ مجتہد صاحب سے ظاہر ہی کہ اصلی معنی اوسکے رجوع ہین
تو یہ فرمانا اونکا کہ جبکہ اصلی معنی بالکل صحیح و درست اور مطابق واقع کے ہون تو مجازی
معنی اختیار کرنیکی کوئی وجہ نہین ہی سو قابل تماشا ہی ظاہر ہی کہ اصلی معنی یعنی مفہوم رجوع اسجگہ
کسیطرح درست نہین ہو سکتا اور اگر کسی ہیر پھیر سے اوسکو تصحیح اور بہ بہ مجتہد صاحب محمول
کرینگے تو اس سے بہتر طریق پر براعات مناسبت حقیقت و مجاز کے ہم اوسکو غنیمت پر محمول
کرسکتے ہین اور اگر معنی اصلی سوا رجوع کے اور کچھ سمجھ رہے ہین تو یہ اونکی نافہمی ہی **قال**
علاوہ اسکے تمام آیت مین اون موجودہ عورتون کی نسبت احکام ہین جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

پاس موجود تھین اور ملکت ایمان دونون ماضی کے صیغے ہین پھر اوس سے تقیید مستقبل پر کیونکر
استدلال ہوسکتا ہی **اقول** ہم کہتے کہ اولتو ثابت ہی کہ یہان صیغۂ ماضی نہین ہی اور ہم کہہ سکتے ہین
کہ جو کنیزین کہ آیندہ اونکی ملک مین متوقع ہوا ونسے حال مین مباشرت درست ہی ہم بھی یہی
کہتے ہین کہ وہان مباشرت سے جو زمانۂ ماضی متقارن ہی اوسمین تحقیق ملکیت کا ضرور ہی اور دلیل
ہماری بہت صاف ہی کہ آیہ سورۂ معارج وَالَّذِينَ هُمْ لِفُرُوجِهِمْ حَافِظُونَ إِلَّا
عَلَىٰ أَزْوَاجِهِمْ أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُمْ فَإِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُومِينَ فَمَنِ ابْتَغَىٰ وَرَاءَ ذَٰلِكَ فَأُولَٰئِكَ
هُمُ الْعَادُونَ یہ آیت مکہ مین قبل از ہجرت نازل ہوئی اسلیے کہ سورۂ معارج کل مکیہ ہی
اس آیت مین تصریح ہی اسکی کہ اباحت رفع حفظ فرج مقصور ہی اوپر ازواج اور مملوکات کے کہ سوا انکے
جو کوئی مخالفت حکم کریگا تو وہ بحکم اولئک ہم العادون اور بحکم قصر کلمۂ الا گنہگار ہوگا پس اگر معنی
ملکت ایمانہم کے یہ ہووین کہ جنکے مالک ہوچکے ہین روز نزول آیت تک تو جس قدر تسری
اہل اسلام مین بعد اوسکے مدینے مین عہد پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم مین باطلاع و اجازت پیغمبر صلعم
واقع ہوئی اور جو تسری کہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کی جسکے مصنف بھی معترف ہین
بحکم قصر الا اور اولئک ہم العادون کے ناجائز ہووے اور الزام ارتکاب زنا کا اکثر
اصحاب کرام بلکہ خود پیغمبر علیہ الصلاۃ والسلام پر عائد ہووے واہ جناب مجتہد صاحب کیا خوب تائید
اسلام کی کی کہ ایک مسئلۂ فرعیہ کے ضمن مین اصول اسلام کے بیخ ڈھا دینے کی تدبیر فرمائی
انْظُرْ كَيْفَ ضَرَبُوا لَكَ الْأَمْثَالَ فَضَلُّوا فَلَا يَسْتَطِيعُونَ سَبِيلًا **نظم**

عاقل ار دمعرفت را درمیان	جاہل ار دمعرفت با بر زبان	گفت پیغمبر عداوت از خرد
بہتر از مہری کہ از جاہل رسد	دوستی با مردم دانا نکوست	دشمن دانا بہ از نادان دوست
ہمچو شادم وان مراعات غمان	بی کسی بہتر ز عشوۂ ناکسان	الغرض بجز اون معانی کے

جنکو مجتہد اوسنے بیان کیا یعنی بجز اس امر کے کہ تحقق ملکیت کا زمانۂ ماضی متقارن زمانۂ مباشرت
مین ہونا چاہیے اور کوئی معنی ماملکت ایمانہم اور ماملکت یمینک کی ہو ہی نہین سکتی نہ یہ کہ جیسا

مجتہد صاحب نے بالکلیہ کہدی ہین اور نظائر اسکے کلام عرب خصوصاً کلام اللہ مین درباب احکام اوامر
ونواہی بہت ہین لَا تَنْكِحُوا مَا نَكَحَ آبَاؤُكُمْ اسکے یہ معنی نہین ہین کہ نکاح کرو ان سے جنسے نکاح
کرچکے ہین باپ تمہارے اگر یہ معنی ہون تو بعد نزول اس آیت کے جنسے اباء نے نکاح کیا بیٹون کو
اون سے نکاح کرنا بحکم نص حرام نہو بلکہ یہی معنی ہین کہ تمہارے نکاح سے پیشتر کے زمانہ مین اونسے
تمہارے آبا نے نکاح کیا ہو وَلَا عَلَىٰ أَنفُسِكُمْ أَن تَأْكُلُوا مِن بُيُوتِكُمْ الی قولہ تعالی أَوْ مَا
مَلَكْتُم مَّفَاتِحَهُ الآیہ دیکھو یہان بھی صیغہ ماضی ہی کا ہی اور اوسکے یہ معنی نہین ہین کہ مالک ہوچکے
تم بعد نزول اس آیت تک إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ آمَنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ الآیہ اسکے یہ معنی
نہین ہین کہ مومنین وہی ہین جو ایمان لاچکے ہین باللہ اور اوسکے رسول پر بعد نزول اس آیت تک لَا يُحَرِّمُونَ مَا حَرَّمَ اللَّهُ
اسکے یہ معنی نہین ہین کہ نہین حرام جانتے ہین اوسکو جسکو حرام کرچکا ہی بعد نزول آیت حَتَّىٰ يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ اسکے یہ معنی
نہین ہین کہ حکم ٹھہراوینگے تجکو اس معاملہ مین جسکا جھگڑا ہوچکا ہی درمیان انکے قبل نزول آیت حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ وَ
الدَّمُ وَلَحْمُ الْخِنزِيرِ وَمَا أُهِلَّ لِغَيْرِ اللَّهِ بِهِ وَالْمُنْخَنِقَةُ وَالْمَوْقُوذَةُ وَالْمُتَرَدِّيَةُ وَالنَّطِيحَةُ وَمَا أَكَلَ السَّبُعُ
إِلَّا مَا ذَكَّيْتُمْ الآیہ دیکھیے یہان سب کہ صیغہ ماضی کے ہین اور حکم زمانہ ماضی ہی پر مقصور نہین ہی بلکہ
حال واستقبال کو بھی شامل ہی فَكُلُوا مِمَّا غَنِمْتُمْ حَلَالًا طَيِّبًا الآیہ غنمتم کچھ زمانہ ماضی ہی کے ساتھ
مخصوص نہین وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنفِقُونَ انفاق مرزوق ماضی ہی پر مقصور نہین أَنفِقُوا
مِمَّا رَزَقْنَاكُم کا بھی یہی حال ہی علی ہذا القیاس بہت آیات بلکہ جملہ آیات احکام مین اسی طرح پر
صیغہ ماضی کا واقع ہوا ہی ہمارے دعوے کی دلیل ہین اور آپکے گھڑے ہوے معنی کی تکذیب کرتے
ہین اور کلام معجز نظام اور بلغاء کے کلام مین بھی دستور ہی کہ جب حکم کسی وصف پر ہوتا ہی
اور وہ وصف محقق الوقوع جمیع ازمنہ مین ہوتا ہی تو بنظر اوسکو بصیغہ ماضی تعبیر کیا جاتا ہی اور آپ بھی
معترف ہین کہ تفسیر قرآن مجید کی ایک آیت کی قرآن مجید کی دوسری آیت سے نہایت ٹھیک راستہ ہی
اور درستی پہ چلنے کا ہی اس بات کو یہان کیون نہین ملحوظ رکھتے پس یہ قول آپ کا اس آیت سے
رغبت مستقبلہ پر کیونکر استدلال ہوسکتا ہی بالبداہت باطل ہی اور جس طرح پر لَا تَنكِحُوا مَا نَكَحَ آبَاؤُكُم

اور مَا مَلَكْتُم مَّفَاتِحَهُ اور او تیون سے آیندہ سکے اوپر استدلال ہو سکتا ہے ایسا ہی اس آیت سے
بھی استدلال ہو سکتا ہے اب صرف یہ بات رہی کہ آیت اِمَّا مَنًّا بَعْدُ وَاِمَّا فِدَاءً سے یہ آیات منسوخ
ہو گئی ہین یا نہین سو اسکی بحث عنقریب ہو گی ان شاء اللہ تعالی **قال** آیت سیزدہم اللہ تعالی
سورہ احزاب مین فرماتا ہے کہ قَدْ عَلِمْنَا مَا فَرَضْنَا عَلَيْهِمْ فِي أَزْوَاجِهِمْ وَمَا مَلَكَتْ
أَيْمَانُهُمْ ہمکو معلوم ہے جو کچھ مقرر کر دیا ہمنے مسلمانون پر اونکی جورون کے باب مین اور اونکے باب
مین جنکے مالک اونکے ہاتھ ہو چکے ہین **اقول** یہ آیت نص ہے مقرر کر دینے حق ازواج اور حق
مملوکات مین اور ظاہر ہے اس امر مین کہ ازواج غیر ما ملکت ایمانہم سے ہین کیونکہ معطوف تغایر
غیر معطوف علیہ ہونا چاہیے اور ثبوت ملک یمین مین کیونکہ اگر ملک یمین معدوم ہوتے یا ممنوع
ہوتے تو اونکے حقوق شرعیہ بھی معدوم اور ممنوع ہوتے نہ یہ کہ خدا کی طرف سے حقوق اونکے
مسلمانون پر فرض کیے جاتے **قال** آیت چہاردہم خداتعالی نے فرمایا لَا يَحِلُّ لَكَ
النِّسَاءُ مِنْ بَعْدُ وَلَا أَنْ تَبَدَّلَ بِهِنَّ مِنْ أَزْوَاجٍ وَلَوْ أَعْجَبَكَ حُسْنُهُنَّ إِلَّا
مَا مَلَكَتْ يَمِينُكَ نہین حلال ہین تجکو عورتین اسکے بعد اور نہ یہ کہ اون جورون کے بدلے
اور جورو ین کرے اگرچہ اونکا حسن تجکو اچھا لگتا ہو مگر وہ جنکے مالک تیرے ہاتھ ہو چکے ہین
اقول یہ آیت حل ما ملکت یمینک مین نص ہے اور ظاہر ہے ملکیت یمین مین **قال**
یہ آیت اور اسکے پہلے آیت جسمین تحدید ازواج ہے دونون کا مطلب واحد ہے **اقول** کیسی غلطی
فاحش ہے جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ مجتہد عصر ایک حرف بھی قرآن کا نہین سمجھتے اور زبان عربی
سے کچھ بھی واقف نہین پہلی آیت یہ ہے يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِنَّا أَحْلَلْنَا لَكَ أَزْوَاجَكَ
اللَّاتِي آتَيْتَ أُجُورَهُنَّ وَمَا مَلَكَتْ يَمِينُكَ مِمَّا أَفَاءَ اللَّهُ عَلَيْكَ وَبَنَاتِ
عَمِّكَ وَبَنَاتِ عَمَّاتِكَ وَبَنَاتِ خَالِكَ وَبَنَاتِ خَالَاتِكَ اللَّاتِي هَاجَرْنَ
مَعَكَ وَامْرَأَةً مُؤْمِنَةً إِنْ وَهَبَتْ نَفْسَهَا لِلنَّبِيِّ إِنْ أَرَادَ النَّبِيُّ أَنْ
يَسْتَنْكِحَهَا خَالِصَةً لَكَ مِنْ دُونِ الْمُؤْمِنِينَ اے نبی ہمنے حلال کین تیرے لیے

بی بیان تیری جنکے مہر دیے ہین تونے مہر اور حلال کین ہمنے وہ عورتین جنکا مالک ہوا ہی ہات تیرا اون
سے کہ خدا نے بطور فئی کے تجکو دین ہین اور حلال کین چچا کی بیٹیان اور پھوپھیون کی بیٹیان اور بیٹیان
ماموون اور خالاؤن کی بیٹیان جنہون نے تیرے ساتھہ ہجرت کی اور حلال کی ہمنے وہ عورت جو مسلمان
ہو اگر بخشے اپنی تئین پیغمبر کو اگر ارادہ کرے پیغمبر اوسکو نکاح کرنے کا خاص کر واسطے تیرے سوائے اور
مسلمانون کے دیکھو اسمین جو بیبیان کہ نکاح مین حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے موجود تھین وہ حلال تھین اور
اونکے سوا مملوکات بھی حلال تھین مملوکات مین قید نہین ہی کہ اوس وقت حضرت کی سریہ ہون
جس طرح ازواج مین قید تھی اور اونکے سوا چچا کی بیٹیان اور پھوپھی کی بیٹیان اور خالہ کی بیٹیان
اور ماموون کی بیٹیان جنہون نے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھہ ہجرت کی ہو وہ بھی حلال تھین
اور اونکے سوا وہ عورت بھی حلال تھی جو بلا مہر حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھہ نکاح کرنا
چاہے اگر حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھی اوسکے ساتھہ نکاح منظور ہو فقط اور اوس آیت مین
بجز عورات تسعہ موجودہ کے اور عورات حلال نتھین اور تبدیل بھی حلال نتھین یعنی ان مین سے
ایک کو طلاق دیکر بجاے اوسکے دوسری نکاح مین لاوین اور اس طرح پر نصاب تسعہ مین کچھہ زیادتی
منہو وہی تو یہ بھی درست نہین کلمہ النساء عام ہی کلمہ بعد ظرف ہی مقطوع الاضافہ اسی سبب سے مبنی
علی الضم اور مضاف الیہ حسب قاعدہ اعراب کے محذوف ہی دلالت کرتی ہی اوسپر ضمیر مجرور متصل
بہن کی کہ مرجع اسکا بجز نساء تسعہ موجودہ کے عام نساء یعنی منکوحات تسعہ موجودہ اور غیر منکوحات
ہو ہی نہین سکتا کیونکہ تبدیل غیر منکوحات کے یا غیر منکوحات سے [illegible] ہی اور ہر چند کہ تبدیل
مستلزم نکاح غیر منکوحہ غیر موجودہ کا سوا تسعہ موجودہ کے ہی کہ کلمہ لا یحل اوسکو بھی شامل ہوا اور
لہذا ہر جملہ ولا ان تبدل بہن من ازواج کا سبب کافی ہونے لا یحل لک النساء کے لیے [illegible]
ہوتا لیکن اوسنے تامل [illegible] ہی کہ جملہ مذکور بیکار نہین اسلیے کہ حسب تقدیر مضاف الیہ (الا التسع) ہی
تو معنی جملہ اولی کے یہ ہین کہ نہین حلال ہین تجکو عورتین بعد ان نو کے اس جملہ سے ظاہر ہوا کہ
نصاب ازواج جس طرح پر ہمارے حق مین چار ہین پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے واسطے نو ہین

مگر یہجا ما عدو سکے یہ احتمال قوی باقی رہا کہ جس طرح پر ہمکو تبدیل ازواج اس قید کے ساتھ کہ عورت
موجودہ چار سے زیادہ نہو جاوین جائز ہی پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھی تبدیل ازواج اس قید کے
ساتھ نو سے زیادہ نہو جاوین جائز ہو. اس احتمال کے قطع کرنیکے واسطے جملۂ ولا ان تبدل
بهن من ازواج لایا گیا پس ظاہر ہوا کہ جملۂ مذکورہ حشو وزائد نہین بلکہ مفید معنی جدید ہی کہ جملۂ
اولی سے حاصل نتھے اور چونکہ بجز تقدیر متسع اور سب تقدیرون پر جملۂ ثانیہ حشو وزائد ہوا جاتا ہی اور
کلام معجز نظام اس قسم کے حشو واطناب سے محفوظ ہی بلکہ علماء شافعی وہاین کے نزدیک یہ مسئلہ مسلم ہی
کہ اَلتَّاْسِیْسُ اَوْلٰی مِنَ التَّاْکِیْدِ یعنی افادہ معنی جدید کا بہتر ہی تاکید سے اور جب کوئی لفظ
محتمل تاکید اور تاسیس یعنی افادہ معنی جدید کا ہوتا ہی تو اوسکو وہی محمول اوپر تاسیس ہی کے کرتے ہین پس
بلحاظ بلاغت قرآن یہ بات واجب ہوئی کہ بجز لفظ المتسع کے مضاف الیہ ظرف کا اور کچھہ مقدر نکیا جاوے
غرضکہ جب یہ دونون قرینہ قوی اسپر دلالت کرتے ہین کہ مضاف الیہ ظرف کا کلمۂ المتسع ہی اور ملکات
استثنا ہی نسا سے تو اب ہم یہ کہتے ہین کہ معنی آیت کے یہ ہین کہ نہین حلال تجکو عورتین بعد ان
نو کے اور نہ یہ کہ بدلے تو ان نو سے اور ازواج کو اگرچہ پسند آیا ہو تجکو اونکا حسن مگر حلال ہین
وہ جنکا مالک ہوا ہی ہاتھہ تیرا پس نساء تسعۂ موجودہ تو بسبب قید من بعد کے حکم لایحل سے محفوظ
رہین اور حکم عدم تبدیل مخصوص ہوا ازواج تسعۂ موجودہ کے ساتھہ اور کنیزین بسبب استثنا کے
حکم لایحل سے اور بسبب خصوصیت ازواج کے حکم ولا ان تبدل سے باہر رہین جب یہ امور متحقق ہوے
تو اب ہم کہتے ہین کہ آیت اولے یعنی یَا اَیُّہَا النَّبِیُّ اِنَّا اَحْلَلْنَا لَکَ الایہ مین نساء موجودہ
اور مملوکات یمین اور سوا اونکے اور عورات بھی جنکا بیان آیۂ مذکورہ مین ہی سب حلال تھین اور
آیۂ ثانیہ مین بجز نساء موجودہ کے اور مملوکات یمین کے باقی سب حرام ہوگئین آیت اولے مین وہ باقی
تحت اَحْلَلْنَا لَکَ داخل تھین اس آیت مین تحت لا یحل لک مین داخل ہوئین کمال تعجب ہی
کہ مجتہد عصر نفی واثبات یعنی احللنا اور لایحل کو مضمون واحد تصور فرماتے ہین حالانکہ مضمون ان
دونون آیتون مین تو بہ نسبت چند صنف کے ایجاب وسلب کا فرق ہی قال اس آیت کے

ابتدا مین مستثنا عورتون کے حلال ہونے سے منع فرمایا تھا **اقول** بیشک کلمہ النسا عام ہے اسلیے کہ جمع
معرف باللام ہے مگر استثنا اور نہی آپ کو لکھنا لازم تھا کہ قید من بعد سے منکوحات موجودہ حکم منع مین
نہین **قال** مگر الا ما ملکت کہنے سے وہ عورتین مستثنے ہوگئین جنکا بیان پہلی آیت مین ہوا
اسلیے کہ ما ملکت یمینک اوس ملکیت کو بھی شامل ہے جو بسبب نکاح مما افاء اللہ علیک کے
حاصل ہوئی ہو **اقول** اول تو یہ بات غلط محض ہے کہ ملک یمین ملک نکاح کو بھی شامل ہے
بلکہ ہم اوپر ثابت کر چکے ہین کہ دونون باہم متباین ہین ثانیا آیت سابقہ مین نکاح ساتھہ بنات عم
اور بنات خالات اور اخوال اور دیگر چند صنف کے جائز تھا وہ ما ملکت کہنے سے کسطرح پر مستثنی
ہوگئین اوپر تو کلمہ ما ملکت کسی طرح پر صادق نہین آتا کیونکہ وہ مملوکہ تھین نہ فی الحال نکاح مین
پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تھین پھر وہ کسطرح پر مستثنے ہوگئین **قال** پس آیت کے معنی
یہ ہوئے لَا يَحِلُّ لَكَ النِّسَاءُ مِنْ بَعْدُ وَلَا أَنْ تَبَدَّلَ بِهِنَّ مِنْ أَزْوَاجٍ وَلَوْ أَعْجَبَكَ
حُسْنُهُنَّ إِلَّا أَزْوَاجَكَ اللَّاتِي آتَيْتَ أُجُورَهُنَّ أَوْ مَا مَلَكَتْ يَمِينُكَ
مِمَّا أَفَاءَ اللَّهُ عَلَيْكَ **اقول** لا ردّ اللہ علیک ضالتک کیف تلوی لسانک
بکلمات تزیدها علی کتاب اللہ لیحسب الناس من الکتاب وما هی
من الکتاب وتقول علی اللہ ما لم ینزل به سلطانا وتبدل من تلقاء
نفسک ما لم یستطع الرسول صلعم ان یبدله کما قال تعالی قُلْ مَا يَكُونُ لِي
أَنْ أُبَدِّلَهُ مِنْ تِلْقَاءِ نَفْسِي إِنْ أَتَّبِعُ إِلَّا مَا يُوحَى إِلَيَّ **قال** یعنی یہ ہے کہ نہین
حلال ہین تجکو عورتین اسکے بعد اور نہ یہ کہ اون جورووں کے بدلے اور جوروین کرے اگرچہ
اونکا حسن تجکو اچھا لگتا ہے مگر تیری وہ جوروین جنکا مہر تو دے چکا ہے اور جو تیرے ہاتھہ کی
ملک ہو چکی ہین اونمین سے جنکو اللہ نے تجکو دیا ہے **اقول** مجتہد عصر نے مضاف محذوف کی تقدیر سے
ضمیر غائب کی جسکا ترجمہ ہے لفظ (اسکی) یعنی بعده یا بعدها مگر پھر بھی مبہم ہے نا معلوم ہوا
کہ مرجع ضمیر کا کیا ہے آیا نساء تسع ہین یا اور کچھ اور اگر اور کچھ ہے تو اوس تقدیر کی دلیل کیا ہے اور

لزوم حشو اور بیکار ہونے جملہ ثانیہ کا جسکی بحث سینے اوپر لکھی ہی کیا جواب ہی اور ضمیر مآانت بہن کا
مرجع لفظاً یا تقدیراً کہان غائب ہوگیا اور بہن کی ضمیر متصل کا مرجع جو تمہید مصنا جو تمہین ٹھہراتے ہین
چونکہ تذکرہ جورو ون کا اوپر نہ لفظاً ہی نہ تقدیراً یہ اضمار کس طرح پر صحیح ہوا پھر یہ کلمات کہ
(تیری وہ جورو ین جنکا مہر تو دے چکا ہی) آپنے کہان سے بڑھا دئے آپ کو کچھ بھی خدا کا خوف آیا
جو آپنے ارادہ اصلاح کلام پاک کا کیا یہان تو کوئی موقع تقدیر کا بھی نہین ہی جو ہم سمجھین کہ
اوس مقدر کو آپ لفظون مین لا سکے ہین یُحَرِّفُونَ الْكَلِمَ عَنْ مَوَاضِعِهِ فَوَيْلٌ لِلَّذِينَ
يَكْتُبُونَ الْكِتَابَ بِأَيْدِيهِمْ ثُمَّ يَقُولُونَ هَٰذَا مِنْ عِنْدِ اللَّهِ پھر یہ جو آپنے
لکھا کہ اور جو تیرے ہاتھون کی الخ یہ اور کس لفظ کے معنی ہین آیت مین تو یہان حرف واو
نہین یہ بھی آپنے دل سے گھڑا پھر عربی مین لفظ اَو جسکے معنی یا ہین گھٹاتے ہو اردو مین لفظ
اَور جو ترجمہ حرف واو کا ہی نہ اَو کا لکھتے ہو اور پہ تمہید مین ازواج کو داخل مالکت یمینک قرار
دیتے ہو تفریع عربی مین مالکت یمینک کو قسیم ازواج ٹھہراتے ہو تفریع اردو مین بھی اوسکو
ازواج پر معطوف کرتے ہو کہ جس سے تغایر ان دونون کے درمیان مین ظاہر ہوتا ہی عجیب
کشمکش مین پڑے ہوئے ہو چاند کو خاک اوڑا کر چھپانا چاہتے ہو يُرِيدُونَ لِيُطْفِئُوا
نُورَ اللَّهِ بِأَفْوَاهِهِمْ وَاللَّهُ مُتِمُّ نُورِهِ یہ الفاظ (کہ جنکا تو مہر دے چکا ہی اور جسکو
اللہ نے تجھے دیا ہی) آیت مین کہان ہین اس آیت کے کلمات اوس آیت مین اوس آیت کے
کلمات اس آیت مین ملا کر مانند اہل کتاب کے قرآن کی تحریف کے مستعد ہوتے ہو یاد کر لیجیے وعید
قرآنی كَمَا أَنْزَلْنَا عَلَى الْمُقْتَسِمِينَ الَّذِينَ جَعَلُوا الْقُرْآنَ عِضِينَ ○ وَإِنَّ مِنْهُمْ لَفَرِيقًا
يَلْوُونَ أَلْسِنَتَهُمْ بِالْكِتَابِ لِتَحْسَبُوهُ مِنَ الْكِتَابِ وَمَا هُوَ مِنَ الْكِتَابِ
وَيَقُولُونَ هُوَ مِنْ عِنْدِ اللَّهِ وَمَا هُوَ مِنْ عِنْدِ اللَّهِ وَيَقُولُونَ عَلَى اللَّهِ
الْكَذِبَ وَهُمْ يَعْلَمُونَ بیشک اون مین ایک فریق ہی کہ کتاب خدا کے ساتھ اپنی زبان کو پیچ
دیتے ہین تاکہ تم سمجھو انکے پیچ کو کتاب سے حالانکہ وہ نہین ہی کتاب خدا سے اور کہتے ہین کہ وہ خدا کی طرف

طرف سے ہی حالانکہ نہین ہی وہ خدا کی طرف سے اور بولتے ہین خدا پر جھوٹ حالانکہ خود بھی
جانتے ہین پھر کیسے بیشتر معنی فی کے یہ گھڑ بیٹھے کہ تحفہ آنے کو عرب کی زبان مین فی
کہتے ہین اور دستکاری کو افار کے معنی ہین کیون بھول گئے بلا لحاظ مفہوم تحفہ بھیجنے
کے سلطان نے خدا پر افترا کرنا آپکی مراد کے خلاف ہی **قال** آیت پانزدہم وَلَا نِسَائِهِنَّ
وَلَا مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُنَّ اللہ صاحب نے فرمایا ہی کہ عورتون کو اپنی عورتون سے اور جنکے
مالک اونکے ہاتھ ہو چکے ہین سامنے آنا گناہ نہین **اقول** یہ آیت بھی ظاہر ہی ثبوت ملکیت
یہین ہین اس آیت اور آیہ ششم اور دہم مین ہم یہ استفسار کرتے ہین کہ مثلاً کسی بادشاہ
مماثل مقوقس نے بطور تحفہ کوئی چھوکری یا غلام کسی امیر مومنین کو دیا یا بموجب اوس رسم
عرب کے جسکے مطابق پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اونکے اصحاب کبار بقول آپکے
غلام و کنیزون کے مالک ہو چکے تھے اس عصر مین کوئی شخص مالک ہوا تو اوسکے باب مین
آپ کیا فتوی دیتے ہین اگر آپ یہ فتوی دینگے کہ وہ مالک ہو سکتا نہین اور وہ تحفہ او غلام
و کنیز مملوک نہین اور اوپر احکام ہمارے کون کے جو قرآن مین ہین وہ بھی اوسپر جاری نہونگے
تو ہم کہینگے کہ جو طریقہ رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جاری تھا اوسکا بند کرنا
آپکے اختیار مین نہین جب کہ خدا فرماتا ہی کہ لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ
تو آپکا اجتہاد جو برخلاف اوسکے ہی ہرگز مقبول نہین ہو سکتا بلکہ بسبب مخالفت کتاب اللہ
تعالی و سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایسا مجتہد ہرگز معذور نہین ہی اگر آپ یہ کہین کہ اجتہاد
خلاف کتاب اللہ کے نہین اسلیے کہ آیات مذکورہ مین الفاظ ماضی کے واقع ہین اس سبب سے
وہ احکام شرعیہ جو متفرع ملکیت پر ہین مخصوص ساتھ ملکیت زمانہ ماضی کے ہین تو ہم
کہینگے کہ یہ جواب آپکا چند وجہ غلط ہی اول یہ کہ تفرع احکام کا ملکیت ماضیہ پر مستلزم
خصوصیت کا ساتھ ملکیت زمان ماضیہ کی نہین اگر کوئی دلیل خصوصیت کی ہو تو بیان
کرو ثانیاً ہم نے مانا کہ تفرع احکام کا مخصوص ساتھ ملکیت زمانہ ماضی کے ہی مگر نفس ملکیت

یمین کی خصوصیت کی کیا دلیل ہے ثالثاً زمانۂ ماضی آپ کے نزدیک کونسا زمانہ ہے آیا وہ زمانہ
جو پیشتر نزول آیات مذکورہ سے ہے یا وہ زمانہ جو پیشتر تفریع احکام سے ہے مثلاً آیۂ وَالَّذِينَ هُمْ لِفُرُوجِهِمْ
حَافِظُونَ إِلَّا عَلَىٰ أَزْوَاجِهِمْ أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُمْ میں جو لفظ ملکت بصیغۂ
ماضی واقع ہے اس سے کونسا زمانۂ ماضی مراد ہے آیا وہ زمانہ جو پیشتر نزول آیت سے ہے مراد ہے یا وہ زمانۂ
ماضی مراد ہے جو پیش از عدم حفظ فروج ہے یعنی تحقق ملکیت یمین کا قبل از نزول آیہ شرط ہے یا تحقق
ملکیت یمین کا قبل از مباشرت شرط ہے شق اول باطل محض ہے کیونکہ آیۂ مذکورہ مکیہ ہے اور ظاہر ہے
کہ مضمون قرآن کا پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے زیادہ کوئی نہیں سمجھ سکتا پس ہرگاہ خود پیغمبر
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور میں بعد از ہجرت سبایا بنی النضیر اور خیبر اور اوطاس وغیرہ میں
حدوث ملکیت کا متحقق ہوا اور خود پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ماریہ قبطیہ کو بعد تملک بذریعۂ
قبول ہدیہ مقوقس سنہ ہجری میں سریہ بنایا تو ظاہر ہوا کہ شق اول ہرگز ہرگز مراد نہیں
بلکہ شق ثانی ہی متحقق اور متعین ہے اور اگرچہ آیۂ مذکورہ فی نفسہ دونوں شقوں کو محتمل تھی مگر بسبب
لحوق بیان فعل خود پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور فعل اصحاب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ
وسلم کے بحضور و اجازت پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شق ثانی میں منحصر ہو گئی کہ کسی
تاویل و تخصیص کی اسمیں گنجائش نہ رہی اور کچھ خصوصیت ساتھ زمانۂ ماضی کے باقی نہ رہی
اور سب توجیہات آپکی محض بے اصل و باطل ہو گئیں اگر آپ یہ کہیں کہ مراد ہماری زمانۂ ماضی
سے وہ زمانہ ہے جو قبل از نزول آیۂ إِمَّا مَنًّا بَعْدُ وَإِمَّا فِدَاءً کے ہے تو ہم کہینگے کہ آپکا قول
یہ ہے کہ آیۂ إِمَّا مَنًّا بَعْدُ وَإِمَّا فِدَاءً سنہ ہجری میں نازل ہوئی ہے اور ان آیات میں سے
اکثر آیات قبل از سنہ ہجری بلکہ بعض آیات قبل از ہجرت مکہ معظمہ میں نازل ہوئے ہیں پس
وہ آیات منظومہ اور کلماتہا کسیطرح پر سنہ ہجری پر بھی دلالت نہیں کرتیں چہ جائیکہ اونکی
قبلیت یا بعدیت پر دلالت کریں اگر آپ یہ کہیں کہ آیات مذکورہ آیۂ إِمَّا مَنًّا بَعْدُ وَإِمَّا
فِدَاءً سے منسوخ ہو گئے ہیں تو ہم کہینگے کہ یہ قول آپ کا باطل ہے بچند وجہ اول تو یہ کہ ادعائے

ناسخ ہونے آیۂ اِمَّا مَنًّا بَعْدُ وَاِمَّا فِدَاءً کا محض بیدلیل صرف تحکم اور قول زبانی بلکہ باطل محض ہے چنانچہ
بحث اسکی عنقریب آویگی انشاء اللہ تعالی دوسرے یہ کہ بفرض محال اگر آیۂ مذکورہ کو ناسخ سمجھا جاوے
تو صرف اس امر کی ناسخ ہوسکتی ہے کہ مقاتلین مثخنین کو رقیق کیا جاوے یا اونکو قتل کیا جاوے اور ہمارا
استفتا اوس سے متعلق نہیں بلکہ استفتا نسبت اون مملوکوں کے ہے جو بطور ہدیہ کے مملوک ہوں یا
جنکی غلامی پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بقول آپ کے بموجب رسم عرب کے جائز رکھی تھی یہ جواز جو بموجب
حکم پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تھا اسکا حرام کرنے والا کون ہے آیا کوئی قول پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم کا ہے یا کوئی آیت قرآن کی ہے یا کوئی پیغمبر بعد نبی جناب خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے
آپکے زعم میں پیدا ہوا یا آپ ایسے رئیس المجتہدین اپنے زعم میں ہیں کہ جسکو نسخ احکام رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور نسخ احکام قرآن کا منصب حاصل ہے یاد کیجیے اس وعید کو وَمَا کَانَ
لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَی اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗۤ اَمْرًا اَنْ یَّکُوْنَ لَهُمُ الْخِیَرَةُ مِنْ
اَمْرِهِمْ ؕ وَمَنْ یَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِیْنًا ؕ تحقیق مذکورہ بالا سے بخوبی ثابت
ہوگیا کہ کلمہ ما ملکت ایمانکم یا ملکت ایمانہم یا ملکت یمینک جہاں قرآن میں آیا ہے مفسر ہے درباب
حدوث و ثبوت ملکیت کے زمانہ ماضی و استقبال میں اور اوسمیں کسی تاویل و تخصیص کی گنجایش
نہیں ہاں محتمل نسخ ہے اور ناسخ اوسکا کوئی پایا نہیں گیا پس بعد انقطاع وحی کے وہ آیات محکم
ہوگئیں درباب تناول زمان ماضی و استقبال کے پس قول مصنف کا کہ آیات مذکورہ میں کوئی
لفظ نہیں کہ رقیت مستقبلہ پر دلالت کرے محض بیجا اور سراسر مخالف آیات محکمات کے ہے
اور ہرگز ہرگز لائق نفاذ و جواز کے نہیں اور معتقد اوسکا ہرگز معذور نہیں وَاللّٰهُ الْمُوَفِّقُ اِلَی
الصَّوَابِ وَاِلَیْهِ الْمَرْجِعُ وَالْمَاٰب یہاں تک بحث تھی کلمہ ما ملکت میں آگے اس سے جناب مجتہد عصر
نے ایک قاعدہ کلیہ اپنے دل سے گڑھ کر پیش کیا ہے اگرچہ ایسی واہیات بناوٹ بے اصل پر ہمکو توجہ
ضرور تھی مگر ہمکو منظور ہے کہ فساد اجتہاد مجتہد عصر کا اور انکے مقلدوں کو عیانًا دکھلا دیں تا کہ وے
دھوکے میں نرہیں اور خوب سمجھ لیں کہ تمہید قواعد شرعیہ ہر کسی کا کام نہیں **قطعہ**

مفارقت کرے اگر آپ یہ کہین کہ مراد ہماری وقوع سے نفس وقوع ہی خواہ شرعاً ہو یا نہو اور
تحقق سے مراد یہ ہی کہ شارع نے بھی اوسپر یہ حکم کیا ہو کہ حقیقت مین یہ فعل متحقق ہوا مثلاً قتل
کہ ہرچند خلاف شرع ناحق کوئی کسیکو مار ڈالے تو شارع بھی اوسپر یہ حکم کرتا ہی کہ حقیقت مین
قتل متحقق ہوا بخلاف رقیت کے کہ اگر کوئی مسلم حر کو اپنا غلام بالجبر بنالے تو شارع یہ حکم
نہین کرتا کہ غلام ہونا اوسکا متحقق ہوگیا تو ہم یہ کہینگے کہ حال نکاح کا بھی ایسا ہی ہی اگر کوئی
شخص اپنے باپکی منکوحہ سے نکاح کرے تو گو کہ وہ نکاح شرعاً متحقق نہوا مگر وقوع مین تو شک نہین
پھر بھی آیت محرمہ مین اوسکو بلفظ ماضی تعبیر کیا گیا ہی حالانکہ وہ صیغہ زمانہ مستقبل کے واسطے
بھی حاوی ہی کما قال تعالی لَا تَنْكِحُوا مَا نَكَحَ آبَاؤُكُمْ بس نکلیا انکا غلط ہوگیا اسی طرح
ملک یمین کہ آپکے نزدیک شرعاً ناجائز اور اصول کبائر ہی اوسکی نسبت آیت وَالَّذِينَ
هُمْ لِفُرُوجِهِمْ حَافِظُونَ إِلَّا عَلَىٰ أَزْوَاجِهِمْ أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُمْ فَإِنَّهُمْ غَيْرُ
مَلُومِينَ مین صیغہ ماضی ہی حالانکہ حکم اوسکا زمانہ مستقبل کو بھی شامل ہی کیونکہ اگر
زمانہ مستقبل کو شامل نہو تو سریہ بنانا پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ماریہ قبطیہ کو اور
سریہ بنانا اور اصحاب کا سبایا خیبر و اوطاس وغیرہا کو حکم استثناء سے خارج ہو جاوے
اور پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی داخل وعید وَمَنِ ابْتَغَىٰ وَرَاءَ ذَٰلِكَ فَأُولَٰئِكَ
هُمُ الْعَادُونَ ہو جاوین العیاذ باللہ تعالی ذَٰلِكَ ظَنُّ الَّذِينَ كَفَرُوا **قوله**
کیونکہ اونکا تحقق صرف وقوع فعل پر منحصر ہی انتہی جناب یہ تو کچھہ دلیل اسکی نہین ہوئی
کہ اس قسم کے افعال فعل ماضی مستقبل کو بھی شامل ہووین منحصر ہونا تحقق کا وقوع پر مستلزم
اسکا نہین کہ فعل ماضی اون افعال کا استقبال کو بھی شامل ہووے اور چونکہ بلا لزوم تحقق متغیر
پس یہ بنا اوٹ سے دلیل آپکی کسی صاحب عقل کے نزدیک تسلیم کے لائق نہین ہی **قوله**
دوسری قسم کے افعال الی قوله وہ رقیت مستقبلہ پر حاوی نہین ہوسکتی انتہی کیون نہین
ہوسکتی اسپر کیا دلیل ہی بلکہ ہم یہ کہتے ہین کہ یہ قول غلط محض ہی چنانچہ بیان اوسکا ابھی

نسبت لَا تَنْكِحُوا مَا نَكَحَ آبَاؤُكُمْ اور وَالَّذِينَ هُمْ لِفُرُوجِهِمْ حَافِظُونَ ۝ إِلَّا عَلَىٰ أَزْوَاجِهِمْ
أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُمْ میں ہو چکا ہے قولہ حکم رقیت قرآن مجید میں موجود نہیں انتہی
یہ بھی غلط ہے ہم اوپر ذیل میں ہر ایک آیت کے بیان کر چکے ہیں کہ یہ آیت ظاہر ہو ثبوت ملکیت
میں اور یہ نص ہے اور یہ مفسر ہیں بالخصوص یہ مقولہ مجتہد عصر کا دیدہ و دانستہ حق بات سے چشم پوشی
ہے یا جہالت محض ہے کہ ساری زلیخا پڑھ گئے اور یہ بھی نہ جانا کہ زلیخا مرد تھا یا عورت تھی شعر
چون ندارد بیان توفیق یابا　بجز تفتیش کردہ اولیا　اب ہم علاوہ آیات مذکورہ کے چند
آیات قرآن مجید لکھتے ہیں جو اثبات رقیت میں نص اور مفسر ہیں قال تعالی وَاعْلَمُوا أَنَّمَا
غَنِمْتُمْ مِنْ شَيْءٍ فَأَنَّ لِلَّهِ خُمُسَهُ وَلِلرَّسُولِ وَلِذِي الْقُرْبَىٰ وَالْيَتَامَىٰ وَالْمَسَاكِينِ
وَابْنِ السَّبِيلِ إِنْ كُنْتُمْ آمَنْتُمْ بِاللَّهِ جانو اس بات کو کہ جو کچھ غنیمت کرو کوئی شی تو
تحقیق واسطے خدا کے ہے پانچواں حصہ اوسکا اور واسطے رسول کے اور واسطے قرابت والے کے اور
یتیموں اور مسکینوں اور مسافر کے اگر تم یقین لائے ہو اللہ پر دیکھیے یہ آیت مفسر ہے اس بات میں
کہ جو کچھ غنیمت میں تمسے کوئی چیز کیوں نہ ہو تو وہ مملوک ہے اگر کلمہ من شی نہ ہوتا تو بسبب تعمیم کلمہ ما
نص ہوتی اور چونکہ کلمہ من شی سے احتمال تخصیص کسی شی کا ساقط ہو گیا تو اب یہ آیت مفسر ہو گئی
اس بات میں کہ غنیمت سے کوئی شی کیوں نہو از قسم حیوان ہو یا انسان یا دیگر اشیا اور سبکا
ایک ہی حکم ہے اب اسمیں کوئی احتمال تاویل و تخصیص کا باقی نہ رہا ہاں احتمال نسخ باقی تھا مگر بسبب
اسکے کہ زمان نزول وحی میں کوئی آیت یا حدیث ناسخ اوسکی لاحق نہیں ہوئی اب یہ آیت محکم ہو گئی دوسری آیت
وَأَثَابَهُمْ فَتْحًا قَرِيبًا ۝ وَمَغَانِمَ كَثِيرَةً يَأْخُذُونَهَا ۗ وَكَانَ اللَّهُ عَزِيزًا حَكِيمًا ۝
وَعَدَكُمُ اللَّهُ مَغَانِمَ كَثِيرَةً تَأْخُذُونَهَا فَعَجَّلَ لَكُمْ هَٰذِهِ عنایت کی ہو نکو
فتح قریب اور بہت غنیمتیں کہ لینگے وہ انکو اور ہے اللہ غالب حکمت والا وعدہ کیا ہے اللہ تعالی نے
تمسے بہت سی غنیمتوں کا کہ لوگے تم انکو سو شتابی کی تمہارے واسطے اس غنیمت کی آیت
در باب غنیمت کے نازل ہوئی ہے اور چونکہ لفظ مغانم جمع ہے کہ الفاظ عموم میں سے ہے اس سبب سے

نص ہو در باب غنیمت سبایا و حیوان وغیرہا کے اور چونکہ غنیمت خیبر کی موعود وعدہ اثابہم فتحا قریبا ہو
اوس میں سبایا بھی تھیں چنانچہ صحیح بخاری میں انس سے منقول ہو قال صلی النبی صلعم الصبح قریبا
من خیبر بغلس ثم قال اللہ اکبر خربت خیبر انا اذا نزلنا بساحۃ قوم فساء صباح
المنذرین فخرجوا یسعون فی السکک فقتل النبی صلعم المقاتلۃ وسبی الذریۃ
وکان فی السبی صفیۃ فصارت الی دحیۃ الکلبی ثم صارت الی النبی صلعم فجعل
عتقہا صداقہا اور دوسری روایت بخاری میں ہو سبی النبی صلعم صفیۃ فاعتقہا
وتزوجہا فقال ثابت لانس ما اصدقہا قال اصدقہا نفسہا فاعتقہا سنن
ابوداود میں روایت ہو کہ کان للنبی صلعم سہم یدعی الصفی ان شاء عبدا وان شاء
امۃ وان شاء فرسا یختارہ قبل الخمس پس بسبب ہونے بیان فعلی کے کلمہ غنیمت واسطے
شمول سبایا کے مفسر ہو گیا کہ احتمال تاویل و تخصیص اوس میں اب کچھ باقی نرہا تفسیر آیت
مَا اَفَاءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مِنْ اَهْلِ الْقُرٰى فَلِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ وَلِذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى
وَالْمَسٰكِيْنِ وَابْنِ السَّبِيْلِ جو غنیمت کہ بطور فیء کے دی اللہ نے اپنے رسول کو اہل قریٰ سے
پس وہ واسطے اللہ کے اور رسول کے اور قرابت والوں اور یتیموں اور مسکینوں اور مسافروں کے
فقط اوس سے یہاں فیء غنیمت ہو کہ کفار رعب اسلام سے بغیر نوبت قتال کے بھاگ جاوین
اور بلا قتال شدید وہ غنیمت ہاتھ آجاوے دیکھو لفظ فیء خود باقرار مجتہد صاحب تحفہ دونون کو
بھی متناول ہو مشکوۃ میں حدیث ابن ماجہ کی نقل کی ہو عن ابی بکر الصدیق
قال قال رسول اللہ صلعم لا یدخل الجنۃ سیء الملکۃ قالوا یا رسول اللہ صلعم الیس
اخبرتنا ان ہذہ الامۃ اکثر الامم مملوکین ویتامی قال نعم فاکرموہم ککرامۃ
اولادکم واطعموہم مما تاکلون الحدیث دیکھو نص صریح ہو اس باب میں کہ نسبت اور
امتون کے اس امت میں لونڈی غلام زیادہ ہونگے اور یہ امر بطور الہام کے بیان فرمایا ہو اور وجہ
اوسکی یہ ہو کہ جہاد اس امت میں بہ نسبت اور امتون کے زیادہ ہوگا اور مملکت کسری و قیصر

اور راجگان ہند وغیرہم کے بقہر وجبا وہات آویگی اور سبایا بہت آوینگے چنانچہ مغیرہ صحابی
بروقت مقابلہ بادشاہ فارس کے سپہ سالار سے کہتے ہین کہ اخبرنا نبینا صلعم عن رسالۃ
ربنا انہ من قتل منا صار الی الجنۃ وفی نعیم لم یر مثلہا قط ومن بقی منا ملک رقابکم
خبر دی ہی ہمکو ہمارے پیغمبر نے بطور پیغام کے ہماری رب کی طرف سے کہ جو مارا جاویگا ہم مین تو جاویگا
بہشت مین اور ایسی نعمت مین کہ اوسکے مانند دیکھی ہی نہین گئی اور جو بچ رہیگا ہم مین سے
وہ مالک ہوگا تمہاری گردنون کا آور احادیث صحیحہ اس باب مین بہت ہین چند حدیث کا بیان
عنقریب آویگا اور چند بیان کیے جاتے ہین صحیح بخاری مین جابر بن عبد اللہ سے روایت ہے قال
قال رسول اللہ احلت لی الغنائم دوسری روایت مین ابی ہریرہ سے ہی قال قال رسول اللہ
صلعم احل اللہ لنا الغنائم عن ابی ذر قال قال رسول اللہ اخوانکم جعلہم اللہ تحت
ایدیکم الحدیث دیکھو ان احادیث صحیحہ سے یہ بات ثابت ہی کہ خدا تعالی نے ہمارے واسطے
غنائم کہ جنمین سبایا بھی داخل ہین حلال فرمائین ہمارے بھائیون یعنی بنی آدم کو ہمارے ہاتھ کے
نیچے یعنی مملوک بنا کر ڈالا اور اوپر ہم حدیث واقعہ بنی النضیر کی نقل کر چکے ہین کہ جب سعد بن
معاذ نے حکم قتل کرنے لڑنے والون کا اور لونڈی غلام بنانے ذریت کا دیا اور پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ
وسلم نے فرمایا کہ لقد حکمت بحکم اللہ یعنی تو نے اے سعد حکم کیا ساتھ حکم خدا کے پس مین
حیران ہون کہ مجتہد عصر کو کیا ہوا ہی کہ ایسی ایسی نصوص صریحات سے روگردانی فرماتے ہین
والعرض الی اللہ **قال** المفسر رقیت یہ لفظ چار جگہہ قرآن مجید مین آیا ہی چنانچہ اون آیتونکو جنمین یہ
لفظ ہے ہم اسجگہ لکھتے ہین تاکہ معلوم ہو کہ ان آیتون مین کسی طرح حکم رقیت مستقبلہ مستنبط نہین ہوتا
اقول ہم بھی ہر ایک آیت کے ذیل مین تغلیط مجتہد عصر کی کرینگے اور دوام رقیت کو ثابت
کرینگے **قال** آیت اول سورہ نسا مین فرماتا ہی وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ أَنْ يَقْتُلَ مُؤْمِنًا إِلَّا خَطَأً وَمَنْ
قَتَلَ مُؤْمِنًا خَطَأً فَتَحْرِيرُ رَقَبَةٍ مُؤْمِنَةٍ وَدِيَةٌ مُسَلَّمَةٌ إِلَىٰ أَهْلِهِ إِلَّا أَنْ يَصَّدَّقُوا فَإِنْ كَانَ مِنْ
قَوْمٍ عَدُوٍّ لَكُمْ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَتَحْرِيرُ رَقَبَةٍ مُؤْمِنَةٍ وَإِنْ كَانَ مِنْ قَوْمٍ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ مِيثَاقٌ فَدِيَةٌ مُسَلَّمَةٌ إِلَىٰ أَهْلِهِ

مُؤْمِنَةٍ فَمَنْ لَمْ يَجِدْ فَصِيَامُ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ تَوْبَةً مِنَ اللّٰهِ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيمًا حَكِيمًا ٥ مسلمان کو نہین چاہیے کہ مسلمان کو مار ڈالے مگر یہ کہ انجانی سے مار دیا ہو اور جس شخص نے انجانی سے کسی مسلمان کو مار ڈالا ہو تو گلو خلاصی کرے ایک مسلمان کی یعنی ایک بردہ آزاد کرے اور خون بہا دے اوسکے وارثون کو مگر یہ کہ وہ معاف کر دین پھر اگر وہ تمھارے دشمن کی قوم مین سے تھا اور وہ مسلمان تھا تو آزاد کرے مسلمان بردہ اور اگر ایسی قوم مین سے تھا تمھین ہے اون سے عہد ہی تو خون بہا دے اوسکے وارثون کو اور آزاد کرے مسلمان بردہ اور جسکو مسلمان بردہ نہ ملے تو دو مہینے برابر روزے رکھے تاکہ اللہ اوسکو معاف کرے اقول

اس ترجمہ مین چند غلطی ہین اول (یہ کہ انجانی سے مار دیا ہو) ترجمہ صحیح نہین ترجمہ صحیح صرف اس قدر ہی (مگر انجانی سے) دوسرے (گلو خلاصی کرے ایک مسلمان کی یعنی ایک بردہ آزاد کرے اور خون بہا دے اوسکے وارثون کو) یہ ترجمہ سراسر غلط ہی مجتہد عصر نے جملۂ اسمیہ کو جو ثبوت و دوام پر دلالت کرتا ہی ساتھ جملۂ فعلیہ کے بدل ڈالا ترجمہ صحیح یہ ہی (تو آزاد کرنا ہی ایک بردہ مؤمن کا اور خون بہا مفوض ہی اوسکے لوگونکو) تیسرے (اگر وہ تمھارے دشمن کی قوم مین سے تھا) غلط ہی کان یہان واسطے ثبوت کے ہی جس طرح کان اللہ علیما حکیما مین ہی صحیح ترجمہ یہ ہی کہ اگر وہ ہی اوس قوم مین سے جو تمھارے دشمن ہین) چوتھے (وہ مسلمان تھا) غلط ترجمہ ہی جملۂ اسمیۂ حالیہ کو فعلیہ سے بدل ڈالا صحیح یہ ہی (اور وہ مسلمان ہی) مخفی نہ ہو کہ لفظ ہی جو ہمنے ترجمہ مین لکھا ہی اوس سے مراد مخصوص زمانۂ حال نہین بلکہ تعمیم سب زمانونکی مقصود ہی کان ثبوتیہ کا ترجمہ کے واسطے کوئی لفظ اردو مین موضوع نہین لہذا یہ لفظ ہی اوسکا ترجمہ کیا گیا پانچوین (اگر ایسی قوم مین سے تھا) یہان بھی کان ثبوتیہ ہی مخصوص زمانۂ ماضی سے نہین اور چونکہ کلمۂ ان جو ماضی کو بھی مستقبل کر دیتا ہی کان پر داخل ہی ترجمہ اوسکا بلفظ تھا کسی طرح پر درست نہین چھٹے (خون بہا دے اوسکے وارثون کو اور آزاد کرے مسلمان بردہ) یہان بھی جملۂ اسمیہ ہی اور ایسی ہی اس سے پیشتر بھی جملۂ اسمیہ ہی اور اوسکا

ترجمہ صحیح یہی ہے کہ جو نہ چاہی شخص اوسکے وارثون کو اوسے آزاد کرتا ہی ایک بردہ مسلمان کا
تحریر رقبہ بسبب اقتضاء النص صاف اوپر ثبوت رقیت کے دلالت کرتا ہی کیونکہ بدون ثبوت
رقیت کے تحقق تحریر متصور نہین اور چونکہ یہان جس قدر جملات ہین سب اوپر ثبوت اوسکے دوام
دال ہین تو بہ نسبت اس آیت کے یہ قول مجتہد عصر کا کہ اس آیت سے حکم رقیت مستقبلہ کا مستنبط
نہین ہوتا محض غلط ہی آیت مین حکم ہی تحریر رقبہ کا اور یہ حکم باقتضاء النص مثبت رقیت ہی اور
چونکہ تحریر رقبہ جملہ اسمیہ ہی کہ دوام پر دلالت کرتا ہی اور یہ حکم کبھی زمانہ ماضی کے ساتھ مخصوص
نہین ہی پس جو حال اوسکا زمانہ ماضی کے ساتھ ہی وہی بہ نسبت دوام کے ہی غرضکہ اس آیت سے
اقتضاء ثبوت رقیت کا بلا خصوصیت زمانہ ماضی کے واضح ہی قال اللہ تعالی نے سورہ مائدہ
مین فرمایا لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللّٰهُ بِاللَّغْوِ فِي أَيْمَانِكُمْ وَلٰكِنْ يُؤَاخِذُكُمْ بِمَا عَقَّدْتُمُ
الْأَيْمَانَ فَكَفَّارَتُهُ إِطْعَامُ عَشَرَةِ مَسَاكِينَ مِنْ أَوْسَطِ مَا تُطْعِمُونَ أَهْلِيكُمْ
أَوْ كِسْوَتُهُمْ أَوْ تَحْرِيرُ رَقَبَةٍ فَمَنْ لَمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلٰثَةِ أَيَّامٍ اللہ تعالی تمکو نہین پکڑتا
تمہاری بیفائدہ قسمون پر مگر پکڑتا ہی اوسپر جو تمنے مضبوطی سے قسم کھائی تھی پھر اوسکا کفارہ
دس محتاجون کو متوسط درجہ کا کھانا کھلانا جیسا کہ تم اپنے گھر والون کو کھلاتے ہو یا اونکو
کپڑا پہنانا یا مسلمان بردہ آزاد کرنا ہی اور اگر نہ ملے تو تین دن روزے رکھنے ہین اقول
بہت ہی غلط ترجمہ کیا بما عقدتم الایمان مین عقدتم صیغہ ماضی ہی مگر مراد ماضی بہ نسبت زمان
مواخذہ کے ہی جیسا کہ ہم اوپر اس قسم کے افعال مین ٹھہرا چکے ہین ماضی بہ نسبت وقت
نزول آیت یا اوسکے کسی وقت کے نہین جیسا کہ مجتہد عصر نے ملکت ایمانہم مین خیال کیا ہی
پس ترجمہ عقدتم کا اس طور پر (کہ مضبوطی سے قسم کھائی تھی) کہ جسکا خاص قسمون ماضیہ سے
تعلق ہو جاوے غلط محض ہی ترجمہ مین لم یجد کا بہت ہی غلط لکھا ہی لم یجد فعل متعدی ہی
وجد المطلوب یجدہ اور کہ قال تعالی لوجدوا اللہ توابا رحیما وفی الحدیث وان
وجدناہ لبحر وقال ابو الطیب شعر وقد وجدت مکان القول ذا سعة فان

وجدت لسانًا قائلًا فقلت مجتہد عصر نے بسبب علم و واقفیت کے لغات عرب سے اوسکا ترجمہ
بلفظ لازمی یعنی (نہ ملے) کیا ظاہرا جب کلمہ لم یجد کو دیکھا ذکر مفعول نظر آیا تو یہ سمجھے
کہ یہ فعل لازمی ہی یہ نہ سمجھے کہ بسبب دلالت ماسبق کے کچھ ضرورت انکے مفعول کے نہین ہی علاوہ
بیان مقصود تعمیم تینون قسمون کفارہ کی ہی اور قرینہ اوسپر دلالت کرتا ہی اگر مفعول ضمیر ڈالی جاتی
تو تعمیم مین بادی النظر مین اشتباہ ہوتا کہ شاید مرجع اوسکا وہ ہو جو لفظون مین قریب ہی اور اگر
اعادہ سب اقسام کا کیا جاتا تو اطناب مخل تھا لہذا بلاغت قرآن مقتضی اسکی ہوئی کہ مفعول
کو حذف کیا جاوے غرض کہ صحیح ترجمہ یہ ہی کہ پس جو شخص کہ نہ پاوے (یعنی تینون قسمون کفارہ کی
کو) تو تین دن کے روزے ہین بیان ودلالت اس آیت کا ثبوت و دوام رقیت پر مثل بیان
آیت اولی کے ہی **قال** آیت سوم وَالَّذِينَ يُظَاهِرُونَ مِن نِّسَائِهِمْ ثُمَّ يَعُودُونَ
لِمَا قَالُوا فَتَحْرِيرُ رَقَبَةٍ مِّن قَبْلِ أَن يَتَمَاسَّا ذَٰلِكُمْ تُوعَظُونَ بِهِ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ
خَبِيرٌ ○ فَمَن لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ مِن قَبْلِ أَن يَتَمَاسَّا فَمَن لَّمْ يَسْتَطِعْ
فَإِطْعَامُ سِتِّينَ مِسْكِينًا جو کوئی تم مین سے اپنی جورو کو ماں کہ بیٹھے اور پھر
بات کہی تھی اوس سے پھرنا چاہے تو آزاد کرے ایک بردہ اپنی جورو کے چھونے سے پہلے اس سے
تمکو نصیحت ہوگی اور اللہ جانتا ہی جو تم کرتے ہو پھر جسکو نہ ملے تو دو مہینے برابر روزے رکھے اپنی
چھونے سے پہلے اور جو کوئی نہ سکے تو ساٹھ محتاجون کو کھانا کھلانا ہی **اقول** یہ ترجمہ بھی بہت
غلط ہی اگر ہم اوسکی سب غلطیون کا بیان کرین تو بہت طول ہوتا ہی معنی ظہار مین غلطی کی
ہی معنی یعودون لما قالوا مین غلطی کی ہی اور اور کلمات کے ترجمہ مین بھی غلطی ہی مگر جس قدر
غلطیان کہ اس بحث سے متعلق ہین اونکا بیان کیا جاتا ہی اول آزاد کرے بردہ ترجمہ ہی
تحریر رقبۃ کا جملہ اسمیہ جیسا پہلی آیات مین تھا مجتہد نے اوسکو فعلیہ کر دیا دوم لم یجد کا ترجمہ
مثل پہلے غلط کیا جیسا پہلی آیت مین غلط کیا تھا بیان ثبوت رقیت کا اس آیت مین بھی مثل
آیات سابقہ کے ہی **قال** آیت چہارم فَكُّ رَقَبَةٍ **اقول** اس آیت کا بیان شروع کتاب مین

ہو چکا ہی ان سب آیات سے ثبوت غلامی کا شرعًا بلا قید زمان ماضی و حال و استقبال ثابت ہی کیونکہ
محل تحریر رقیق شرعی ہی اگر بموجب حکم شارع کے کوئی شخص رقیق نہو تو اوسکی آزادی کافی نہین ہی
مثلا کسی شخص نے اپنے باپ یا اور ذی رحم محرم کو کہ جسکو بالجبر غلام بنا رکھا ہوا اور وہ ان کفارات
مین اوسکو آزاد کر دے تو کفارہ ادا نہوگا پس ان آیات سے ظاہر ہوا فساد قول مجتہد عصر کا کہ رقیق
سو بہو وکو بموجب رسم جاہلیت کے غلام کنیز بنا رکھا تھا شرعی غلام نتھے **قال** ان تمام احکام
مین جو غلام ہونیکی حالت مین اور دوسری قسم کے کفارون کا ذکر آیا ہی اس سے رقیت مستقبلہ
معدوم ہونیکے پر اشارہ نکل سکتا ہی **اقول** بشرطیکہ آپ سا مجتہد صاحب اجتہاد صائب و ذہن ثاقب
اشارہ فہم لغت دان ہو ورنہ نہین ہم آپکی اسی غلط فہمی کے سبب جہان کہین آپنے ترجمہ لم یجد کا
نہ ملے لکھا ہی آپکی تغلیط کرتے چلے آئے ہین اب سمجھیے کہ نپانا کسی شخص کا کسی چیز کو مستلزم معدوم
ہوجانے اوسکے وجود کا نہین ہو سکتا اگر یہان لفظ نہ ملنے کا ہوتا جیسا کہ آپنے ترجمہ کیا ہی تب بھی
کوئی صاحب فہم یہ اشارہ معنوی آپ کا نسمجھتا کیونکہ یہان مطلق نہ ملنا نہین ہی بلکہ آپہی کے ترجمہ کے
مطابق نہ ملنا مقید کسی فرد کے ساتھ ہی اور ظاہر ہی کہ کسی ایک فرد یا کئی فردون کو نہ ملنا کسی چیز کا
مستلزم اسکا نہین کہ وہ چیز فی نفسہ معدوم ہوجاوے مثلا دولت ایمان کسی شخص کو نملے یا اسنے
بنائی یا حج بیت اللہ کسیکو نہ ملا یا اوسنے اوسکو نہ پایا تو اس سے یہ لازم نہ آیا کہ دولت ایمان اور حج بیت اللہ
فی نفسہ معدوم ہو پس آپنے معنی لم یجد کی تبدیل مین کوشش بھی بہت کی مگر مدعا کچھ حاصل نہوا
آپکے اس اشارہ پر تحقیقًا مین بھی لکھتا ہون کہ آیت اولی مین میسر نہونے رقبہ کا ذکر ہی اور آیت
ثانیہ مین میسر نہونے اطعام مساکین یا اونکے لباس کا بھی ہی اور آیت ثالثہ مین ذکر میسر نہوسکنے
روزون کا بھی ہی پس مطابق آپکے اجتہاد سراپا فساد کے ان سب چیزون کے معدوم ہونیکے پر
زمانہ مستقبل مین اشارہ نکل سکتا ہی اور جب سب اصناف کفارہ کے معدوم ہونیپر اشارہ نکل سکتا ہی
تو آپکے اجتہاد بے بنیاد کے مطابق لغو ہوجانے احکام الٰہی اور اینٹ کے لیے مسجد ڈھانے پر بھی
زمانہ مستقبل مین اشارہ نکل سکتا ہی العیاذ باللہ تعالی دو شعر و نکتہ سنیے مثلا آپسا کوئی مجتہد دوسرا آگیا

معارضہ کر سکتے ہیں کہ آیہ وَمَنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ مِنْكُمْ طَوْلًا اَنْ يَّنْكِحَ الْمُحْصَنٰتِ الْمُؤْمِنٰتِ
فَمِنْ مَّا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ مِّنْ فَتَيٰتِكُمُ الْمُؤْمِنٰتِ مین جو بقول آپکے بیسر آزاد عورتون کے عدم
استطاعت نکاح کے حالت مین کنیزکون کے نکاح کا ذکر آیا تو اس سے معدوم ہونے استطاعت نکاح
زنان آزاد پر زمانۂ مستقبل مین اشارہ نکل سکتا ہے پس بموجب اوس نص کے نکاح ساتھ کنیزکون
کے ہی باقی رہا اور چونکہ نکاح وجود منکوحہ کو مستلزم ہے تو وجود کنیزکون کا زمانۂ مستقبلہ مین بموجب
اس اشارہ کے ثابت و متحقق ہو گیا فرمائیے کیا جواب دیجیے گا شعر شد غلامیکہ آب جو آرد ٭ آب جو
آمد و غلام ببرد ٭ نکتہ سوم قرآن مین ہے فَاِنْ لَّمْ تَجِدُوْا مَآءً فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْدًا طَيِّبًا
الآیہ یعنی اگر وضو کے لیے تم پانی نہ پاؤ تو تیمم کرو پاک مٹی سے یا آپکے ترجمہ کے مطابق یہ کہا جاوے
کہ اگر نہ ملے پانی تو تیمم کرو پاک مٹی سے آپکے اجتہاد کے مطابق لازم آیا کہ چونکہ اس حکم مین پانی نہ ملنے کی
حالت مین تیمم کا ذکر آیا ہے اس سے زمانۂ مستقبلہ مین پانی کے معدوم ہونیکا اشارہ نکل سکتا ہے اشارات
اور نکتے تو اور بھی بہت ہین مگر فرصت کم ہے اور کتاب طویل ہوئی جاتی ہے والعاقل تکفیہ الاشارة
اگر عاقلی یک اشارہ بس ست قال الرتاب قرآن مین دو جگہ بمعنی عبد آیا ہے مگر کوئی لفظ بھی
اون آیتون کا جنمین یہ لفظ ہے رقیت مستقبلہ پر دلالت نہین کرتا انتہی اقول اگر احکام آیتون
کے مخصوص کسی زمانۂ ماضی کے ساتھ ہین تو بیشک فرمانا مجتہد عصر کا صحیح ہے لیکن اگر وہ احکام واسطے
مستقبل کے بھی ہین تو آیات کی رقیت مستقبلہ پر دلالت کرنے مین کیا کلام ہے پس دیکھنا چاہیے
کہ احکام آیات مذکورہ مخصوص ساتھ زمانۂ ماضی کے ہین یا زمانۂ آیندہ کو بھی شامل ہین اگر شق
اول ہے تو اجتہاد مجتہد عصر کا صحیح ہے اور اگر شق ثانی ہے تو اجتہاد مجتہد عصر کا خلاف نصوص و ظواہر
قرآن کے غلط اور اجتہاد مقابلہ قرآن ہے اور یہ لفظ حدیث مین بھی وارد ہے کہ مجتہد صاحب
اوسکو چھوڑ گئے ہم اوسکو لکھتے ہین بخاری مین ضمن حدیث جنگ کسری مین منقول ہو جبیر بن حیہ
کہتے ہین حَتّٰى اِذَا كُنَّا بِاَرْضِ الْعَدُوِّ وَخَرَجَ عَلَيْنَا عَامِلُ كِسْرٰى فِيْ اَرْبَعِيْنَ اَلْفًا فَقَالَ
الْمُغِيْرَةُ سَلْ عَمَّا شِئْتَ قَالَ مَا اَنْتُمْ قَالَ نَحْنُ اُنَاسٌ مِّنَ الْعَرَبِ كُنَّا فِيْ شَقَاءٍ شَدِيْدًا

وبلاء شدید نمص الجلد والنوی من الجوع ونلبس الوبر والشعر ونعبد الشجر والحجر
فبینا نحن کذلک اذ بعث رب السموات ورب الارض الینا نبیا من انفسنا نعرف
اباہ وامہ فامرنا نبینا رسول ربنا ان نقاتلکم حتی تعبدوا اللہ وحدہ او تؤدوا الجزیۃ
واخبرنا نبینا صلعم عن رسالۃ ربنا انہ من قتل منا صار الی الجنۃ فی نعیم لم یر مثلہا قط
ومن بقی منا ملک رقابکم الحدیث خلاصہ ترجمہ یہ ہے کہ مغیرہ کہتے ہیں خبر دی ہمکو ہمارے نبی
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمارے رب کی رسالت سے کہ جو مارا جاویگا ہم میں سے جاوے گا
بہشت مین ایسی عیش مین کہ جسکے مانند کبھی دیکھا ہی نہین گیا اور جو بچ رہیگا ہم مین سے
مالک ہو جاویگا تمھارے رقاب کا یعنی فارس کے لوگ ہمارے غلام ہونگے جناب مجتہد صاحب
یہان تو کسی تاویل وتحریف کی گنجایش ہی نہین ہے قال آیت اول سورۂ بقر مین صاحب
نے اون باتون کو جو آیۂ والسائلین وفی الرقاب مین بیان ہوئے ہین نیکیان گنا ہی اور
انہین کے ساتھ مسافرون اور سائلون کو خیرات دینا اور بردہ آزاد کرنے مین روپیہ خرچ کرنا نیک
کام فرمایا ہے اقول پوری آیت یہ ہے لَیْسَ الْبِرَّ اَنْ تُوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ
وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالْكِتٰبِ وَالنَّبِیّٖنَ وَاٰتَى الْمَالَ
عَلٰى حُبِّهٖ ذَوِی الْقُرْبٰى وَالْیَتٰمٰى وَالْمَسٰكِیْنَ وَابْنَ السَّبِیْلِ وَالسَّآئِلِیْنَ وَفِی الرِّقَابِ
وَاَقَامَ الصَّلٰوةَ وَاٰتَى الزَّكٰوةَ الآیہ نہین ہے نیکی یہ کہ پھیرو تم اپنے مونہہ مشرق ومغرب کی طرف
لیکن نیکی یہ ہے کہ جو کوئی ایمان لایا خدا پر اور آخر دن پر اور فرشتون اور کتاب اور پیغمبرون پر
اور دیا مال کو اوسکی محبت پر قرابت والون اور یتیمون اور مسکینون اور مسافر اور مانگنے والون کو
اور گردنون کے چھڑانے مین اور قائم کیا نماز کو اور دی زکوۃ الآیہ جسکو کچھ بھی عقل ہے وہ نہین کہہ سکتا
کہ وہ نیکیان جو گنائیں اس آیت مین ہین مخصوص زمانۂ ماضی کے ساتھ ہین اور زمانہ آیندہ کو شامل
نہین مگر ہان مجتہد عصر سے بعید نہین کہ فرماوین کہ اس آیت مین لفظ امن اور اتی اور اقام
سب صیغے ماضی کے ہین اس واسطے آیت کو مخصوص زمانہ ماضی کے ساتھ ٹھہرا کر فرماوین مطلب یہ ہے کہ

کہ نیکی وہ ہی جو کوئی ایمان لاچکا ہی اور دے چکا ہی مال قرابت دارون اور یتیمون اور مسافرون اور
اور مانگنے والون کو اور گردنین چھوڑانے مین اور قائم کرچکا ہی نماز کو اور دے چکا ہی زکوۃ پس
آیت کو اوپر نیکی ایمان اور خیرات اور رقیت اور نماز پڑھنے اور اداے زکوۃ مستقبل پر کچھ
دلالت نہین پس اسکے جواب مین اسی قدر کافی ہی کہ جب آپکے نزدیک آیت کو نیکی ایمان اور
خیرات اور نماز اور زکوۃ پر زمان مستقبل مین کچھ دلالت نہین اور آپ اون سب کے درپے
بردار ہین تو ہمکو آپ سے اس آیت مین زیادہ تر کچھ مباحثہ نہین وما یذکر الا اولوا الالباب
قال آیت دوم انما الصدقات للفقراء والمساکین والعاملین علیہا والمؤلفۃ
قلوبہم وفی الرقاب سورۂ توبہ مین اللہ صاحب نے زکوۃ کے روپے کا خرچ تبلایا ہی
کہ کہان کہان خرچ ہوگا اسیکے ساتھ تبلایا کہ بردہ آزاد کرنے مین بھی خرچ کیا جاوے گا
اقول الحمد للہ در بیان آن مجتہد عصر بھی قائل ہین اسکے کہ آیندہ کو مصرف زکوۃ یہ لوگ ہین
جنکا آیت مین بیان ہوا اور منجملہ اونکے غلام بھی ہین کہ جنکے آزاد کرنے کے واسطے مال زکوۃ
دیا جاویگا پس یہ آیت ظاہر ہی وجود لونڈی غلامون کے باب مین زمانہ آیندہ مین لیکن اگر
مجتہد عصر کسی دلیل قطعی سے انسداد اوسکا اور معدوم ہوجانا کسی زمانہ مستقبلہ مین ثابت
کرسکین تو ثابت کرین مگر یہ اونسے ہرگز نہوسکیگا قال لفظ عبد بمعنی غلام تین جگہہ
قرآن مجید مین آیا ہی اور اوس سے بھی رقیت مستقبلہ پر استدلال نہین ہوسکتا آیت
اول ولعبد مؤمن خیر من مشرک ولو اعجبکم خدا اللہ صاحب نے مسلمانون کو
مشرکین سے شادی کرنے کو منع کیا ہی اور بطور تاکید کے یہ فرمایا ہی کہ مسلمان غلام بھی ایک
مشرک سے اچھا ہی اگرچہ وہ مشرک تمکو اچھا معلوم ہوتا ہو اقول چونکہ یہ آیت جملہ اسمیہ ہی
اور جناب مجتہد عصر نے بھی ترجمہ بجملہ اسمیہ کیا اور جملہ اسمیہ دلالت دوام وثبوت پر
کرتا ہی پس دلالت آیت کی رقیت مستقبلہ پر اظہر من الشمس ہی کہ مجتہد عصر پر لازم تھا
کہ لفظ اچھا ہی کی جگہہ اچھا تھا لکھتے اگرچہ ناواقفی عربیت سے تو ثابت ہوتی جیسی کہ اور جگہہ

ہوئی مگر مطلب تو بظاہر ثابت ہوجاتا ایسا ہی آیت دوم یعنی اَلْحُرُّ بِالْحُرِّ وَالْعَبْدُ بِالْعَبْدِ
مین جناب مجتہد خود ہی رقیت مستقبلہ کے مقر ہین ترجمہ فرماتے ہین کہ اگر غلام کو مارے تو غلام ہی
مارا جاوے اور دعوی یہ تھا کہ رقیت مستقبلہ پر استدلال نہین ہوسکتا معلوم نہین کہ استدلال
کس چیز کا نام سمجھتے ہین اور آیت سوم یعنی ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا عَبْدًا مَّمْلُوْكًا مین ہم کچھہ
کلام نہین کرتے یہان تذکرہ عبد مملوک کا بطور مثل کے ہے یہان کوئی حکم شرعی مملوک ہونے پر
متفرع نہین جیساکہ اور آیات مین ہے **قال** لفظ امۃ قرآن مجید مین دو جگہہ ہے اور کسی جگہہ
بھی رقیت مستقبلہ کا حکم نہین پایا جاتا **اقول** یہان بھی دیکھنا چاہیئے کہ وہ آیات جنمین
یہ کلمہ ہے صرف زمانۂ ماضی کے ہی ساتھہ مخصوص ہین یا نہین بر شق اول مجتہد صاحب کا
اجتہاد صحیح ہے وبر شق دوم غلط **قال** آیت اول وَلَاَمَةٌ مُّؤْمِنَةٌ خَيْرٌ مِّنْ مُّشْرِكَةٍ
اقول بیان اسکا بعینہ بیان وَلَعَبْدٌ مُّؤْمِنٌ خَيْرٌ مِّنْ مُّشْرِكٍ کا ہے **قال**
آیت دوم وَاَنْكِحُوا الْاَيَامٰى مِنْكُمْ وَالصّٰلِحِيْنَ مِنْ عِبَادِكُمْ وَاِمَآئِكُمْ نکاح کرو
مسلمان رانڈون کا اور نیک چلن اپنے غلامون اور لونڈیون کا **اقول** دیکھو یہ حکم
زمانۂ ماضی سے متعلق نہین بلکہ زمانۂ مستقبل کیواسطے ہے کیونکہ حکم امر متعلق بزمانۂ ماضی ہو ہی
نہین سکتا پس متفرع ہوتا ایک حکم شرعی کا لونڈی غلام پر مہر آئنہ بظاہر الآیہ دلالت کرتا ہے
وجود وثبوت شرعی لونڈی وغلام پر زمانۂ مستقبل مین **قال** لفظ فتیات قرآن مجید
مین دو جگہہ بمعنی لونڈیون کے آیا ہے **الی قولہ** آیت اول سورۂ نسا کی آیت ہے ذیل لفظ
ما ملکت مین بیان ہوچکی ہے **اقول** پوری بحث اس کلمہ پر اس جگہہ نہین ہوئی اب ہم
وہ آیت پوری لکھتے ہین وَمَنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ مِنْكُمْ طَوْلًا اَنْ يَّنْكِحَ الْمُحْصَنٰتِ
الْمُؤْمِنٰتِ فَمِنْ مَّا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ مِّنْ فَتَيٰتِكُمُ الْمُؤْمِنٰتِ وَاللّٰهُ
اَعْلَمُ بِاِيْمَانِكُمْ بَعْضُكُمْ مِّنْ بَعْضٍ فَانْكِحُوْهُنَّ بِاِذْنِ اَهْلِهِنَّ وَاٰتُوْهُنَّ
اُجُوْرَهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ مُحْصَنٰتٍ غَيْرَ مُسٰفِحٰتٍ وَّلَا مُتَّخِذٰتِ اَخْدَانٍ

فَإِذَا أُحْصِنَّ فَإِنْ أَتَيْنَ بِفَاحِشَةٍ فَعَلَيْهِنَّ نِصْفُ مَا عَلَى الْمُحْصَنَاتِ مِنَ الْعَذَابِ ذَٰلِكَ لِمَنْ خَشِيَ
الْعَنَتَ مِنْكُمْ وَأَنْ تَصْبِرُوا خَيْرٌ لَكُمْ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ يُرِيدُ اللَّهُ لِيُبَيِّنَ لَكُمْ وَيَهْدِيَكُمْ
سُنَنَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَيَتُوبَ عَلَيْكُمْ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ وَاللَّهُ يُرِيدُ أَنْ يَتُوبَ
عَلَيْكُمْ وَيُرِيدُ الَّذِينَ يَتَّبِعُونَ الشَّهَوَاتِ أَنْ تَمِيلُوا مَيْلًا عَظِيمًا ۝ يُرِيدُ اللَّهُ أَنْ يُخَفِّفَ
عَنْكُمْ وَخُلِقَ الْإِنْسَانُ ضَعِيفًا ۝ اس آیت کے اور کلمات مین کلام کچھ ضرور نہین کیونکہ مثل
اسکے جو کلمات ہین اور آیات مین واقع ہین اونمین کلام مفصل ہو چکا ہے بس وہی کلام انمین بھی ہے
مگر یہان جو بعد بیان جواز نکاح کنیزک کے یہ فرمایا وَيَهْدِيَكُمْ سُنَنَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ یعنی
ہدایت کرے تمکو طریق اون لوگون کیجو تمسے پہلے تھے اس سے واضح ہوا کہ طریق جواز نکاح کنیز کا
اور اور احکام تشریعی کنیزکون کے جو آیت مین بیان کیے گئے ہین طریق اون لوگون کا بھی تھا
جو ہمسے پہلے تھے اور کلمۂ یہدیکم دلالت کرتا ہے اسپر کہ یہ طریقہ خدا کے نزدیک ناپسند
اور مبغوض نہین کیونکہ طریقۂ مبغوض اور خلاف آئین قدرت اور قبیح کے بتانے کو احکام شرعی
مین بلفظ ہدایت تعبیر نہین کیا جاتا بلکہ ہدایت ایسی راہ بتانے کی ضد ہے فرمایا خدای تعالی نے
وَأَضَلَّ فِرْعَوْنُ قَوْمَهُ وَمَا هَدَىٰ یعنی گمراہ کیا فرعون نے اپنی قوم کو اور ہدایت نکی وَالسَّلَامُ
عَلَىٰ مَنِ اتَّبَعَ الْهُدَىٰ یعنی سلامتی ہو اوسپر جو تابع ہوا ہدایت کا وَأَمَّا ثَمُودُ فَهَدَيْنَاهُمْ
فَاسْتَحَبُّوا الْعَمَىٰ عَلَى الْهُدَىٰ ثمود کو ہدایت کی ہمنے پس دوست رکھا اونھون نے اندھاپن
یعنی گمراہی کو اوپر ہدایت کے فَمَنِ اهْتَدَىٰ فَلِنَفْسِهِ وَمَنْ ضَلَّ فَعَلَيْهَا جس شخص نے
ہدایت پائی تو اپنی ذات کے لیے اور جو گمراہ ہوا تو اوسکا ضرر اوسکی ذات پر پس اگر اس طریقہ
مین کوئی بات بھی موجب ناپسندیدگی کے مخالف آئین قدرت کے ہوتی تو ہرگز اوسکو
بلفظ ہدایت کے تعبیر نہ کیا جاتا اور چونکہ یہ احکام خاصۂ کنیزکون کے ہین اور داخل طریقۂ رشیدۂ
سابقین کے ہین اور وجود و ثبوت رقیت کے مقتضی ہین اور ہمکو واسطے زمانہ آیندہ کے
اونکی ہدایت فرمائی گئی تو ثبوت رقیت مین زمانۂ مستقبل اور اوسکے جواز شرعی ہونے مین کیا کلام

باقی رہا اور اسی بیان سے یہ بھی ثابت ہوا کہ کلمۂ ما ملکت ایمانکم سے مراد یہ نہیں ہے کہ جو زمانۂ سابق میں باندیاں
تمہاری ملکیت ہو چکی ہیں کیونکہ جب یہ طریقہ ہمارا مطابق طریقۂ راشدین سابقین کے قرار پایا
تو اگر ہمارے حق میں ملکیت مقصور اوپر مملوکات سابقہ ہی کے ہوتی تو بیشک اونکے حق میں بھی
مقصور اوپر ملکیت سابقہ ہی کے ہوتی اور آیندہ کے لینا جائز اور رہا حلل اور فاسد ہوتی
اور اگر ایسا ہوتا تو چونکہ ہم اونسے بہت پیچھے ظہور میں آگئے ہیں ہمارے حق میں کیونکر جائز ہوتی اور
چونکہ وہ طریقہ خود اونہیں کے حق میں آیندہ کو جائز نرہا تھا تو ہمکو اونکے ناجائز طریقہ کے سلوک پر
ہدایت فرمائی جاتی اس بیان سے صاف ظاہر ہوا کہ کلمۂ ما ملکت ایمانکم مقصور اوپر زمان ماضی کے
نہیں ہے اور جو لوگ اسکے خلاف کہتے ہیں وے لوگ ہر آینہ مصداق وَیُرِیدُ الَّذِینَ یَتَّبِعُونَ
الشَّهَوَاتِ اَنْ تَمِیلُوا مَیْلاً عَظِیمًا کے ہیں واللہ الموفق الی الہدایۃ والصواب **قال**
آیت دہم اللہ صاحب نے سورۂ نور میں فرمایا ہے وَلَا تُکْرِهُوا فَتَیَاتِکُمْ عَلَی الْبِغَاءِ اپنی چھوکریوں کو
بدکاری کے لیے جبر نکرو **اقول** یہ آیت بھی ثبوت رقیت میں ظاہر ہے اور اس آیت میں کوئی
لفظ ایسا نہیں کہ جس سے یہ بات معلوم ہووے کہ رقیت مخصوص اونہیں لونڈیوں سے ہے جو زمانۂ
گذشتہ میں رقیق تھیں بلکہ رقیت مستقبلہ ثابت ہوتی ہے کیونکہ لا تکرہوا نہی ہے اور نہی فعل مستقبل
کے ساتھ متعلق ہوتی ہے نہ ماضی کے **قال** لفظ غلام و جاریہ قرآن مجید میں تو نہیں آئے مگر حدیث میں
ہیں چنانچہ وہ حدیث لکھی جاتی ہے عَنْ اَبِی هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللہِ صلعم لَا یَقُولَنَّ
اَحَدُکُمْ عَبْدِی وَاَمَتِی کُلُّکُمْ عَبِیدُ اللہِ وَکُلُّ نِسَاءِکُمْ اِمَاءُ اللہِ وَلٰکِنْ لِیَقُلْ غُلَامِی وَجَارِیَتِی
وَفَتَایَ وَفَتَاتِی وَلَا یَقُلِ الْعَبْدُ رَبِّی وَلٰکِنْ لِیَقُلْ سَیِّدِی وَفِی رِوَایَةٍ لِیَقُلْ سَیِّدِی
وَمَوْلَایَ وَفِی رِوَایَةٍ لَا یَقُلِ الْعَبْدُ لِسَیِّدِهِ مَوْلَایَ فَاِنَّ مَوْلَاکُمُ اللہُ رَوَاہُ مُسْلِمٌ کذا فی
المشکوٰۃ ابو ہریرہ نے کہا کہ جناب رسول خدا صلعم نے فرمایا ہے کوئی تم میں یوں نکہوے کہ میرا
غلام اور میری لونڈی تم سب خدا کے غلام ہو اور سب تمہاری عورتیں خدا کی لونڈیاں ہیں لیکن
یوں کہو کہ میرا لونڈا میری لونڈیا اور میرا چھوکرا اور میری چھوکری اور غلام بھی سرکو کہتی سید کو

بلکہ میرے آقا و یا میرے مالک کہوے اور ایک روایت میں آیا ہی کہ میرے مالک بھی نہ کہوے کیونکہ تم
سب کا مالک اللہ ہی یہ حدیث مسلم میں ہی اور مشکوۃ میں بھی اسکو نقل کیا ہی **اقول** واہ کیا خوب
توجیہ حدیث نبوی کا کیا کہ مخالفت پیغمبر صلعم مین ذرا بھی کوتاہی نکی پیغمبر صلعم فرماتے ہین چاہیے کہ کہے غلام میرا
مجتہد فرماتے ہین کوئی یہ نہ کہے کہ میرا غلام مخفی نہ ہی کہ اس حدیث مین بیان اون الفاظ کا ہی
کہ جو رقیتون کی نسبت کہنے چاہییں اور جو نہ کہنے چاہییں چنانچہ لفظ عبد و امت کے کہنے کی
نہی فرمائی اور لفظ غلام اور جاریہ اور فتی اور فتاۃ کی اجازت دی ایسے ہی غلامون کو
منع کی کہ آقا کو کوئی رب یا مولی نہ کہے ملک سبب کیے اور بحث اسکی کچھ اوپر بھی گذر گئی ہی زیادہ
بحث یہان کچھ ضرور نہین مگر اس حدیث سے بھی رقیت منقضا کا ثبوت بخوبی ہوگیا کہ نہی اقوال آئندہ
ہی کی ساتھ متعلق ہی اقوال ماضیہ سے متعلق ہرگز نہین ہوسکتی کما لا یخفی علی من لہ ادنی لب
قال باب سوم **اقول** اس باب مین مصنف نے کچھ بحث علل و اسباب ملک رقیت کی
کی ہی مگر صاف ظاہر ہوتا ہی کہ جسقدر لکھا ہی محض نا فہمی سے لکھا ہی نہ سمجھے کہ علت کسکو کہتے ہین
نہ یہ سمجھے کہ سبب کیا چیز ہی نہ یہ سمجھے کہ محل کیا ہی آگر مین اس مقام پر اون امور کی تفصیل واسطے
تفہیم مصنف کے لکھون تو طول ہوتا ہی لہذا اس بحث کو محول اوپر کتب اصول فقہ کے کرکے
اس باب مین اون اقوال پر نظر کرتا ہون کہ جنکی تردید کی ضرورت ہی **قال** علماے اسلام نے
سبب طاری ہونے رقیت کا صرف غلبہ اور استیلا قرار دیا ہی **اقول** واہ جناب مجتہد عصر
لب ہم اللہ ہی غلط اور چونکہ اسی بنا پر آپنے تمام خامہ فرسائی فرمائی ہی اور علماے اسلام کی
طعن کیا ہی سب بنا ہوئی کی فاسد تو تمام خامہ فرسائی اور مطاعن آپکی بنا ہی فاسد علی الفاسد
ہم شعر
نسا کند دید اند کہ بداند × در جہل مرکب ابد الدہر بماند × جناب مجتہد صاحب
یہ تو فرمائیے کہ علماے اسلام مین سے کسنے غلبہ اور استیلا کو سبب رقیت ٹھہرایا ہی وے تو غلبہ اور
استیلا کو سبب منحصر اسکے ساتھ سبب ملکیت کا کہتے ہین نہ سبب رقیت اور لفظ ملک جو
اون کی عبارات مین ہی مقصود ... ہی مین ملک سے ملک کا تھا مالک نہ مجہول مین ملک کے ملکا

اور رقیت مرادف ملک مصدر مجہول کا ہی نہ اوس ملک کا جو مصدر معلوم ہی اور سبب
رقیت تو جیسا کہ ہمنے اول کتاب مین بیان کیا ہی کفر ہی نہ استیلا و غلبہ اور اگر آپ کو کچھ سمجھ ہی
تو آپ کو معلوم ہو سکتا ہی کہ زوال عصمت حریت اون لوگون سے مستلزم اسکا نہین کہ وہ ہمارے
رقیق اور مملوک ہو جاوین مگر جب سبب ملک یعنی غلبہ اور استیلا متحقق ہو تو ہر ایک وہ سبب اپنے
محل مین موثر ہوگا اور وے لوگ ہمارے رقیق ہو جاوینگے بڑا التعجب ہی کہ آپنے یہ عبارت ہدایہ کی
نقل کی کہ لان الشرع اسقط عصمتهم جزاء على جنايتهم وجعلهم ارقاء یعنی شرع نے
ساقط کردی عصمت اونکی یعنی عصمت آزادی اونکی بسبب جزای گناہ اونکی کی اور کر دیا اونکو رقیق
اور پھر بھی یہ نہ سمجھے کہ سبب رقیت کیا ہی اور سبب ملک کیا ہی شاید رقیت اور ملک کو شی واحد سمجھے
ذلك مبلغهم من العلم سبحان الله برین استعداد دعوی اجتہاد جاننا چاہیے کہ رق منجملہ
امور معترضہ علی الاہلیہ کے ہی وھو عجز حکمی شرع جزاء على الكفر اصلا به يصير المرء عرضة
للملك در حقیقت ہر ایک انسان باعتبار جوہر انسانی کے متصف ہی بصفت آزادی اور کسیکا مملوک نہین بجز مالک
حقیقی کے اور اسی جوہر کے اعتبار سے وہ سائر حیوانات سے اشرف ہی مگر باعتبار نفس بہیمی کے
مانند سائر بہائم کے ہی پس جب جوہر انسانی مغلوب ہو گیا اور نفس بہیمی غالب آگیا اور وہ
عمل کرنے لگا کہ جو سراسر خلاف اقتضای جوہر انسانی کے ہین تو صفت حریت اوس مین سے
زائل ہو گئی اور عصمت حریت کہ باعتبار جوہر انسانی کے تھی بسبب مغلوب ہو جانے جوہر انسانی
اور غالب ہو جانے نفس بہیمی کے باقی نرہی مثل سائر بہائم کے قابل تملک کے ہو گیا ان هم
الا كالانعام بل هم اضل سبيلا اور جس قدر پاس جوہر انسانی کا خدا تعالی نے اپنے ذمہ
کر لیا تھا اوس سے جدا ہی ہو گیا ان الله بریء من المشركين جیسا کہ ہم اول کتاب مین مفصل
لکھ چکے ہین مگر یہ ضرور نہین کہ جو چیز کہ بالقوہ قابل تملک ہووے بالفعل بھی مملوک ہووے دیکھو بہائم
صحرائی اور طیور وحشیہ بالقوہ قابل تملک ہین بالفعل کسی بندہ کے مملوک نہین مگر جو کوئی اونپر
مستولی ہو کر اونکو قید کرلے اوسکے مملوک ہو جاتے ہین بسبب اوسکے استیلا کے اسی طرح پر حال کفار

بہائم سیرت کا ہی کہ عرضہ للملک قابل تملک ہین جو کوئی اونپر غالب آگیا اور اوس نے قید اور شے
قبضہ مین کرلیا اوسیکے مملوک ہوگئے اور یہ بھی جاننا چاہیے کہ سبب حقیقی ہماری اصطلاح مین اسکو کہتے
ہین کہ جو حکم کی طرف طریق ہو جیسیکہ مسئلہ ما نحن فیہ مین غلبہ اور استیلا ایک طریق ملک کا ہی
بسبب توسط علت اغتنام کے قال اللہ تعالے وَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِّنْ شَیْءٍ فَاَنَّ لِلّٰہِ
خُمُسَہٗ وَلِلرَّسُوْلِ وَلِذِی الْقُرْبٰی الایہ کُلُوْا مِمَّا غَنِمْتُمْ حَلٰلًا طَیِّبًا الایہ
وَعَدَکُمُ اللّٰہُ مَغَانِمَ کَثِیْرَۃً تَاْخُذُوْنَہَا فَعَجَّلَ لَکُمْ ہٰذِہٖ الایہ احل اللہ لنا
الغنائم الحدیث ان آیات وحدیث سے ظاہر ہی کہ غنیمت کرنا موجب ملکیت ہی اور غنیمت کرنا
متحقق ہوتا ہی غلبہ اور استیلا سے بموجب ان نصوص کے پس غلبہ و استیلا سبب ملک غنائم ہوا جب یہ متحقق
ہوا تو اب ہم بعض اقوال مجتہد پر توجہ کرتے ہین **قال** ان تمام روایتون سے ظاہر ہوتا ہی
کہ اگلے عالمون نے صرف غلبہ اور استیلا کو سبب قیمت قرار دیا ہی **اقول** غلط فہمی مجتہد عصر کی
ہی کہ ایسا فرماتے ہین اونھون نے جس قدر اقوال علما کے لکھے ہین یا اونمین غلبہ اور استیلا کو
سبب ملک تصریح بیان کیا ہی سبب قیمت کسی قول مین نہین لکھا چنانچہ عبارتہا ے
مع تشریح غلطی مجتہد ہم اوپر لکھ چکے ہین عبارت بحر الرائق خود مجتہد عصر نے اس طور پر
نقل کی ہی کہ قال الاسباب ثلثۃ مثبت للملک وہو الاستیلا وناقل للملک وہو البیع ونحوہ
وخلافۃ وہو الارث والوصیۃ اسباب ملک کو تین قسم پر منقسم کیا ایک وہ کہ مثبت ہو ملک
یعنی ملک جدید ثابت کرے اور وہ استیلا ہی اور دوسرا وہ کہ منتقل کرے ملک کو مانند
بیع وغیرہ کے اور تیسری وہ جو مالک کا قائم مقام کرے اور وہ وارث و میت ہی پس یہ صاف
صاف لکھا ہی کہ استیلا سبب ملک ہی یہ نہین لکھا کہ استیلا سبب قیمت ہی **قال** مگر اب ہم کو دیکھنا
چاہیے کہ غلبہ اور استیلا کو جو سبب قیمت اور حربی کو مال مباح ٹھہرایا ہی آیا آپکے پاس
کوئی نص صریح قرآن حدیث مین موجود ہی یا نہین اسکا جواب صاف یہی ہی کہ کوئی نص نہین
اقول یہ محض نادانی مجتہد عصر کی ہی کیونکہ آیات قرآن مین [illegible]

مِّنْ شَيْءٍ فَاَنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهٗ وَلِلرَّسُوْلِ وَلِذِي الْقُرْبٰى الى غير ذلك من الآيات والاحاديث
انسے صاف ظاہر ہے کہ غنیمت کرنا یعنی غلبہ اور استیلا سبب ہے ملکیت کا اور ملکیت متفرع ہے
غنیمت کرنے پر یہ قاعدہ ہو کہ جب کسی وصف پر کوئی حکم مترتب ہوتا ہے وہی وصف سبب
حکم قرار پاتا ہے مثلاً حدیث مین آیا ہے کہ كُلُّ مُسْكِرٍ فَهُوَ حَرَامٌ جو چیز کہ نشہ لاوے تو وہ حرام ہے
یا وَلَا تَنْكِحُوْا مَا نَكَحَ آبَاؤُكُمْ نہ نکاح کرو اوسکو جسکو نکاح کیا ہو تمھارے باپون نے پس معلوم ہوا
کہ نشہ لانا سبب حرمت ہے نکاح کرنا آبا کا سبب حرمت ہے اسی طرح یہ مَا غَنِمْتُمْ مِنْ شَيْءٍ
فَاَنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهٗ وَلِلرَّسُوْلِ الآیۃ اس آیت و دیگر آیات و احادیث مین غنیمت سبب
ملکیت ہے اس صورت مین یہ کہنا مجتہد کا کہ اسکا جواب صاف یہ ہے کہ نہین سراسر غلط اور تمام
غفلت ہے آیات قرآن اور زبان عرب سے ہم اوپر ثابت کر چکے ہین کہ چند لڑائیون کے اسیر
بحکم پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم لونڈی غلام بنائے گئے اور ظاہر ہے کہ وہ کفار جن پر ہم
جہان تک غالب نہین ہوئے تا روز غلبہ اوپر حکم ملکیت کا نافذ نہین ہوا علی ہذا القیاس کسی
مسلمان کو لونڈی غلام نبایا بلکہ دار حرب مین بھی جو شخص مسلمان تھا اوس سے تعرض نہین کیا
آخر اسکا کچھہ سبب تو تھا اور بجز اسکے اور کچھہ سبب نہین کہ دار حرب مین جو کوئی مسلمان تھا
وہ محل ملک نتھا اور قبل اسکے کہ کفار پر ہم فتح پاکر اونکو اسیر کرلین غلبہ اور استیلا متحقق نتھا
پس صاف ظاہر ہوا کہ کفر وہ چیز ہے کہ عصمت حریت کو زائل کر دیتا ہے اور غلبہ اور استیلا وہ چیز ہے
کہ جسکے سبب سے ہم اوس معدوم العصمت کے مالک ہو جاتے ہین اگر سوا اسکے کوئی سبب
مجتہد عصر کی نظر مین ہو تو بیان فرماوین یہ بات نہین ہے کہ علماء اسلام نے یہ سبب اپنے
دل سے بنا یا بعد اسکے اوسپر حکم غلامی کا مترتب کیا بلکہ اونھون نے قرآن و حدیث اور فعل
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سبب رق اور سبب ملک دریافت کیا ہے اور قرآن
و حدیث سے ہی سبب رق کفر اور سبب ملک غنیمت کرنا یعنی غلبہ اور استیلا متحقق ہوا ہے اور انھون نے
قیاس سے یہ اسباب مقرر نہین کیے ہین حاشا وکلا غور کر لیجیے کہ کس طرح کی تصریح آیۃ

جو حریف زبان پر لاسے ہو یہ بھی بیجا ہی اس قسم کے آدمی کو پیغمبر صلعم کے حکم سے قتل کیا گیا ہی
عن سلمة بن الاکوع قال اتی النبیؐ عین من المشرکین وهو فی سفر فجلس عند
اصحابه یتحدث ثم انفتل فقال النبیؐ صلعم اطلبوه واقتلوه فقتلته فنفلنی سلبه متفق علیه
آیا پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لشکر مین ایک جاسوس مشرکون کا اور پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ
وسلم سفر مین تھے پس بیٹھا وہ پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب کے پاس پھر چلا گیا پس فرمایا
پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ تلاش کرو اوسکو اور مار ڈالو اوسکو غرضکہ وہ پکڑا گیا اور مارا
گیا پس عطا کیا پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجکو اوسکا اسباب متفق علیہ ہرگاہ کہ قتل ایسے
شخص کا جائز ہی تو استرقاق کہ عقوبت قتل سے کمتر ہی اوسکے جواز مین کیا کلام رہا اور اسکو بھی
غور فرمایئے کہ مفروضہ مہذب قوم مین جسکا نام حبس ہی وہ غلامی سے بدتر چیز ہی پا بزنجیر وہ ہوتا
ہی مٹی وہ کاٹتا ہی کسی مال کا مالک نہین ہوسکتا جو کچھہ محنت مشقت سے کوئی کام کرتا ہی اوس سے
متمتع نہین ہوسکتا مال اوسکا ضبط کیا جاتا ہی بطور میراث کے جو کچھہ اوسکو پہونچتا ہی وہ ضبط
ہو جاتا ہی کھانے پینے سونے بیٹھنے اوٹھنے پاخانہ پیشاب کی اس قدر تکلیف اوسکو ہوتی ہی
کہ حد سے زائد نماز و روزہ سے مجبور رہتا ہی یار دوست جورو بچون سے جدا ہوتا ہی نکاح وہ نہین
کرسکتا غلامی مین اور اوسمین صرف **غ ل ا م** اور **ح ب س** کا فرق ہی ورنہ فی المعنے
تو جو قیود اوسپر ہین غلام پر ہو ہی نہین سکتی غرض کہ جب محاربین مین سے کسی شخص کو وے
پکڑ لیتے ہین تو باوجود اس قدر تعلی کے کہ ہماری سرزمین کو تاثیر آزادی ہی پھر بھی
اوسکو مثل غلام سے زیادہ ستا لیتے ہین جب یہ حال ہی تو پھر آپ کو کیا مجال اعتراض باقی
رہگئی اور پھر جو آپ فرماتے ہین کہ جہاد پر قیاس کیا ہی یہ بھی آپ کی ناواقفی ہی نص صریح
کے ہوتے ہوئے قیاس کے کیا معنی ذری غور کرکے لکھا کیجیے **قال** کیسی تعجب کی بات
ہی کہ اگلی علمائے حربیون کی اولاد کا دار الحرب مین خریدنا ایسے جائز قرار دیا ہی کہ اوسمین
بھی غلبہ اور استیلا کی صورت ہو **اقول** ایسے مختلف فیہ مسئلہ کو اس انداز پر لکھنا کہ جس سے

یہ بات ظاہر ہوئی کہ ایسا کیا ہی مبنی بر حسد و عناد علمائے اسلام ہے ہم کہتے ہین
کہ ہرگز یہ قول ابوحنیفہ یا شافعی یا مالک یا احمد یا ثوری یا محمد یا ابو یوسف رح یا اور کسی عالم کا
علمائے متقدمین سے نہین ہی بلکہ ایک استفتا جو اس باب مین ملا بدّ اسلام پور مین ہوا اور مفتی محمد
شرف الدین مرحوم نے اوسکا جواب لکھا ہی اوسمین صاف حکم عدم تملک کا دیا ہی اور
برجندی شرح مختصر کے حوالہ سے لکھا ہی کہ یہی روایت حسن کی ابوحنیفہ رح سے اور روایت ہشام کی
محمد رح سے اور یہی مختار ابوبکر محمد بن الفضل ہی اور یہی صحیح ہے پس یہ کہنا مصنف کا کہ
اگلے علمانے ایسا کہا ہی صاف غلط اور افترا ہی اگر کسینے متاخرین مین ایسا کہا ہو تو محمول اوسپر
خطا کے ہی **قال** اب ہمارے علمانے اس غلبہ اور استیلا کو اپنی طبیعت کا ٹھہرایا ہوا سوال تھا
یہان تک وسعت دی کہ غلبہ اور استیلا کرنے والے پر مسلمان ہونیکی بھی شرط ساقط کر دی اور
لکھ دیا کہ اگر کافر کو بھی یہ غلبہ اور استیلا پکڑ لے تو وہ بھی اوسکا غلام ہو جاویگا چنانچہ
ہدایہ شریف مین لکھا ہی اذا غلب الترك على الروم فسبوهم واخذوا اموالهم ملكوها
لان الاستيلاء قد تحقق في مال مباح وهو السبب کہ جب کفار روم کفار ترک پر غالب
ہو جاوین اور بندی پکڑ لین اور مال لے لین تو اوسکے مالک ہو جاتے ہین کیونکہ استیلا
یعنی غلبہ متحقق ہو گیا مال مباح مین اور یہی سبب ملک ہی انتہی **اقول** ہم اوپر بیان
کر چکے ہین کہ کفر موجب زوال عصمت حریت ہی اور جب وہ عصمت زائل ہو گئی تو کفار
مثل بہائم کے قابل تملک ہو گئے اگر ایسا نہوتا تو سبایا بنی المصطلق و بنی قریظہ و غیرہ
اور اوطاس کے بحکم پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم بلکہ بحکم خداے تعالی کے کس طرح مملوک
مسلمانون کی ہو جاتین کیونکہ جو چیز محل ملک نہین ہی وہ مملوک کسی طرح نہین ہو سکتی
اور ہم نے مجتہد عصر سے یہ بھی استفسار کیا ہی کہ اگر کفر سبب زوال عصمت حریت نہین ہے
تو اونکے نزدیک اور کیا چیز سبب ایسی ہی کہ شے قابل ملک ہو گئین ہم اسبابات کو تفصیل سے
ذکر کرینگے کہ پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے محض بے سبب صرف باتباع رسم جاہلیت ملک

بیعدا ہو گئے اونکو ہی شامل بنالیا کیونکہ اتباع رسم جاہلیت سراپا ممنوع ہے قُلْ لَّآ اَتَّبِعُ اَهْوَآءَكُمْ
قَدْ ضَلَلْتُ اِذًا وَّ مَآ اَنَا مِنَ الْمُهْتَدِيْنَ ۝ قُلْ اِنِّيْ عَلٰي بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّيْ وَكَذَّبْتُمْ
بِہٖ دیکھیے جس شخص کو یہ حکم ہو کہ صاف کہدے کہ مین تمہاری خواہشون کا تابع نہونگا اگر
ایسا ہو تو مین ابھی گمراہ ہوگیا اور ہدایت پانیوالون مین سے نہون اور کہدے کہ مین ایک
بڑی دلیل روشن پر ہون جو میرے رب کی طرف سے ہے اور تمنے اوسکو جھوٹھلایا ہے بھلا انصاف
تو کیجیے جسکو یہ حکم صاف ترک اتباع رسم جاہلیت کا نافذ ہوا ور جو شخص بحکم خداوند متعال یہ
کہتا ہو کہ مین تو ایک بڑی دلیل بیّن خدادادپر ہون آپ کا ذہن کس طرح یہ قبول کرتا ہے
کہ وہ اتباع رسم جاہلیت کا کرکے مرتکب گناہ کبیرہ کا ہو جاوے العیاذ باللہ اَفَغَيْرَ اللّٰهِ اَبْتَغِيْ
حَكَمًا وَّهُوَ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ اِلَيْكُمُ الْكِتٰبَ مُفَصَّلًا کیا مین غیر خدا کو پنچ بناؤن اور حال
یہ ہے کہ خدا نے اوتاری ہے یہ کتاب تمپر مفصل دیکھو کیسا انکار شدید ہے اسبات کا کہ اس کتاب
یعنی قرآن کی ہوتے ہوئے اتباع کسی اور رسم یا حکم کی کیجاوے وَاِنْ تُطِعْ اَكْثَرَ مَنْ فِي الْاَرْضِ
يُضِلُّوْكَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اِنْ يَّتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ وَاِنْ هُمْ اِلَّا يَخْرُصُوْنَ
اور اگر تو اکثر زمین کے لوگون کی اطاعت کریگا تو تجھے گمراہ کر دینگے تجکو خدا کی راہ سے وہ لوگ
خیال ہی کے تابع ہین اور نرے اٹکل پچو چلتے ہین عن ابن عباس قال قال رسول اللہ
صلعم ابغض الناس الی اللّٰہ ثلثۃ ملحد فی الحرم ومبتغ فی الاسلام سنۃ الجاھلیۃ
ومطلب دم امرء مسلم بغیر حق لیھریق دمہ رواہ البخاری فرمایا پیغمبر خدا صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے دشمن ترین آدمیون کے خدا کے ساتھ تین ہین ملحد حرم مین اور طلب کرنیوالا
اسلام مین رسم جاہلیت کا اور چاہنے والا خون مرد مسلم کا ناحق کہ بہاوے اوسکے خون کو سوداے
یہ بخاری نے ای ایماندار لوگو انصاف سے کہو کہ جسکے دل مین ایک ذرہ بھی نور ایمان ہوگا بھلا
وہ یہ بات کہسکتا ہے کہ وہ قامع بدعت دافع رسوم جاہلیت جسکو خدا ہی تعالی سراج منیر
تعبیر فرمایا ہوا وجسپر وہ کتاب اوتری کہ جسکو خدا تعالی نور مبین کہتا ہے ایسی تاریکی مین پڑے

کہ رسم جاہلیت کے پابند ہیں مرتکب ایسے گناہ کا ہوتے کہ خلاف تمکین قدرت اور قبیح لذاتہ اور جڑ
تمام بدیوں کی ہی اور پھر اسپر بھی اکتفا نکرے یہانتک سعد بن معاذ نے جو لونڈی غلام
بنانے سبایا بنی قریظہ کا حکم دیا تو یہ کہا کہ لقد حکمت فیہم بحکم اللہ کہ قسم ہی کہ حکم دیا تو نے
انکے حق مین بموجب حکم خدا کے حاشا وکلا العیاذ باللہ ومن اظلم ممن افتری علی اللہ
کذبا او قال اوحی الی ولم یوح الیہ شیء کون شخص ظالم تر ہی اوس سے جسنے افترا کیا
خدا پر جھوٹھ کا یا کہا کہ وحی آئی ہی مجھپر حالانکہ کچھ وحی اوسپر نہ آئی تھی آمدم برسر مطلب کہ
چونکہ رقیت حادثہ کے ثبوت مین کچھ شک وشبہ نہین ہی اور اوسکا سبب بجز اوسکے جو
فقہاے امت نے لکھا ہی اور کچھ نہین ہی اور سببیت اوسکی آیت قرآن سے ثابت ہی اور مجتہد عصر
نے بھی سبب اوسکا بجز ایسے امر کے کہ اوسکے قائل کو بجز منافق اور زندیق کے اور کچھ نہین
کہہ سکتے بیان نہین فرمایا تو ہر آئینہ استدلال ہدایہ معظمہ کا علی رغم انف حاسدین کسی طرح سے
محل جرح نہین مجتہد عصر خود ہی انصاف کرین کہ سبب ملکیت اور سبب رقیت لونڈی
غلامون کا جو اونھون نے اتباع رسم جاہلیت دل سے گڑھا ہی عقلاً او نقلاً مستحسن ہی
یا وہ جو صاحب ہدایہ معظمہ نے بر بناے اولہ شرعیہ کے بیان فرمایا ہی بہتر ہی جناب
مجتہد صاحب پہلے کمال صاحب ہدایہ رحمہ اللہ کا سا تو حاصل کر لیجیے تب زبان طعن دراز
جدال کی دراز کیجیے

مثنوی

چون نہ سیاح ونے دریا بجے
ورز بانہا سود بیسرآورد
چونکہ جیول حق نیوان در آمد آورد
چون نشد علمی کہ دریا قص سود

تا تو نمرود ولیست ورآتش مرو
پس مفکن خویش از خود در آئے
کاسہ لے گر خاک گیر ور شود
دست او در کار ہاست نقدا
دست نا قص ہست شیطان نشست او

رفت خواہی اول ابراہیم شود
او بیقعر بحر گوہر آورد
زرہ بریا نقص چہ نا کس شود
جہل آید پیش او دانش شود
زانکہ اندر نیا عہ اہلیت لیے

قال باانہمہ ابتک فضل الٰہی سے کسی بزرگ نے یہ نہین فرمایا کہ حربیون کو مال مباح
کس اصول پر قرار دیا آیا قرآن مجید مین یا حدیث نبوی مین یہ حکم آیا ہی یا مجتہد نے

اون بزرگون پر وحی لائے تھے **اقول** اون بزرگون پر تو وحی کا آنا ہمارا اعتقاد نہین
اور نہ خود اونکا اعتقاد ہے اونھونے تو صاحب وحی کے افعال اور اقوال سے ہر مسئلہ کو مستنبط
کیا ہے جب اونھونے قرآن مجید مین کفار کی نسبت یہ وحی دیکھی اِنْ هُمْ اِلَّا كَالْاَنْعَامِ
اور یہ بھی قرآن مجید مین دیکھا کہ خدا اونکی عصمت سے بری ہو گیا چنانچہ فرمایا اِنَّ اللّٰهَ بَرِيْٓءٌ
مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ اور عقل بھی مقتضی اسیکی ہوئی کہ جب بسبب غلبۂ نفس بہیمی کے جوہر خاص
جسکو نفس انسانی کہتے ہین بہت ہی مغلوب کالمعدوم ہو گیا تو بجز صفت بہیمی کے جو ہر
طرح پر قابل مملوک ہونیکے ہے کچھ باقی نہین رہا اور افعال پیغمبر صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کو بھی
اسیکے موید پایا کہ بعد غلبہ کے اونھونے اونکو لونڈی غلام بنایا اگر وے مال مباح نہوتے
تو لونڈی غلام بنانا اور اونکا کسیطرح پر ممکن نتھا پس اس اصول پر اونھونے حربیون کو مال
مباح ٹھہرایا اگر آپ کو استعداد و مطالعہ کتب اصول فقہ کی ہوتی تو آپ ان اصول پر مطلع
ہوتے اور یہ نہ فرماتے کہ ابتک کسی بزرگ نے الخ آپ دیکھیے تلویح اور اصول فخر الاسلام
سے لکھتے ہین کہ الرِّقُّ هُوَ حَقُّ اللّٰهِ تعالی ابتداءً بمعنی انہ ثبت جزاءً للکفر فان
الکفار لما استنکفوا عن عبادۃِ اللّٰہ تعالی ‌‌‌‌ جعلوا انفسہم بالبہائم فی عدم
النظر والتامل فی آیات التوحید جازاہم اللّٰہ تعالی بجعلہم متملکین مبتذلین
بمنزلۃ البہائم ولہذا لم یثبت الرق علی المسلم انتہی وبڑا تعجب یہ ہے کہ وہ حدیث نبوی
جسمین اونکو مباح ہونے پر نص صریح موجود ہے آپ کو معلوم ہے مگر براہ عنادیکے باتون
مین ہیر پھیر کرتے ہو يُرِيْدُوْنَ لِيُطْفِئُوْا نُوْرَ اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ وَاللّٰهُ مُتِمُّ نُوْرِهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْمُبْطِلُوْنَ
چنانچہ قول آیندہ مین پوری بحث اسکی آتی ہے **قال** الفیہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ و آلہ
وسلم نے یہ فرمایا کہ لڑائی مین لوٹ کا مال اللہ تعالے نے ہمکو مباح کیا ہے اور یہ نہایت عمدہ
اور بہت ہی خوب اصول ہے مگر انسان کو مال مین داخل نہین فرمایا غلط لیا ہمارے علمانے قیاس
سے انسان کو بھی مال سمجھا ہے **اقول** کلمات طیبات احادیث نبویہ مین حکم تتا

جابر بن عبد اللہ قال قال رسول اللہ صلعم احلت لی الغنائم دوسری حدیث
جو ابو ہریرہ سے مروی ہے اوسکے کلمات یہ ہین احل اللہ لنا الغنائم رواہ البخاری
یہ مان دونون حدیثون مین غنائم بلفظ جمع معرف باللام واقع ہے کہ معانی ہولنے جمیع غنائم
کو پس معنی حدیثون کے یہ ہین کہ حلال کی گئی ہمکو سب غنائم اور حلال کین تخصیص و سیطے ہمارے
سب غنائم جب یہ معلوم ہوا تو ہمنے فرض کیا کہ انسان مال مین داخل نہین تا حدیث پیغمبر
صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم مین جو مجتہد عصر نے لفظ مال اپنی طرف سے بڑھا دیا گیا اور نیز حضرت
جبرئیل علیہ السلام یہ وحی لاسکتے تھے مگر آج تک تو فضل الٰہی سے اظہار اسکا نہین فرمایا شاید آئندہ
کہین تو کہین اور چونکہ غنائم مین آدمی اور گھوڑا اور ہاتھی اور دیگر حیوانات اور اور اشیا
از روی لغت اور عرف کے داخل ہین غنمہ یغنمہ فھو غانم و غنم یغنم فھو غنم قال
ابو الطیب شعر ؎ یشتری باعطائہ لا بجہالۃ ولکن مغنی کانجی منہ غانم
دیکھو اس شعر مین اطلاق مفہوم کا اوس شخص مستحق پر موجود ہے جسکا ذکر اشعار سابقہ مین ہے شعر ؎
فی کل یوم ذا الدمستق مقدم قفاہ علی الاقدام للوجہ لائم علاوہ بر این روسے
لغت کے غنیمت فی عادت ہین چنانچہ علمای لغت نے ترجمہ غنیمت کا بلفظ فی کیا ہے اور فی
مین ہر ایک انسان بھی داخل ہے چنانچہ خود مجتہد بھی اسے معترف ہین اور بحث اوسکی اوپر گذر چکی
پس کچھ شک و شبہ اسمین نہین کہ کفار حربی بھی بسبب وقت غلبہ کے داخل غنائم ہین اور چونکہ
کہ داخل غنائم ہے وہ ہماری مملوک ہے اور ہمکو حلال ہے پس کفار حربی بھی ہمارے مملوک ہین خدا تعالیٰ
فرماتا ہے کہ اثابھم فتحا قریبا و مغانم کثیرۃ یاخذونھا و کان اللہ عزیزا حکیما
یعنی عطا فرمائی اونکو فتح قریب اور غنیمتین کثیرہ کہ لیتے ہین وہ اونکو اور ہے اللہ غالب حکمت والا
یہ خبر ہے غنائم خیبر کی کہ جنمین سبایا بھی نہین جب یہ بات ثابت ہوئی کہ لفظ مال گھڑا ہوا
مجتہد عصر کا بطور تحریف کے ہے اور حدیث شریف مین اسکا پتہ بھی نہین اور لفظ غنائم
جس طرح پر اور اشیا اور حیوانات کو متناول ہے ویسے ہی انسان کو بھی متناول ہے اور حدیث

نبوی مین اوسکی ملت پر نص صریح ہی تو سب دعاوی اور اجتہادات مجتہد عصر کے من اولہ الی آخرہ
سجدا غیرہ باطل ہوگئے اور مغالطات ہونا ہر ایک صاحب عقل پر مانند شمس نصف النہار کے
آشکار ہوگیا قُلْ جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا اب ہم مجتہد صاحب سے دریافت
کرتے ہین کہ اموال حربین جو خود آپکے اقرار سے بھی مالک غانمین ہوجاتا ہی آیا یہ حکم ملکیت کا
غلبہ او استیلا ہی کی صورت مین ہی یا بغیر غلبہ اور استیلا کے بھی نافذ ہی مثلاً کوئی چیز حربی کی
از راہ سرقہ یا خفا بازی کے آپکے ہاتھہ لگ جاوے تو آپکی ملکیت ہوجاویگی اگر شق اول ہی تو آپکو
سبب استیلای غلبہ مین کیا کلام ہی اور اگر شق ثانی ہی تو وہ تحت نا معقول ہی **قال** بہر حال جو ہو
اتنی بات ضرور تسلیم کرنی چاہیئے کہ غلامی ایک مسئلہ ہی جسکو علماے اسلام نے نکالا ہی یا اختیار کیا ہی
اقول صرف علماے اسلام ہی نے اختیار نہین کیا بلکہ پیغمبران اسلام نے حضرت ابراہیم عم سے
تا محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم از روی وحی آسمانی کے اختیار کیا ہی اونکی اتباع سے علماے
اسلام نے بھی اختیار کیا ہی **قال** مگر اسکو ایک مسئلہ شرعی منزل من اللہ کہنا کیسا جھوٹہ
اور اسلام پر کتنا بڑا اتہام کرنا ہی **اقول** کسقدر بیہودہ تقریر اور جھوٹھی بات ہی توریت مین
یہ مسئلہ مسلم قرآن مین یہ مسئلہ موجود پھر ہم نہین سمجھتے کہ مصنف کے نزدیک شریعت کس کا نام
ہی قُلْ فَاْتُوْا بِكِتَابٍ مِّنْ عِنْدِ اللهِ هُوَ اَهْدٰى مِنْهُمَا اَتَّبِعْهُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ
کہہ تو کہ لاؤ تم کوئی اور کتاب کہ ان دونون یعنی توریت اور قرآن سے زیادہ راہ نیک دکھلاتی
ہو کہ اتباع کرون اسکا اگر ہو تم سچے اسکے جواب مین کوئی کتاب آسمانی تو پیش نکرسکوگے مگر البتہ
ولیم وولٹرن اور میکالسن کلارکسن اور سارتیب وغیرہ کی راے پر جنکی تقلید سے انبیا پر طعن دیتے
ہو پیش کروگے و بس احادیث نبی آخر الزمان صلعم صحیف صاحب الملۃ الحنفیۃ البیضاء حضرت ابراہیم
عم سے ثبوت اسکا واضح خود مصنف مقر ہین اسکی کہ توریت مین اجازت اسکی موسی
عم نے اوسکو جائز رکھا عیسی عم ایک حرف بھی نسبت اوسکی زبان پر نہ لاے
قبل از نزول آیت اِمَّا مَنًّا بَعْدُ وَاِمَّا فِدَاءً محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اوسکو

تسلیم کیا باوجود ان سب باتون کے پھر تکذیب اوسکی صاف تکذیب کتب آسمانی کی ہی
قُولُوا آمَنَّا بِاللهِ وَمَا أُنزِلَ إِلَيْنَا وَمَا أُنزِلَ إِلَى إِبْرَاهِيمَ وَإِسْمَاعِيلَ وَإِسْحَاقَ
وَيَعْقُوبَ وَالْأَسْبَاطِ وَمَا أُوتِيَ مُوسَى وَعِيسَى وَمَا أُوتِيَ النَّبِيُّونَ
مِن رَّبِّهِمْ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ أَحَدٍ مِّنْهُمْ وَنَحْنُ لَهُ مُسْلِمُونَ فَإِنْ آمَنُوا بِمِثْلِ
مَا آمَنتُم بِهِ فَقَدِ اهْتَدَوا وَّإِن تَوَلَّوْا فَإِنَّمَا هُمْ فِي شِقَاقٍ فَسَيَكْفِيكَهُمُ اللهُ
وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ کہو تم کہ ایمان لائے ہم خدا پر اور اوسپر جو اوتارا گیا ہی ہمپر اور جو اوتارا
گیا ہی ابراہیم اور اسمٰعیل اور اسحٰق اور یعقوب اور اسباط پر اور جو دیے گئے ہین موسیٰ
اور عیسیٰ اور سب پیغمبر اپنے خدا کیطرف سے ہم تفریق نہین کرتے اونمین سے کسیکی درمیان
مین اور ہم اوسکے فرمان بردار ہین پس اگر وے لوگ یعنی کفار ایسا ہی ایمان لاوین
جیسا تم ایمان لائے ہو تو وہ بھی راہ یاب ہوگئے اور جو پھر گئے تو جزاین نیست کہ وہ ایکے
جھگڑے مین ہین سو خدا کافی ہوگا اونکو اور وہ سننے والا ہی اور جاننے والا ہی اگر ان
اکثر شیعہ مجتہد کی اقوال ولایتی صاحب دوست مجتہد اور ولیم ولر فرس صاحب وغیرہ کے
ہین اور اونکے کلام کو مثل وحی ربانی سمجھتے ہین تو اونکے لیے یہ جواب کافی ہی
تَعَالَوْا إِلَى كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ أَلَّا نَعْبُدَ إِلَّا اللهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهِ شَيْئًا وَلَا يَتَّخِذَ
بَعْضُنَا بَعْضًا أَرْبَابًا مِّن دُونِ اللهِ قائم ہو جاؤ ایک بات پر جو ہمارے اور تمہارے درمیان
ایک طرح پر ہی کہ نہ عبادت کرینگے ہم کسیکی بجز خدا کے اور نہ ٹھہراویگا ایک ہمارا دوسرے کو
رب بجز خدا کے **قال** ان تمام حالات سے اور تمام فقہی روایتون سے جو مذکور ہوئین یہ
ثابت ہوگئی کہ فقہاے اسلام نے جو غلبہ اور استیلا کو سبب رقیت قرار دیا ہی اسکی اصل
جہاد کے قیدیون کو لونڈی و غلام بنانے پر مبنی ہی پس اب ہمکو اس بات پر بحث کرنی چاہیے
کہ جہاد کے قیدیون کا لونڈی و غلام بنانا جائز ہی یا نہین کیونکہ اگر اون قیدیون کا لونڈی
و غلام بنانا ناجائز ثابت ہو جاوے گا تو یہ اصول رقیت باطل ہو جاویگا اور سبکو تسلیم کرنا

پڑیگا کہ اسلام مین کوئی شخص اور کسی حالت مین لونڈی غلام نہین ہوسکتا پس ہم
امر مذکور کی بحث پر متوجہ ہوتے ہین **اقول** ہم بہت خوشی کے ساتھہ اس مباحثہ کو
پسند کرتے ہین کیونکہ اسکے ضمن مین یہ بات مثل شمس نصف النہار ظاہر ہو جاویگی
کہ ہمارے علما کسقدر کتاب اللہ اور افعال اور اقوال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے
تابع ہین اور کس کس احتیاط اور کوشش کے ساتھہ سے استنباط مسائل شرعیہ فرماتے ہین
اور کس درجہ کی محافظت کلمات قرآن اور احادیث نبوی کی رکھتے ہین اور ایک بات بھی
پاس خاطر دوستون اور اوسے زبان پر نہین لاتے لیکن ایک بات ہم یہ اعلان تمام
مجتہد عصر کو آگاہ کیے دیتے ہین کہ چونکہ مصنف نے اس شرط سے بحث شروع کیا ہے کہ ہم صرف خدا
اور رسول کی اطاعت کرینگے اور کسیکی تقلید نکرینگے اسکا پاس اونکو رکھنا چاہیے
ہمنے بھی بلحاظ اونکے اس شرط کے التزام کیا ہی کہ بجز آیات قرآن اور احادیث صحیحہ کے اور کسی
چیز سے استدلال نکرینگے چنانچہ اوپر بھی ہم اوس التزام پر قائم رہے ہین اور آیندہ بھی قائم
رہینگے ایک شرط ہم اور بھی کرتے ہین کہ آیات قرآن مجید اور احادیث نبوی مین کوئی
قید کوئی شرط اپنی طرف سے نہ لگاوینگے اور جو مصنف نے کوئی قید اور کوئی شرط بڑھائی تو
اوسکو ہرگز ہرگز قبول نکرینگے گو کہ مصنف کیسی ہی بڑے عالم عصر کی تقلید سے اوس قید کو
پیش کرین لغت کے معنی اپنے دل سے نگھڑینگے اور یہ بات بھی نہ سنینگے کہ فلانے مفسر نے
یہی معنی لکھے ہین اگر مصنف نے کوئی معنی دل سے گڑھے تو ہم کلام عرب سے سند
مانگینگے وہ تفسیر جو بطرف ابن عباس منسوب ہے اوسکی سند صحیح نہین اول تو ثبوت
اوسکا ابن عباس تک ہی نہین پہنچتا ثانیاً چونکہ مصنف اجماع صحابہ کو دلیل نہین سمجھتے پس
بالفرض اگر ابن عباس ہی سے وہ تفسیر ہو تو بھی اصول مصنف پر بطریق اولی قابل
استدلال اور احتجاج کے نہین تعمیم و تخصیص الفاظ مین بدون دلیل شرعی کے نہ ہمکو
اختیار ہے نہ مجتہد صاحب کو ہوگا لغت کے معنی مین البتہ علماء لغت اور کلام فصحاء اور

اور شعراے عرب کو مستند سمجھینگے ترا کیب اعرابیہ و لغات لطیف کلمات مین اکابر علماے نحو کے کلام کو مستند سمجھینگے بعد ان شرائط کے ہمکو کچھہ ضرور نہین کہ ہم کسی مفسر قرآن یا شارح حدیث کی عبارت نقل کرین یا جو عبارات مجتہد عصر نے لکھے ہین اونکی طرف توجہ کرین اب ہم مستعینًا باللہ یہ مباحثہ شروع کرتے ہین وبحبل اللہ تو تہ ہم اس میدان مین فتحیاب و غالب ہو کر مخالفین کو غلام ہی بنا کر چھوڑینگے وَمَا النَّصْرُ اِلَّا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ اَلَا اِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْغَالِبُوْنَ ۝ **قال** باب چہارم اس بات کے بیان مین کہ قیدیان جہاد کے لونڈی غلام بنانے کا کوئی حکم قرآن مجید یا حدیث صحیح مین نہین ہی **اقول** جس شخص نے قرآن غور سے پڑھا ہوگا اور احادیث کی کتابین دیکھی ہونگی وہ ہرگز یہ لفظ زبان پر نہین لا سکتا قرآن اور احادیث مین بہت صاف حکم ہی چنانچہ کچھہ اوپر اوسکی تصریح ہوئی ہی اور کچھہ آگے آویگی اگر مجتہد عصر اونکو نہ دیکھین یا نسمجھہ سکین تو اونکی بصر و فہم کا قصور ہی۔ گر نہ بیند بروز شپرہ چشم ؎ چشمۂ آفتاب را چہ گناہ ؎ **قال** کوئی شخص نہین کہہ سکتا کہ قرآن یا حدیث مین کسی جگہہ یہ حکم ہی کہ جو لوگ جہاد مین پکڑے جاتے ہین وہ لونڈی غلام ہو جاتے ہین **اقول** جب خود خدا تعالے قرآن مین فرماتا ہی وَاعْلَمُوْا اَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِّنْ شَيْءٍ فَاَنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهٗ وَلِلرَّسُوْلِ وَلِذِي الْقُرْبٰى الاٰیہ وَاَثَابَهُمْ فَتْحًا قَرِيْبًا وَّمَغَانِمَ كَثِيْرَةً يَّاْخُذُوْنَهَا وَعَدَكُمُ اللّٰهُ مَغَانِمَ كَثِيْرَةً تَاْخُذُوْنَهَا فَعَجَّلَ لَكُمْ هٰذِهٖ الاٰیہ یعنی جانو تم جو لوٹ لاے ہو تم کچھہ تو خمس اوسکا واسطے اللہ اور واسطے رسول اور صاحبان قرابت وغیرہ کے ہی جسکا بیان آیت مین ہی دی اللہ نے مسلمانون کو فتح قریب اور مغانم بہت کہ لینگے وے اوسکو وعدہ فرمایا تمسے خدا نے بہت مغانم کا کہ لوگے تم اوسکو پس جلد تر دے تمکو یہ غنیمت یعنی غنیمت خیبر کہ جسمین سبایا بھی تھین اور اسباب مین بسبب ورود احادیث صحیحہ مشہورہ کے کچھہ کلام اور انکار نہین ہو سکتا کہ چار خمس غانمین کے ہین اور ایک خمس اللہ و رسول[illegible]

مین ملک کا ہو جیسا کہ للہ ما فی السموات وما فی الارض مین ہو پس صاف ثابت ہوا کہ جو چیز
غنیمت مین آوے اوسے کوئی چیز کیون نہو چیز اطلاق شئی کا صحیح ہوا اوسکا خمس تو مملوک خدا اور
رسول اور قرابتداران و دیگر اصناف مصرحۂ آیت کا ہو اور چار خمس مملوک غانمین کے ہین
اور چونکہ سبایای مغنومہ پر بھی اطلاق شئے کا بالبداہۃ صادق ہو پس یہ آیت تعمیم اور تناول
سبایا مین ہر آئینہ مفسر ہو کہ کسیطرح بھی قابل تاویل تخصیص کے نہین دوسری آیت وعدکم
اللہ مغانم کثیرۃ تاخذونہا فعجل لکم ہذہ الایہ فعجل لکم ہذہ مین
لام تملیک ہو جیسے کہتے ہین وہبت لزید دینارا اسیطرح آیت اثابہم فتحا قریبا ومغانم
کثیرۃ یاخذونہا الایہ عنایت کی اونکو فتح قریب اور غنیمتین بہت کہ لینگے اوسے
اوسکو اور چونکہ اس مغانم عنایت الٰہی مین سبایا بھی داخل تھین پس کون شخص یہ
کہہ سکتا ہی کہ قرآن و حدیث مین حکم لونڈی غلام بنائے جانے کا نہین ہو اور چونکہ اس آیت اور
آیت دوم کی غنیمت معجلہ نسبت مغانم خیبر کی ہو اور اوس مین سبایا بھی تھین کہ بحکم پیغمبر خدا
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تقسیم ہو کر مملوک غانمین کی گئین پس بسبب لحوق بیان
فعلی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے یہ آیت بھی مفسر ہو گئی درباب ملکیت سبایای
جہاد اور تناول کلمہ مغانم مین سبایا کو چنانچہ تذکرہ اسکا آئندہ بھی آویگا پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ
وآلہ وسلم نے فرمایا احلت لنا الغنائم واحل اللہ لنا الغنائم من نبی منا ملک
دقایکم چنانچہ بیان اسکا اوپر گذر گیا اور آئندہ بھی آویگا جب ایسے نصوص مفسر موجود
ہین تو وہ کون ہو کہ یہ کہہ سکتا ہی کہ جہاد کے قیدیون کے مملوک کرنیکا قرآن وحدیث مین حکم
نہین ہو قال مگر اگلے عالمون نے قرآن مجید سے اس مسئلہ کے استنباط پر کوشش کی ہو اقول
ہم اوپر لکھ چکے ہین کہ ضمنا اس بحث مین ایک غرض ہماری یہ بھی ہو کہ ہم خوب ظاہر کردین
اس امر کو کہ صحابۂ کرام اور دیگر علمای عظام نے احتیاط کرنے مین بہت کوشش کی ہو اگر وے
مانند مجتہد عصر کے احتیاط مین کوشش نکرتے تو مثل مجتہد عصر فاحش غلطیون مین پڑ جاتے

اور مثل مجتہد عصر کے وہ بھی یہ کہتے ہین کہ کوئی شخص نہین کہہ سکتا کہ قرآن مین آخر یا اونہین کا
کلام تھا کہ ہر ایک آیت اور حدیث کو جیسے وہ تھے ویسا ہی سمجھا اگر ظاہر تھی تو ظاہر اور اگر نص
تھی تو نص اور اگر مفسر تھی تو مفسر سمجھا برخلاف غافل مجتہد زمان کے کہ مجمل کو مفسر سمجھے اور مفسر کو
مجمل باتباع ہوائے نفسانی اور حسب دلخواہ کے خدا کے کلام پاک اور احادیث مقدسہ مین اپنے
دل سے قیدین بنا کر موجد تحریف ہوئے **قال** چنانچہ اوسکو اس مقام پہ لکھتے ہین اور جو
غلطیان اوس استنباط مین ہین اونکو بھی بیان کرتے ہین **اقول** ماشا آمد کیا کہنا
آپ ایسے مجتہد تو نہین جیسے او مجتہد غریب بیچارہ تھے کہ خدا سے بھی ڈرتے تھے پیغمبرون کا بھی
بہت ادب و پاس کرتے تھے آپ تو خدا کی بھی غلطیان پکڑتے ہین اور پیغمبرون کی بھی
خدا تعالی کی کیسی غلطی فاش آپنے پکڑی کہ جو چیز اکبر الکبائر اور افحش الفواحش ہے یعنی
بیبیون کی بیع اور اسکے ارتکاب کی اوسنے توریت مقدس مین اجازت دی موسی علیہ السلام اور
اونکے بعد انبیاء بنی اسرائیل کی آپنے کیسی غلطی پکڑی کہ اونھون نے اکبر الکبائر کو جائز رکھا
اور شریعت مقرر کیا عیسی علیہ السلام کی کیسی غلطی فاش پکڑی کہ ویسے عالیجناب ایک حرف بھی
اوسکے منع اور انکار کا زبان پر نہ لائے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کیسی غلطی فاش آپنے
پکڑی کہ اونھون نے باتباع رسم جاہلیت ایسے اکبر الکبائر اور اصل جملہ قبائح کو جاری رکھا
جب آپ اس پایہ عالیہ پہ ہین تو بیچارے علماء اسلام کہ ہمہ جہت تابع فرمان خدا اور
انبیاء کرام علیہم السلام کے ہین آپکو اونکی غلطیان بیان کرنے مین کیا تامل ہے **ابیات**

چگونہ جان بسلامت برم ز سفاکی — کہ بر درش ملک الموت بسمل افتادہ ست
ناوک نے تیرے صید نہ چھوڑا زمانہ مین — تڑپے ہے مرغ قبلہ نما آشیانہ مین

مگر ہم بھی جانچتے ہین کہ تغلیط آپکی صحیح ہے یا آپ خود غلط ہین **قال** استنباط اول وہ لکھتے
ہین کہ بہت سی جگہہ قرآن مجید مین اور احادیث صحیح مین لونڈیون اور غلامون کا ذکر آیا ہے اور بہت سے
احکام اونکی نسبت بیان ہوئے ہین اور اس سے پایا جاتا ہے کہ اسلام مین بھی لونڈی غلام کا ہونا

جائز رکہا گیا ہی مگر یہ دلیل رقیت مستقبلہ سے متعلق نہین ہوسکتی **اقول** ہم نہین جانتے
کہ مراد آپکی استقبال سے کیا ہی جہان مقام تفصیل کا ہوتا ہی وہان مغالطہ عوام کے لیے بہت ہی
اجمال کو کام مین لاتے ہین اگر مراد استقبال سے استقبال بہ نسبت زمان نزول آیات
مذکورہ کے ہی تو سراسر غلط ہی چنانچہ اس شق کو ہم خود آیہ کریمہ وَالَّذِينَ هُمْ لِفُرُوجِهِمْ حَافِظُونَ
إِلَّا عَلَىٰ أَزْوَاجِهِمْ أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُمْ سے باطل کر چکے ہین اور بہت دلیلون ہی
سے یہ ثابت کر چکے ہین کہ آیات مذکورہ جنمین ملکت ایمانکم یا ایمانہا اسکے کلمات وارد ہوے ہین
وہ مشتمل ہین اوس زمانہ پر بھی جو بہ نسبت زمانہ نزول آیات کے ماضی تھا اور اس زمانہ پر بھی
جو مستقبل ہی اور بہ نسبت شمول و عموم ازمنہ کے آیات مذکورہ مفسر ہین اور آپنے جو ملکت کا
ترجمہ یہ کیا تھا کہ مالک ہوے چکے ہین اسکی غلطی ہمنے خوب ظاہر کر دی ہی اور اگر مراد استقبال سے
استقبال بہ نسبت نزول آیت اِمَّا مَنًّا بَعْدُ وَإِمَّا فِدَاءً ہی تو ہر آئنہ یہ آیات زمانہ
نزول سے جسقدر ازمنہ مستقبل ہین ہین اونکو متناول ہوئین بس استثناء زمانہ مابعد آیت
اما منا بعد و اما فداء کا بدون اسکے کہ یہ آیت اون آیات کی ناسخ ہو متصور نہین ہوسکتا
کیونکہ قبل اس آیت کے تو استثنا کسی زمانہ کا آیات مذکورہ سے پایا نہین جاتا اگر وہ آیت
نازل نہوتی تو مجتہد عصر بھی اون آیات کو جمیع ازمنہ مستقبلہ کے لیے تسلیم فرماتے مگر
اس آیت کے نزول سے مدت حکم آیات مذکورہ کی ظاہر ہوئی اور یہی معنی ہین نسخ کے پس
اب اسپر مدار تمام دعاوی مجتہد عصر کا رہا کہ یہ آیت اون آیات کی ناسخ ہی سو اثبات اوسکا
ذمہ مجتہد عصر کے ہی اور ہمپر یہ امر ہی کہ اثبات نسخ پر مجتہد عصر جو دلائل پیش کرین ہم اونپر جرح
کامل پیش کرین مگر مجتہد عصر ناسخ ہونے آیت مذکور اور منسوخ ہونے آیات مسطورہ پر ایک
دلیل بھی پیش نکر سکے اور ہمارے پاس دلائل ابطال دعوے نسخ کے بہت موجود ہین چنانچہ
عنقریب بیان اونکا آویگا **قال** اسلیے کہ ہم یہ بات ثابت کر چکے ہین کہ قبل نزول آیت
حریت کے جس قدر لونڈی و غلام موجود تھے اور ابسبکو اسلام نے بطور لونڈی غلام کے

تسلیم کیا تھا **اقول** اس قدر تقریر سے تو مدعا آپ کا ثابت نہیں ہوتا یہ تو ہمارا ہی دعوی ہے
کہ پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لونڈی غلاموں کو بطور لونڈی غلاموں کے تسلیم فرمایا نہ بطور
احرار کے آپکے ذمہ تو اثبات اس بات کا واجب ہے کہ بعد ازان اوس تسلیم کو واسطے آئندہ کے
منسوخ فرمایا مگر یہ امر آپ سے نہ پیشتر ثابت ہوسکا نہ بعد اسکے ہوسکے **قال** اور اون احکام مین کوئی
لفظ بھی ایسا نہین جو رقیت مستقبلہ پر دلالت کرتا ہو **اقول** ہم اوپر ثابت کر چکے ہین کہ وہ کلمات
اون سب زمانہ کو متناول ہین جو آیات کے نزول سے پہلے تھے اور جو آیات کے نزول کے بعد
آوینگے مگر بجہت زمانہ استقبال کا اثبات آپکے ذمہ رہا کہ وہ زمانہ مستقبلہ جو تا روز نزول آیت اما منا بعد
واما فداء تک تھا اوسکو تو متناول ہے اور اوسکے بعد کو نہین خلاصہ کلام یہ کہ اگر کلمہ ملکت بمعنی
ماضی بہ نسبت زمانہ نزول آیات کے لیا جاویگا جیسا کہ آپنے ترجمہ کیا ہے تو قباحت مذکورہ بالا لازم
آویگی اور اگر بمعنی ماضی بہ نسبت وقوع فعل کے جیسا کہ بعضے شراح اوسکی کی ہے لیا جاویگا تو بلا قید
جمیع ازمنہ مستقبلہ پر دلالت کریگا اس حالت مین جو شخص مدعی اسکا ہووے کہ حکم غلامی بعد
تک باقی رہا اور آئندہ کو نہ رہا تو اوسپر اثبات نسخ از روی دلیل شرعی کے واجب ہے اور جب تک
ایسی دلیل شرعی قائم نہوگی تو وہی آیات واسطے ثبوت رقیت کے قیامت تک کافی ہین پس قول
مصنف کا کہ اون احکام مین کوئی لفظ بھی ایسا نہین جو رقیت مستقبلہ پر دلالت کرتا ہو غلط
محض ہے اور اس استنباط کی تغلیط خود غلطی ہے **قال** استنباط دوم اللہ تعالی نے سورہ براءۃ
مین نسبت اون مشرکین عرب کے جنہون نے اپنے تمام عہد توڑ دیے تھے اور دغا اور بدعہدی کر کے
لڑائی شروع کر دی تھی یہ فرمایا فَاِذَا انْسَلَخَ الْاَشْهُرُ الْحُرُمُ فَاقْتُلُوا الْمُشْرِكِيْنَ حَيْثُ
وَجَدْتُّمُوْهُمْ وَخُذُوْهُمْ وَاحْصُرُوْهُمْ وَاقْعُدُوْا لَهُمْ كُلَّ مَرْصَدٍ فَاِنْ تَابُوْا وَاَقَامُوا
الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ فَخَلُّوْا سَبِيْلَهُمْ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ جب وہ مہینے جنمین
لڑائی منع ہے گذر جاوین تو مشرکین کو مارو جہان پاؤ اور اونکو پکڑو اور اونکو گھیرو اور بیٹھو
اونکی گھات مین ہر جگہ پھر اگر وہ توبہ کرین اور نماز پڑھین اور زکوۃ دین تو اونکا رستہ چھوڑ دو

بیشک اللہ بخشنے والا مہربان ہے اقول آیت مین کچھ تخصیص مشرکین عرب کی نہین اور نہ اونکی ہے
کہ جنہون نے عہد کرکے توڑ دیا تھا البتہ ایسا البتہ ہے کہ اون مشرکین کو جنہون نے عہد کیا تھا اور اوسے
عہد پر قایم تھے اونکی نسبت اتمام عہد کا حکم نافذ ہے اور مشرکین عرب اور غیر عرب اور وہ مشرکین
جنہون نے عہد توڑ دیا تھا اور غیر اونکے سب اسی عموم مین داخل ہین بدلیل اذان من اللہ
ورسولہ الی الناس یوم الحج الاکبر ان اللہ بری من المشرکین ورسولہ
الآیہ فالعبرۃ لعموم الالفاظ لا لخصوص الاسباب احصروہم کے معنی یہ نہین ہین کہ گھیرو اونکو بلکہ
معنی اوسکے یہ ہین کہ تنگ کرو اونکو حصرہ یحصرہ کنصرہ ینصرہ حصرا ضیق علیہ کذا فی الصحاح القاموس
اور پکڑو اونکو مطلب اوسکا یہ ہے کہ اسیر کرو اونکو خلوا سبیلہم لغوی معنی یہ ہین کہ راہ اونکی خالی کرو
لیکن بطور استعارہ کے یہ کلام تعرض نکرنے مین مستعمل ہے یعنی تعرض نکرو قال الشاعر
وقال کل خلیل کنت آملہ + لا الہینک انی عنک مشغول + فقلت خلوا سبیلی لا ابا لکم
فکل ما قدر الرحمن مفعول + قال ملا احمد جونپوری نے اس آیت کا نام آیہ استرقاق رکھا ہے اور
علماے اسلام کے بڑی دستاویز رقیت پر یہ آیت ہے مگر کوئی شخص بھی جسکے دل کی آنکھین ضلالت تقلید سے
اندھی نہین ہوئی ہین کہہ نہین سکتا ہے کہ اس آیت سے رقیت ثابت ہوتی ہے اقول علماے کرام اسلام نے
رقیت کا مدار ثبوت کچھ اسی آیت پر نہین رکھا بلکہ یہ آیت تو اقتضاءً رقیت پر دلالت کرتی ہے
ماسوا اسکے چند آیات ایسے ہین کہ عبارۃً رقیت پر دلالت کرتے ہین چنانچہ ہمنے اونکا ذکر پہلے
لکھا ہے اور آگے اسکے ہم اونکی شرح کرینگے مگر مجتہد عصر نے اونکو نسیا منسیا ایسا کردیا کہ اونکا نام تک
بھی نہین لیا نبذ فریق من الذین اوتوا الکتب کتاب اللہ ورآء ظہورہم
کانہم لا یعلمون پھینک دیا ایک فریق نے اون لوگون مین سے جو دی گئی تھی کتاب خدا کی
کتاب کو اپنی پیٹھون کے پیچھے گویا کہ وہ کچھ جانتے ہی نہین قال اس آیت مین یا حکم قتل کرنیکا
یعنی لڑنے کا ہے یا قید کرنے کا یا کافرون کے رستون کے روکنے کا ہے تاکہ وہ مسلمانون پر فوج نہ لا سکین
یا شب خون یا اور کسی قسم کی لوٹ مار نہ کرسکین اور اون قیدیون کو غلام لونڈی بنانے کا

کہین ذکر بھی نہین انتہی مختصراً **اقول** قتل کرنیکے معنی مجتہد عصر نے لڑنا غلط یعنی بیان فرمائے
اس سے معلوم ہوتا ہی کہ اسقدر ناواقف ہین لغات عرب سے کہ ایسے معروف لفظ کے بھی معنی سے واقف
نہین یا فرط تقلید گمراہون کے سبب تحریف قرآن پر آمادہ ہین العیاذ باللہ جناب مجتہد صاحب کیا
وَمَا قَتَلُوهُ يَقِينًا کے یہ معنی ہین نہ لڑے تھے اوس سے بالیقین کیا أَقَتَلْتَ نَفْسًا زَكِيَّةً
کے معنی یہ ہین کہ کیا لڑا تو نفس زکی سے یہ لفظ تو اُردو مین بھی زبان زد خلائق ہی بڑا تعجب ہے
کہ آپ سا مجتہد عصر ایسی غلطی مین پڑے کہ ایسے مشہور لفظ کے معنی خلاف واقع بیان کرے **شعر**
چون غرض آمد ہنر پوشیدہ شد + صد حجاب از دل بسوی دیدہ شد + جناب آپ تو
اورون کی غلطیان پکڑنے پر مستعد ہوئے تھے خدا کی قدرت دیکھیے کہ کیسی غلطی فاش مین آپ ہی
پکڑے گئے **شعر** چون خدا خواہد کہ پردہ کس درد + میلش اندر طعنۂ پاکان نہد
خیر اسکو جانے دو ایسی غلطیان آپکی تو بیحد و بیشمار ہین کہان تک کوئی اونکو پکڑے گا دوسری بات
سنیے کہ تعلیل اس حصر اور گھات کی اس طور پر کہ تاکہ وہ مسلمانون پر خروج نہ لا سکین یا شبخون
یا اور کسی قسم کی لوٹ مار نکر سکین سراسر بیجا ہی قرآن مین یہ تعلیل اصلا نہین اپنے دل سے مجتہد
عصر نے گھڑ لیا ہی جناب مجتہد صاحب آپنے اسی مونہہ سے مجتہدین اہلسنت جماعت پر در باب بیان
کرنے سبب ملکیت کے اعتراض کیا تھا جس مونہہ سے آپ خود تعلیل بیجا فرماتے ہین یہان بھی
تو وہی الفاظ فرمایئے کہ آیا اسکے لیے کوئی صریح نص قرآن و حدیث مین موجود ہی یا نہین اسکا جواب
صاف ہی کہ کوئی نہین مجتہد عصر نے اپنے دل سے گھڑی ہی اور آپ جو فرماتے ہین کہ اون قیدیون کو
غلام اور لونڈی بنانے کا ذکر بھی نہین ہم بھی تسلیم کرتے ہین کہ عبارت آیت مین استرقاق
مذکور نہین لیکن جب آیات و احادیث صحیحہ مین استرقاق اسیرون کا وارد ہی چنانچہ بیان
اونکا کچھ اوپر گذر گیا اور آیندہ بھی آویگا پس ایک نتیجہ اسیری کا استرقاق بھی قرار پایا پس
استدلال اونکا اس آیت سے استدلال بملزوم سے لازم پر ہی اور اس قسم کا استدلال البتہ مفید
ظن ہوتا ہی بشرطیکہ کوئی دلیل اوسکی معارض نہو اور تائید اوسکی اور ادلۂ شرعیہ سے پائی جاوے

علاوہ بران دیکھنا چاہیے کہ اون قیدیون کا انجام موجب حکم شارع کے کیا ہوا آیا فدیہ لیکر
چھوڑ دیے گئے یا بلا فدیہ ہی چھوڑ دیے گئے یا قتل کیے گئے یا لونڈی غلام بنائے گئے یا کوئی
اوس عرصہ مین مدینہ منورہ مین جیلخانہ تھا کہ اوسمین بٹھا دیا دائمی محبوس کیے گئے غرضکہ جیسا عمل
شارع نے اونکے ساتھ کیا ہوا اوسیکو حکم شرعی اور حکم خدا سمجھنا چاہیے اور چونکہ ہم اوپر یہ شرط
ٹھہرا چکے ہین کہ اس بحث مین ہم اتباع کسی مفسر کا نہ کرینگے اور مصنف اول ہی مین یہ شرط
قرار دے چکے ہین کہ بجز خدا اور رسول کے کسیکی تقلید نہ کرینگے پس ہمکو توجیہ مطالب عبارات
تفاسیر منقولہ مصنف کے ضرور نہین **قال** استنباط سوم وَالْمُحْصَنَاتُ مِنَ النِّسَاءِ إِلَّا مَا مَلَكَتْ
أَيْمَانُكُمْ الخ استنباط چہارم قولہ تعالی وَمَا مَلَكَتْ يَمِينُكَ مِمَّا أَفَاءَ اللَّهُ عَلَيْكَ
ان دونون آیتون کا بیان ہم دوسرے باب مین بہ بحث بیان لفظ ما ملکت بخوبی کر چکے ہین اور
بخوبی ثابت کر دیا ہے کہ ان آیتون سے استرقاق پر استدلال کرنا محض غلطی ہے **اقول** ہمنے اوسی جگہ
یہ بات بخوبی ثابت کر دی ہے کہ آپنے اپنی خواہش نفسانی کے سبب ان آیات کے معانی مین سراسر
تحریف کی ہے اور جسقدر آپنے لکھا ہے سب خلاف لغت اور خلاف محاورۂ عرب اپنے جی سے
گڑھ کر لکھا ہے اور جو کچھ آپنے وہان لکھا ہے محض بتقلید ایک قول ضعیف کے جو فخر رازی نے نقل
کیا ہے لکھا ہے کسیطرح پر اسکے قائل نہین ہین کہ کچھ بھی التفات اوسپر کیا جائے **قال**
استنباط پنجم بخاری اور مسلم مین یہ حدیث ہے کہ سئل رسول اللہ صلعم من اهل الديار
يبيتون من المشركين فيصاب من نسائهم وذراريهم قال هم منهم وفي رواية
هم من آبائهم **اقول** ہمارے کسی فقیہ نے اس سے استدلال نہین کیا خود مصنف نے جو قول قاضی
اسکی تفسیر مین لکھا ہے اوس سے ظاہر ہے کہ وہ مراد استرقاق مین شک کرتے ہین پس ہمکو اوسمین
کچھ بحث ضرور نہین **قال** استنباط ششم ترمذی اور ابو داود مین ہے عن سمرة بن جندب
عن النبي صلعم قال اقتلوا شيوخ المشركين واستحيوا شرخهم اي صبيانهم یعنی پیغمبر خدا
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ بڑی عمر کے مشرکون کو مار ڈالو اور اونکے بیٹیون یعنی بچون کو

زندہ رکھو **اقول** کلام اس حدیث مین وہی ہے جو استنباط دوم مین ہے پس ہم اسمین بھی
زیادہ بحث کی ضرورت نہین جانتے **قال** استنباط ہفتم بہت بڑا استدلال علماے
اسلام کا جواز استرقاق پر فعل جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے اگر یہ ہو تو آمنّا
وصدّقنا ہماری سر آنکھون پر مگر ہمکو اس بات سے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایسا کیا
انکار ہے **اقول** آمنّا وصدّقنا آپکی صرف زبان ہی پر ہے ورنہ استرقاق کے معاملہ مین تو
آپکو سب انبیا پر اعتراض ہے خصوصاً پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تو آپ اس معاملہ مین پابند
رسم جاہلیت بصراحت کہتے ہین ؎ جامی چہ لاف میزنی از پاک دامنی ٭ بر خرقہ تو انہمہ داغ
شراب چیست ٭ مگر جائز رکھنے استرقاق کا جو آپ انکار کرتے ہین آپکا انکار بیجا ہے بسبب احادیث
صحیحہ سے استرقاق جیسا کچھ ثابت ہے چنانچہ چند احادیث کا بیان اوپر ہو چکا ہے اور چند احادیث
اور بھی ہین کہ ہم قریب تر انکو ذکر کرینگے اور بعد ثبوت کے انکار امر ثابت کا مقبول نہین **قال**
اس استدلال کی صحت یا غلطی تین امر کی بحث پر منحصر ہے اول اسپر کہ قرآن مجید مین جہاد کے
قیدیون کے لونڈی غلام نہ بنانے کا کوئی حکم ہے یا نہین **اقول** نفس ثبوت اسپر اصلاً منحصر
نہین جائز ہے کہ وہ حکم قرآن مین ابتدا مین ہوا اور بعد اسکے باحادیث مشہورہ منسوخ ہو گیا ہو
قال کیونکہ اگر ہو تو اوسکے برخلاف فعل رسول مقبول کیونکر ہوا ہوگا **اقول** اس دلیل سے
تقریب تمام نہین ہوتی ممکن ہے کہ بسبب نسخ کے ایسا ظہور مین آیا ہو **قال** دوسرے اسپر کہ اگر
کوئی ایسا حکم قرآن مین موجود ہو تو اس بات کو دیکھنا ضرور پڑیگا کہ اسکے بعد فعل رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کیا ہوا ہے کیونکہ یہی فعل منشای استنباط مسئلہ شرعی ہوگا نہ اور کوئی **اقول**
یہ بات مسلم ہے اگر بالفرض قرآن مین کوئی حکم وارد ہے اور اوسکے ورود کے بعد فعل رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اوسکے معارض ایسا ثابت ہو کہ توفیق دونون مین نہو سکتی ہو تو بیشک حکم
اول کو بسبب فعل و قول صاحب وحی کے منسوخ سمجھکر حکم ثانی کو محکم اور نافذ سمجھنا واجب ہوگا
قال تیسرے اس امر پر کہ اگر کسی وقت کوئی فعل رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خلاف اس حکم کے

ہوا ہی تو وہ قبل اسکے ہوا ہی یا بعد اسکے کیونکہ اگر اوسکا توع قبل اوسکے ثابت ہو تو وہ فعل مقتضا استنباط کسی مسئلہ شرعی کا نہین ہوسکتا **اقول** بیان اسکا سطابق افترائی کے ہی چونکہ یہ استنباط نہی بر قول و فعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی پس اول بحث اسمین چاہیے تھی کہ آیا ایسا ثابت ہی یا نہین کیونکہ ہم مدعی ثبوت ہین اور مجتہد عصر منکر ہین پس اول صحت و عدم ثبوت مین گفتگو کرنی لازم تھی اور تعارض آیت سے اور یہی بات ہے کہ یہ افعال اور اقوال نزول آیت سے پیشتر کی ہین یا بعد کے بعد اوسکے بحث کی جاتی مگر مجتہد صاحب برعکس چلے خیر کچھ مضایقہ نہین اونہین کی خوشی سہی **قال** باب پنجم اس بات کے بیان مین کہ قرآن مجید مین جہاد کے قیدیون کی لونڈی غلام نہ بنانے کا حکم موجود ہی جسکو ہم آیت حریت کہتے ہین **اقول** کوئی ایسا حکم موجود نہین کہ جس سے غلام نہ بنانا سمجھا جاتا ہو یا اوس سے تحریر رقیقون کی لازم آوے اور اوس بنا پر کوئی اوسکو آیت حریت کہہ سکے **قال** قال اللہ تبارک وتعالی فَاِذَا لَقِيتُمُ الَّذِينَ كَفَرُوا فَضَرْبَ الرِّقَابِ حَتّٰى اِذَا اَثْخَنْتُمُوهُمْ فَشُدُّوا الْوَثَاقَ فَاِمَّا مَنًّا بَعْدُ وَاِمَّا فِدَاءً اللہ صاحب نے فرمایا ہی کہ جب تم مقابل ہو کافرون سے تو اونکی گردنین کاٹو جبکہ تم اونپر غالب آجاؤ تو اونکو قید کر لو پھر قید کرنے کے بعد یا تو اونپر احسان رکھکر یا اونسے فدیہ لیکر چھوڑ دو **اقول** چونکہ تمامتر استدلال مجتہد عصر کا آیہ کریمہ اِذَا لَقِيتُمُ الَّذِينَ كَفَرُوا الآیہ سے ہی اور دار مدار اونکے استنباط کا اوسی آیت پر ہی پس ضرور ہوا کہ ہم قبل اس سے کہ استدلال و استنباط مجتہد پر مین کچھ کلام کرین ایک مقدمہ ترتیب دین کہ جسمین بیان دلالت آیت کا اوپر طریق اصولیین اور بیان معنی اوسکا سوافق قول ائمہ لغت اور نحاۃ اور اہل صناعہ یعنی منطقیین کے مشرح لکھا جاوے **مقدمہ** یہ مقدمہ مشتمل ہی اوپر تین فصل کے **فصل اول** بیان دلالت آیت مین اوپر طریق اصولیین کے اور اوسمین تین مقصد ہین **مقصد اول**

قال اللہ تعالی فَاِذَا لَقِيتُمُ الَّذِينَ كَفَرُوا فَضَرْبَ الرِّقَابِ حَتّٰى اِذَا اَثْخَنْتُمُوهُمْ فَشُدُّوا الْوَثَاقَ فَاِمَّا مَنًّا بَعْدُ وَاِمَّا فِدَاءً جب ملاقی ہو تم اون لوگون سے

جو کافر ہو گئے ہین تو مارنا ہی گردنون کا یہان تک کہ جب خوب مجروح کر چکو اونکو تو محکم کرو
بند اونکے تب اختیار رکھتے ہو کہ یا احسان کرو بعد کو یا فدیہ لو یعنی من و فدا قبل از اثخان
تو جائز ہی نہین بعد از اثخان تمکو اختیار دیا گیا چاہو اونپر احسان کر دو چاہو فدیہ لو کلمۂ بعد
سے جو آیت مین واقع ہی ظاہر ہی کہ قبل از اثخان من و فدا محظور ہین چنانچہ آیت
وَمَا كَانَ لِنَبِيٍّ أَنْ يَكُونَ لَهُ أَسْرَىٰ حَتَّىٰ يُثْخِنَ فِي الْأَرْضِ سے یہ اس مدعا کی ہی
اور غایت اس خطر کے وقوع اثخان ہی اور چونکہ بمطابق اقوال مفسرین رحمہم اللہ تعالے
اور اعتراف جناب قائل سلمہ اللہ تعالی کے کلمہ امّا اس آیت مین واسطے تخییر کے ہی تو یہ
تخییر ہی بعد از اثخان کے درمیان اون دو شیئون کے جو قبل از اثخان محظور تھین یعنی
جب تک اثخان پایا نہ جاوے تب تک من و فدا محظور ہین بعد وجود اثخان اون دونون
امرون مین ہے جو پیش از اثخان محظور ہین اختیار دیا گیا کہ چاہو احسان رکھنا اختیار
کر و چاہو فدیہ لینا **مقصد دوم** اس آیت مین ضمیر منصوب اثخنتموہم جو بدون کو ہی
اور ضمائر مجرور مقدرہ یعنی اضربوا رقابہم و شدوا وثاقہم تمنون علیہم و تفدون منہم
یہ سب ضمائر راجع ہین طرف الذین کفروا کے جنپر فعل لقیتم واقع ہی یعنی طرف مفعول
لقیتم کے پس ظاہر ہوا کہ یہ آیت خاص مقاتلین سے متعلق ہی نہ سبایا و عورات
و ذراری سے کہ جنکی نسبت ضرب رقاب اور اثخان کی ممانعت ہی **مقصد سوم**
آیت کریمہ سے بہت صاف واضح ہی کہ محل من و فدا کی وہی شخص ہین جو بعد اثخان
اثخان شد وا الوثاق ہوئے ہون چنانچہ خود مجتہد صاحب بھی جا بجا بحث منسوخی آیت من و فدا
مین فرماتے ہین کہ آئیہ من و فدا بعد ختم ہونے لڑائی کے اون لوگون سے علاقہ رکھتی ہی
جو قید ہو گئے ہون اور لڑنے سے قادر نہون رہنا ہی مقصد اول ہم کہتے ہین کہ اصول
مین مبرہن ہو چکا ہی کہ تخییر مین شیئین یا اشیا صرف اوس حالت مین مفید حصر ہوتی
ہی جب کہ وہ دونون شی یا اشیا واجب ہون اور چونکہ یہ بات یہان ثابت ہی

کہ ہم آیت مین تخییر بین الواجبین نہین بلکہ تخییر بعد وجود امتحان ہی درمیان اون دو شیئون کے
کہ قبل از امتحان محظور رہین پس یہ تخییر کسیطرح مفید حصر نہین ہو سکتی بعید نہین کہ کوئی
شخص ناواقف حقیقت علم اصول فقہ سے یہ کہنے لگے کہ ہم اصول کی ڈھکوسلون کو
تسلیم نہین کرتے ہر چند کہ یہ کہنا ہی اوسکا دلیل جلی اوسکی بے علمی پر ہی کیونکہ مسائل اصول کے
برہانی ہین مگر پھر بھی مناسب معلوم ہوتا ہی کہ اس مسئلہ اصول کے دلیل عقلی بطور اختصار
کے اسجگہہ لکھون اور وہ یہ ہی کہ وجوب بدون ایجاب کے متحقق نہین ہو سکتا اور تخییر اور ایجاب متبائن
المفہوم نہین اور نہ باہم متلازمان ہین اور ہرگاہ کہ مجرد تخییر مین ایجاب نہین ہے نہ مستلزم
ایجاب ہی پس مجرد تخییر سے ایجاب ثابت نہین ہو سکتا ہی ہان اگر وجوب دونون شیئون
یا اشیا کا ثابت ہو چکا ہو اور پھر اونکے درمیان مین حکم تخییر نافذ ہو تو بلا شک یہ تخییر
بسبب وجوب ثابت کے مفید حصر کے ہو گی کیونکہ اس حالت مین اگر مفید حصر نہو تو سوائے
دو شیئون یا اشیائے واجبہ کے اور ایک شی کا وقوع بھی جائز ہوا اور جب ارتفاع اشیائے مخیرہ کا
اور اور اشیا کا وقوع بھی جائز ہوا تو وجوب اشیائے مخیرہ کا باقی نرہا ہذا خلف لیکن یہ دلیل
تخییر بعد الحظر مین جاری نہین ہو سکتی کیونکہ جواز وقوع شی ثالث اور ارتفاع
اشیائے مخیرہ کا منافی اوسکا نہین ہی کہ وہ شیئین جو پیشتر محظور تھین بعد از حدوث
کسی امر کے اونمین حکم تخییر کا نافذ ہوا ممکن ہی کہ قبل از وجود کسی قید یا شرط یا سبب
یا ملت کے بعض اشیا جائز ہون اور بعض محظور رہین اور بعد از وجود قید و شرط مذکورہ
کے وہ اشیا جو جائز تھین بدستور جائز رہین اور جو اشیا کہ محظور تھین اونمین بھی
حکم تخییر کا نافذ ہو دیکھو ہوازن کو قبل از حکم تخییر بنجر ترک سبایا اور اموال کے لینا
مال یا سبایا کا کسیطرح جبر روا نتھا بعد از نفاذ حکم فاختاروا احدی الطائفتین اما
السبی و اما الاموال اگرچہ اختیار لے لینے ایک شی کا منجملہ اموال و سبایا کے ثابت ہوا
مگر امر ثالث یعنی ترک دونون شیئون کا جو پیشتر محظور نتھا اب بھی ممنوع نہوا اور یہ تخییر

منافی اوس ترک کی نہ ہوئی یہی وجوہ ہین کہ خود پیغمبر صلعم اور اونکے اصحاب اور جمیع اہل قرون مابعد کے علماے اعلام اور زبان دانان عرب نے آجتک اس آیۃ کو مثبت حصر کا دربیان من و فدا اور موجب حرمت استرقاق و قتل کا نہین سمجھا اور استدلال قائل سلمہ اللہ تعالی کا اس آیۃ سے تمامتر مبنی ہی اوپر عدم واقفیت کے زبان عرب و ضوابط و اصول استنباط احکام کے الغرض آیۃ متلوہ کسی طرح پر مثبت حصر نہین اور اگر ہم حصر مزعومہ جناب قائل کو بطور فرض محال کے تسلیم بھی کر لین تب بھی حکم مقصد دوم مخصوص ہی ساتھہ مقاتلین کے اور سبایا ذراری اور عورات سے اصلا متعلق نہین اور حکم مقصد ثالث منجملہ مقاتلین کے بھی مثخنین سے تعلق رکھتا ہی نہ غیر مثخنین سے اور بسبب خصوص تعلق کے عموما حکم عدم جواز استرقاق کا جیسا کہ مزعوم جناب قائل سلمہ اللہ تعالی کا ہی ہرگز ہرگز ثابت نہین ہوتا

فصل دوم دربیان تفصیل کلمہ اما اور اوسکے بموجب لغت عرب اور طرق استعمال کے مخفی نہ رہے کہ اَوْ اور اِمّا دونون کے ایک معنی ہین صحاح اما بالکسر والتشدید حرف عطف بمنزلۃ او فی جمیع احکامہا الا فی وجه واحد وهو انك تبتدی فی او متیقنا ثم یدرکك الشك واما تبتدی بها شاکا فلابد من تکریرها یعنی کلمہ اما بکسر ہمزہ و تشدید میم حرف عطف کا ہی بمنزلہ او کے ہی سب احکام مین مگر ایک جہت مین اور وہ یہ ہی کہ تو او مین شروع کریگا بطور یقین کے پھر پہونچیگا تجکو شک اور اما مین شروع ہی شک کے ساتھہ ہوگا اور ضرور پڑیگا مکرر لانا اما کا خلاصہ یہ ہی کہ ابتدا سے کلام مین شروع بلفظ او نہین ہوتا معطوف کے آخر لایا جاتا ہی اور اما مین معطوف اور معطوف علیہ دونون پر حرف اما لانا واجب ہی پھر بحث او مین لکھتا ہی او حرف اذا دخل علی الخبر دل علی الشك والابهام واذا دخل علی الامر والنهی دل علی التخییر کقولك کل السمك او اشرب اللبن ای لا تجمع بینهما والا باحة کقولك جالس الحسن او ابن سیرین یعنی او حرف ہی کہ جب خبر پر داخل ہوتا ہی تو دلالت کرتا ہی شک پر اور ابہام پر اور جب داخل ہوتا ہی امر و نہی پر تو دلالت کرتا ہی اوپر تخییر کے مانند قول تیرے کے کل السمک او اشرب اللبن یعنی کہا تو مچھلی کہ یا پی تو دودہ یعنی جمع نہ کر بیچ انکے

اور بھی دلالت کرتا ہی اباحت پر جیسے جالس الحسن او ابن سیرین مجالست کر تو حسن کے ساتھ یا ابن
سیرین کے ساتھ فی القاموس اِمّا تردّ لمعان للشک کجاءنی اما زید و اما عمرو اذا لم تعلم
الجائی منهما والابهام کاما یعذبهم و اما یتوب علیهم والتخییر اما ان تعذب و اما
ان تتخذ فیهم حسنا والاباحة تعلم اما فقها و اما نحوا یعنی اما کئی معنون کے لیے
آتا ہی واسطے شک کے جیسے آیا زید یا عمرو جب کہ آنے والا معلوم نہو اور ایہام کے یعنی مخاطب
کو وہم مین ڈالنے کے لیے اور واسطے تخییر کے جیسے یا یہ کہ عذاب دے تو اونکو یا یہ کہ لے اونمین
بھلائی اور اباحت کے واسطے جیسے سیکھ تو یا فقہ کو یا نحو کو ابن ہشام مغنی اللبیب مین لکھتے ہین
لاما خمسة معان احدها الشک والثانی الابهام والثالث التخییر والرابع الاباحة
والخامس التفصیل اما کے پانچ معنی ہین ایک شک دوسرے ایہام تیسرے تخییر چوتھے
اباحت پانچوین تفصیل اور بحث آومین تخییر کی یہ شرح کی ہی کہ ما یمتنع فیه الجمع نحو تزوج
هندا او اختها وخذ من مالی درهما او دینارا تخییر اوسکو کہتے ہین کہ جسمین جمع نہوسکتی ہو
جیسے کہ کہا وے کہ نکاح کر یا ہند کو یا اوسکی بہن کو اور لے میرے مال مین سے یا درم یا دینار
اور اباحت کی شرح کی ہی ما یجوز فیه الجمع اباحت وہ ہی کہ جسمین جمع جائز ہو اور یہ اقوال
اونکے مطابق محاورہ عرب کے ہین چنانچہ اون مثالون کے جو اونھون نے لکھی ہین اور بھی اس مسئلہ
ذیل سے یہ بات ثابت ہی حدیث وفد ہوازن مین جسکا بیان آگے آویگا یہ کلمات ہین قال
رسول الله صلعم اختاروا احدی الطائفتین اما السبی و اما المال فرمایا رسول الله صلعم نے
اختیار کرو ایک کو دونون مین سے یا مال کو یا قیدیون کو دیکھو اسکا مطلب یہ نہین ہی کہ ان
دونون کے سوا تیسری صورت ممنوع ہی کیونکہ اگر وے لوگ دونون مین سے ایک بھی نہ لیتے
بلکہ دونون کو چھوڑ دیتے تو اونکا حق تھا شرعًا اور نہ کچھ واجب تھا کہ چھوڑ دینے کی شق کو
قبول نکرین بلکہ مطلب یہ ہی کہ مجموعةً دونون چیزین تمکو نہ ملین گی صحیح بخاری مین کتاب الدیات
مین قول افصح العرب صلعم منقول ہی من قتل له قتیل فهو بخیر النظرین اما ان یودی و اما یقاد

دیکھو باتفاق علما اور بحکم قرآن سولے ان دونون شقون یعنی سوا دیت اور قصاص کے
تیسری صورت عفو کی بھی مشروع ہی اور حصر انھین دونون صورتون مین نہین ہی دوسری حدیث
مین فیروز دیلمی اپنے باپ سے روایت کرتا ہی کہ قال قلت یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
انی اسلمت وتحتی اختان قال اختر ایتھما شئت کہا فیروز دیلمی کے باپ نے کہ کہا مینے ای
رسول اللہ صلعم مین اسلام لایا اور میرے نکاح مین دو بہنین ہین یعنی دو عورتین ہین کہ ایک
دوسرے کی بہن ہی فرمایا پیغمبر صلعم نے اختیار کر تو اون دونون مین سے جسکو چاہیے دیکھو
یہان یہ مراد نہین ہی کہ تیسری صورت ممنوع ہی بلکہ اوسکو جائز تھا کہ دونون کو چھوڑ دیتا بلکہ مقصد
یہ ہی کہ جمع دونون مین ممنوع ہی اسی طرح ہر اس قسم کے کلام مین اکثر مراد تخییر بمعنی مانعة الجمع
ہوتی ہی چنانچہ ایک حدیث مین وارد ہی من قتل متعمدًا دفع الی اولیاء المقتول فان شاءوا قتلوا
وان شاءوا اخذوا الدیة یعنی جسنے مار ڈالا کسیکو عمدًا تو وہ سونپ دیا جاویگا مقتول
کے وارثون کو اگر وے چاہین تو اوسکو مار ڈالین اور اگر چاہین تو خون بہا لین دیکھو
یہان سے یہ مراد نہین کہ انھین دونون صورتون مین حصر ہو گیا بلکہ اونکو ایک تیسری بات کا بھی
اختیار ہی کہ عفو کر کے چھوڑ دین خلاصہ کلام یہ ہی کہ اِمّا اور اَوْ واسطے احد الامرین یا احد الامور
کے ہی چنانچہ شریف رضی لکھتے ہین ینبغی ان یعرف ان جواز الجمع بین الامرین فی تعلّم
الفقہ او النحو لم یفهم من اِمّا واَو بل لیست ہی الا لاحد الشیئین فی کل موضع وانما
استفیدت الاباحة مما قبل ومما بعدها واما کلا لتہا فی الاباحة او فی التخییر علی
احد الشیئین فہی علی السواء بل معانی الشک والابہام والتفصیل والتخییر والاباحة
جمیعًا لیست مما استفید من اَوْ واِمّا ودلت علیہ اذ ہی لا تدل فی جمیع مواقعہا الا علی
احد الشیئین او الاشیاء وتلک المعانی المذکورة تعرض للکلام اما من قبل اَوْ بل من قبل
اشیاء اخر انتہی اس بیان سے ظاہر ہوا کہ دلالت اِمّا اور اَوْ کی اوپر شک اور ابہام وغیرہا کے
بالذات نہین بلکہ اِمّا اور اَوْ در باب دلالت کے اوپر امور مذکورہ کے محتاج قیام قرائن کے ہین

اور جہان کہین کلام شارع مین واقع ہونگے تو درباب ارادہ کسی شی کے معانی مذکورہ سے بسبب اجمال اسکے ہر آئینہ محتاج بیان شارع اور قیام قرائن شرعیہ کے ہونگے پس ما نحن فیہ مین نظر کرنا چاہیے کہ آیا قرائن تخییر یعنی منع جمع کے قائم ہین یا منع خلو کے مجتہد عصر کے بیان سے کوئی قرینہ منع خلو کا پایا نہین جاتا اور واقع مین بھی کوئی قرینہ منع خلو کا موجود نہین البتہ قرائن تخییر یعنی منع جمع کے موجود ہین اولاً یہ کہ جواز قتل و استرقاق باقرار خصم پیش از ورود اس آیت کے بھی ثابت ہی اور وہ جواز جو سابق سے تھا اوسکی نسخ کے واسطے کوئی نص بزعم خصم بھی موجود نہین پس کلمۂ اِمَّا معارض اوس جواز کا نہین ہوسکتا اور منسوخ ہونا جواز سابقہ کا از روے کسی نص صریح کے قرینہ اسپر ہی کہ کلمۂ اِمَّا آیت ما نحن فیہا مین بمعنی تخییر ہی نہ بمعنی منع خلو ثانیاً ہمنے بتفسیر ثابت کر دیا ہی اور آیندہ بھی خوب ثابت کر دینگے کہ جواز قتل و استرقاق کا تا روز وفات پیغمبر صلعم کے باقی رہا اور اوسپر عمل ہوتا رہا پس یہ معاملہ حضرت پیغمبر صلعم کا قولاً و فعلاً ہر آئینہ بیان اوس اجمال کا ہوگیا اور کلمہ اِمَّا درباب ارادہ معنی تخییر کے مفسر اور متعین ہوگیا ثالثاً آیات قرآنی جو اس کتاب مین ہمنے نقل کیے ہین اور اون سے قتل اور استرقاق بتصریح تمام واضح ہی مفسر اسکے ہین کہ کلمۂ اِمَّا واسطے تخییر یعنی منع جمع کی ہی پس آگاہ کہ مدار اوپر دیگر قرائن مرجوحہ ہی وہ قرائن وجوہ مؤید دعوی مجتہد کے کچھہ نہین بلکہ بطلان دعوی مجتہد پر قرائن و دلائل قائم ہین پس صورت مین یہ آیت کسی طرح پر مثبت دعوی مجتہد کی نہین ہوسکتی اور ارادہ حصر کا کلمۂ اِمَّا سے ممنوع ہی اور ادعا اسکا کہ کلمۂ اما بالذات واسطے حصر کے ہی سراسر ناواقفی لغت عرب سے ہی یا کمال غفلت ہی

فصل سوم

دربیان طریق بعض اہل صناعہ یعنی منطقیین کے المنفصلۃ ما حکم فیہا بمعاندۃ قضیۃ لاخری اما ثبوتاً و انتفاءً وتسمی حقیقیۃ او ثبوتاً فقط وتسمی مانعۃ الجمع او انتفاءً فقط وتسمی مانعۃ الخلو یعنی قضیہ منفصلہ مثل اوسکے کہ جسمین بحث ہی) وہ ہی جسمین حکم کیا جاوے معاندۃ ایک قضیہ کا دوسرے کے ساتھہ ثبوتاً اور انتفاءً اسکا نام ہی منفصلہ حقیقیہ (مثلاً اسکا

یہ ہی کہ زیدؔ اما عالم و اما غیر عالم اس مثال مین معاندت ثبوتاً و انتفاءً ہی کہ نہ یہ ہوسکتا ہی
کہ زید عالم بھی ہو اور غیر عالم بھی اور نہ یہ ہوسکتا ہی کہ دونون مین سے کچھ بھی نہو) یا ثبوتاً ہی
فقط اسکا نام مانعۃ الجمع ہی (مثال اسکی یہ ہی ہذا الشی اما فرس و اما حجر یہ تو نہین ہوسکتا کہ وہ چیز
گھوڑا بھی ہو اور پتھر بھی ہو مگر یہ ہوسکتا ہی کہ دونون مین سے کچھ بھی نہو) یا انتفاءً ہی فقط
اسکا نام مانعۃ الخلو ہی (مثال اسکی یہ ہی کہ ہذا الشی اما غیر انسان و اما غیر حیوان جمع ممکن ہی کہ مثلاً
پتھر ہو تو غیر انسان بھی ہی اور غیر حیوان بھی ہی مگر خلو ممکن نہین پس تحقیق مذکورۂ بالا سے ثابت
ہوا کہ لفظ اما منجملہ چند معانی کے معنی تخییر مین بھی مستعمل ہی اور یہی معنی اوسکے مجتہد عصر نے
اختیار فرمائے ہین چنانچہ اخیر صفحہ ۱۳۲ مین وہ لکھتے ہین کہ یہی معنی علماے اسلام نے
بھی تسلیم کیے ہین اور حوالہ بیضاوی اور کشاف وغیرہ کا دیتے ہین کہ جنمین تصریح تمام اس اما
کو واسطے تخییر کے لکھا ہی اور تحقیق مرقومۂ بالا سے یہ بھی ثابت ہوچکا کہ معنی تخییر کے منع
الجمع ہین یعنی یہان اما مادۂ منع الجمع مین مستعمل ہی جب یہ سب امور تحقیق ہوچکے تو صحیح ترجمہ
آیت کا یہ ہی کہ بعد مشکین باندھ لینے کے تمکو اختیار ہوگا چاہو اونپر احسان رکھوگے چاہو اونسے
فدیہ لوگے غرض کہ چھوڑ دینا اور فدیہ لینا تمھارے اختیار پر مفوض فرمایا ہی نہ یہ کہ تم پر
واجب گردانا ہی پس اب مجتہد عصر فرماوین کہ وے منع الجمع سے منع الخلو پر کس طرح استدلال
کرتے ہین اونکا استدلال تمامتر اس بات پر مبنی ہی کہ قضیہ اما منًّا بعد و اما فداءً مانعۃ
الخلو ہی کہ ان دو شقون کے سوای تیسری ممنوع ہی حالانکہ خود اما کو بمعنی تخییر یعنی مانع الجمع
کی تسلیم فرماتے ہین اور چونکہ مانع الجمع مستلزم مانعۃ الخلو کی نہین چنانچہ مثالِ مذکور سے ثابت
ہی پس خود باعتراف مجتہد عصر کے دعوی اونکا سراسر غلط اور باطل ہوگیا والحمد للہ رب
العالمین والصلوٰۃ والسلام علی محمد وآلہ واصحابہ واتباعہ اجمعین جب ہم خود اعتراف اور
تصریح مجتہد عصر سے اپنا دعوی ثابت کرچکے تو ہمکو کچھ ضرورت نہ تھی کہ مجتہد عصر کے اقوال
کی طرف کچھ بھی توجہ کرین مگر تشحیذ اللاذہان کچھ توجہ کرتے ہین **قولہ** قال اللہ تبارک و تعالے

الی قولہ یا احسان رکھکر چھوڑ دو **اقول** دیکھو اس آیت مین نہ آزاد کرنے رقیقون کا حکم ہی اور نہ
ممانعت استرقاق ثابت ہوتی ہی البتہ اختیار فدیہ لینے کا مقاتلین مثخنین سے یا احسان رکھنے کا
اونپر ثابت ہی مگر ثبوت اختیار من و فدا مذکور کا مستلزم ممانعت استرقاق کا بالعموم یا بالخصوص
اور بھی مستلزم ممانعت قتل اسیرون کا نہین ہی ہان یہ بات اوس صورت مین لازم آتی کہ اما
بجز معانی منع خلو کے اور کسی معنی مین مستعمل نہوتا اوسوقت مین البتہ یہ کہہ سکتے تھے کہ ان دو
حال سے خالی نہین کہ یا احسان کرو یا فدیہ لو حالانکہ یہ امر بھی مسلم ہی چنانچہ بیان اوسکا
مقدمہ مین مفصل گذر چکا **قال** اور لفظ اِنَّمَا اور اِمَّا کا حصر کے لیے آتا ہی **اقول** اسی سے
صاف ظاہر ہی کہ مجتہد عصر زبان عرب سے کچھ بھی واقف نہین کہان اِنَّمَا کہان اِمَّا واقعی
اِنَّمَا منجملہ الفاظ قصر کے ہی کہ فائدہ قصر الصفۃ علی الموصوف یا قصر الموصوف علی الصفۃ
کا بطریق قصر حقیقی یا قصر اضافی کے دیتا ہی مگر آج تک کسی نحوی نے یا کسی عالم لغت نے
یہ نہین کہا کہ اِمَّا بھی بمعنی قصر و حصر کے آتا ہی علماے معانی نے بھی اوسکو منجملہ الفاظ قصر
کے نہین لکھا اگر کسی نے ایسا لکھا ہو تو بیان فرماوین ورنہ مصرعہ مقالات بیہودہ طبل
تہی ست ٭ درست لکھیے کہ یہ قول ہمارا زید اِمَّا قائم و اِمَّا قاعد مستلزم منع خلو بالانفصال
حقیقی کا نہین ہو سکتا کیونکہ یہ کلام اوپر منع جمع کے محمول ہو سکتا ہی لیکن جب ہم یہ
کہینگے اِنَّمَا زید اِمَّا قائمٌ اَوْ قاعِدٌ تو بیشک فائدہ قصر کا دیگا اور خلو ممتنع ہوگا نظیر اسکی
انا الذائد الحامي الذمار وانما یدافع عن احسابهم انا او مثلي پس اِمَّا یا اَوْ کو
بالذات مانند اِنَّمَا کے مفید حصر و قصر سمجھنا تمامتر ناواقفی مجتہد کی علم لغت عرب سے ہی
اگر درحقیقت حرف تردید مفید قصر ہوتا تو پھر حرف قصر کا اوسپر داخل کرنا جیساکہ شعر مذکور بالا
مین واقع ہوا جائز نہوتا کیونکہ جمع ہونا دو کلمۂ قصر کا یکجا جائز نہین اور کلام عرب مین
کہین پایا نہین گیا اور اس آیت مین تو کسی طرح پر حصر کا دعوی صحیح ہی نہین سکتا کیونکہ
جب چھوڑ دینا واجب ٹھہرا تو وے لوگ فدیہ کیون دینگے اور سے لیے سو مال اپنا کیون عوض

کرینگے پس لامحالہ ضرور ہوا کہ احسان رکھکر چھوڑ دیے جاوین یا کوئی تیسری صورت نکلے صورت اول پر تو تخییر باطل ہوگئی کہ ہمکو بجز احسان رکھکر چھوڑ دینے کے اور کچھ اختیار ہی نہین رہا اور صورت ثانی مین ہمارا مدعا ثابت ہوا اور حصر باطل ہوگیا وہو المطلوب علاوہ بران یعنی حصر تمامتر مخالف آئین سیاست اور منافی عقل کے ہین اسلیے کہ مثلاً ایسی واقعہ واقع ہوا کہ جمعیت کفار کی بہت کثرت سے ہی اور اونمین سے ایک جماعت کثیر مدبران جنگ آزمودہ صنادید کہ جنکے مارے جانے سے برہمی جماعت کفار مظنون و متیقن ہی بعد مقابلے کے اور جد و جہد کثیر کے کسی تدبیر سے گرفتار ہوگئے تو آیا عقل سلیم اور آئین سیاست مقتضی اسکا ہی کہ اوس جماعت کو چھوڑ دیا جاوے اور جماعت محاربین کو خود اپنے عمل سے مدد دیکر غالب کر لیا جاوے یہ بات تو ہرگز ہرگز کوئی صاحب عقل پسند نہ کریگا **قال** یعنی عربی زبان کا یہ قاعدہ ہی کہ جب کوئی حکم اس طرح پر دیا جاوے کہ یا یہ کرو یا یہ کرو تو اون دونو مین سے ایک کا کرنا ضرور ہوتا ہی اور اوسکے سوا کسی اور بات کے کرنے کا اختیار نہین رہتا **اقول** کسی قاعدہ دان کا قول اپنے ادعاے باطل پر سند لاتے تو ہم اوسکی طرف توجہ بھی کرتے دیکھو ہمنے اپنے مدعا پر کسقدر سندین اقوال ائمہ نحاۃ و لغت اور نظائر کلام عرب کی پیش کین ہین آپسے تو ایک بھی سند نہ لائی گئی پھر آپ کس موہنہ سے ایسا دعوی باطل پیش کرتے ہین دیکھیے کہ ذو القرنین کو اختیار دیا گیا کہ چاہو اون لوگون کو عموماً تعذیب کرو چاہو اون لوگون مین عموماً اپنا احسان رکھو اِمَّآ اَنْ تُعَذِّبَ وَاِمَّآ اَنْ تَتَّخِذَ فِيْهِمْ حُسْنًا مگر چونکہ یہ تخییر تھی اسلیے اوسنے تیسری صورت اختیار کی کہ دونون صورتونسے علاوہ تھی یعنی بعض کی تعذیب اور بعض کی اوپر احسان چنانچہ تصریح اوسکا ذکر قرآن مجید مین کور ہی قال تعالى اَمَّا مَنْ ظَلَمَ فَسَوْفَ نُعَذِّبُهٗ ثُمَّ يُرَدُّ اِلٰى رَبِّهٖ فَيُعَذِّبُهٗ عَذَابًا نُّكْرًا وَاَمَّا مَنْ اٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَلَهٗ جَزَآءَ نِ الْحُسْنٰى لہ جو ظالم ہوا تو اوسکو ہم عذاب دینگے پھر وہ پھیرا جاویگا اپنے رب کی طرف پس عذاب دیگا اوسکو سخت عذاب اور جو ایمان لاو

اور نیک کام کریگا تو جزا اوسکے لیے احسان کی ہی علاوہ بران آیت مین تو یہ حکم نہین کہ یا
فدیہ لیلو یا احسان رکھو بلکہ باقتضای تخییر یعنی آیت کے یہ ہین کہ بعد اسکے تمکو اختیار ہوگا چاہو
فدیہ لو چاہو احسان رکھو مجتہد جو یہ کہتے ہین کہ ایسی صورت مین ایک کا کرنا ضرور ہوتا ہی صاف
غلط ہی جالس الحسن او ابن سیرین کے باتفاق اہل زبان اور نحاۃ کے یہ معنی نہین کہ جمع
درمیان مجالسہ حسن اور ابن سیرین کے ممنوع ہی اور صرف مجالسہ ساتھ ایک ہی کے واجب
ہی اور ایسی ہی اِمَّا کُلِ السَّمَکَ واما اشرب اللبن کے یہ معنی نہین کہ ان دونون مین سے ایک کا
کھانا واجب ہی بلکہ باتفاق اہل زبان و نحاۃ کے مراد یہ ہی کہ جمع بند کر ان دونون مین غرض کہ
تقریر مجتہد کی مبنی اوپر ناواقفی کی زبان عرب سے ہی اور تحقیق اس باب مین وہی ہی جو
ہم اوپر لکھ چکے ہین کہ ارادہ منع جمع و منع خلو اور انفصال حقیقی کا صرف اوپر قرائن کے ہی
کلمہ اِمَّا اور آو ان معانی مین سے بالذات کسی معنی پر دلالت نہین کرتا **قال** پس اس آیت
کے نازل ہونے کے بعد کوئی قیدی نہ قتل ہو سکتا ہی نہ لونڈی و غلام بنایا جا سکتا ہی اور بجز
اسکے کہ منّاً یا فداءً چھوڑ دیا جاوے اور کچھ اوسکے ساتھ نہین ہو سکتا **اقول** اول تو
یہ کلیہ مجتہد کا بربنا تمہیدات مجتہد دہر بھی غلط ہی کیونکہ آیت متلوہ صرف مقاتلین مثخنین سے
علاقہ رکھتی ہی جیسا کہ اوپر بیان ہو چکا غایۃ الامر بفرض تمہیدات مجتہد دہر بھی اسقدر ہی کہ اس
آیت کے بعد کوئی قیدی منجملہ مقاتلین مثخنین کے نہ قتل ہو سکتا ہی نہ رقیق بنایا جا سکتا ہی
ثانیاً اگر درحقیقت ایسا ہوتا کہ اوس آیت سے حکم ایجاب انحصار کا دونون شقون مذکور
مین پیغمبر خدا صلعم سمجھتے تو واقع مین کوئی قیدی نہ قتل ہو سکتا نہ رقیق بنایا جاتا لیکن چونکہ ایام
غزوۂ ہوازن مین جو بعد فتح مکہ کے ہی سلمہ بن اکوع نے ایک شخص کو کفار مین سے گرفتار کرکے
بحکم پیغمبر صلعم قتل کیا ابن خطل جسنے استار کعبہ سے پناہ پکڑی تھی اوسکے قتل کا حکم پیغمبر
صلعم نے دیا اور وہ قتل کیا گیا اور بیعاملہ بعد فتح مکہ کے ہی غزوہ اوطاس جو بعد از فتح مکہ ہی
اوسکی سبایا کو لونڈی غلام بنایا گیا اور اونکی حق مین وَالْمُحْصَنَاتُ مِنَ النِّسَاءِ اِلَّا مَا مَلَکَتْ اَیْمَانُکُم

چھوڑ دینے کا رواج تھا **قول** کسیقدر ابتدا سے زمانہ اسلام کے کیا معنی اب تک یہی حکم ہی
مگر امام ابو حنیفہ کے نزدیک بالفعل چھوڑ دینا قیدیان جہاد کا ایسی حالت مین کہ وے اپنے
کفر پر قائم ہووین اور دار الحرب کو لوٹ جاوین جائز نہین اور فدیہ لینے مین اونکے دو قول
ہین قول مشہور عدم جواز ہی اور روایت سیر کبیر مین ہی کہ لا باس بہ اذا کان بالمسلمین حاجۃ
آیت إِمَّا مَنًّا بَعْدُ وَإِمَّا فِدَاءً کی نسبت مجتہد عصر کا قول ہی کہ زمانہ فتح مکہ رمضان سنہ ۸ ہجری
مین نازل ہوئی اور زمانہ نزول وحی تشریعی کا ۲۳ برس ہی تیرہ برس مکے مین اور دس برس
مدینے مین منجملہ اس ۲۳ برس کے تو خود بقول مجتہد عصر بھی اکیس برس تک برابر استرقاق
کا جواز رہا اور وہی دستور مروج رہا پھر یہ لفظ کہنا کہ کسیقدر زمانہ اسلام مین یہ رواج تھا
محض مغالطہ ہی اور ہم اوپر ثابت کر چکے ہین کہ ایک شخص اسیر غزوہ ہوازن کا کہ بعد اوسکے
تھا قتل کیا گیا اور سبایائے غزوہ اوطاس کہ وہ بھی بعد اوسکے ہی لونڈی غلام بنائے گئے
اور آیت وَالْمُحْصَنَاتُ مِنَ النِّسَاءِ إِلَّا مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ اونکی ہی واقعہ مین نازل ہوئی
تیسیر الوصول الی جامع الاصول مین حرف عین کے باب بعث علی بن ابی طالب وخالد بن
ولید مین ہی عن بریدة قال بعث رسول الله صلعم علیا الی خالد لیقبض منه الخمس فاعطاه
فاصطفی علی منها سبیة فاصبح وقد اغتسل لیلا وکنت ابغض علیا فقلت لخالد
الا تری الی هذا فلما قدمنا علی رسول الله صلعم ذکرت ذلك له فقال یا بریدة اتبغض
علیا قلت نعم قال لا تبغضه فان له فی الخمس اکثر من ذلك اخرجه البخاری بریدہ رض نے
کہا کہ بھیجا علی بن ابی طالب رض کو پیغمبر خدا صلعم نے خالد رض کے پاس تاکہ لیوین اونسے خمس پس
دیدیا خالد رض نے اونکو پس چھانٹ لی علی رضی اللہ عنہ نے ایک چھوکری اوسمین سے پس
صبح کی علی رض نے اور حال یہ کہ اونہون نے غسل کیا اور برا جانتا تھا مین اونکو پس کہا مینے
خالد رض سے کیا نہین دیکھتا تو اسکو پھر جب ہم آئے پیغمبر صلعم کے پاس تو ذکر کیا مینے اسکا
پس فرمایا کہ اے بریدہ کیا برا جانتا ہی تو علی کو مینے کہا کہ ہان فرمایا مت برا جان اوسکو کہ اوسکے

لیے اس سے زیادہ ہی شمس ہین روایت کی یہ بخاری نے دیکھو یہ معاملہ چندروز پیشتر کا حج الوداع سے ہی کہ اوس سے قریب تین مہینے بعد حضرت صلعم نے انتقال فرمایا ہی پس وہ کونسا زمانہ نزول وحی یا اوس سے بعد کا تھا کہ جسمین یہ رواج موقوف و منسوخ ہوگیا **قال** اور کوئی حکم نازل نہین ہوا تھا **اقول** یہ بھی غلط ہی اور تکذیب اوسکی اون آیات اور احکام سے جو ہمنے اوپر لکھے ہین اور بھی اون آیات سے ظاہر ہی جو درباب رہائی اساری بدر کے نازل ہوئی ہین جنمین چھوڑ دینے قیدیان بدر کو بعد لینے فدیہ کے ناپسند فرمایا اور چھوڑ دینے لیے قیدیون کے ممانعت فرمائی گئی ہی پس اگر مجتہد عصر یہ فرماتے کہ غزوہ بدر کے بعد سے تا فتح مکہ من و فدا کی ممانعت رہی بعد ازان وہ بھی جائز ہوگیا یا اپنے اجتہاد فاسد کے مطابق یہ کہتے کہ بعد ازان وہی واجب ہوگیا تو البتہ گنجایش بھی تھی اور یہ قول کہ زمانہ اسلام الی قولہ کوئی حکم نازل نہین ہوا یہ تو سراسر غلط اور باطل محض اور خود اونکے اقوال کی برخلاف ہی **قال** اس آیت مین قیدیون کی نسبت حکم نازل ہوا جس مین بجز من و فدا کے اور کوئی حکم نہین ہی اور اسلیے قتل و استرقاق جائز رہا **اقول** بارے الحمد للہ کہ آپ کی تقریر سے بھی یہ بات ثابت ہوئی کہ جواز قتل و استرقاق جو پیشتر سے چلا آتا ہی اوسکی نسبت کوئی حکم نہین ہوا اور جب اوسکی نسبت کوئی حکم نہین ہوا تو وہ جواز بدستور رہا اور منسوخ نہوا پس یہ کہنا آپ کا کہ اسلیے قتل و استرقاق جائز رہا سراسر بیجا ہی کیونکہ جب قتل و استرقاق کی منسوخی کا حکم نہین ہی اور پیشتر سے وہ جائز چلا آتا تھا تو اوسکو کس چیز نے منسوخ کردیا آپ پر اثبات اسکا واجب ہی کہ اس آیت سے من و فدا ہی واجب ہوگیا اور قتل و استرقاق ممنوع ہوگیا اور یہ امر کلمہ اما سے ہرگز ثابت نہین ہوسکتا کوئی دلیل وجوب کی پیش کیجیے **قال** اس آیت پر جو نص صریح ناقابل التاویل ہی علماے اسلام نے متعدد طرح سے بحث کی ہی چنانچہ ہم اون تمام بحثون کو مع اونکی تردید کے اس مقام پر لکھتے ہین **اقول** جناب مجتہد تو مجتہد عصر ہین واقفیت لغات عرب سے

جو یہی شرط اجتہاد کی ہے تو سب ہی رکھتے ہیں یہی بہت ہیں تو کیا منصب رکھتا ہوں کہ اونکی حرف گیری
کروں مگر فاضل بے تمکین کا شعر در باب تخطیہ ہندوستان کے میں نے دیکھا ہے اوسکو لکھتا ہوں شعر
خلاف رای صواب است این خطا نه گزاف ٭ وگر به آنکه نیاید بجای ہو تر ید ہو رد وہ تردید
وتردا نہ افتر دید در تبدیل عرز درحال ربانر اور اس آیت کو در باب حصر وجوب ان و قدا کے نص
سمجھنا یہ بھی سراسر نا واقفی مجتہد عصر کی ہے اور ہم اس آیت میں کچھ تاویل پیش نہیں کرتے بلکہ
بمعنی انما کے از روے لغت کے ہیں اوس سے اصلا تجاوز نہیں کرتے البتہ مجتہد عصر
خلاف لغت کے تاویل باطل آیت میں فرماتے ہیں کہ انما کو واسطے حصر کے برخلاف
لغت کے ٹھہراتے ہیں اور اپنا عیب ہمپر لگاتے ہیں **قال** بحث اول متعلق زمانہ نزول
آیت **اقول** شروع کتاب میں آپ نے بہت شد و مد سے یہ بات فرمائی ہے کہ صرف خدا اور
خدا کے رسول کی اطاعت کرینگے اور کسی مولوی ملا مجتہد فقیہ کی تقلید سے غلطی میں
نہ پڑینگے اور ہمنے اوس مقام پر لکھا ہے کہ جہاں آپ اپنے اس عہد کو نباہینگے وہیں
جگہہ ہم آپ کو سلام کرینگے اب وہ وقت آگیا ہے کہ آپ بجبر تقلید کے ایک حرف بھی زبان پہ
نہ لاوینگے اور ہم آپ کو وہ معاہدہ یاد دلاوینگے **قال** یہ آیت سورہ محمد صلعم میں ہے اور ہم
دعوی کرتے ہیں کہ سورہ محمد مکے میں بزمانہ فتح مکہ یعنی سنہ ہجری میں نازل ہوئی ہے اور اس
دعوے کے ثبوت پر تین قطعی دلیلیں ہیں **اقول** ناظرین اس بحث کو اول سے تا آخر
دیکھ لیں کہ کسی دلیل سے مجتہد عصر کی دعوی اونکا یعنی نزول آیت کا زمانہ فتح مکہ یعنی رمضان
سنہ ہجری میں ثابت نہیں اور جسقدر اس باب میں اونہوں نے دلائل پیش کیں ہیں سب
مبنی بر تقلید اور بے سند مثلاً ابن عباس کا قول لکھا تو اوسکی کچھ سند نہیں بلکہ وہ بھی صرف
مبنی بر تقلید اور تقلیدی اقوال سے بھی مدعا ثابت نہیں ہوتا بعض اقوال سے جو یہ بات
ثابت ہوتی ہے کہ یہ سورہ مکیہ ہے تو ظاہرا وہ اقوال علمائے حنفیہ کے ہیں وہ یہ کہتے ہیں کہ قبل از
ہجرت یہ آیت نازل ہوئی تھی اور اس میں یہ اشارہ تھا کہ آیندہ جہاد فرض ہوگا اور بشارت

تھی کہ تم کفار پر فتح پاؤ گے بعد ازان آیات سورۂ انفال و براءۃ سے آیۃ سن و فدا کی منسوخ
ہو گئی اور تفصیل اسکی آگے آوے گی پس مجرد یہ قول کہ یہ سورہ مکیہ ہی واسطے اثبات اس امر
کے کافی نہین ہی کیونکہ اون قائلین کا مطلب یہ ہی کہ یہ آیت بزمان فتح مکہ نازل ہوئی ہی دیکھیئے بعض
سورتون کی نسبت یہ لکھا ہی کہ یہ مکیہ ہین اس سے یہ لازم نہین آتا کہ وہ زمان فتح مکہ مین نازل
ہوئی ہون پس اگر سورۂ محمد صلعم کی نسبت کسی نے یہ لکھا کہ مکیہ ہی تو اس سے کیونکر لازم آیا
کہ زمانۂ فتح مکے مین نازل ہوئی کیا لفظ مکیہ منسوب طرف فتح مکہ کے ہی جو مجتہد عصر نے لیا
گمان فاسد کیا ہی اب ہم دلائل قطعیہ مجتہد عصر پر متوجہ ہوتے ہین قال اول یہ کہ تفسیر بیضاوی
مین لکھا ہی کہ بعض علما کا قول ہی کہ سورۂ محمد صلعم مکے مین نازل ہوئی ہی اقول آپ نے فرمایا تھا
معاہدے کو اور اپنے دعوے ترک اتباع و تقلید کو صلّت علی بالاسد و صلّت علی الثانی تو
اور بعد ازان یہ التماس ہی کہ بعض علما کا قول بھی سہی مگر یہ تو کسی نے بھی نہین کہا کہ بروز
فتح مکہ نازل ہوئی پھر آپ کا مدعا کہ بروز فتح مکہ نازل ہوئی ہی اس قول غیر ثابت سے بھی ثابت نہوا دوسرے یہ کہ حضرت
ابن عباسؓ فرماتے ہین کہ یہ آیت بعد جنگ بدر نازل ہوئی ہی چنانچہ تفسیر کبیر مین تحت آیۂ کریمہ
مَا كَانَ لِنَبِيٍّ أَنْ يَكُونَ لَهُ أَسْرَىٰ یہ قول ابن عباسؓ کا مندرج ہی اقول یاد فرمائیے
معاہدہ اور دعوی ترک اتباع کو بڑا تعجب ہی کہ آپ نے اوس مضمون کو جو تفسیر کبیر مین بعد نقل
قول ابن عباس کے لکھا ہی اس جگہ بیان نکیا حالانکہ صاحب تفسیر مذکور نے اس قول کی
بدلیل قوی تضعیف کی ہی اور صاف لکھا ہی کہ لیس کذلک یعنی یہ بات نہین پس آپ کی وہ مثل
ہی کہ الغریق یتشبث بکل حشیش علاوہ بران قول غیر ثابت ابن عباسؓ سے بھی جو تفسیر
کبیر مین منقول ہی یہ نہین کہ آیۂ من و فدا زمانہ فتح مکہ مین نازل ہوئی اور نزول بعد جنگ بدر
مستلزم نزول کا بروز فتح مکہ نہین ہی پس اس قول ضعیف سے بھی دعوی مجتہد صاحب کا کسی
طرح پر ثابت نہین ہو سکتا قال تیسرے یہ کہ علما حنفیہ جو یہ کہتے ہین کہ یہ آیت بدر کی لڑائی
مین اوتری تھی اقول یہ کسیکا قول نہین صاحب ہدایہ نے لکھا ہی کہ یہ آیت منسوخ ہی اور

اسی طرح پر صاحب توضیح اور صاحب فتح القدیر لکھتے ہین اونمین سے کسی نے یہ نہین کہا کہ یہ آیت بدر کے روز نازل ہوئی ہے پس اسکی بنا پر جسقدر مجتہد عصر نے لکھا ہے ہمکو اوسکی طرف توجہ ضرور نہین ہان اسقدر ہمکو لکھنا ضرور ہے کہ یہ تیسری دلیل مجتہد عصر کی ہے اس امر کے اثبات پر کہ یہ آیت بروز فتح مکے کے نازل ہوئی ہے مگر یہ دلیل کسی طرح پر مجتہد عصر کی مدعا پر دلالت نہین کرتی اگر بالفرض کسی نے یہ کہا بھی ہو کہ یہ آیت بدر مین اوتری ہے اور اوسکا وہ قول غلط بھی نہو تو بھی یہ امر کیونکر ثابت ہوا کہ وہ آیت فتح مکہ کے دن اوتری ہے پس غلطی مجتہد عصر کی اس قول سے استدلال کرنے مین جیسی کہ وہ زیادہ روشن ہے ارباب عقل کی جناب مین التماس ہے کہ وے تینون دلیلون پر مجتہد عصر کی نظر فرماوین اور انصاف کرین کہ یہ کیسے مجتہد عصر ہین کہ ان دلائل کو جنسے ایک ذرہ بھی ثبوت نزول آیت کا فتح مکہ مین نہین دلائل قطعیہ اور ثبوت مذکور کے فرماتے ہین اگر انھین کا نام دلائل قطعیہ ہے تو دیکھیے کہ دلائل ظنیہ کیا تماشا دکھاوین اب ہم کہتے ہین کہ احق الحق ان تتبع خود اوس سورۃ کے مضمون کو دیکھنا چاہیے کہ اوس سے کیا معلوم ہوتا ہے آیا یہ معلوم ہوتا ہے کہ مکی ہے یا مدنی ہے اگر مدنی ہے تو کس زمانے مین نازل ہوئی ہے مین کہتا ہون کہ یہ سورۃ ظاہرا مکیہ نہین ہے کیونکہ اسمین یہ آیت ہے کہ وَكَأَيِّنْ مِنْ قَرْيَةٍ هِيَ أَشَدُّ قُوَّةً مِنْ قَرْيَتِكَ الَّتِي أَخْرَجَتْكَ بہت قریے قوت مین شدید تر تھے تیرے قریے سے جسمین سے نکالدیا وہان کے رہنے والون نے تجکو پس ظاہر ہوا کہ بعد ہجرت پیغمبر صلعم کے یہ سورۃ نازل ہوئی پس ظاہرا مدنی معلوم ہوتی ہے اور چونکہ اسی سورۃ مین ہے وَيَقُولُ الَّذِينَ آمَنُوا لَوْلَا نُزِّلَتْ سُورَةٌ فَإِذَا أُنْزِلَتْ سُورَةٌ مُحْكَمَةٌ وَذُكِرَ فِيهَا الْقِتَالُ رَأَيْتَ الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ مَرَضٌ يَنْظُرُونَ إِلَيْكَ نَظَرَ الْمَغْشِيِّ عَلَيْهِ مِنَ الْمَوْتِ فَأَوْلَىٰ لَهُمْ طَاعَةٌ وَقَوْلٌ مَعْرُوفٌ فَإِذَا عَزَمَ الْأَمْرُ فَلَوْ صَدَقُوا اللَّهَ لَكَانَ خَيْرًا لَهُمْ کہتے ہین وہ لوگ جو ایمان لائے ہین کیون نہین اوتاری گئی سورۃ (یعنی فرضیت جہاد مین) پس جب نازل ہو گی کوئی سورۃ محکم اور ذکر کیا جاویگا اوسمین لڑائی کا تو دیکھے گا تو اون لوگونکو جنکے دل مین

بیماری ہو کہ ستنے گئیں تجکو تکنا اوسکا سا جس پر بیہوشی موت کی چھا گئی ہو لپس خرابی ہی اونکی حالت
اور بات سچی بہتر ہی لپس جب پکا ہو جاویگا وہ کام (یعنی وجب ہو جاویگا جہاد) تو اوسوقت اگر
سچے رہیں گے تو بہتر ہوگا اونکے لیے اس سے صاف ثابت ہوا کہ یہ سورۃ فرضیت جہاد کے
پیشتر اوتری ہی جسوقت میں کہ مسلمان آرزو کرتے تھے کہ جہاد فرض کیا جاوے اور اس باب
میں حکم قرآن نازل ہووے پس نزول اس سورہ کا اوائل سنین ہجرت میں ہی جنگ بدر
سے پیشتر قبل از فرضیت جہاد صاف عیان ہی اگر کوئی یہ کہے کہ اس سورۃ میں جو آیت ہے
کہ اذا لقیتم الذین کفروا فضرب الرقاب کہ جب مقابلہ میں ہو تم اون لوگوں سے جو
کافر ہیں پس مارنا گردنوں کا ہی اس سے ظاہر ہوتا ہی کہ جہاد پیشتر فرض ہو چکا ہی تو جواب
اوسکا یہ ہی کہ یہ بھی واسطے استقبال کے ہی جیسا کہ فاذا عزم الامر میں بیان کیا گیا یعنی جب
آیندہ ایسا ہو کہ تمھارا مقابلہ کفار سے پڑے تو اونکو خوب قتل کیجیو اسلیے کہ حرف اذا جو
واسطے غیر مفاجات کے ہی غالب اوسمیں یہ ہی کہ متضمن ہوتا ہی معنی شرط کو اور ظرف ہوتا ہی
استقبال میں قال تعالی اذا دعاکم دعوۃ من الارض اذا انتم تخرجون جب
بلاویگا تمکو بلانا زمین سے اوسوقت ہی تم نکل آؤ گے قال الشاعر والنفس راغبۃ اذا
رغبتھا فاذا ترد الے قلیل تقنع پس اس آیت سے فرضیت جہاد کی ثابت نہیں ہوتی البتہ
اشارہ نکلتا ہی کہ آیندہ جہاد فرض ہوگا اور اوسوقت تمکو یہ کام کرنا ہوگا جب یہ امور متحقق
ہوئے تو اب ہم یہ کہتے ہیں کہ دعوی مجتہد صاحب کا کہ یہ سورۃ ایام فتح مکہ میں نازل ہوئی ہی
تمامتر غلط ہی اور خود اوسی سورۃ سے تکذیب مجتہد عصر کی ثابت ہی علاوہ بران ایک دلیل
اور علماء حنفیہ کی طرف سے اسپر قائم ہوئی ہی کہ یہ سورۃ قبل از واقعہ بدر نازل ہوئی ہی
چنانچہ ہم اوسکو آیندہ لکھینگے اور ہرگاہ کہ مجتہد عصر کے پاس کوئی دلیل قوی یا ضعیف کہ
جس سے یہ گمان بھی پیدا ہووے کہ یہ سورۃ ایام فتح مکے میں نازل ہوئی ہی نہیں ہی تو دعوی
اونکا بمقابل دلائل مذکورہ کے ہرگز لائق التفات کے بھی نہیں ہی کیونکہ دعوی بلا دلیل

فی نفسہ لائق التفات کے نہین ہوتا چہ جائیکہ بمقابلہ اوسکے دلائل موجود ہون —

فائدہ جلیلہ مجتہد عصر یہ امر ثابت نہ کر سکے کہ آیت اما منا بعد واما فداء بروز فتح مکہ نازل
ہوئی ہی تو آیندہ جہان مجتہد عصر اسکے اثبات کا حوالہ دینگے ہم باین الفاظ اونکا رد کرینگے
کہ دیکھو فائدہ جلیلہ **قال** بحث دوم متعلق بعنی حصر امام ابوحنیفہ صاحب تو قیدیون کا چھوڑنا
کسی طرح پر جائز نہین سمجھتے **اقول** مذہب حنفیہ ہمنے اوپر بیان کر دیا ہی **قال** مگر امام شافعی صاحب
اور امام احمد حنبل صاحب فرماتے ہین کہ قیدیون کا قتل کرنا بھی جائز ہی اور لونڈی و غلام
بنانا بھی جائز ہی اور احسان رکھکر اور فدیہ لیکر چھوڑ دینا بھی جائز ہی **اقول** فتح القدیر مین
لکھا ہی کہ بقولنا قال مالک و احمد اس سے معلوم ہوتا ہی کہ امام مالک اور امام احمد اور امام
ابوحنیفہ رحمہم اللہ تعالی اسپر متفق ہین کہ بدون فدیہ کے چھوڑ دینا قیدیون کا اونکے کفر پر
جائز نہین ہی **قال** جن بزرگون نے قیدیون کی نسبت چارون امر یعنی قتل و استرقاق
و من و فداء جائز قرار دیئے اونھون نے یہ دیکھ لیا کہ تمام غزوات مین کیا کیا واقع
ہوا اور اوس سبکو اونھون نے جائز قرار دیا **اقول** اونپر واجب تھا کہ افعال و اقوال
رسول اللہ صلعم پر غور فرمائین چنانچہ اونھون نے اونپر بہت احتیاط سے جیسا کہ چاہیے تھا
غور فرمائی **قال** مگر غور صرف اسپر کرنا تھا کہ جب قیدیون کی نسبت خاص حکم آچکا اوسکے
بعد کیا کیا ہوا **اقول** صرف اسپر غور کرنا اور حالات سابقہ پر توجہ نکرنا یہ کام نادانون اور
بے احتیاطون کا ہی مجتہدین امت نے سب حالات سابقہ اور مستقبلہ پر غور فرمائی ہی
اور امام شافعی رحمہ اللہ تعالی نے اس آیت پر اور حالات سابقہ اور حالات مستقبلہ پر بخوبی غور
کرکے چارون امر جائز رکھے ہین اگر وہ اس آیت پر غور نفرماتے تو من و فدا کو کیون جائز ٹھہراتے
کیونکہ دوسری آیت جو غزوہ بدر کے قیدیون مین نازل ہوئی تھی اوس سے تو من و فداء
کی ممانعت ظاہر تھی اور اونھون نے بعد کے حالات پر بھی بخوبی غور کی اور غزوہ اوطاس
کے سبایا اور قیدیون پر نظر کی اور آیت والمحصنات من النساء الا ما ملکت ایمانکم کی شان

فائدہ جلیلہ

نزول اور اوسکے کلمات کی مفہوم پر عیوب غور کی ہی تب اونھون نے یہ چارون امر جائز
ٹھہرائے ہین قال یہ بات بخوبی ثابت ہوگئی ہی کہ اوسکے بعد بجز منّ و فدا کے اور کچھ
نہین ہوا اقول جھوٹھی بات ہی بلکہ برعکس اوسکے بخوبی ثابت ہوگیا ہی کہ ہوازن وغیرہ کے
بعض قیدی قتل کیے گئے اور بعض کو رقیق بنایا گیا اور غزوہ اوطاس کے قیدی
لونڈی غلام بنائے گئے قال بہرحال منشا ان اختلافات کا کچھ ہی ہو جب بعد کے
عالمون نے ایمہ مین یہ اختلاف دیکھا تو اپنے اپنے مذہب کی طرفداری سے آیۂ
کریمہ اِمَّا مَنًّا بَعْدُ وَاِمَّا فِدَاءً مین جو صریح حصر ہی اوسپر کج بحثی شروع کی اور کہا اسسے
حصر ہی مراد نہین ہی اقول انصاف کرو اور اسوقت حب جاہ اور تقلید بیجا کو طرف
کرکے فرماؤ کہ کج بحثی آپ کی ہی یا اونکی آپ مدعی حصر کے ہین آپنے کون سی دلیل اسپر پیش
کی کہ اما واسطے حصر کے ہی جسقدر معانی علماے لغت نے امّا کے لکھے ہین اونمین تو
حصر کا نام بھی نہین ہم بدلائل دعوی حصر کو باطل کرچکے ہین آپنے جو خلاف لغت
ایک بات طبیعت سے گھڑکر لکھدی تو فرمایئے کہ کج بحثی آپکی ہی یا اونکی تعجب ہی کہ آپ
اپنے دل مین کچھ نہ شرمائے اور دوستون کی طرفداری سے جو ایک بات طبیعت
سے گھڑی تھی اوسکو کج بحثی تصور نہ کرکے اپنے جرم کا الزام صلحا اور علما پر لگانے
لگے آپکی وہ مثل ہی کہ اولٹا چور کوتوال کو ڈانڈے واقع مین یہ بات ہی کہ اون لوگون
کا ایک کمال یہ بھی ہی کہ آپ ہی لوگ اونپر طعن کیا کرین و لنعم ما قال واذا اتتک مذمتی
من ناقص فھی الشھادۃ لی بانی فاضل قال چنانچہ تفسیر کبیر مین لکھا ہی کہ امّا و انّما
للحصر وحالھم بعد الاسر غیر منحصر فی الامرین بل یجوز القتل والاسترقاق
والمن والفداء نقول الخ اقول واہ جناب مجتہد صاحب گرے تو ایسے گرے کہ اثبات
معنی لغت پر فخر رازی کے قول کو تقلیداً استدلال لائے جسکو آج تک کسی نے علماے
لغت اور علماے علوم عربیہ مین شمار بھی نہین کیا پھر اس بات کو تو ہم ہرگز پسند نہ کرینگے

کہ ایک معاملہ مین تو فخر رازی کی تقلید اور دوسرے جزو مین اوسپر انکار شدید انما کو جو اونھون
نے مثل انما کے واسطے حصر کے ازراہ غلطی کے قرار دیا اوس غلطی مین تو آپ اونکی پیروی
اور تقلید کرنے لگے اور جو اونھون نے بعد غلطی کے اوس غلطی کے نتیجۂ غلط کے دفع کرنیکے لیے توجیہ
کی تو اوسپر نام دھرنے لگے معنی لغت مین فخر رازی اصلاً مستند نہین وہ علما کے لغت مین
سے نتھے مشاہیر نحاۃ مین سے بھی نتھے علماے بیان مین سے بھی نتھے پس جو اونھون
نے اِنّما کو بمعنی انما کے برخلاف لغت عرب اور برخلاف ائمۂ لغت و نحو و بیان کے
تسلیم کیا یہ تسلیم اونکی سراسر غلط تھی اوس غلطی کی آپ نے محض تقلیداً پیروی کی یہ بات
آپ کی قابل تسلیم نہین مگر چونکہ پھر بھی فخر رازی کمال رکھتا تھا باوجود غلطی کرنیکے معنی لغت
مین غلطی کے نتیجے سے لوٹ پلٹ کر نکل گیا خرابی تو ناقصون کی ہی کہ خود بصیرت نہین
رکھتے اور کسی صاحب کمال کا ہاتھ نہین پکڑتے اس سبب سے ہمیشہ مبادی اور مقاصد
مین غلطی ہی مین پڑے رہتے ہین اگرچہ ہمکو کچھ ضرورت کسی بحث کی اس امر مین نہین کیونکہ
یہ توجیہ فخر رازی کی مبنی اوپر بناے فاسد کے ہی مگر پھر بھی ہم شرح کرتے ہین عبارت تفسیر کبیر
کی جس سے مجتہد عصر نے استدلال فرمایا ہی تاکہ ظاہر ہو جاوے کہ بفرض و تسلیم حصر کے
بھی آیۂ مستدلہ اوپر ممانعت قتل و استرقاق کے دلالت نہین کرتی قال فی تفسیر قولہ
تعالی فَاِذَا لَقِیْتُمُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا فَضَرْبَ الرِّقَابِ حَتّٰی اِذَآ اَثْخَنْتُمُوْهُمْ حتی لبیان
غایۃ الامر لا لبیان غایۃ القتل والقتل جایز حتی جو اذا اثخنتموہم پر داخل ہی واسطے بیان
غایۃ امر کے ہی نہ واسطے بیان غایۃ قتل کے حال یہ ہی کہ قتل تو جائز ہی یعنی کوئی یہ نہ سمجھے
کہ بعد اثخان قتل جائز نہ رہا اور غایۃ قتل اثخان ہی تک ہی بلکہ مراد یہ ہی کہ حکم وجوب قتل
کے غایۃ اثخان ہی کہ بعد اثخان قتل واجب نہ رہا بلکہ جائز ہو گیا یعنی پیش از اثخان بجز
قتل کے اور کچھ نتھا اب سواے قتل کے وہ امور جو آیندہ مذکور ہین مشروع ہو گئے
اور قتل بھی جائز رہا کہ بحسب مصالح جاہین تو قتل کرین چاہین امور مذکورۂ مابعد پر عمل کرین

واذا التحق المثخن بالشیخ الھرم والمراد کما اذا قطعت یداہ ورجلاہ فنھی عن قتلہ
اور جب لائق ہو جاوے مثخن ساتھ بوڑھے بیکار کے یعنی کٹ جاوین اوسکے دونون ہاتھ یا دونون پاؤن
تو نہی کی گئی ہی اوسکے قتل سے ۱۲ یعنی جب مثخنین کا ایسا حال ہو جاوے کہ مانند پیران
ضعیف کے تمامتر بیکار ہو جاوین تو جو نہی احادیث مین پیران ضعیف کے قتل کی وارد
ہی وہ نہی اونکو بھی متناول ہو گی اور قتل اونکا منہی عنہ ہو گا ثم قال تعالی فشدوا الوثاق
امر ارشاد مشکین باندھنے کا امر امر ارشادی ہی یعنی امر استحبابی ہی امر وجوبی نہین کہ مانع جواز
قتل ہو وے ثم قال تعالی فاما منا بعد واما فداء وفیہ مسائل المسئلۃ الاولی
اما وانما للحصر وحالھم بعد الاسر غیر منحصر فی الامرین بل یجوز القتل والاسترقاق
والمن والفداء فنقول ھذا ارشاد فذکر الامر العام الجائز فی سائر الاجناس والاسترقاق
غیر جائز فی اسر العرب فان النبی صلعم کان معھم فلم یذکر الاسترقاق واما القتل
فلان الظاھر فی المثخن الازمان ولان القتل ذکرہ بقولہ فضرب الرقاب فلم یبق
الا الامران ۱۲ اور اسمین کئی مسئلے ہین پہلا مسئلہ اما اور انما واسطے حصر کے ہی اور
حال اونکا بعد قید غیر منحصر ہی اون دونون امرون بلکہ جائز ہی قتل اور استرقاق اور من اور فدا
پس کہتا ہون مین کہ یہ امر ارشادی ہی یعنی وجوبی نہین پس ذکر کیا وہ امر عام کہ سب اجناس
مین جاری ہی اور استرقاق ناجائز ہی عرب کے قید یون مین کہ تھے پیغمبر اونکے ساتھ
اسی سبب سے استرقاق کا ذکر نکیا گیا اور قتل تو اس واسطے کہ ظاہر مثخنین مین بیکار ہو جانا ہی
اور اس سبب سے بھی کہ ذکر کیا ہی قتل کا اس قول سابقہ مین فضرب الرقاب پس
باقی رہے مگر وہی دو امر یعنی من و فدا ۱۲ خلاصہ کلام کا یہ ہی کہ من اور فدا اکا حکم وجوبی نہین
بلکہ استحبابی ہی اور دو چیزین جو مستحب ہون اونکے خاص ذکر کرنے سے نامشروع ہونا اور
مباحات کا لازم نہین آتا اور چونکہ استرقاق عرب جائز نہین اور مثخنین مین اکثر یہی بات ہی
کہ وے بیکار ہو جاتے ہین کہ اونکا قتل منہی عنہ ہی اور سوا اسکے قتل کا جواز قول سابق یعنی

ضرب الرقاب سے بھی ظاہر ہے چنانچہ توجیہ اسکی اوپر مذکور ہو چکی ہے پس واسطے بیان استحباب
اور فضیلت کے منجملہ چاروں صنفوں مذکورہ کے یہی دو صنف یعنی من و فداء باقی رہ گئیں
پھر آگے لکھتے ہیں والفداء یجوز ان یکون بالمال وان یکون غیرہ من الاساری او شرط یشترط
علیہم او علی واحد منہم اور فداء جائز ہے کہ مال ہووے اور یہ کہ سواے مال کے ہو کہ اوسکے
بدلے قیدی لیے جاویں یا کوئی شرط اون سب پر یا صرف اکیلے اسی شخص پر لگائی جاوے
پھر مسئلۂ ثالثہ کے آخر میں لکھتے ہیں المقصود ههنا ارشاد المؤمنين الى الفضل کہ مقصود
اس جگہہ ارشاد مومنین کا ہے طرف فضیلت کے یعنی حکم من و فداء کا ایجابی نہیں ہے بلکہ امر
فضیلت و ندب ہے غرضکہ تفسیر امام رازی کی مطابق بھی باوجود تسلیم کر لینے اس امر کے کہ اما
واسطے حصر کے ہے وجوب من و فداء اور ممنوع ہونا قتل و استرقاق کا لازم نہیں آتا غایۃ الامر
یہ ہے کہ من و فداء مستحب ہے اور قتل و استرقاق سے افضل ہے اور مجتہد عصر نے کوئی دلیل وجوب
من و فداء کی پیش نہیں کی کہ حصر بین الواجبین مستلزم عدم جواز امر ثالث کا ہووے اب ہم یہ دیکھتے
ہیں کہ مجتہد عصر فخر رازی کے اقوال کو کن کن وجوہ سے رد کرتے ہیں مخفی نرہے کہ فخر رازی نے
بعد تسلیم معنی حصر کے جو توجیہ کی ہے خلاصہ اوسکا یہ ہے کہ ذکر من و فداء کا ارشاد ہے اس امر کا کہ
یہ دونوں باتیں جمیع اجناس عرب و عجم میں جائز ہیں اور استرقاق عرب کے لوگوں کا جائز نہیں کیونکہ پیغمبر خدا صلعم
اونمیں سے تھے اسلیے ذکر استرقاق کا نکیا گیا تاکہ عموم اوسکا بھی سمجھا جاوے رہا قتل تو اوسکا حال یہ ہے کہ شدوا
وثاق مثخنین کا ہے اس آیت میں حکم ہے کیونکہ شدوا الوثاق میں کلمہ الوثاق معرف باللام ہے تو لام تعریف بعوض مضاف الیہ
ہے یعنی اصل میں شدوا وثاقہم تھا مضاف الیہ جو ضمیر راجع طرف مثخنین کے تھی اوسکو حذف
کر کے لام تعریف اوسکے عوض میں لے آئے اور چونکہ مشدد الوثاق صرف مثخنین ہی ٹھہری
اور مثخنین بالیقین ناکارہ ہات پانون سے اپاہج معذور ہی ہونگے پس وجوب قتل اونسے
ساقط ہو گیا پس کوئی چیز باقی نرہی مگر یہی دونوں امر یعنی من و فداء اور علاوہ بران قتل کا حکم
کلمہ فضرب الرقاب سے ثابت ہے مگر غیر مثخنین میں تو وہی واجب رہا مثخنین میں واجب نرہا

غایت وجوب قتل انخان تک تھی اور رفع وجوب سے جواز باطل نہین ہوسکتا مجتہد عصر ایک
حرف بھی تقریر فخر رازی کا نہین سمجھے پہلے ہی غلطی تو یہ کی کہ اوسنے جو یہ لکھا تھا (فلان الظاعن
فی المتخنین الاسرامان) لفظ ازمان کا یہ مطلب سمجھے کہ اسکے لیے کچھ زمانہ چاہیے کہ لفظ ازمان کو
مادۂ زمان سے جو بمعنی ساعات ہی تصور فرمایا اور اوسی طرح پر اوسکا ترجمہ کردیا گیا کرین مجبور ہین
لغت عرب سے آگاہی حاصل نہین مادہ معروف ہی پر اوسکو محمول فرمایا یہ غور نہ کی کہ فخر رازی
کی عبارت مین لفظ افعال ہی کہ دلالت کرتا ہی اوپر اشتقاق کے اور زمانہ جامد ہی شاید کہ اوسکو
افعال بفتح ہمزہ بصیغۂ جمع تصور کیا اور یہ غلطی بالاے غلطی ہی چونکہ لغت عرب سے واقف
نہین ہین عبث مدعی اجتہاد ہوئے ہین ہر جگہہ پر غلطی پر غلطی کرتے چلے آتے ہین حال آنکہ
ازمان جو تفسیر کبیر مین بیان واقع ہی زمانہ سے نہین بلکہ زمانت سے ہی جسکے معنی ہین آفت
زدہ ہوجانا جاندار کا چنانچہ کہتے ہین کہ فلانے کو مرض مزمن لاحق ہی یعنی ایسا مرض ہی کہ
جسنے اوسکو بیکار اور ماؤف اور معذور کردیا ہی صراح زمانۃ بالفتح برجا ماندگی ع ک ۱

ف ۲ رجل زمن لغت منہ باینہمہ غلط کاری کے مجتہد صاحب فخر رازی پہ معترض ہوکر فرماتے
ہین **قال** جو لغویت اس تقریر کی ہی وہ خود اوس سے ظاہر ہی اول تو یہ کہنا غلط ہی کہ قوم
عرب کا استرقاق ناجائز تھا **اقول** کوئی دلیل اسپر لائے ہوتے یا اونکے دلائل کو رد کیا
ہوتا عدم جواز استرقاق عرب کے جو لوگ قائل ہین وے اسپر کئی دلیلین پیش کرتے ہین اول
حدیث متفق علیہ قریش والانصار و مزینۃ و اسلم و غفار و اشجع موالی لیس لہم مولی دون
اللہ ورسولہ یعنی قریش اور انصار اور مزینہ اور اسلم اور غفار اور اشجع یہ خود آقا ہین نہین ہی اونکا
کوئی آقا سواے خدا اور رسول کے دوسری حدیث جسکا ذکر آگے آویگا کہ ایک کنیز عائشہ
کی نسبت پیغمبر خدا صلعم نے عائشہ رض سے فرمایا کہ اعتقیہا فانہا من ولد اسمعیل آزاد کردے
اسکو کیونکہ یہ اولاد اسمعیل عم سے ہی تیسری دلیل اونکی یہ ہی کہ پیغمبر عربی قوم مین سے ہین اور
جسطرح کہ استرقاق بنی اسرائیل شریعت موسویہ مین جائز نہ تھا اسی طرح استرقاق بنی اسمعیل کا

شریعت محمدیہ مین جائز نہین کہ جامع دونون مین ایک ہی بات ہے بدون رد وجوہ خصم سمجھ گیا یہ بات
کہدینی کہ یہ کہنا غلط ہے ہرگز مقبول نہین ہوسکتی چند سے بعد دریاب اعتاق جاریہ تمیمیہ کے
آپ نے خود سبب اعتاق اسکو قرار دیا ہے فانہا من ولد اسمعیل کہ وہ اولاد اسمعیل ہے پھر آپ اس
باب مین فخر رازی پر کسطرح پر معترض ہوسکتے ہین **قال** اور بالفرض اگر کوئی قوم حکم استرقاق سے
مستثنے تھی تو اوسکو مستثنی کرتا نہ یہ کہ اوس حکم کے بیان ہی کو متروک کیا جاتا **اقول** جناب
آپ بھی تھوڑے عرصے کے بعد المشرکین سے مشرکین عرب مراد لیتے ہین چنانچہ عنقریب بحث
اوسکی آتی ہے پس اگر فخر رازی نے بھی الذین کفروا سے کفار عرب مراد لیے اور وہی وجہ
پیش کی ہوئی آپکا پیش کی کہ تمام کفار سے مقابلہ اور اونکی گردنین مارنی تو محال عادی
ہے پیش کی اور بسبب خصوصیت آیت کے کفار عرب سے کچھ ضرورت استثنا کی نہ سمجھی تو اب کیس
منہ سے اوسپر معترض ہوسکتے ہین **قال** اور از مان کے سبب سے حکم قتل کا بیان نہ کرنا
یا جو حکم قتل عین لڑائی مین ہے اوسکو بعد لڑائی کے قیدیون کی نسبت منسوب کرنا ایسی لغو
باتین ہین کہ کوئی اوسپر التفات نہین کرسکتا **اقول** دونون اعتراض مجتہد عصر کے بلا دلیل اور
محض لغو ہین امام رازی کا یہ مطلب ہے کہ پیش از زمان من اور فدا اور قتل مین حصر تھا یعنی
کفار زمانہ اقبال و اسمعیل کے حق مین سوا من اور فدا اور قتل کے اور کسی چیز کا حکم نتھا بعد از زمان
قتل جاتا رہا پس دو ہی صورتین باقی رہگئین صرف اونھین کو بیان کیا گیا اس تقریر مین
کیا لغویت ہے وجہ لغویت تو بیان فرمائی ہوتی اسی طرح پر یہ جو فرماتے ہین کہ جو حکم قتل عین
لڑائی مین ہے الخ یہ بھی بلا دلیل ایک لغو بات ہے مجتہد عصر اسپر اگر کوئی دلیل رکھتے ہون تو پیش
کرین کہ جملہ احکام جو عین لڑائی مین ہین بعد لڑائی کے وہ مبدل ہوجاتے ہین اور مبدل ہوجانا
اونکا ضرور نہین ہم کہتے ہین کہ یہ بات غلط ہے دیکھو بنی قریظہ کے مقاتلین انکو اسیر کرکے
قتل کرایا گیا اگر قول مجتہد عصر کا صحیح ہوتا تو اونکو ہرگز قتل نہ کرایا جاتا سوا اسکے امام رازی
جو یہ لکھتے ہین کہ یہ امر ارشادی ہے یعنی ایجابی نہین ہے اسکا کیا جواب ہے مجتہد صاحب نے

اسپر نہ کچھہ اعتراض کیا نہ ایجاب ثابت کیا غرضکہ ایک بات بھی امام رازی کی مجتہد عصر سے
اوٹھہ نہ سکی اور بھلا اسقدر بلا دلیل کہدینا کہ یہ بات لغو ہی دلیل عجز اور سراسر لغو ہی اور اصلا
قابل التفات نہین **قال** بحث سوم نسبت معنی منّ و فدا منّ کے معنی قیدیون کو اونپر
احسان رکھہ کر اور فدا کے معنی کچھہ لیکر چھوڑ دینے کے ہین اور یہ ایسے معنی ہین کہ کوئی بھی
اس سے انکار نہین کرسکتا **اقول** من کے یہ معنی نہین بلکہ معنی منّ انعام ہین چنانچہ علمای
لغت اسپر متفق ہین اور یہ ایسی بات ہی کہ کوئی اس سے انکار نہین کرسکتا یَمُنُّونَ عَلَيْكَ
أَنْ أَسْلَمُوا قُلْ لَا تَمُنُّوا عَلَيَّ إِسْلَامَكُمْ بَلِ اللَّهُ يَمُنُّ عَلَيْكُمْ وَتِلْكَ نِعْمَةٌ تَمُنُّهَا عَلَيَّ أَنْ
عَبَّدْتَ بَنِي إِسْرَائِيلَ **قال** تفسیر احمدی مین لکھا ہی کہ من کے معنی قیدی کافر کو بغیر کچھہ
لیے چھوڑنے کے ہین اور فدا کے معنی کچھہ مال لیکر یا مسلمان قیدی کے بدلے مین کافر
قیدی کو چھوڑ دینے کے ہین المن ان یترک الاسیر الکافر من غیر ان یوخذ منہ شیٔ
والفداء ان یترک ویاخذ منہ مالا او اسیرا مسلما انتہے **اقول** جناب آپ یہان خیانت
کو کام مین لائے اور تھوڑی عبارت جو اس سے پہلے ہی چھوڑ دی ورنہ معلوم ہوجاتا کہ یہ
معنی مطلق من کے نہین بیان کیے بلکہ اوس منّ کے ہین جسکی صاحب شارح وقایہ نفی
کا قائل ہی اور یہ قول بھی تفسیر احمدی مین قول شارح وقایہ کا نقل کیا ہی چنانچہ عبارت اوسکی یہ ہی
کہ وقال فی شرح الوقایۃ وقتل الاساری او استرقہم او ترکہم احرارا ذمۃ لنا ای لیکونوا
اہل ذمۃ لنا ونفی منّہم وفداہم والمنّ ان یترک الاسیر الکافر من غیر ان یوخذ
منہ شیٔ والفداء ان یترکہ ویاخذ منہ مالا او اسیرا مسلما یعنی کہا ہی شرح وقایہ مین او قتل
کرے امام قیدیون کو یا رقیق کرے اونکو یا چھوڑے اونکو ذمی ٹھہرا کر اور نہ مانے اونکی من اور
فداء اور یہ من (یعنی جسکے نفی کا حکم ہی) یہ بات ہی کہ قیدی بغیر کچھہ لیے چھوڑ دیا جاوے اور
یہ فدا یہ بات ہی کہ بدلے مین مال یا قیدی مسلمان کے چھوڑ دیا جاوے پس ظاہر ہوا کہ یہ
تعریف من کی جو شرح وقایہ مین ہی مطلق من کی نہین بلکہ اوس من کی ہی جسکی نسبت وہ لکھتا ہی

کہ نفی المن الخ جب یہ امر تحقیق ہوا کہ من سکے معنی مطلق احسان اورانعام کے ہین یہی وہ شے محتمل ہے
اور پہر طرح کے احسان کے بیچ منجملا اوسکے یہہ ایک صورت احسان کی ہی کہ جان بچا دیجاوے اور رفیق بنا لیا جاوے
یا جزیہ لیکر ذمی کر دیا جاوے **قال** یہ تمام تاویلین بلکہ تحریفین صحیح معنون کی غلط اور خیالی
معنون کی طرف صرف بات کی پیچ اور مذہب کی طرفداری اور تقلید کی گمراہی کے سبب
کی گئی ہین **اقول** بات زبان سے کہدینی بہت آسان ہی مگر جو بات زبان سے
نکالی جاوے اوسکو ثابت کرنا لازم ہی کوئی دلیل تحریف اور غلطی کی لکھی ہوتی اور اگر آپ
دل مین انصاف کرین اور ایمانداری کو ہاتھ سے ندین تو یہ توجیہ اون توجیہات سے
ہزاران ہزار درجہ بہتر ہی کہ جو آپ نے معنی ملکت ایمانکم مین اور معنی افاء اللہ اور معنی ایما
مین کی ہین کیونکہ یہ توجیہ گو کہ کیسی ہی ہو مگر خلاف لغت کے نہین اور آپ کی وہ توجیہات
باوجود رکاکت اور زیافت اور انکار مقام کے سراسر خلاف لغت کے ہین پس اس توجیہ
پر اطلاق تحریف کا کسی طرح پر نہین ہو سکتا مگر آپ کی توجیہات پر بلا شک و شبہ اطلاق
تحریف اور گمراہی مین کچھ کلام نہین **قال** بحث چہارم متعلق خاص ہونے اس آیت
کے اکثر علما سے حنفیہ کا قول ہی کہ یہ آیۃ قیدیان بدر سے مخصوص ہی پس قول کی غلطی خاص
بحث اول سے بخوبی ثابت ہی اسلیے کہ اوس بحث مین ہمنے ثابت کر دیا ہی کہ بدر کی لڑائی
تک یہ آیت نازل ہی نہین ہوئی تھی **اقول** ہم اوپر ثابت کر چکے ہین کہ سورہ محمد صلعم
جسمین یہ آیت ہی جنگ بدر سے پیشتر نازل ہوئی ہی اور یہ بھی ہم اوپر لکھ چکے ہین کہ علماے
حنفیہ سورۂ محمد صلعم کو مکیہ سمجھتے ہین یعنی قبل از ہجرت نازل ہوئی ہی اور بعد اوسکے سورۃ
انفال کی آیات سے اور سورۂ براءۃ کی آیات سے منسوخ ہو گئی مجتہد عصر جو یہ فرماتے
ہین کہ ہمنے ثابت کر دیا ہی کہ بدر کی لڑائی تک یہ آیت نازل ہی نہین ہوئی تھی غلط ہی دیکھو
فائدۂ جلیلہ بحث اول کا ہان یہان ایک شبہ البتہ وارد ہوتا ہی اور وہ یہ ہی کہ جب جنگ
بدر سے پیشتر یہ آیت نازل ہو چکی تھی تو پیغمبر خدا صلعم نے جو قیدیان بدر کو فدیہ لیکر رہا

کردیا تو اوسپر انکار شدید کیون نازل ہوا کیونکہ اونھون نے بموجب تخییر کے عمل کیا تھا تو علمائے
حنفیہ اسکے جواب مین یہ کہتے ہین کہ چونکہ آیت مین ایجاب نتھا بلکہ تخییر تھی اور تخییر کے معنی معلوم
ہوچکے ہین کہ مستلزم منع غلو کا نہین ہے پس اونکو یہہ بھی جائز تھا کہ اساری بدر کو قتل کرین
مگر اونھون نے ایک روز انتظار وحی کا اس باب مین کیا کہ کیا کرنا چاہیے اور مشورہ اصحاب
رضوان اللہ علیہم سے کیا اور رائین اس باب مین مختلف ہوئین آخر کو جناب پیغمبر صلعم نے
ایک بات از روے اجتہاد کے اختیار کی لیکن اگرچہ اوس بات کی رخصت تھی مگر عزیمت
اوسکی خلاف مین تھی اور مقتضاے وقت یہ نتھا کہ اونکو چھوڑ دیا جاوے بلکہ مقتضاے
وقت یہ تھا کہ صنادید قریش کو اوسوقت قتل کیا جاوے تاکہ آیندہ جمعیت اونکی کم ہوجاوے
اور رعب اسلام دلون پر بیٹھ جاوے اور معاملہ انبیا کا یہہ ہے کہ اونپر ایسی عزیمت کے ترک پر
بھی انکار شدید اور تہدید کی جاتی ہے پس جو انکار اور تہدید قرآن مین اس فعل پر ہے منشا
اوسکا ترک عزیمت ہے اور یہ تقریر اونکی ایسی ہے کہ واسطے روشن مذکورہ کے ہر آیندہ کافی ہے
مجتہد عصر بھی اوس سے انکار نہین کرسکتے کیونکہ اونھون نے تبیین الکلام مین خود یہ
عبارت لکھی ہے کہ البتہ انبیا سے نیک ارادہ اور زیادہ نیکی حاصل کرنے کی نیت سے خطائے
اجتہادی کا ہونا ممکن ہے اور ظاہر ہے کہ جو کام نیک ارادہ سے کیا گیا ہو وہ گناہ شمار بھی نہین
مگر انبیا کی نسبت وہ بھی گناہ ہے انتہی اور علمائے حنفیہ یہہ بھی کہتے ہین کہ معنی لولا کتاب من اللہ
سبق لمسکم فیما اخذتم عذاب عظیم کے یہی ہین یعنی اگر آیت رخصت کی پیشتر خدا کی
طرف سے نہ اوتری ہوتی تو تمکو اس لینے پر عذاب رنج ناک پہونچتا لیکن چونکہ پیشتر آیت
رخصت اوتر چکی تھی اسلیے مجرد ترک عزیمت پر کچھہ عقاب نہ کیا گیا اور حجت اونکی یہہ ہے
کہ اگر یہہ آیت واقعہ بدر سے پیشتر نازل نہین ہوئی تھی تو اور کون سی آیت تھی جسکا ذکر آیت
لولا کتاب من اللہ سبق مین ہے اور بعض مفسرین جو کتاب کے معنی حکم لیتے ہین اور پھر حکم کی
تفسیر یہہ کرتے ہین کہ وہ یہہ حکم ہے کہ خدا عقاب نہ کریگا مجتہد پر اوسکی اجتہاد مین یا یہ کہ حکم

مراد یہ ہی کہ عذاب نہ کریگا اہل بدر کو اور سبق کی جو یہ تفسیر کرتے ہین کہ سبق اثبات فی اللوح
المحفوظ یعنی ہمیشہ ہوچکا ہی ثابت کرنا اوسکا لوح محفوظ مین ان سب کو وسے تسلیم نہین کرتے اور
وسے یہ کہتے ہین کہ ان سب تاویلات مین ارتکاب مجاز غیر متعارف اور حذف چند کلمات کا
ہی اور کوئی قرینہ اوسپر قائم نہین لیس حقیقت کو چھوڑکر مجاز غیر متعارف اور حذف کلمات کثیرہ کا
قائل ہونا بلا قیام قرینۂ قویہ کے اصلا جائز نہین ہی اور وسے یہ بھی کہتے ہین کہ فرض کیا جاوے
کہ یہ آیت جو جواز من و فدا پر دلالت کرتی ہی منسوخ نہین ہی تو تب بھی آیت کتاب من اللہ سبق
سے مطابق بیان مذکورہ کے لازم آتا ہی کہ نزول اوسکا قبل از واقعہ بدر ہی بعد تمہید ان
مطالب کے وسے یہ کہتے ہین کہ آیت من و فدا جو قبل از واقعۂ بدر کے نازل ہوئی ہی
آیت مَا كَانَ لِنَبِيٍّ أَنْ يَكُونَ لَهُ أَسْرَى حَتَّى يُثْخِنَ فِي الْأَرْضِ مناسب نہین پیغمبر کو
کہ اوسکے پاس قیدی ہون جب تک کہ نہ مار گرا وے ... ملک مین تُرِيدُونَ عَرَضَ   عرض زمین کر لیوین
الدُّنْيَا تم ارادہ کرتے ہو یعنی فدیہ لینے سے متاع دنیا کا وَاللَّهُ يُرِيدُ الْآخِرَةَ اور اللہ ارادہ
کرتا ہی آخرت کا یعنی خدا یہ بات پسند کرتا ہی کہ کفر و شرک روے زمین سے محو کیا جاوے
اور کفار کو چھوڑ نہ دیا جاوے اور دیگر آیات قتل سے منسوخ ہوگئے پس بعد ازان حکم من
و فدا کا باقی نرہا اگر کوئی یہ کہے کہ اون آیات سے تو صرف قتل کا وجوب دریافت ہوتا ہی
پس لازم آیا کہ استرقاق بھی جائز نہو یا یہ کہ ان آیات کو بھی منسوخ ٹھہرایا جاوے تو اسکے
جواب مین وہ یہ کہتے ہین کہ بیشک ان آیات سے ایسا ہی مستنبط ہوتا ہی لیکن چونکہ
درباب جواز استرقاق کے احادیث صحیحہ قولی و فعلی بہت منقول ہوئی ہین اور وسے
احادیث از قسم مشاہیر بلکہ متواتر المعنی ہین اور اس قسم کی احادیث سے ہمارے نزدیک
زیادت علی النص جائز ہی علاوہ بران آیات وَاعْلَمُوا أَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِنْ شَيْءٍ الآیہ اور آیہ
وَعَدَكُمُ اللَّهُ مَغَانِمَ كَثِيرَةً تَأْخُذُونَهَا فَعَجَّلَ لَكُمْ هَذِهِ اور آیہ أَثَابَهُمْ فَتْحًا قَرِيبًا
وَمَغَانِمَ كَثِيرَةً يَأْخُذُونَهَا اور آیہ وَالْمُحْصَنَاتُ مِنَ النِّسَاءِ إِلَّا مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ

مفسرین قہوت استرقاق ہین سواے اسکے مقصود اصلی یعنی کمزور کردینا محاربین کا اور گھٹا دینا اونکی جماعت کا جیسا کہ صورت قتل مین ہی صورۃ استرقاق مین بھی متصور ہی پس ان دلائل قطعیہ سے زیادت علی النص جائز ہوئی اور اس قسم کی زیادت ہمارے فرقہ اگرچہ ایک قسم ہی اقسام نسخ سے کہ پیشتر ایک ہی چیز جائز تھی اب ساتھ اوسکے ایک اور چیز بھی زیادہ ہو گئی مگر اصطلاح مین اسکا نام زیادۃ علی النص ہی جسطرح کہ آیت وضو مین صرف پانوں کا دھونا فرض تھا مگر بسبب خبر مشہور کے مسح علی الخفین بھی جائز ہوا پس اب بجز قتل و استرقاق کے کوئی چیز جائز نہین اگر کوئی کہے کہ بعد جنگ بدر کے بھی جہان رکھکر اور فدیہ لیکر چھوڑ دیا گیا ہی چنانچہ روایات مفصلۂ ذیل سے یہ بات ثابت ہی اول حدیث متفق علیہ بعث رسول اللہ صلعم خیلا قبل نجد فجاءت برجل من بنی حنیفۃ یقال لہ ثمامۃ بن اثال فربطوہ بساریۃ من سواری المسجد فخرج الیہ النبی صلعم فقال ما عندک یا ثمامۃ فقال عندی خیر یا محمد ان تقتل تقتل ذا دم وان تنعم تنعم علی شاکر وان کنت ترید المال فاسأل منہ ما شئت فترک حتی کان الغد ثم قال ما عندک یا ثمامۃ قال عندی ما قلت لک ان تنعم تنعم علی شاکر فترکہ حتی کان بعد الغد فقال ما عندک یا ثمامۃ قال عندی ما قلت لک قال اطلقوا ثمامۃ فانطلق الی نخل قریب من المسجد فاغتسل ثم دخل المسجد فقال اشہد ان لا الہ الا اللہ وان محمدا رسول اللہ یا محمد واللہ ما کان علی وجہ الارض وجہ ابغض الی من وجہک فقد اصبح وجہک احب الوجوہ الی واللہ ما کان من دین ابغض الی من دینک فاصبح دینک احب الدین الی واللہ ما کان من بلد ابغض الی من بلدک فاصبح بلدک احب البلاد الی الحدیث بھیجا پیغمبر صلعم نے سواروں کو بطرف نجد کے پس لے آئے وہ ایک آدمی کو بنی حنیفہ مین سے کہ اوسکو ثمامہ بن اثال کہتے تھے پس باندھ دیا اوسکو مسجد کے ایک ستون سے پس نکلے اوسکی طرف پیغمبر صلعم پس اوس سے کہا کہ کیا ہی تیرے نزدیک اے ثمامہ پس کہا اوسنے خیر ہی اے محمد اگر قتل کریگا تو قتل کریگا ایک جاندار کو اور اگر انعام کریگا

تو انعام کریگا ایک شکر گذار پر اور اگر مال لینے کا ارادہ ہی تو طلب کر جو کچھ چاہتا ہے پس وہ بدستور
رکھا گیا جب دوسرا دن ہوا تو اوس سے پیغمبر صلعم نے پوچھا کہ کیا ہی تیرے نزدیک ای ثمامہ
اوسنے کہا کہ جو میںنے کل کہا تھا کہ اگر انعام کریگا تو انعام کریگا ایک شکر گذار پر پھر بدستور رہنے
دیا اوسکو یہان تک کہ تیسرا دن ہوا پھر فرمایا پیغمبر صلعم نے کیا ہی نزدیک تیرے ای ثمامہ
اوسنے کہا جو کچھ پہلے میںنے کہا ہی پیغمبر صلعم نے فرمایا کہ کھول دو ثمامہ کو پس گیا وہ نخل کے
پاس قریب مسجد کے پھر نہایا پھر داخل ہوا مسجد مین پھر کہا اشہد ان لا الہ الا اللہ وان محمد رسول
اللہ ای محمد قسم خدا کی ہی کہ روے زمین پر کوئی مونہہ میرے نزدیک دشمن تر تیرے مونہہ سے
تھا پس اب تیرا مونہہ سب سے زیادہ مجکو دوست ہو گیا کوئی دین ناپسند تر تیرے دین سے
مجکو نتھا اب تیرا دین سب سے زیادہ محبوب ہو گیا تیرا شہر سب سے زیادہ برا تھا میرے نزدیک اب سب سے
زیادہ محبوب ہو گیا دوم حدیث مسلم ان ثمانین رجلا من اہل مکۃ ہبطوا علی رسول
اللہ صلعم من جبل التنعیم متسلحین یریدون غرۃ النبی صلعم واصحابہ فاخذہم +
سلما فاستحیاہم وفی روایۃ فاعتقہم فانزل اللہ تعالی وھو الذی کف ایدیہم
عنکم وایدیکم عنہم ببطن مکۃ اسی آدمی تنعیم کے پہاڑ سے اوترے بطرف پیغمبر صلعم
کے ارادہ کرتے تھے غفلت پا کر دہوکا دینا پیغمبر صلعم کا پس پکڑ لیا اونکو صلح کی پس زندہ رکھا
اونکو اور ایک روایت مین ہی کہ آزاد کر دیا اونکو پس اوتاری اللہ نے یہ آیت کہ خدا وہ ہی جسنے
باز رکھا اونکے ہاتھون کو تمسے اور تمہارے ہاتھون کو اونسے بطن مکہ مین ——
حدیث سوم مسلم کانت ثقیف حلیفا لبنی عقیل فاسرت ثقیف رجلین من اصحاب رسول اللہ صلعم
واسر اصحاب رسول اللہ صلعم رجلا من بنی عقیل فاوثقوہ فطرحوہ فی الحرۃ فمر بہ رسول
اللہ صلعم فناداہ یا محمد یا محمد فیما اخذت قال بجریرۃ حلفائکم ثقیف فترکہ ومضی
فناداہ یا محمد یا محمد فرحمہ رسول اللہ صلعم فرجع قال ما شانک قال انی مسلم
فقال لو قلتہا وانت تملک امرک افلحت کل الفلاح قال ففداہ رسول اللہ صلعم

بالو حلیف الذین اسرا تھما ثقیف تھے ثقیف ہم عہد بنی عقیل کے پس قید کر لیا ثقیف
سنے دو آدمیون کو اصحاب پیغمبر صلعم مین سے اور قید کر لیا اصحاب پیغمبر صلعم نے ایک آدمی
بنی عقیل مین سے پس اوسکو باندھکر دھوپ مین ڈال دیا پس اوسپر گذرے پیغمبر صلعم
پھر اوسنے پکارا ای محمد ای محمد کس گناہ مین مین پکڑا گیا ہون فرمایا کہ اپنے ہم عہدون کے
جرم مین یعنی ثقیف کے پھر بدستور اوسکو چھوڑکر چلے گئے پھر اوسنے پکارا ای محمد ای محمد پس
اوسپر رحم فرمایا اور پھر آئے اور کہا کہ کیا شان ہی تیری اوسنے کہا مین مسلمان ہون فرمایا
کہ اگر تو یہ کہتا اوسوقت مین کہ اپنے اختیار مین تھا تو فلاح پاتا پوری فلاح پھر عوض مین
دو قیدیون کے جنکو ثقیف نے قید کر لیا تھا دیدیا اوسکو سوا اسکا اوسے جواب تفصیلی یل
دیتے ہین حدیث اول سے مدعا ہمارا ثابت ہی کہ تین روز تک ثمامۃ بن اثال سنے درخواست
فدیہ دینے اور احسان رکھنے کی کی مگر پیغمبر خدا صلعم سنے منظور نہ فرمائی اگر فدیہ یا احسان
رکھکر چھوڑ دینا فرض ہوتا تو بیشک اول ہی روز اوسکو چھوڑ دیتے اور تیسرے روز بھی
اوسکو ایسا نہین چھوڑا کہ وہ دار حرب کو لوٹ جاوے بلکہ فراست یا وحی کی رو سے جب
دریافت ہوا کہ اوسکا دل مائل بہ اسلام ہی اور تھوڑی ہی ملاطفت اور تالیف سے اظہار
اسلام کر دیگا تب یہ لفظ فرمایا کہ اطلقوہ یعنی کھول دو اوسکو چنانچہ بعد کھولدینے کے وہ
مسلمان ہوگیا اگر بلا تعرض وہ دار حرب کو لوٹ جاتا تب البتہ استدلال اس حدیث
سے گنجایش رکھتا تھا پس یہ حدیث ہمارے مدعا کی مثبت ہی نہ ہمارے خلاف کی —
حدیث دوم سے مدعاے خصم ثابت نہین ہوتا کیونکہ اونکی گرفتاری قہراً نہین ہوئی
بلکہ صلحاً ہوئی تھی اور وفاے عہد ہر آئینہ واجب ہی اور یہ معاملہ بعد صلح حدیبیہ کے
وقت مراجعت کے حدیبیہ سے ہوا ہی چنانچہ بیان اسکا آگے آویگا حدیث سوم سے
ظاہر ہی کہ وہ اسلام کا مدعی تھا پس اوسکا چھوڑ دینا اور اوسکے بدلے دو مسلمان لے لینے
ہمارے مدعا کے مضر نہین دیکھو جناب مجتہد عصر اپنے تحقیق اور تدقیق امام الائمہ ابوحنیفہ

کی اونکی تحقیق اور دلائل سکے مطالعہ کے بعد کون شخص ہی کہ اونکے خلاف اس باب مین کچھ
دے سکتا ہی اگر آپ کچھ استعداد رکھتے ہین تو اونکی دلائل کو رد کیجئے مگر آپ سے انشاء اللہ تعالیٰ
یہ ہرگز نہو سکیگا یہ مسئلہ ہی کہ آپکے زعم فاسد مین یہ تھا کہ اس مسئلہ مین امام ہمام نے غلطی فاحش
کی ہی اسی سبب سے بہت شد و مد سے آپنے حسب عادات جاہلان علماے حنفیہ پر زبان
طعن کی کھولی تھی آپ لوگون کے زعم فاسد مین یہ ہی کہ امام ہمام قیاس پر زیادہ عمل کرتے
ہین اور احادیث و آیات کی طرف توجہ کم فرماتے ہین مگر آپ لوگون کا یہ زعم سراسر فاسد
اور تمامتر حسد ہی دیکھو اس مسئلہ خاص مین کسقدر کوشش بلیغ فرماکر یہ فتوی دیا ہی اور کس
درجہ اتباع آیات اور احادیث کا واجب سمجھا ہی **قال** بحث پنجم نسبت منسوخ ہونے اس
آیت کے **اقول** بحث اسکی بہت مفصل مذکور ہوئی **قال** اتنی بات یاد رکھنی چاہیے
کہ اس بیان مین علمانیہ دو غلطیان ہین اول یہ کہ سورہ براۃ کی آیت مین جو عنقریب بیان ہوگی
استرقاق کا مطلق ذکر نہین پس اوسکا آیت استرقاق نام رکھنا محض غلط ہی **اقول** جب
علماے حنفیہ اس بات کو ثابت کر چکے کہ حکم منّ و فدا کا منسوخ ہوگیا اور اون آیات سورہ
برات اور سورہ انفال مین اسیر کرنے اور قتل کرنیکا حکم ہی اور احادیث صحیحہ مین اساری
کے حق مین حکم استرقاق کا بھی وارد ہی اور اسیری سبب ہی استرقاق کا پس باعتبار تسمیہ
المسبب باسم السبب اگر نام اون آیات کا آیات استرقاق رکھا تو کچھ غلطی نہین مگر
چونکہ آیت اما منا و اما فداء مین مطلق ذکر حریت کا نہین اور منّ و فداء مستلزم و سبب حریت بھی
نہین پس مجتہد عصر نے جو نام اوس آیت کا آیت حریت رکھا ہی البتہ محض غلط اور بے سبب ہی
قال دوسرے یہ کہ آیت قتل کو یا سورہ براۃ کو جو آخر ما نزل کہا ہی یہ بھی غلط ہی علما کا قول
ہی کہ سورہ براۃ یکلخت پوری اوتری ہی اور اسکے بعد کوئی پوری سورت نہین اوتری
پس جتنی سورتین کہ پوری پوری اوتری ہین اونمین اخیر سورت البتہ اخیر ہی الا آخر ما نزل
نہین ہی فقط **اقول** یہ قول مجتہد عصر کا کہ علما کا قول ہی کہ سورہ براۃ یکلخت پوری

اوتری تھی الخ غلط محض ہی اور سراسر افترا اونکا قول یہ ہی کہ معظم سورۂ براءۃ کہ اول سے
تا قریب چالیس آیتون کے ہی ایک مرتبہ نازل ہوئی ہی اور یہی مراد ہی لفظ کاملۃ سے
ہم آمین اس جگہہ زیادہ بحث ضرور نہین جانتے یہی ہی کہ سورۂ براءۃ کے بعد کوئی سورۃ
پوری نہین اوتری چونکہ سورۂ براءۃ مین حال غزوۂ تبوک اور دیگر حالات ایسے ہین کہ
جنسے ثابت ہوتا ہی کہ رجب ۹ سنہ ہجری مین یا کچھہ بعد اوسکے اور قبل از ذی القعدہ ۹ سنہ
ہجری کے اوتری ہی کیونکہ اوسی مہینے مین حضرت ابوبکر صدیق رض اور حضرت علی رض کو
اوسکی آیات کے اعلان کرنیکے واسطے ایام حج ابوبکر صدیق مین پیغمبر خدا صلعم نے مکے کو
بھیجا تھا پس ہر آئینہ آیت اما منا بعد و اما فداء سے کہ بقول غیر ثابت مجتہد ۲ سنہ ہجری مین
نازل ہوئی تھی بعد کو نازل ہوئی ہی اور اس مقام پر اسیقدر کافی ہی زیادہ بحث کرنا کچھہ ضرور نہین **قال** غرضکہ ان
روایتون سے حنفیون کا مذہب یہ معلوم ہوا کہ وہ آیت من و فدا کو منسوخ بتاتے ہین پس
اس امر پر بحث کرنیکے لیے اولاً اون آیات کو جنکو ناسخ قرار دیا ہی یا جنکا ناسخ قرار دینا ممکن ہی
اس مقام پر نقل کرتے ہین **اقول** ایک آیت جسمین صاف حکم اسکا ہی کہ اسیرون کی جب
تک کہ خونریزی نکی جاوے ~~اور اونکو مار کر خاک مین نہ ملا دیا جاوے~~ کوئی بات لائق
نہین مجتہد نے یہان چھوڑ دی ہم اوسکو مع شان نزول لکھتے ہین فلما اسروا الاساری
(یعنی اساری بدر) قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لابی بکر و عمر رضی اللہ عنہما ما
ترون فی ہؤلاء الاساری فقال ابوبکر رض یا نبی اللہ ہم بنو العم والعشیرۃ اری ان
تاخذ منہم فدیۃ فیکون لنا قوۃ علی الکفار فعسی اللہ ان یہدیہم للاسلام
فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما تری یا ابن الخطاب قال قلت لا واللہ یا رسول
اللہ ما اری الذی رای ابوبکر ولکنی اری ان تمکنا فنضرب اعناقہم فتمکن علیا من
عقیل فیضرب عنقہ وتمکنی من فلان نسیبا لعمر فاضرب عنقہ فان ہؤلاء ائمۃ
الکفر وصنادیدہا فہوی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما قال ابوبکر ولم یہو ما قلت

فلما كان من الغد جئت فاذا رسول الله صلى الله عليه وسلم وابو بكر رض قاعدين
وهما يبكيان قلت يا رسول الله صلعم من اي شيء تبكي انت وصاحبك فان وجدت
بكاء بكيت وان لم اجد بكاء تباكيت لبكائكما فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم
ابكي للذي عرض علي اصحابك من اخذهم الفداء لقد عرض علي عذابهم
ادنى من هذه الشجرة شجرة قريبة من نبي الله صلى الله عليه وسلم فانزل الله عز وجل
مَا كَانَ لِنَبِيٍّ أَنْ يَكُونَ لَهُ أَسْرَى حَتَّى يُثْخِنَ فِي الْأَرْضِ الى قوله تعالى فَكُلُوا مِمَّا غَنِمْتُمْ
حَلَالًا طَيِّبًا فاحل الله الغنيمة لهم - جب اسیر کیا بدر کے قیدیون کو فرمایا رسول
الله صلعم نے ابو بکر رض سے اور عمر فاروق سے کیا راے دیتے ہو ان قیدیون کے باب
مین کہا ابو بکر رض نے اے نبی الله یہ بنی الاعمام اور کنبے کے لوگ ہین میری راے یہ ہی کہ انسے
ہم فدیہ لین تا کہ ہمکو قوت ہو جاے کفار پر شاید کہ خدا انکو بھی ہدایت اسلام کی کردے
پھر فرمایا رسول الله صلعم نے کیا راے دیتا ہی تو اے بیٹے خطاب کے کہا عمر رض نے کہ
مینے کہا کہ نہین والله اے رسول الله مین وہ راے نہین دیتا جو ابو بکر نے دی ہی
لیکن میری راے یہ ہی کہ ہمکو قادر کردے تو اسپر کہ ہم انکی گردنین مارین قادر کردے
علی کو عقیل بن ابی طالب پر کہ وہ اوسکی گردن مارے اور مجھکو قادر کردے کہ فلان شخص
جو میرا قریب ہی اوسکی گردن مارون پس بتحقیق یہ لوگ پیشواے کفر ہین اور سردار کافرون
کے ہین پس میل فرمایا رسول الله صلعم نے طرف قول ابی بکر کے اور نہ میل فرمایا طرف
میرے قول کے پھر جب ہوا دوسرا دن تو آیا مین پس دیکھتا ہون کہ رسول الله صلعم
اور ابو بکر رض بیٹھے ہوئے ہین اور رو رہے ہین مینے کہا یا رسول الله صلعم کس بات سے
تم اور تمھارے صاحب رو رہے ہین اگر اوس بات سے مجکو بھی رونا آویگا تو مین
بھی رونگا اور اگر نہ رونا آویگا تو تمھارے رونے کے سبب سے رونا لاؤنگا پس فرمایا رسول
الله صلعم نے روتا ہون اس بات پر جو تیرے اصحاب نے بسبب لینے فدیے کے مجھپر پیش کی تھی

کہ تحقیق نہیں کیا گیا مجھپر عذاب اوسکا قریب تر اس درخت کے یعنی ایک درخت سے جو قریب تھا
تھا پیغمبر صلعم کے پس اوتاری اللہ نے یہ آیت مَا كَانَ لِنَبِيٍّ أَنْ يَكُونَ لَهُ أَسْرَىٰ حَتَّىٰ
يُثْخِنَ فِي الْأَرْضِ تا فَكُلُوا مِمَّا غَنِمْتُمْ حَلَالًا طَيِّبًا پس حلال کی اللہ تعالی نے غنیمت
اونکے لیے رواہ مسلم پس اس آیت اور اس حدیث سے صاف ثابت ہے کہ پورا رسے
حضرت عمر رضہ کی تھی یعنی یہ بات کہ اونکو قتل ہی کیا جاوے نہ لیجانا فدیہ کا ٹھہرے اور گذشتہ
جو کچھ ہوا تھا معاف فرما کر آیندہ کے واسطے اوسی کے مطابق حکم قرآنی نازل
ہوئی اور پھر اثخان اسارے اور حل غنیمت کے اور کسی چیز کی اجازت نہ دی گئی
پس اجازت من و فدا کی جو پیشتر تھی وہ منسوخ ہوئی **قال** اول آیت سورہ انفال الَّذِينَ
عَاهَدْتَ مِنْهُمْ ثُمَّ يَنْقُضُونَ عَهْدَهُمْ فِي كُلِّ مَرَّةٍ وَهُمْ لَا يَتَّقُونَ ۝ فَإِمَّا تَثْقَفَنَّهُمْ
فِي الْحَرْبِ فَشَرِّدْ بِهِمْ مَنْ خَلْفَهُمْ لَعَلَّهُمْ يَذَّكَّرُونَ ۝ خدا تعالی پیغمبر صاحب سے
فرماتا ہے کہ جنسے تو نے عہد کیا ہے پھر وہ ہر دفعہ اپنا عہد توڑتے ہیں اور عہد توڑنے سے
پرہیز نہیں کرتے پھر اگر تو اونکو لڑائی میں پاوے تو اون لوگون تک جو اونکے پیچھے ہیں
تتر بتر کر دے شاید کہ وہ عبرت پکڑین **اقول** اگرچہ ترجمہ مجتہد عصر کا تمامتر غلط ہے لیکن
اور غلطیان محمول اوپر اسکے ہیں کہ مجتہد عصر زبان عرب سے خوب واقف نہیں اسلیے
مزید کو بمعنی مجرد اور دو جملون کا ایک جملہ ٹھہراتے ہیں لیکن فَشَرِّدْ بِهِمْ مَنْ خَلْفَهُمْ کا جو ترجمہ
اسطور پر کیا ہے کہ تو اون لوگون تک جو اونکے پیچھے ہیں تتر بتر کر دے عجب تحریف کی ہے
جناب مجتہد صاحب اون لوگون تک آپ نے کس لفظ کا ترجمہ کیا غایت یہان کونسا
ہے حتی یا الی جو غایت پر دلالت کرتا ہے اس آیت میں ہرگز نہیں پس آپنے معنی غایت کہان
سے گڑھ لیے باے جارہ جو ضمیر غائب پر داخل ہے اوسکے معنی کہان جاتے رہے مخفی
نرہے کہ باے جارہ جو ضمیر غائب پر داخل ہے باے سببیت ہے إِنَّكُمْ ظَلَمْتُمْ أَنْفُسَكُمْ
بِاتِّخَاذِكُمُ الْعِجْلَ وَكُلًّا أَخَذْنَا بِذَنْبِهِ فَبِظُلْمٍ مِنَ الَّذِينَ هَادُوا حَرَّمْنَا عَلَيْهِمْ طَيِّبَاتٍ

شعر لا تکثر الاموات کلوم قتلہ ؛ الا اذا شقیت بک الاحیاء و قال لعمری ما الوزیۃ فقد مال ؛ ولا فرس یموت ولا بعیر ؛ ولکن الرزیۃ فقد شخص ؛ یموت بموتہ خلق کثیر اور ثقف کے یہ معنی یہان نہین ہین کہ پاوے بلکہ جہان مقام حرب مین مستعمل ہوتا ہی وہان معنی ثقف کے گرفتار کر لینے اور غالب آجانیکے ہوتے ہین قال الشاعر شعر فاما تثقفونی فاقتلونی وان اثقف فسوف ترون مالی یعنی اگر تم مجکو پکڑ لو یا غالب آؤ تو مار ڈالو اور جو مین تمکو پکڑ لونگا یا غالب آؤنگا تو دیکھیو میری شان کو قاموس مین ہی ثقفہ کسمعہ صادفہ او اخذہ او ظفر بہ او ادرکہ انتہی پس صحیح معنی آیت کے یہ ہین کہ اگر تو اونکو پکڑ لے لڑائی مین تو تو پریشان اور تتر بتر کردے بسبب اونکے اون لوگون کو جو اونکے پیچھے ہین جب یہ معنی متحقق ہوئے تو اب جناب مجتہد کو چاہیے کہ ایک دم کے واسطے گمراہی پاس دوستون کو برطرف کرکے دیکھین کہ تفریق اور تتر بتر کردینا اور محاربین کا یا قتل و استرقاق اسیرون مین متصور ہی یا اونکو رہا کرکے دیگر انکی جمعیت مین شامل کرکر اونکی جمعیت کو مجتمع اور قوی کردینے مین کونسا صاحب عقل ہی کہ دوسری شق اختیار کر سکتا ہی مجتہد عصر قائل ہین کہ یہ آیت بنی قریظہ کے باب مین نازل ہوئی ہی پھر اونھین کے مناسب حال اس آیت کے تفسیر کیجیے اور دیکھیے کہ حضور پیغمبر صلعم صاحب وحی کے کہ اونسے زیادہ کوئی کلام خدا کو نہین سمجھ سکتا بنی قریظہ کا کیا حال کیا گیا کہ اونمین سے جو قابل لڑنیکے تھے اونکو قتل کیا گیا اور جو قابل لڑنے کے نتھے اونکو لونڈی غلام بنایا گیا کسی شخص کو اونمین سے بہ فدیہ یا بدون فدیہ کے چھوڑا نہ گیا چنانچہ بخاری مین ابن عمر رض سے روایت ہی قال حاربت النضیر و قریظۃ فاجلا بنی النضیر واقر بنی قریظۃ ومن علیہم حتی حاربت قریظۃ فقتل رجالہم وقسم نساءہم واموالہم واولادہم بین المسلمین الا بعضہم لحقوا بالنبی صلی اللہ علیہ وسلم فامنہم واسلموا کہا ابن عمر رض نے کہ لڑے تھے نضیر اور قریظہ مین جلا وطن کردیا تھا پیغمبر خدا صلعم نے

بنی نضیر کو اور ٹھہرا رہنے دیا تھا بنی قریظہ کو اور احسان رکھا اونپر یہان تک کہ لڑے
بنی قریظہ پھر قتل کیا اونکے مردون کو اور تقسیم کر دیا اونکی عورتون اور مال اور بچون کو
درمیان مسلمانون کے مگر کچھ لوگ اون مین سے جو مل گئے تھے پیغمبر خدا صلعم سے تو اونکو
امن دی پھر وہ اسلام لائے چونکہ یہ حدیث مفسر ہی آیت کی اور بسبب لحوق اس بیان کے
وہ آیت مفسر ہو گئی اور معنی آیت کے یہی متعین ہوئے کہ جنپر بحضور پیغمبر صلعم عمل ہوا بس
کوئی چارہ نہین اس سے کہ فشرد بہم کا ترجمہ یہی کیا جاوے کہ فشرد بقتلہم واسترقاقہم
من خلفہم یعنی پراگندہ کر دے بسبب قتل اور استرقاق اونکے کے اون لوگون کو جو اونکے
پیچھے ہین کما قال الشاعر الا اذا شقیت بک الاحیاء یعنی مگر کہ بدبخت ہو جاوین زندہ لوگ
بسبب قتل کرنے تیرے کے اونکو وکما قال اللہ تعالی لیغیظ بہم الکفار یعنی تاکہ غصے
مین ڈالے بسبب خوشحالی اور سعادت مسلمانون کی کفار کو اور بطور یہ تفسیر آیت کی
اعلام مفسرین نے کی ہی چنانچہ خود مجتہد عبارات اونکے بطور سند اپنے قول کے بحوالہ
مدارک لکھتے ہین فشرد بہم قال الزجاج افعل بہم ما تفرق جمعہم وتطرد بہ من
یلیہم یعنی اونکے ساتھ وہ کام کر کہ جس سے اونکی جمعیت مین تو تفرقہ ڈال دے
اور تنہا کر دے تو بسبب اوس فعل کے اون لوگون کو جو اونسے نزدیکی رکھتے ہون دیکھیے
تو یہ سند جو مجتہد لائے ہین صاف ہمارے مدعا کے موافق ہی کیونکہ تنہائی اور تنہا رہ جانا
اور لوگون کا اسی صورت مین متصور ہی کہ اون قیدیون کو چھوڑ نہ جاوے اور در صورت
چھوڑ دینے کے تو تکثیر جماعت ہو گئی تفرید کہان باقی رہی پھر مجتہد عصر عبارت تفسیر کبیر
کو سند لاتے ہین فمعنی الآیۃ انک ان ظفرت فی الحرب بہؤلاء الکفار الذین ینقضون
العہد فافعل بہم فعلا یفرق بہم من خلفہم قال عطاء تثخن فیہم القتل حتی
یخاف غیرہم وقیل نکل بہم تنکیلا یشرد غیرہم من ناقضی العہود یعنی معنی
آیت کے یہ ہین تحقیق تو اگر پکڑ لے تو اون کفار کو جو عہد توڑتے ہین تو اونکے ساتھ وہ

معاملہ کر کہ پراگندہ کر دے وہ معاملہ بسبب اونکے اون لوگون کو جو بعد اونکے ہین کہا عطا
نے کہ خوب طرح پر قتل کر اونکا تاکہ ڈرین تجسے ماسوا اونکے اور کہا گیا ہی کہ ایسی تعذیب کر
اونکی کہ اونکی تعذیب پراگندہ کر دیوے اونکے غیرون کو جو توڑنے والے عہد کے ہین
دیکھو اس تفسیر سے بھی ہمارا ہی مدعا ثابت ہی کہ وہ کام کرنا چاہیے جسسے جمعیت کفار کی
پراگندہ ہو جاوے نہ وہ کہ جس سے جمعیت مین قوت اور کثرت ہو جاوے بموجب قول عطا
بن یسار کے جو اس تفسیر مستند لہ مجتہد عصر مین مذکور ہی صرف قتل ہی اونکا واجب ہی اور
بموجب دوسرے قول کے کہ اوسمین مطلق تعذیب ہی جواز استرقاق بھی سمجھا جاتا ہی مگر من فدا
کی نفی دونون قولون سے ثابت ہی پھر مجتہد عصر تفسیر کشاف کی سند لاتے ہین فشرد بہم
من خلفہم ففرق عن محاربتک ومناصبتک بقتلہم شر قتلۃ والنکایۃ فیہم من ورائہم
من الکفرۃ حتی لا یجسر علیک احد بعدہم اعتبارا بہم واتعاظا بحالہم اس عبارت
کے معنی مین مجتہد صاحب نے بہت ہی تصرف فرمایا ہی چنانچہ ہم اوسکی شرح کرینگے اور ایک جملہ
اوپر سے چھوڑ دیا فاما تصادفنہم وتظفرن بہم فشرد بہم الخ معنی صحیح اس عبارت کے
یہ ہین کہ جب تو اونکو پکڑ لے اور فتحیاب ہو جاوے اونپر تو سبب بُری طرح کے قتل کرنے
کے اونکو اور اونکو زخمون مین چکنا چور کر دینے پراگندہ کر دے اپنی جنگ اور عداوت سے
اون لوگون کو جو سوا اونکے ہین کافرون سے تاکہ بعد اونکے کوئی تجھپر جرأت نکرے اونکے
حال سے عبرت اور نصیحت پکڑ کر دیکھو یہ تفسیر ہمارے مدعا کے موافق ہی اور اس سے
اسیران مقاتلین کے حق مین بجز اسکے کہ اونکو خوب قتل کرو اور خوب زخمون مین چکنا چور
کرو اور کسی چیز کی اجازت نہین پائی جاتی اور اس تفسیر سے بھی ظاہر ہی کہ با جارہ بقتلہم مین
باء سببیت ہی اور معنی بہم کے یہ ہین کہ بسبب اونکے قتل کے اور اس تفسیر مین ایک لفظ
ہی شر قتلۃ یہ لفظ مبالغہ قتل مین مستعمل ہوتا ہی ایسے مقام پر کہ جہان بے دھڑک ذلت و
رسوائی سے قتل کیا جاتا ہی عرب کہتے ہین قتلہ قتلۃ سوء وشر قتلۃ دوسرا لفظ آیا ہی

والنکایۃ فہو نکایۃ کے معنی ہین قتل وجرح نکیت العدو و فی العدو نکایۃ اذا قتلتہ وجرحتہ قال ابو النجم ننکی العدو ونکرم الاضیافا یعنی قتل کرتے ہین ہم دشمن کو اور اکرام کرتے ہین ہم مہمانون کو اگرچہ اور تراجم مین بھی مجتہد عصر نے خیانت بہت کی ہے پر ہمنے بسبب اسکے کہ ہم کچھ مقابلانہ گفتگو نہین کرتے اوس سے کچھ تعرض نہین کیا لیکن چونکہ جاراللہ زمخشری رحمۃ اللہ علیہ منجملہ اعلام علماے علم لغت و تصریف و نحو و بیان کے ہے ایسے شخص کے کلام کی صیانت کا ہمارا حق ہے اور ہمپر واجب ہے کہ اوسکے کلام کی در باب بیان و معانی و لغت و محاورہ عرب کے بہت حفاظت کرین اور بد دیانتی او مین چلنے نہ دین لہذا ہم مجتہد عصر کی خیانت کا عبارت کشاف مین اعلان کرتے ہین اوس نے لکھا ہے ففرق عن محاربتک و مناصبتک بقتلھم مجتہد عصر اوسکے ترجمے مین از راہ خیانت کے لکھتے ہین کہ (لڑنے سے اور بری طرح قتل کرنے سے) دیکھو کیسی خیانت ظاہر ہے جنکو کچھ بھی دخل ہوگا علم عربیت مین وہ اس خیانت کو خوب سمجھ لیگا مفسر نے لفظ عن اوپر محاربۃ کے داخل کیا اور مناصبت کو اوسپر معطوف کیا اور عن واسطے بعد و مجاوزۃ کے مستعمل ہین عرب کہتے ہین رمیت السہم عن القوس چونکہ [illegible] تیر کی کمان سے متحقق ہوا اسلیے لفظ عن یہان آیا اور پھر مفسر نے بقتلھم [illegible] لایا اور لفظ قتل پر باسببیت داخل کی مجتہد عصر نے مدخول عن [illegible] معطوف و معطوف علیہ ٹھہرا کر غلط ترجمہ کردیا نہ عن کے معنی [illegible] اوسکا مدعا تو یہ تھا کہ اپنی جنگ و مقابلہ سے دور کرو سے قیدیون کے [illegible] لوگ ان کو اور یہ دور کرنا کس طرح پر حاصل ہوگا یہ دور کرنا بسبب قیدیون کے قتل کے ہوگا مجتہد عصر نے اوسکے مدعا کے سر پر لات ماری اور لفظ نکایۃ واسطے تاکید قتل کے یہان وارد کیا تھا اوسکے معنی طبیعت خیانت سرشت گھڑ کر غلط لکھ دیے یعنی اوسکا ترجمہ بلفظ خرابی کر کے اصل مدعا کو خراب کر ڈالا [illegible] باللہ من شرور انفسنا و سیئات اعمالنا اور ہم کہتے ہین کہ علاوہ ان مفسرین کے جماعت مترجمین نے بھی

اسی طرح پر آیت کا ترجمہ کیا ہی جسطرح ہمنے کیا ملا حسین واعظ لکھتے ہین فشرد بہم یعنی پریشیدہ
گردان و متفرق ساز بسبب قتل ایشان من خلفہم آنرا کہ از پس عہد ایشان فرار سند۔
شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہین متفرق ساز بسبب شکست ایشان آنانرا کہ پس پشت
ایشان باشند انتہی کوئی یہ نہ سمجھے کہ ہم مفسرین کے اقوال سے استدلال تقلیدی کرتے
ہین ہرگز نہین بلکہ ہمنے ترجمہ آیت کا مطابق لغت و محاورہ عرب کے پیش کر دیا ہی اور ہر لغت
پر سند اہل زبان کی پیش کی ہی اس مقام مین ہمنے جو عبارات مفسرین کی لکھی ہین اپنی
طرف سے نہین لکھین بلکہ مجتہد عصر جو تقلیداً اونسے استدلال غلط کرتے تھے اونکی
غلطی کے اظہار کے واسطے نقل کی ہین ورنہ ہمکو اونکے نقل کی کچھ ضرورت نتھی۔ الغرض
جب بموجب بیان فعلی جناب صاحب وحی علیہ الصلوٰۃ والسلام اور بموجب لغت عرب
اور محاورۂ فصحا و بلغا کے ہم ثابت کر چکے کہ معنی تشرید کے پراگندہ کرنا اور متفرق اور
تتر بتر کرنا ہی اور کلمہ بہم ہر آئینہ از روے فعل صاحب وحی علیہ الصلوٰۃ والسلام مفسر
بہ قتل و استرقاق ہی اور من و فدا مستلزم تحزب و اجتماع جمعیت کا ہی چنانچہ یہ بات ملاحظہ
حال اسیران بدر سے ثابت ہی کہ بعد رہائی کے غزوۂ احد و احزاب مین مجتمع ہو کر محاربہ
کو چڑھ آئے پس من و فدا ہر آئینہ مستلزم ایسی چیز کا ہی جو صراحۃً مناقض تشرید ہی
اور بھی منافی قتل و استرقاق ہی کہ بموجب فعل صاحب وحی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کلمہ
بہم اونکے ساتھ مفسر ہوا ہی پس آیت مستشہدہ ہر آئینہ مفسر ہوئی درباب وجوب قتل
و استرقاق کے لیکن اب یہان کلام اسمین رہا کہ کلمۂ شرد بصیغۂ امر جو یہان واقع ہی آیا
واسطے ایجاب کے ہی یا بیان اولویت و افضلیت کے ہی اگر شق اول ہی تو آیت موید مذہب
حنفیہ کی ہی کہ جب تشرید مفسر بہ فعل رسول اللہ صلعم واجب ہوئی تو من و فدا و جائز نہین رہا
اور اگر شق ثانی ہی تو مذہب شافعی کی صحت کے واسطے ایک وجہ ظاہر ہوتی ہی اور ہمکو اس
[illegible] کے بحث کرتے ہین

نسبت عدم جواز من و فدا اور وجوب قتل و استرقاق جو باہم ہمارے علما مین مختلف فیہ
ہے بحث نہین کرتے **قال** دوم آیت سورہ براءۃ فَاِذَا انْسَلَخَ الْاَشْهُرُ الْحُرُمُ فَاقْتُلُوا الْمُشْرِكِيْنَ
حَيْثُ وَجَدْتُّمُوْهُمْ وَخُذُوْهُمْ وَاحْصُرُوْهُمْ وَاقْعُدُوْا لَهُمْ كُلَّ مَرْصَدٍ فَاِنْ تَابُوْا وَاَقَامُوا
الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ فَخَلُّوْا سَبِيْلَهُمْ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ جن مشرکین عرب نے عہد شکنی
کی تھی اونکی نسبت خدا یتعالی نے اپنے نبی سے فرمایا کہ جب وہ مہینے جنمین لڑائی منع ہے
گذر جاوین تو مشرکون کو مارو جہان پاؤ اور اونکو پکڑو اور گھیرو اور بیٹھو اونکی گھات مین
ہر گھات کی جگہہ مین پھر اگر وہ کفر سے توبہ کرین اور نماز پڑھین اور زکوۃ دین تو اونکا رستہ
چھوڑدو بیشک اللہ ہی بخشنے والا مہربان **اقول** اس آیت کے ترجمے مین بحث اوپر
گذر چکی ہے **قال** سوم آیت سورہ بقر اللہ صاحب نے فرمایا وَقَاتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ الَّذِيْنَ
يُقَاتِلُوْنَكُمْ وَلَا تَعْتَدُوْا اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ وَاقْتُلُوْهُمْ حَيْثُ ثَقِفْتُمُوْهُمْ
وَاَخْرِجُوْهُمْ مِّنْ حَيْثُ اَخْرَجُوْكُمْ وَالْفِتْنَةُ اَشَدُّ مِنَ الْقَتْلِ وَلَا تُقَاتِلُوْهُمْ عِنْدَ الْمَسْجِدِ
الْحَرَامِ حَتّٰى يُقَاتِلُوْكُمْ فِيْهِ فَاِنْ قٰتَلُوْكُمْ فَاقْتُلُوْهُمْ كَذٰلِكَ جَزَآءُ الْكٰفِرِيْنَ ○ فَاِنِ
انْتَهَوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ○ وَقٰتِلُوْهُمْ حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ وَّيَكُوْنَ الدِّيْنُ لِلّٰهِ جو لوگ
تمسے لڑتے ہین تم بھی اونسے خدا کی راہ مین لڑو اور زیادتی مت کرو بیشک اللہ زیادتی
کرنے والون کو دوست نہین رکھتا اور قتل کرو اونکو جس جگہہ پاؤ اور نکالو اونکو جہان سے
اونھون نے تمکو نکالا اور فساد کرنا قتل کرنے سے بھی زیادہ سخت ہے اور اونسے کعبے کے
پاس مت لڑو جب تک کہ وہ تمسے وہان نہ لڑین پھر اگر وہ تمسے لڑین تو اونکو مارو
یہی سزا ہے کافرون کی پس اگر باز رہین وہ تو اللہ بخشنے والا مہربان ہے اور لڑو اونسے
تاآنکہ نرہے فتنہ اور ہووے دین صرف خدا ہی کا **اقول** صحیح ترجمہ آیت کا یہ ہے کہ لڑو
خدا کی راہ مین اون لوگون سے جو تمسے لڑین اور زیادتی نکرو کہ تحقیق اللہ دوست نہین
رکھتا زیادتی کرنے والون کو اور قتل کرو اونکو جہان کہین پکڑ لو اور نکال دو اونکو جہان سے

اونھون نے تمکو نکال دیا تھا اور فتنہ سخت تر ہی قتل سے اور نہ لڑو اون سے مسجد حرام
کے پاس تا آنکہ وے تمسے نہ لڑین اوسمین پھر اگر وے تمسے لڑائی کرین تو قتل کرو اونکو
ایسی ہی سزا کافرون کی پھر اگر وے باز رہین تو خدا بخشنے والا ہی مہربان اور لڑو اونسے
تا آنکہ نہ رہے فتنہ اور ہووے دین صرف خدا ہی کا + یہان استدلال ہی واقتلوہم حیث
ثقفتموہم سے معنی ثقف کے ہم اوپر بیان کر چکے ہین کہ مجرد پانا نہین ہی بلکہ پکڑ لینا ہی
ازروے غلبہ اور قیر وزی کے چنانچہ علامہ زمخشری لکھتے ہین کہ الثقف وجود علے وجہ
الاخذ والغلبة ومنہ رجل ثقف سریع الاخذ لاقرانہ فاما تثقفنہم فی الحرب فاقتلوا نی فمن
اثقف فلیس الی الفلاح یعنی ثقف کے معنی ہین پانا بروجہ پکڑ اور غلبہ کے اور اسی سے ہی
رجل ثقف یعنی جلد پکڑ لینے والا ہی اپنے ہمسرون کو اور اوسکی سند یہ شعر ہی
اگر پکڑ لوگے تم مجکو تو مار ڈالوگے پھر مین جسکو پکڑ لونگا تو نہین ہی اوسکی زندگی
پس آیت نص ہی اس بات مین کہ جب تم پکڑ لو کفار کو تو مار ڈالو اور چونکہ ظاہر امر واسطے
وجوب کے ہی تو قتل قیدیون کا واجب ہوا اور جب قتل واجب ہوا تو من وفدا منسوخ ہو گیا
اور یہی ہی قول علماے حنفیہ کا **قال** چہارم آیت سورۂ نساء وَدُّوا لَوْ تَكْفُرُونَ كَمَا كَفَرُوا
فَتَكُونُونَ سَوَاءً فَلَا تَتَّخِذُوا مِنْهُمْ أَوْلِيَاءَ حَتَّىٰ يُهَاجِرُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَإِنْ تَوَلَّوْا
فَخُذُوهُمْ وَاقْتُلُوهُمْ حَيْثُ وَجَدْتُمُوهُمْ وَلَا تَتَّخِذُوا مِنْهُمْ وَلِيًّا وَلَا نَصِيرًا
اقول ترجمہ اسکا یہ ہی کہ دوست رکھا اونھون نے کہ کاش تم کافر ہو جاؤ جیسے کہ وہ
کافر ہوئے تو ہو جاؤ تم برابر اونکے پس نہ بناؤ اونمین سے اپنے دوست جب تک کہ وہ
خدا کی راہ مین ہجرت نہ کرین پس اگر وہ نہ مانین تو اونکو پکڑو اور قتل کرو جہان کہین
پاؤ اور نہ بناؤ اونمین سے کسی کو دوست اور نہ مددگار **قال** پنجم آیت سورۂ نساء سَتَجِدُونَ
آخَرِينَ يُرِيدُونَ أَنْ يَأْمَنُوكُمْ وَيَأْمَنُوا قَوْمَهُمْ كُلَّمَا رُدُّوا إِلَى الْفِتْنَةِ أُرْكِسُوا فِيهَا
فَإِنْ لَمْ يَعْتَزِلُوكُمْ وَيُلْقُوا إِلَيْكُمُ السَّلَمَ وَيَكُفُّوا أَيْدِيَهُمْ فَخُذُوهُمْ وَاقْتُلُوهُمْ

حَيْثُ ثَقِفْتُمُوهُمْ وَأُولٰئِكُمْ جَعَلْنَا لَكُمْ عَلَيْهِمْ سُلْطَانًا مُّبِينًا پاؤگے تم اور لوگونکو جو
ارادہ رکھتے ہین اسکا کہ تمسے بھی امن مین رہین اور اپنی قوم سے بھی امن مین رہین جب لوٹائے
جاتے ہین فتنے کی طرف کو تو خوب پلٹ پڑتے ہین اوسمین پس اگر ترک تعرض تمھارا نکرین
اور صلح تمسے نہ کرین اور اپنے ہاتھہ نہ روکین تو پکڑو اونکو اور قتل کرو جہان کہین پکڑلو یہ
وہ لوگ ہین کہ جنپر ہمنے کردی تمھاری دلیل روشن **اقول** ان دونون آیتون مین یہ
ہے کہ پکڑو اور مار ڈالو جہان پکڑلو اور صیغہ امر وارد ہے کہ وجوب پر دلالت کرتا ہے پس جب ماخوذین
کا قتل واجب ہے تو من وفدا کہان رہگیا بلکہ نسخ اوسکا ظاہر ہے چونکہ مجتہد عصر کا حکم صراحۃً
برخلاف ان آیات کے ہے لہذا طرح طرح کے مغالطے دیتے ہین چنانچہ فرماتے ہین **قال**
فرض کیا جاوے کہ یہ آیتین آیت من وفدا کی ناسخ ہین تو نتیجہ یہ نکلے گا کہ قیدیون کا چھوڑنا
جائز نہین بلکہ قتل کرنا چاہیے مگر اون کا لونڈی غلام بنانا ثابت نہوگا اور ہمکو اسمین بحث ہے
کہ لونڈی و غلام بنانا جائز نہین **اقول** ہم وجوہ استرقاق ضمن بحث آیت مَا كَانَ لِنَبِيٍّ أَنْ
يَكُونَ لَهُ أَسْرَىٰ حَتَّىٰ يُثْخِنَ فِي الْأَرْضِ اور آیت فَشَرِّدْ بِهِمْ مین بیان کرچکے ہین وہان دیکھہ لینا
چاہیے حاجت اعادہ کی نہین یہان بحث نسخ حکم آیت منّ وفدا کی ہے سو وہ بخوبی ثابت ہوگئی
قال مگر ہم صرف اسی پر اکتفا نکرینگے بلکہ ثابت کرینگے کہ ان آیتون سے آیت من وفدا کا
منسوخ قرار دینا صحیح نہین ہے **اقول** ہم بھی دیکھتے ہین کہ آپ کسطرح پر اپنا مدعا ثابت کرسکتے
ہین مگر یاد رہے کہ خلاف لغت جو کوئی معنی گھڑے اور بات جائزہ کو بمعنی ناجائزہ کے
بیان کیا یا محض کسی قول غیر ثابت پر تقلیدًا عمل کیا یا کوئی غیر ثابت روایت کتب سیر و تاریخ
سے نقل کی تو ہم اوسکو ہرگز منظور نکرینگے اور سخت الزام مجتہد عصر پر عائد کرین گے
قال آیت سورۂ انفال (یعنی فَشَرِّدْ بِهِمْ مَنْ خَلْفَهُمْ) یہود بنی قریظہ کے حق مین
نازل ہوئی ہے جنسے ۵ سنہ ہجری مین لڑائی ہوئی تھی **اقول** ہمنے اسکو تسلیم کیا اور ہم اوسپر ثابت
کرچکے ہین کہ آیت من وفدا ۲ سنہ ہجری یعنی غزوۂ بدر سے پیشتر نازل ہوچکی ہے خواہ مدینہ مین

نازل ہوئی ہو خواہ پیچھے مین **قال** پس جب کہ یہ آیت قبل نازل ہونے آیت من فدا کے
نازل ہو چکی تھی تو اوسکی ناسخ کیونکر ہو سکتی ہے **اقول** ذری کچھ سوچئے کہ آنحضرت پہلے تھا
یا شنہ تھری اسکو سمجھ کر جو کچھ فرمانا ہو فرمایئے **قال** علاوہ اسکے کوئی لفظ بھی آیت کا
آیت من فدا کا منسوخ کرنے والا نہین **اقول** یہ جملہ نہایت بیجا ہے کیونکہ ابتداے تفسیر سے آیہ
مین ہم ثابت کر چکے ہین کہ آیۂ مذکورہ مفسر ہے بیان استرقاق او قتل اسارے مین **قال** جبکہ
اس آیت مین قتل کی تصریح نہین اور نہ قیدیون کا ذکر ہے تو اوس سے نص صریح آیت من و
فدا کی جو بالتخصیص قیدیون کے لیے ہے کیونکر منسوخ ہو سکتی ہے **اقول** اوس آیت مین سب
کچھ موجود ہے آیت مذکورہ مفسر ہے در باب قتل و استرقاق کے اور مفسر سے نسخ نص ہرگز نہ جائز
ہے مگر نص سے نسخ مفسر مین کلام ہے بعد اسکے مجتہد عصر اوس حدیث کی تحریف پر متوجہ ہوئے
جسمین تفسیر فعلی آیت فشرد بہم کی مذکور ہے اور جسکے سبب ہم اوس آیت کو مفسر در باب قتل و
و استرقاق اسارے کے کہتے ہین مگر وہ امر قبل از شروع اس بحث کے لکھتے ہین کہ آیندہ بھی
کام آوین اور بار بار لکھنا نہ پڑے آنحضرت پیغمبر خدا صلعم کا دستور تھا کہ جب کوئی بات تعلیما
فرماتے تھے یا کچھ خبر دیتے تو اوسکو کئی بار اعادہ کیا کرتے تھے تاکہ ہر کوئی سمجھ لے
چنانچہ ترمذی نے شمائل مین انس بن مالک رضی سے روایت کی ہے اور بخاری نے بھی یہی
مضمون نقل کیا ہے کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یعید الکلمۃ ثلثا لتعقل عنہ یعنی
رسول اللہ صلعم عادۃ کرتے تھے ایک بات تین بار تاکہ خوب سمجھ لیا جاوے اسی سبب سے بعض اوقات
مین الفاظ مرادفہ یا قریب المعانی کا باہم اختلاف ہے اور جب ایسے کلمات کسی حدیث
مین واقع ہون تو اونکو ایک ہی معنی پر محمول کرنا چاہیے تاکہ باہم تناقض نہ ہو اور صحیح
اور جہت کا لحاظ رکھنا چاہیے اسکا کہ ایسے اندازہ سے ان کلمات مین سے کسی ایک کی
تفسیر نہ کیجاوے کہ تناقض یا تعارض لازم آجاوے دوسرے بخاری کا دستور ہے کہ
جہان کہین راوی کا شک کسی کلمہ مین ہوتا ہے اوسکی تصریح کرتا ہے کہ شک فلان اور اسکے

مستند کر دیتا ہے چنانچہ یہ بات دیکھنے والوں صحیح بخاری پر مخفی نہیں اب ہم مجتہد کی تقریر پر
توجہ کرتے ہیں **قال** یہود بنی قریظہ نے خود اپنے تئین اس شرط پر سپرد کیا تھا کہ جو سزا
عہد شکنی اور لڑنے کی اونکی نسبت سعد بن معاذ تجویز کریں وہ اونکو دیجاوے اور
رسول خدا صلعم نے اس بات کو قبول کر لیا تھا اور اس سے ثابت ہوتا ہے کہ خود رسول خدا
صلعم نے اس آیت سے یہ خیال نہیں فرمایا تھا کہ خواہ مخواہ اونکے قتل ہی کا حکم ہے **اقول**
کلام اس میں ہے کہ اونھوں نے خود اپنے تئین سپرد کر دیا تھا اور کچھ معاملہ پیش آیا تھا عنقریب
آویگا بالفرض اگر اونھوں نے عاجز ہوکر اپنے تئین خود سپرد کیا تو اونکے اپنے تئین خود سپرد
کر دینے سے یہ بات کیونکر ثابت ہوئی کہ رسول اللہ صلعم نے اس آیت سے یہ خیال نہیں
فرمایا تھا کہ آیت میں اونکے قتل کا حکم ہے اگر مجتہد صاحب کوئی دلیل اس دعوے پر رکھتے
ہیں تو پیش کریں **قال** اس میں کچھ شک نہیں کہ وہ قتل ہوئے مگر کسی حکم منصوص
آیت سے بلکہ سعد بن معاذ کی پنچایت سے **اقول** بنی قریظہ پر بسبب عہد شکنی کے مجرد
فراغ غزوۂ خندق کے آنحضرت کی لشکر کشی ہوئی یہان تک حضرت صلعم نے اپنے اصحاب کو تاکید
فرمائی کہ نماز عصر کی بنی قریظہ میں جاکے پڑھیں اور روایت بخاری او مسلم میں ہے کہ جبریل آئے
اور اونھوں نے پیغمبر صلعم سے کہا کہ تمنے ہتھیار کھول ڈالے حال آنکہ ہمنے ابھی تک
ہتھیار نہیں کھولے اور اشارہ کیا بنی قریظہ کی طرف پس نکلے چنانچہ اوسی وقت بنی قریظہ
پر لشکر کشی ہوئی اور اون سے لڑائی ہوئی چنانچہ مسلم میں ہے کہ قاتلہم رسول اللہ صلعم یعنی قتال کیا اون سے پیغمبر صلعم نے
جب مغلوب ہوئے تو تنگ ہوکر سعد بن معاذ اوس انصاری کے حکم پر راضی ہوئے اونھوں نے حکم دیا کہ اونکے لڑنے والوں کو
قتل کیا جاوے اور اونکی ذریت کو لونڈی غلام بنایا جاوے رسول اللہ صلعم نے فرمایا لقد قضیت بحکم اللہ تعالیٰ فیہم
یعنی فیصلہ کیا تو نے اے سعد بن معاذ بحکم خدائے عزوجل کے اور بعد اوسکے حسب اونکے حکم کے
آنحضرت صلعم نے اونکے لڑنے والوں کو قتل کیا اور اونکی ذریت کو مجاہدین پر تقسیم فرمایا
چنانچہ بخاری نے کتاب المغازی باب حدیث بنی النضیر میں روایت کی ہے فقتل رجالہم

وقَسَّمَ نساءهم و اموالهم و اولادهم بین المسلمین قتل کیا پیغمبر صلعم نے اونکے مردونکو اور تقسیم کیا اونکی عورتون اور اموال اور اولاد کو درمیان مسلمانون کے آپس میں پیچ مجتہد عصر فرماتے ہین کہ اس سے ثابت ہوتا ہی کہ خود رسول خدا صلعم نے اس آیت سے یہ خیال نہین فرمایا تھا کہ خواہ اونکے قتل ہی کا حکم ہی محض مغالطہ ہی سعد بن معاذ رض نے بھی آیت کا یہی مطلب سمجھا کہ مطابق اوسکے حکم دیا اور پیغمبر خدا صلعم نے بھی ویسا ہی سمجھا کہ بہ نسبت حکم سعد بن معاذ رض کے یہ فرمایا کہ قضیت بحکم اللہ عز و جل اور پھر اوسی حکم کو جاری کیا کہ مطابق اوسکے قتل و استرقاق عمل مین آیا اور یہ جو فرماتے ہین کہ نہ کسی حکم منصوص اس آیت سے بلکہ سعد بن معاذ رض کی حکایت سے یہ بھی مغالطہ ہی حکم منصوص آیت کیا معنی یہ حکم سعد بن معاذ اور تسلیم کرنا رسول اللہ صلعم کا اوس حکم کو اور نسبت اس حکم کے یہ فرمانا کہ قضیت بحکم اللہ عز و جل نص سے بڑھکر مفسر اوس آیت کا اس طرح پر ہو گیا کہ وہ آیت محکمات و مفسرات مین ہو گئی کہ بجز اسکے اور کسی محمل پر محمول ہی نہین ہو سکتی اور جسقدر اجمال اوس آیت مین تھا سب اس تفسیر فعلی اور قولی سے جاتا رہا اور سعد بن معاذ کی حکایت حکم آیت کے برخلاف تو نہین تھی جو مجتہد عصر نے اوسکو بہ لفظ اضراب یعنی بلکہ کے لکھا ہی اگر اوسکا حکم خلاف آیت کے ہوتا تو پیغمبر خدا صلعم ایسے حکم کو جو خلاف قرآن ہو کس طرح پر جاری کر دیتے اور اوسکی نسبت کس طرح پر یہ فرماتے کہ قضیت بحکم اللہ عز و جل اور اگر بنی قریظہ کے حق مین یہ عمل جو وقوع مین آیا بموجب حکم آیت کے نہ تھا تو آپ ہی فرمایئے کہ امتثال حکم آیت کا کسی اور طرح پر ہوا ہوگا اور طرح پر ہوا ہو تو اوسکو ثابت کیجیے تفصیل اس اجمال کی یہ ہی کہ اس امر کو آپ بھی تسلیم کرتے ہین کہ حکم آیت فاما تثقفنهم فی الحرب فشرد بهم من خلفهم بنی قریظہ کے حق مین نازل ہوا ہی اور مخاطب اسکے پیغمبر خدا صلعم ہین اور کلمہ شرد بصیغہ امر وارد ہی کہ اس جگہ دال ہی اوپر وجوب کے پس پیغمبر صلعم پر فرض تھا کہ بامتثال حکم آیت کے حکم آیت کو بہ نسبت بنی قریظہ کے جاری فرماتے کیونکہ عصیان شان انبیا کے سراسر خلاف ہی پس اگر مطابق فیصلہ سعد بن معاذ رض کے امتثال آیت کا ہوا تو مجتہد صاحب

فرماوین کہ اور کسطرح پر ہوا اگرچہ اس فیصلہ سعد بن معاذ رضہ کو امتثال حکم آیت کا نہ سمجھیں تو سراسر
بدبختی اور شامت ہماری اور قساوۃ قلبی ہی کہ ایک الزام تو ہمنے ایسے صحابی جلیل القدر پر کہ
جسکے حق مین پیغمبر خدا صلعم فرماتے ہین کہ اهتز عرش الرحمن بموت سعد بن معاذ رواہ
البخاري اور اوسکے حق مین اصحاب سے فرماتے ہین کہ قوموا الی سیدکم و تحیو کہ رواہ مسلم
اور اونکے حسن عاقبت کی اس حدیث متفق علیہ مین خبر دیتے ہین عن البراء قال اهدیت
لرسول الله صلعم حلة حریر فجعل اصحابه یمسونها و یتعجبون من لینها فقال اتعجبون
من لین هذه لمنادیل سعد بن معاذ فی الجنة خیر منها والین بڑا الزام لگایا کہ اونھون
نے حکم خدا کے برخلاف فیصلہ کیا اور مرتے وقت وبال اس جرم کبیرہ کا اپنے اوپر لیا اور
دو الزام ہمنے پیغمبر صلعم پر عائد کیے ایک یہ کہ امتثال حکم آیت کا کچھ نہ کیا دوسرا یہ کہ ازراہ
ظلم و تعدی کے برخلاف کتاب اللہ کے جو ایک ظالم نے فیصلہ کر دیا اوسکو جاری کر کے
بہت سے آدمیون کو کہ مستحق قتل کے نتھے اور فدیہ لیکر یا احسان رکھکر چھوڑ دینا اونکا واجب
تھا قتل کر دیا اور اون کی ذریت کو آپس مین تقسیم کر لیا حال آنکہ خود یہ فرمایا
کرتے تھے کہ انما انا بشر وانکم تختصمون الی ولعل بعضکم ان یکون الحن بحجته من
بعض فاقضی له علی نحو ما اسمع منه فمن قضیت له بشيء من حق اخیه فلا یاخذ نه فانما
اقطع له قطعة من النار متفق علیه نہین ہون مین مگر بشر اور تم جھگڑا لاتے ہو میرے پاس
اور شاید کہ ہووے ایک تمھارا تیز زبان اپنی حجت مین دوسرے سے پس مین حکم کر دون
اوسکے حق مین جیسا کہ سنتا ہون مین اوس سے پس جس شخص کہ حکم کر دون مین اوسکے حق مین
کسی چیز کا اوسکے بھائی کے حق مین سے پس چاہیے کہ نہ لیوے اوسکو کہ جز این نیست
کہ مین دوزخ کا ایک ٹکڑا کاٹ کر دیتا ہون انتہی دیکھو اس حدیث مین حضرت صلعم نے
کسقدر تاکید فرمائی ہی اسکی کہ اگر حکم یا حاکم حکم مین غلطی کر کے ایک کا حق دوسرے کو دلانے
کا حکم صادر کرے تو اوس فریق کو جسکے حق مین حکم دیا گیا ہو نہ چاہیے کہ بموجب اوس حکم کے

متمتع ہو وے غرضکہ مجتہد دھر کی بنا پر الزام سخت جرم فخیم کا خود پیغمبر صلعم پر عائد ہوا کہ قول
زبانی تو یہ اور جب معاملہ پڑا تو آپ ہی اپنے قول کے برخلاف عمل کر بیٹھے ۔ العیاذ باللہ جناب
مجتہد صاحب با این الزام دعوی اسلام و لتعرفنهم فی لحن القول قال چہارم
حدیث بخاری میں یہ واقعہ مذکور ہے کہ ابی سعید خدری رض نے روایت کی لما نزلت بنو قریظۃ
علی حکم سعد بن معاذ بعث رسول اللہ صلعم وکان قریبا منہ فجاء علی حمار فلما
دنا قال رسول اللہ صلعم قوموا الی سیدکم فجاء فجلس الی رسول اللہ صلعم فقال
لہ ان ھؤلاء نزلوا علی حکمک قال فانی احکم ان تقتل المقاتلۃ وان تسبی الذریۃ
قال لقد حکمت فیھم بحکم الملک ۔ کہ جب یہود بنی قریظہ نے سعد بن معاذ کے حکم پر
اپنے تئین سپرد کیا تو رسول خدا صلعم نے سعد بن معاذ کو جو وہان سے پاس ایک جگہ مین تھے
بلالیا وہ گدھے پر سوار ہو کر آئے جبکہ وہ قریب پہنچے تو آنحضرت نے لوگون سے کہا کہ اپنے سردار کے لیے کھڑے ہو جاؤ پھر سعد بن معاذ
آئے اور پیغمبر خدا صلعم کے پاس بیٹھ گئے آپ نے اون سے فرمایا کہ ان لوگون نے تمھارے حکم پر اپنے تئین سپرد کر دیا ہے سعد بن معاذ نے
کہا کہ مین یہ حکم دیتا ہون کہ جو لوگ انمین لڑنے والے ہین وہ تو قتل کر دیے جاوین اور اونکے
بچے قیدی بنا لیے جاوین آپ نے فرمایا کہ تمنے ان لوگون کے حق مین بادشاہ کا سا حکم دیا۔
اقول یہ حدیث بخاری و مسلم مین کئی طریق سے مروی ہے یہ روایت جو مجتہد نے نقل کی ہے
طریقہ سلیمان بن حرب سے ہے اور طریقون سے جو بخاری و مسلم نے نقل کیا ہے ہم اوسکو لکھتے
ہین روایت بخاری محمد بن بشار کے طریق پر قال سمعت ابا سعید الخدری رضی اللہ
عنہ قال فقضیت بحکم اللہ عز وجل وربما قال بحکم الملک یعنی فرمایا رسول اللہ
صلعم نے فیصلہ کیا تو نے بموجب حکم اللہ عز وجل اور کبھی یہ فرمایا کہ بحکم الملک مخفی نرہے
الملک اسماء الٰہی مین سے ہے ھو اللہ الذی لا الہ الا ھو الملک القدوس السلام
المؤمن المھیمن العزیز الجبار المتکبر سبحان اللہ عما یشرکون ٭ یس و نون کلمون جیسے
ایک ہی معنی ہین اور مطابق قاعدہ مذکورہ کے ہرگز نہ چاہیے کہ دونون کلمون کے ایسے

معنی مخصوص نہ جاویں کہ ابہام تناقض ہو جاوے سے روایت مسلم بروایت ابوبکر بن ابی شیبہ وابن
بشار فقال النبی صلعم قضیت بحکم اللہ وربما قال قضیت بحکم الملک فرمایا رسول اللہ صلعم نے
کہ حکم دیا تو نے بحکم اللہ اور کبھی یہ فرمایا کہ بحکم الملک اور بروایت محمد بن مثنی میں یہ لفظ نہیں کہ ربما قال
قضیت بحکم الملک اور روایت زہیر بن حرب سے مسلم میں ہے فقال رسول اللہ صلعم لقد
حکمت فیہم بحکم اللہ وقال مرۃ بحکم الملک قسم ہے تحقیق حکم دیا تو نے بموجب حکم خدا کے اور
کبھی یہ فرمایا کہ بحکم الملک اور بروایت ابن بطال ابوکریب ہے فقال لقد حکمت فیہم بحکم اللہ
عز وجل یعنی فرمایا رسول اللہ صلعم نے کہ قسم ہے کہ حکم کیا تو نے انمیں بحکم اللہ عزوجل سبحانہ
بروایت ابوالولید یہ کلمات ہیں لقد حکمت بما حکم بہ الملک یعنی قسم ہے کہ تو نے حکم کیا مطابق
اوسکے کہ جسکا حکم دیا تھا خدا نے ہم اوپر ثابت کر چکے ہیں کہ حضرت پیغمبر صلعم جب کوئی بات فرمایا
کرتے تھے تو کبھی کبھی مرتبہ اوسکو کہا کرتے تھے اوسی بنا پر یہاں بھی کبھی روایتیں ہیں اور سب کے
ایک معنی ہیں اگرچہ ان سب روایات میں اشارہ ہے بطرف آیۂ کریمہ کے کہ بموجب حکم خدا کے یعنی آیۃ
متلوہ کے تو نے حکم دیا اگر روایت بما حکم بہ الملک میں بہت ہی صاف فرمایا کہ تو نے حکم دیا مطابق
اوس حکم کے جو خدا نے حکم دیا تھا پس مجتہد عصر نے بحکم الملک کا جو ترجمہ بطور پر کیا کہ بادشاہ کا
سا حکم دیا اس سے ثابت ہے کہ جناب مجتہد کو ہنوز معنی باے جارہ اور کاف جارہ میں تمیز نہیں
ہے یہاں کالحکم الملک نہیں جو ادعوان بادشاہ کا سا ترجمہ کیا یہاں تو بحکم الملک ہے …
ہوسنے بہ حکم خدا یا بفرمان خدا جناب مجتہد صاحب سے باے جارہ تو بہت جگہ قرآن میں ہے
انا انزلنا التورٰۃ فیہا ہدی ونور یحکم بہا النبیون ومن لم یحکم بما انزل اللہ
فاولٰئک ہم الکٰفرون ۝ ولیحکم اہل الانجیل بما انزل اللہ فیہ فاحکم بما انزل …
ومن اٰیاتہ ان تقوم السماء والارض بامرہ وغیر ذلک کیا ان آیات کی آپ نے
ترجمے یہ معنی ہیں حکم کرتے تھے پیغمبر توریت کا سا جنہوں نے حکم دیا خدا کا سا تو وہ کیا فرمایا
چاہیے کہ حکم دیں اہل انجیل انجیل کا سا چیز کا سا جو خدا نے نازل کیا انجیل میں حکم ہے تو اور شاید

جواو تاری ہی خدا سے + خدا کی نشانیون مین یہ ہی کہ قائم ہین آسمان و زمین اوسکے حکم سے
سبحان اللہ بایں ہمہ استعداد دعوی اجتہاد پھر ہم جناب مجتہد سے دریافت کرتے ہین کہ اونکے
ترجمے مین جو لفظ بادشاہ ہی اس سے مراد بادشاہ حقیقی ہی یا اور کوئی بادشاہ اگر صورت اول
ہی تو عین مدعا ہمارا ہی اور در صورت دوم ظاہر ہی کہ جماعت ملوک تو مراد ہو ہی نہین سکتی کیونکہ لفظ
مفرد سے ارادہ جماعت کا صحیح نہین اگر ایسا ہوتا تو لفظ الملوک وارد ہوتا رہی یہ بات کہ کوئی
ایک بادشاہ غیر معین مراد ہو سو یہ بھی صحیح نہین کیونکہ اگر ایسا ہوتا تو الملک معرف باللام واقع نہوتا
باقی رہا یہ امر کہ کوئی بادشاہ معہود معین مراد ہو سو یہ بھی صحیح نہین کیونکہ سیاق و سباق کلام سے
تذکرہ کسی بادشاہ کا لفظاً یا معناً پایا نہین جاتا کہ جسکی طرف لام تعریف سے اشارہ سمجھا جاوے
خود مجتہد بھی نہین کہ سکتے کہ وہ بادشاہ معین کون ہی جسکا سا حکم سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ نے
دیا تھا اور کون سا قرینہ اوسپر دال ہی مجتہد صاحب کی غلط فہمی پر بھی معنی یہ ہونے چاہیین کہ
تو نے اوس بادشاہ کا سا حکم دیا اور چونکہ کسی بادشاہ کا تذکرہ اوپر لفظاً و معنی نہین ہی کہ جسکی
طرف لام عہد کا اشارہ سمجھا جاوے پس کلمہ الملک سے بجز بادشاہ حقیقی کے اور کچھ مراد ہو ہی نہین سکتا
اور یہی ہی مدعا ہمارا اگر یہ کہا جاوے کہ الملک مین لام عہد ذہنی ہی کہ جو حکم مین نکرہ کے ہوتا ہی
تو اوسکا جواب یہ ہی کہ لام عہد ذہنی کے ارادہ کے واسطے کوئی قرینہ چاہیے بغیر قرینے کے
ارادہ اوسکا صحیح نہین ہی جیسا صرح بہ العلامة التفتازانی حیث قال يطلق المعرف بلام الحقيقة
الذي هو موضوع الحقيقة المتحدة في الذهن على فرد موجود من الحقيقة باعتبار كونه
معهودا في الذهن وجزئيا من جزئيات تلك الحقيقة مطابقا اياها وذلك عند قيام
قرينة على ان ليس القصد الى نفس الحقيقة من حيث هي هي بل من حيث الوجود لا من حيث
وجودها في ضمن جميع الافراد بل بعضها انتهى علاوہ بران اس تقدیر پر بسبب عدم توجہ
معنی یہ ہونگے کہ حکم دیا تو نے کسی ایک بادشاہ کا سا اور یہ بھی تمام تر مہمل و مجہول در محض لغو ہین
کہ نہ وہ ایک بادشاہ صاحب کا حکم معلوم ہی نہ حکم مشبہ بہ کی کیفیت معلوم ہی کہ حکم عدل ہی یا حکم ظلم ہی +

پس ایسے معنی محمل اور لغو پر حمل کرنا کلام افصح الفصحا کو نہایت بیجا اور مبنی بر کمال تعسف ہی ایسا
ہر گاہ باعتبار ان معانی کے بھی یہ امر تعین نہیں ہوتا کہ وہ حکم حکم ظلم تھا اور مدعا مجتہد کا ان
تاویلات و تحریفات رکیکہ سے صرف یہی ہے کہ سعد بن معاذ کا حکم حکم ظلم بر خلاف حکم خدا تھے
اور بر خلاف مرضی پیغمبر خدا صلعم تھا پس تاویلات و تحریفات مجتہد دھرمی کی شدہ بود ہوگئیں
اگر یہ فرماویں کہ مراد یہ ہے کہ بحکم الملک الجابر یعنی حکم دیا تو نے بادشاہ ظالم کا سا تو ہم کہتے ہیں کہ
کہ اسقدر حکومت طلبی آپ کی مسلمانوں کو گوارا نہیں ہے آپ کوئی پیغمبر نہیں کہ صاحب حق اور
کلام میں اصلاح بے صلاح دیے چلے جاوینگے اور مسلمان اوسکو منظور کرتے رہیں گے حال آنکہ
یہ زیادتی بھی آپکے برخلاف قراین حالیہ کے ہے ظاہر ہے کہ اگر وہ حکم بادشاہ ظالم کا سا ہوتا تو پیغمبر
عادل خلیفہ خدا کے عدل کے اوسکو کیونکر جاری فرماتے سوا اسکے اگر وہ حکم پنچایت کا حکم
ظلم ہوتا تو چونکہ بنی قریظہ بھی اوس سے راضی نتھے تو ایسا حکم پنچایت کا جسمیں اسقدر خرابیاں تھیں
یعنی خدا تعالی کی مرضی کے بھی خلاف تھا فریقین بھی اوسپر رضامند نتھے جاری کرنے والے
حکم کے بھی اوسکو برا اور ظالمانہ سمجھتے تھے باایں ہمہ خرابیوں اور مظالم کے اوسکو جاری کیوں
کیا اوسکو باطل کیوں نہ کر دیا اگر آپ تو ہم پرستان مغربیہ و شمالیہ کے تقلید کی ظلمت سے
نکلکر دیکھیں تو صاف یقین فرمالیں کہ تعبیر کرنا جناب رسول اللہ صلعم کا اس ایک مضمون کو کئی زبانوں
میں یعنی کبھی یہ فرمانا کہ حکمت بحکم اللہ عز وجل اور کبھی یہ فرمانا کہ حکمت بحکم الملک اور
کبھی یہ فرمانا کہ حکمت بما حکم بہ الملک اسی غرض سے تھا کہ کوئی کج فہم تہمت ظلم کی سعد بن معاذ
پر نہ لگاوے اسیواسطے تکرار بعبارات متنوعہ اوس مضمون کو ادا فرمایا کہ شاید کہ تہمت
کبھی باقی نرہے مگر ہٹ دھرمی کا کچھ علاج نہیں پھر مجتہد نے نزلت کا ترجمہ جو کیا ہے پنچایت
پر اپنے تئیں سپرد کیا یہ سپردگی نزلت کے معنوں میں کہاں سے پیدا کی اپنی ہوائے نفسانی
کی اتباع سے پس لفظ کے جو معنی چاہتے گھڑ کر لکھدیے نہ لغت کا اتباع ہے نہ محاورے کی پیروی
ہے نہ مانی نگر جانی ہی سمجھے کہ نزول کے معنی ہیں در آمدن یا فرود آمدن عربی میں اوسکا ترجمہ

حلول اور بیلفظ بلا واسطہ اور بواسطہ بای جارّہ و علی جارّہ کے بھی متعدی ہوتا ہے قال فی
القاموس النزول الحلول نزلھم و بھم و علیھم نزولاً و منزلاً حلّ انتھی پس جو
لفظ کہ بوسط علی نزل کے بعد واقع ہے وہی ہے جسکی طرف نزل متعدی ہے پس یعنی لما نزلت
بنو قریظہ کے یہ نہیں ہیں جو آپ نے گھڑے ہیں بلکہ معنی یہ ہیں کہ بنو قریظہ سعد کے حکم میں
آ گئے یعنی وہ ہو گئے اوسکو اپنا حاکم اس معاملے میں بنایا انا اذا نزلنا بساحۃ قوم فساء صباح
المنذرین جب ہم داخل ہوئے کسی قوم کے میدان میں تو کیا بری ہے صبح ڈرائے گیوں کی
آپ نے از راہ ناواقفی کے لغت و محاورہ عرب کے ایک مفعول نزلت کا اور پیدا کیا یعنی لما نزلت
بنو قریظۃ انفسھم علی حکم سعد تو آپ نے نزلت کو متعدی الی اثنین ٹھہرایا ایک تو مقدر رہا اور دوسرا مذکور بواسطہ
علی پھر جب ایسا کیا تو لازم آیا کہ نزلت بمعنی انزلت یا نزّلت لیا جاوے یعنی فعلت فعلاً کو
بمعنی افعلت افعالاً یا فعّلت تفعیلاً کے ٹھہرایا جاوے ورنہ تقدیر صحیح نہ ہوگا + وما ہذا الا الجہل البعید
غرضکہ جب مجتہد عصر ترجمہ کسی آیت یا حدیث کا فرماتے ہیں اوسمیں بغیر تحریف کے باز نہیں رہتے
تحقیقات مذکورہ سے بخوبی ظاہر ہوگیا کہ سعد بن معاذ رضہ نے بموجب آیت قرآنی کے حکم قتل و
استرقاق بنی قریظہ کا دیا تھا اور اوسی کو پیغمبر خدا صلعم نے جاری فرمایا اور اوسی طرح پر امتثال
حکم آیت کا حضور جناب رسالت مآب صلعم سے ہوا نہ اور کسی طرح پر اور جسقدر مجتہد عصر نے حدیث کے
معنی میں تحریف کی ہے کسی طرح پر قابل التفات کے نہیں قال اس تمام واقعہ سے جو اس حدیث
میں مذکور ہے بخوبی ظاہر ہے کہ بنی قریظہ کے قتل کا کوئی حکم منصوص نہ تھا اقول جناب
مجتہد صاحب جب بتعمیل رسول اللہ صلعم سے حکم آیت کا مفسر ہوگیا تو وہ تو منصوص سے بھی ایک درجہ
بڑھ گیا منصوص کیا وہ تو مفسر ہوگیا پس اوسمیں تاویل کی بھی گنجایش نہ رہی اگر آپ یہ کہتے کہ سوا
اس حکم کے جسکا امتثال پیغمبر خدا نے کیا اور آیت کا اور کوئی حکم منصوص تھا تو اوسکا بیان کیجیے
اور چونکہ آیت مصدر بصیغۂ ایجاب ہے کہ حضرت صلعم پر امتثال اوسکا ہر حال میں واجب ہے تو یہ بھی تو بتائیے
کہ آپکے اوس منصوص فرضی کی کسطرح پر تعمیل ہوئی ورنہ یہ سب آپ ہی کے ذہن اور آپ کی عقل کا شاخسانہ ہے آپ ہم وہمی

آیات کو جو اس باب میں وارد ہوئی لکھتے ہیں اور اوس سے یہ بات ثابت ہے کہ یہ معاملہ مطابق
حکم خدا کے ہوا اور خدا اس باب میں اپنا انعام مومنین پر بیان کرکے اونکی کوشش اور صدق
خلوص نیت پر اونکی مدح کرتا ہے مِنَ الْمُؤْمِنِينَ رِجَالٌ صَدَقُوا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ فَمِنْهُمْ
مَنْ قَضٰى نَحْبَهٗ وَمِنْهُمْ مَنْ يَّنْتَظِرُ وَمَا بَدَّلُوا تَبْدِيلًا لِيَجْزِيَ اللّٰهُ الصَّادِقِينَ بِصِدْقِهِمْ
وَيُعَذِّبَ الْمُنَافِقِينَ اِنْ شَاءَ اَوْ يَتُوبَ عَلَيْهِمْ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُورًا رَّحِيمًا وَرَدَّ اللّٰهُ
الَّذِينَ كَفَرُوا بِغَيْظِهِمْ لَمْ يَنَالُوا خَيْرًا وَكَفَى اللّٰهُ الْمُؤْمِنِينَ الْقِتَالَ وَكَانَ اللّٰهُ قَوِيًّا
عَزِيزًا وَاَنْزَلَ الَّذِينَ ظَاهَرُوهُمْ مِنْ اَهْلِ الْكِتَابِ مِنْ صَيَاصِيهِمْ وَقَذَفَ
فِي قُلُوبِهِمُ الرُّعْبَ فَرِيقًا تَقْتُلُونَ وَتَأْسِرُونَ فَرِيقًا وَاَوْرَثَكُمْ اَرْضَهُمْ وَ
دِيَارَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ وَاَرْضًا لَمْ تَطَئُوهَا وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرًا ان آیات
کو ذری غور کرکے پڑھیے اور دیکھیے کہ اول تو خدا ہی تعالی نے مومنین کے اوپر اونکے
صادق کے اور اوپر اس بات کے کہ اونھوں نے جیسا خدا سے عہد کیا تھا اوسمیں کچھ فرق نہیں
کیا صفت و ثنا کی اور جزائے خیر کا اونکو مستحق ٹھہرایا اور پھر اپنے انعام اور اپنی طرف سے
جزائے خیر جو اونکو دی اوسکو بیان فرمایا کہ تمھاری طرف سے قتال احزاب میں وہ خود کافی
ہوگیا اور جنھوں نے احزاب کی مدد کی تھی یعنی بنی قریظہ اونکے دل میں تمھارا رعب ڈال
دیا کہ ایک فریق کو تو اونمیں سے تمنے قتل کیا اور ایک فریق کو گرفتار کرلیا اور اونکی زمین اور
گھروں اور مال کا تمکو وارث کردیا اور سوا اسکے اور زمین کی عطا کا وعدہ فرمایا غور فرمایئے
کہ اگر قتل و استرقاق بنی قریظہ کا ظلماً واقع ہوتا اور بحکم خدائے تعالی کے نہوتا تو اوس معاملے کو
احساناً اسطرح پر بیان فرماتا بلکہ برعکس اوسکے عتاب نازل ہوتا **قال** مگر بعض انکار پر بحث
کرینگے کہ اس حدیث کے اخیر میں جو لفظ بحکم الملک ہے اوسمیں یہ بھی روایت ہے کہ وہ لفظ
بحکم الملک لام کے زیر سے یعنی فرشتے کے اور ایک روایت میں صاف بحکم اللہ ہے اور اس سے
معلوم ہوتا ہے کہ اونکے قتل کا اور اونکے بچوں کو قیدی یا لونڈی و غلام بنا لینے کا خدا کا

حکم تھا **اقول** جناب مجتہد صاحب یہ مکابرہ نہین یہ تو صل بات ہی جسمے اوپر ثابت کر دیا ہی کہ
اگر الملِک بکسر لام ہی تب بھی اوس سے مراد احکم الحاکمین ہی اور ہمنے یہ بھی ثابت کر دیا ہی کہ بحکم
الملِک + و بحکم اللہ + و بما حکم بہ الملک + یہ تینون کلمے فرماتے ہوئے جناب رسالت مآب صلعم
کے ہین کہ ایک بار بحکم اللہ عز و جل فرمایا دوسری بار بحکم الملک فرمایا تیسری بار بما حکم بہ الملک فرمایا
اور یہ بھی ثابت کر دیا ہی کہ مراد الملک سے یہان کوئی بادشاہ غیر معہود یا بادشاہان دنیا سے
نہین ہو سکتا اور جو آپنے بحکم الملک کے معنی گھڑلیے ہین کہ حکم بادشاہ کا سا یہ صاف تحریف
ہی یہ معنی کسی طرح پر نہین ہو سکتے پس آپ ہی انصاف کیجیے کہ اسقدر بیہودہ جھوٹی بات
کی جو آپ کر رہے ہین مکابرہ اور مشاغبہ آپکا ہی یا ہمارا **قال** مگر یہ بحث بیجا ہی اسلیے کہ
ہر گاہ خود وہ آیت موجود ہی اور اوسمین قتل کا کوئی حکم موجود نہین ہی تو اختلاف روایت
پر استدلال نہین ہو سکتا **اقول** وہ آیت موجود ہی اور وہ تفاسیر جنسے آپنے استدلال
کیا ہی وہ بھی موجود ہین اوس آیت اور اون سب تفاسیر سے بجز حکم قتل و استرقاق اور کوئی
چیز ثابت ہی نہین البتہ آپنے جو ترجمہ غلط باے جارہ کے معنی الی جارہ خلاف لغت کے
کیا ہی اوسمین ذکر قتل کا نہین مگر چونکہ ترجمہ آپکا صاف تحریف قرآن ہی اسلیے اوسکا کچھ
اعتبار نہین اور اوسکی بنا پر جو آپنے یہان لکھا ہی کہ قتل کا اوسمین کوئی حکم نہین یہ بنا فاسد
علی الفاسد ہی اور آپ کی اس تقریر سے یہ بھی ثابت ہوا کہ آپکو فن مناظرے مین بھی مانند اور
فنون کے کچھ دخل نہین کیونکہ آپنے یہ دعوی کیا کہ آیت مین قتل و استرقاق کا حکم نہین جب
اوس دعوی کے رد کے واسطے آیت کا ایسا صحیح ترجمہ آپنے دیکھا کہ جس سے یہ ظاہر ہی کہ ایسے
معاملے مین سوا قتل و استرقاق کے اور کچھ اجازت نہین اور اوس صحیح ترجمے کی تائید کے
واسطے ایک ایسا فعل و قول رسول اللہ صلعم کا بھی پیش ہوا کہ جو مفسر اوس آیت کا ہی اور اوس مین
بجز قتل و استرقاق کے اور کچھ نہین ہی پھر آپ جو یہ فرماتے ہین اوسمین قتل کا کوئی حکم نہین تو
یہ توجیہ آپکی مصادرہ علی المطلوب ہی کے اصلا توجیہ کے نہین پس باطل ہوئی توجیہ سفیہ

آپ کی اور ثابت ہوا مدعا ہمارا پس مجتہد صاحب بدلائل تو پہنچا دیں ہم تو بطرف تو ہمات
اور اغلوطات کے توجہ ہوئی لہذا چنانچہ فرماتے ہیں کا بمعہ لام کا زبر پڑھنا صرف شبہ تجنیس خطی کا
اور روایت بخاری کی اسمیں زیادہ اعتبار کے لائق ہے **اقول** اگر کوئی کہے کہ لام کا کسرہ
پڑھنا صرف شبہہ تجنیس خطی ہی اور روایت بخاری اسمین زیادہ اعتبار کے لائق ہی تو فرمایئے
جناب اسکا کیا جواب ہی مخفی نرہے کہ الملک جو بکسر لام و فتح لام پڑھا گیا ہی یہ فقرہ
صحیح بخاری کا اختلاف قرارت ہی بخاری کی نسخوں میں کسیکو اسمیں شک نہیں ہوا بخاری تک
کلمہ الملک منقول ہوا ہی قرارے بخاری کو شبہہ ہوا کہ بخاری نے بکسر لام نقل کیا ہی یا بفتح لام اسی سبب سے
نسخجات بخاری میں اس کلمہ پر دونوں حرکتیں لکھکر لفظ معًا یا ریک قلم سے لکھی پایا جاتا ہی
پس یہ دونوں احتمال برابر ہیں فی نفسہ ایک کو دوسرے پر ترجیح نہیں مگر چونکہ اس حالت
مین توافق دونوں کا اوپر ایک مراد کے ممکن ہی پس واجب ہی کہ ایک ہی مراد پر دونوں کو
محمول کیا جاوے اور حمل اوپر مراد واحد کے صرف اسی صورت مین ممکن ہی کہ دونوں سے
مراد بحکم اللہ لیا جاوے علے الخصوص کہ اس ارادہ کی تائید پر اور روایات موجود ہیں اور یہ بات
بلا دلیل کہدینی کہ بکسر لام صحیح ہی اور بفتح لام شبہہ ہی محض تحکم ہی علے الخصوص ایسی صورت
مین کہ اوسکی تائید مین صاف لفظ بحکم اللہ موجود ہی **قال** اور جس روایت مین لفظ اللہ کا
ہی وہ صرف راوی کی سمجھ ہی کہ لفظ ملک بکسر لام سے وہ خدا سمجھا اور مطابق اپنی سمجھ کے بجائے
لفظ ملک بکسر لام کے لفظ اللہ کہدیا **اقول** اگر کوئی یہ کہے کہ جس روایت مین لفظ الملک کا ہی
وہ صرف راوی کی سمجھ ہی کہ لفظ اللہ یعنی اسم ذات کو اوسنے باسم صفت تعبیر کیا تو فرمایئے
کہ اسکا کیا جواب دیجیے گا مخفی نرہے کہ ہم اوپر ثابت کر چکے ہیں کہ کلمہ بحکم الملک اور
بحکم اللہ عز و جل اور بما حکم بہ الملک سب فرمائے ہوئے جناب پیغمبر خدا صلعم کے ہیں اور سب کے
ایک ہی معنی ہیں چنانچہ خود اون روایات مین تصریح اسکی ہی کہ ایک مرتبہ پیغمبر صلعم نے بحکم الملک
کہا دوسرے مرتبہ بحکم اللہ عز و جل کہا تیسری مرتبہ بما حکم بہ الملک فرمایا اور قول مجتہد صاحب کا یہ

کہ ہرگز قابل التفات کے نہین اگر وہ مجتہد لکھتے ہین کہ یہ راوی کی غلطی ہے تو اسکو ثابت کرین اور یہ
بھی بیان کرین کہ کس راوی کی غلطی ہے اور بغیر اس بیان اور اثبات کے تو ہم اونکے قول کو
محض لغو اور سراسر واہیات سمجھتے ہین علاوہ ان سب امور کی روایت الملک بکسر لام بھی
مجتہد کے قول کی کچھ تائید نہین ہو سکتی بلکہ اوس سے بھی ہمارا ہی مدعا ثابت ہے جیسا کہ بیان
ہوا اور گذر گیا قال علاوہ اسکے سیرت ہشامی مین لکھا ہے اقول جناب ایک ذرہ سی
عنایت کیجیے کہ سیرت ہشامی کا صفحہ ۱۶۱ و ۲۶۲ ملاحظہ کرون اور مین دیکھون کہ سیرت
ہشامی سے جب آپ استدلال کرتے ہین منجملہ معتبرات کے ہے کہ سنی ہی کی کتب کی ... آپ تو سمجھتے
ہین کہ دودھ کی مکھی کی طرح نکال کر پھینک دیجاوے اور پھر آپ ہی اوس قول کو تقلید کر لون ہو
آپ نے اوائل رسالہ ہذا مین لکھا ہے کہ ہم بجز خدا اور خدا کے رسول کے کسی ملا مجتہد وغیرہ کے
اتباع سے گمراہی مین نہ پڑینگے جناب مینے اون سب تحریرات کو دیکھ لیا اور آپکی لاف و
گزاف اوائل رسالہ کو بھی خوب ملاحظہ کر لیا بعد ملاحظہ ان سب امور کے جناب کو سلام
کرتا ہون مصرعہ خجل شد او آنکہ دیدی یاد کیا تجھے وہ شعر ہاتی چہ لاف میزنی از پاک
دامنی ہا بر خرقہ ات ہمہ داغ شراب ہست پھر کبھی سیرت ہشامی سے مسلمانون کے
مقابلے مین کچھ استدلال نہ فرمایا کیجیے اور آئندہ ایسی ہی ہوئی بات کبھی زبان پر
نہ لایا کیجیے کہ جسکا نباہ آپ سے لوگون تک مشکل ہے مصرعہ چہ کاری کند عاقل کہ باز آید پشیمانی
قال بہرحال یہود بنی قریظہ کسی طرح قتل کیے ہوئے ہون ہمکو صرف یہ بحث ہے کہ اگر یہ آیت
من و فداء کا منسوخ ہونا لازم آتا ہے یا نہین اقول یہ امر تو مسلم ہے کہ یہ آیت واسطے تعذیب
بنی قریظہ اور امثال ونکے کے نازل ہوئی ہے اور طریقہ تعذیب بنی قریظہ کا از روے
قول و فعل جناب رسالتمآب صلعم کے قتل و استرقاق ثابت ہوا اب اگر آیت اما منا
و فداء کو بحسب زعم مجتہد عصر وجوب من یا فداء کا فرض کیا جاوے اور کلمہ انما کو واسطے
افادہ حصر کے سمجھا جاوے تو لزوم نسخ آیت مین بسبب ثبوت قتل و استرقاق کے کیا کلام ہے۔

پس یہ کہنا مجتہد عصر کا کہ یہ بات علانیہ ہوگئی کہ کسطرح اوسکا منسوخ ہونا لازم نہیں آتا

علانیہ باطل اور بالبداہتہ غلط ہی

الحمد للہ والمنۃ کہ ہمنے اس بحث مین مجتہد عصر کو خوب ہی مغلوب کیا اور بہت خوبی کے ساتھ از روی قواعد عربیہ اور لغت عرب ثابت کیا اور محاورہ عرب سے مجتہد عصر کی غلطیان پکڑین اور اونکی تحریفینکا اعلان کردیا اور اونکے لاف وگذاف کی بھی خوب ہی قلعی کھولدی کہ جب وہ مغلوب ہوگئے تو باوجود مبالغہ تمام اور لاف وگذاف مالا کلام کے سیرت ہشامی جو ایک تاریخ کی کتاب غیر مستند ہی ساتھ پکڑنے لگے اب ہم دوسری آیت مین بحث کرتے ہین ہم اوس آیت اور اوس سے ماقبل کے آیات جو ایک ساتھ نازل ہوئی ہین اور باہم متناسق اور ایک دوسری کی مفسر ہین لکھتے ہین قال تعالی بَرَاءَةٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُولِهِ اِلَى الَّذِينَ عَاهَدتُّم مِّنَ الْمُشْرِكِينَ فَسِيحُوا فِي الْاَرْضِ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَاعْلَمُوا اَنَّكُمْ غَيْرُ مُعْجِزِي اللّٰهِ وَاَنَّ اللّٰهَ مُخْزِي الْكَافِرِينَ ○ وَاَذَانٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُولِهِ اِلَى النَّاسِ يَوْمَ الْحَجِّ الْاَكْبَرِ اَنَّ اللّٰهَ بَرِيءٌ مِّنَ الْمُشْرِكِينَ وَرَسُولُهُ فَاِن تُبْتُمْ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ وَاِن تَوَلَّيْتُمْ فَاعْلَمُوا اَنَّكُمْ غَيْرُ مُعْجِزِي اللّٰهِ وَبَشِّرِ الَّذِينَ كَفَرُوا بِعَذَابٍ اَلِيمٍ اِلَّا الَّذِينَ عَاهَدتُّم مِّنَ الْمُشْرِكِينَ ثُمَّ لَمْ يَنقُصُوكُمْ شَيْئًا وَلَمْ يُظَاهِرُوا عَلَيْكُمْ اَحَدًا فَاَتِمُّوا اِلَيْهِمْ عَهْدَهُمْ اِلَىٰ مُدَّتِهِمْ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِينَ ○ فَاِذَا انسَلَخَ الْاَشْهُرُ الْحُرُمُ فَاقْتُلُوا الْمُشْرِكِينَ حَيْثُ وَجَدتُّمُوهُمْ وَخُذُوهُمْ وَاحْصُرُوهُمْ وَاقْعُدُوا لَهُمْ كُلَّ مَرْصَدٍ فَاِن تَابُوا وَاَقَامُوا الصَّلَاةَ وَآتَوُا الزَّكَاةَ فَخَلُّوا سَبِيلَهُمْ اِنَّ اللّٰهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ○ اب ہم مجتہد عصر کے اقوال کی طرف متوجہ ہوتے ہین اور اونکے لاف وگذاف کو بھی دیکھتے ہین کہ آیا وہ جو دعوے کرتے تھے کہ ہم بجز خدا اور خدا کے رسول کے اور کسی کی حمایت مین گمراہی مین نہ پڑینگے اس بات کا اونھونے نباہ کیا یا یہ کہ تقلید مین پڑکر خدا اور خدا کے رسول کی بھی نہ سنی اور گمراہی مین پڑ گئے **قال** آیت سورہ توبہ قبل فتح مکہ نازل ہوئی تھی **اقول** ایسی جھوٹھ بات مجتہد نے فرمائی کہ جسکا جھوٹھ خود

اونھین آیات سے عیان ہے اور بیان اوسکا یہ ہے کہ یہ امر متفق علیہ ہے کہ فتح مکہ رمضان سنہ ہجری
مین ہوئی اور حج اکبر جسکا ذکر آیت مین ہے وہ ۹ سنہ ہجری مین ہوا اور حجۃ الوداع ۱۰ سنہ ہجری
مین ہوا ربیع الاول ۱۱ سنہ ہجری مین پیغمبر صلعم نے وفات پائی سنہ ہجری مین پیغمبر صلعم
بعد فتح مکہ کے چند روز مکے مین قیام فرما کر مدینہ کو واپس گئے تھے ۹ سنہ ہجری مین حج
کو تشریف نہ لے گئے تھے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو امیر حج مقرر کر کے بھیجا تھا اور بعد روانگی ابوبکر
کے علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو آیات سورۂ براۃ دیکر اعلان و ایذان کے واسطے روانہ فرمایا
بخاری مین روایت ہے ان ابا ہریرۃ قال بعثنی ابوبکر فی تلک الحجۃ فی مؤذنین بعثھم
یوم النحر یؤذنون بمنی ان لا یحج بعد العام مشرک ولا یطوف بالبیت عریان
قال حمید بن عبد الرحمن ثم اردف رسول اللہ صلعم بعلی بن ابی طالب فامرہ ان یؤذن
ببراءۃ آور یہ ایذان نوین ذی الحجہ ۹ سنہ ہجری مین ہوا پس ظاہر ہوا کہ نزول آیات کا بعد
ذی الحجہ سنہ ہجری سے ہوا فتح مکہ تک یہ آیات نازل ہی نہین ہوئی تھین علاوہ بر این ان
آیات مین یہ حکم ہے فاذا انسلخ الاشھر الحرم فاقتلوا المشرکین الآیہ حالانکہ بعد فتح مکہ
کے جو شہر حرم تھے اونکے گذر جانے پر یہ حکم تھا اور نہ فتح مکہ سے پیشتر مہلت چار ماہ کی دی
گئی تھی جسکا ذکر آیت فسیحوا فی الارض اربعۃ اشھر مین ہے اور بڑی دلیل صریح
یہ آیت ہے انما المشرکون نجس فلا یقربوا المسجد الحرام بعد عامھم ھذا
جسمین نسبت کہ مشرکین نجس ہین پس نزدیک جاوین مسجد حرام کے اس برس کے بعد اس سے صاف ظاہر
ہوا کہ جس برس کے بعد آیندہ کو مشرکین کے واسطے ممانعت دخول مسجد حرام کی ہوئی وہی
سال ہے جسمین یہ آیات نازل ہوئی ہین اور باتفاق ارباب سیر و مفسرین و محدثین اور
فقہا وہ سال نوان ہجری تھا کہ جسمین جناب خلیفۃ رسول اللہ ابوبکر صدیق و امیر المومنین جناب
علی مرتضی رضی اللہ عنہما نے اعلان و منادی کردی کہ الا لا یحج بعد العام مشرک
کما رواہ البخاری غرضکہ جب خود آیات بینات سے ثابت ہوا کہ یہ آیات بعد فتح مکہ کے ۹ سنہ ہجری

ہین قریب ایام حج کے نازل ہوئی ہین تو قول مجتہد کا کہ یہ آیات قبل از فتح مکہ نازل ہوئی
ہین صریح جھوٹھہ اور محض بنظر دھوکا دینے اور پاس سخن باطل کے ہی العیاذ باللہ قال
تفسیر معالم التنزیل مین لکھا ہی الخ اقول جیل ستے حضرت مجتہد صاحب اسی موننہ سے
لاف وگذاف کے کلمات فرماتے تھے ہمارا سلام لیجیے کیا صاحب عالم عین خدا اور رسول
خدا ہین کیا یہ محمد بن اسحق ومجاہد غیرہ اہم لوگ نہین کیا یہ قصہ جو صاحب معالم نے لکھا ہی باسناد
قوی کتب معتبرہ حدیث مین جنکی تعیین آپنے خاتمہ رسالہ مین فرمائی ہی مرقوم ہی فرض کیا جاوے
کہ اگر معالم التنزیل سے مدعا آپکا ثابت ہوا تو آیات تنزیل پر آپ اوسکو اس بات مین
اس بنا پر ترجیح دیتے ہین مصرعہ بر عکس نہند نام زنگی کافور علاوہ بران
معالم التنزیل مین یہ بات کہان ہی کہ یہ آیت قبل فتح مکہ کے نازل ہوئی ہی اوسمین تو یہ الفاظ ہین
نزلت فی اہل مکہ یعنی نازل ہوئی ہی یہ سورہ حق اہل مکہ مین اور بعد اونکے تمام قصہ تارونہ
حج اکبر نقل کیا ہی کہ جسکو آپنے فتح مکہ تک نقل کرکے چھوڑ دیا ہم اوسکو تمام وکمال ہم عالم
نقل کرتے ہین اول تو معالم مین یہ عبارت ہی وابتداء ہذا الاجل یوم الحج الاکبر وا
نقضاؤہ الی عشر من شہر ربیع الاخر فاما من لم یکن لہ عہد فانما اجلہ انسلاخ
الاشہر الحرم وذلک خمسون یوما وقال الزہری الاشہر الاربعۃ شوال وذی القعدۃ
وذو الحجۃ والمحرم لان ہذہ الآیۃ نزلت فی شوال والاول ہو الصواب علیہ الاکثر و
پھر چند سطر بعد لکھا ہی وقیل نزلت ہذہ الآیۃ قبل تبوک وقال محمد بن اسحق ومجاہد
نزلت فی اہل مکۃ وذلک ان رسول اللہ صلعم عاہد قریشا یوم الحدیبیۃ علی
ان یضعوا الحرب عشر سنین یامن فیہا الناس ودخلت خزاعۃ فی عہد النبی صلعم
ودخلت بنو بکر فی عہد قریش ثم عدت بنو بکر علی خزاعۃ فنالت منہا واعانتہم
قریش بالسلاح فلما تظاہر بنو بکر وقریش علی خزاعۃ ونقضوا عہدہم خرج
عمرو بن سالم الخزاعی حتی وقف علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال

اشعار لاهمّ اني ناشد محمدا ۞ حلف ابينا وابيه الاتلدا ۞ كنت لنا ابا وكنا ولدا
ثمت اسلمنا ولم ننزع يدا ۞ فانصر هداك الله نصرا اعتدا ۞ وادع عباد الله يأتوا
مددا ۞ فيهم رسول الله قد تجردا ۞ في فيلق كالبحر يجري مزبدا ۞ ابيض مثل
الشمس يسمو صعدا ۞ ان سيم خسفا وجهه تربدا ۞ ان قريشا اخلفوك الموعدا
ونقضوا ميثاقك المؤكدا ۞ هم بيتونا بالهجير هجدا ۞ وقتلونا ركعا وسجدا ۞
فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا نصرت ان لم انصركم فتجهز الى مكة ففتح مكة
سنة ثمان من الهجرة فلما كان سنة تسع اراد رسول الله صلعم ان يحج ثم قال
انه يحضر المشركون فيطوفون عراة فبعث ابا بكر رضي الله عنه تلك السنة
اميرا على الموسم ليقيم للناس الحج وبعث معه باربعين آية من صدر براءة
ليقرأها على اهل الموسم ثم بعث بعده عليا رضي الله عنه على ناقته العضباء ليقرأ
على الناس صدر براءة وامره ان يؤذن بمكة ومنى وعرفة ان قد برئت ذمة الله و
ذمة رسوله صلى الله عليه وسلم من كل مشرك ولا يطوف بالبيت عريان فرجع
ابوبكر فقال يا رسول الله بابي انت وامي أُنزِل في شاني شيء قال لا ولكن لا ينبغي ان يبلغ
هذا الا رجل من اهلي اما ترضى يا ابا بكر انك كنت معي في الغار وانك صاحبي
على الحوض قال بلى يا رسول الله فسار ابوبكر رضي الله عنه اميرا على الحج وعلي ليؤذن
ببراءة فلما كان قبل التروية بيوم خطب ابوبكر الناس وحدثهم عن مناسكهم
واقام للناس الحج والعرب في تلك السنة على منازلهم التي كانوا عليها في الجاهلية
من الحج حتى اذا كان يوم النحر قام علي بن ابي طالب رضي الله عنه فاذن في الناس
بالذي امر به وقرأ عليهم سورة براءة وقال زيد بن منيع سألنا عليا باي شيء بعثت
في الحجة فقال بعثت باربع لا يطوف بالبيت عريان ومن كان بينه وبين رسول
[illegible] الجنة

الا نفس مومنة ولا یجتمع المسلمون والمشرکون بعد عامهم هذا ثم حج النبی صلعم سنة عشر حجة الوداع انتهےٰ دیکھو اس عبارت معالم سے صاف ظاہر ہی کہ آیات سورہ براءہ ۹ سنہ ہجری مین نازل ہوئی ہین کیونکہ اون آیات مین جو یہ حکم ہی کہ اس سال کے بعد کوئی مشرک مسجد حرام مین نجاوے حج اکبر مین اوسکا اعلان کرایا گیا اور حج اکبر ۹ سنہ ہجری مین ہوا پس ظاہر ہوا کہ آیات سورہ براءہ ۹ سنہ ہجری مین ایک برس بعد فتح مکہ کے نازل ہوئین

قال اس روایت سے صاف ظاہر ہی کہ یہ آیت قبل فتح مکہ نازل ہوئی تھی اور ہمنے اوپر ثابت کیا ہی کہ آیت من وفد ابعد فتح مکہ نازل ہوئی ہی پس یہ آیت اوسکی ناسخ نہین ہوسکتی

اقول یہ جو مجتہد صاحب نے فرمایا کہ اس روایت سے ظاہر ہوا سو یہ روایت مستند مجتہد پیغمبر صلعم سے نہین صرف مجاہد اور محمد بن اسحق کا قول ہی جو منجملہ صحابہ کے بھی نتھے نوضکہ اونکے قول سے ثبوت زمانۂ نزول آیت کا ہو یا نہو اسقدر تو ثابت ہوگیا کہ وہ دعوی کہ شروع رسالہ مین مجتہد صاحب نے کیا تھا کہ ہم صرف خدا اور خدا کے رسول کی اطاعت کرینگے اور کسی مولوی ملا فقیہ مجتہد کی تقلید سے غلطی مین نہ پڑینگے محض لاف وگزاف تھا کہ کچھ بھی عمل اوس پر نہوا اور آخر کار یہی ہوا کہ تقلید ہی کرنی پڑی س ؎ آنچہ دانا کند کند نادان ٭ لیک بعد از قبول رسوائی ٭ اب ہم کہتے ہین کہ نہ اس عبارت معالم سے یہ بات ثابت ہی کہ آیات سورہ برات قبل از فتح مکہ نازل ہوئی ہین بلکہ یہ بات ثابت ہی کہ ایک برس بعد فتح مکہ کے یعنی ۹ سنہ ہجری مین نازل ہوئی ہین اور نہ مجتہد سے پیشتر یہ بات ثابت ہوسکی کہ آیت من وفد ابعد فتح مکہ کے نازل ہوئی ہی یہان تک کہ اوپر یہ دعوی بھی مجتہد کا نہ تھا کہ آیۃ مذکورہ بعد فتح مکہ کے نازل ہوئی بلکہ اوپر تو یہ دعوی تھا کہ یہ زمانۂ فتح مکہ مین نازل ہوئی ہی بعد فتح مکہ کا تو نام اسی وقت زبان پر مجتہد صاحب کے آیا ہی دیکھیے اس بعدیت کو روز وفات جناب رسالت مآب پر نہ محمول فرمادین تاکہ احتمال نسخ ہی باقی نرہے کیونکہ جب مدار صرف مجرد قول مجتہد ہی پر ہی اور دلیل کچھ درکار نہین

تو بروز فتح مکہ اور بروز وفات پیغمبر صلعم کہدینا دونون یکسان ہین نہ ثبوت اسکا ہی نہ اوسکا ہی
دیکھو فائدہ جلیلہ بحث اول کا اور ہم ہشتیہ دلائل علماے حنفیہ کے اس امر کے اثبات پر قائم کر چکے
ہین کہ آیہ من و فدا قبل واقعہ بدر کے نازل ہوئی ہی مجتہد صاحب اپنے دلائل ور علماے
حنفیہ کے دلائل کو مقابلہ کر کے دیکھین اور آپ ہی خدا کو حاضر ناظر جانکر فرماوین کہ علماے
حنفیہ کے دلائل قوی ہین یا توہمات مجتہد عصر کے **قال** بعض مکابر یہ بات کہینگے کہ سورۂ
براءة کے بعد کوئی سورة نازل نہین ہوئی اور اسلیے سورۂ محمد صلعم کا جسمین آیت من و فدا
ہی سورۂ براءة کے بعد نازل ہونا صحیح نہین ہی مگر یہ کہنا بالکل غلط ہی ایک حدیث مین آیا ہی کہ
سورۂ براءة اون سورتون کی اخیر سورة ہی جو پوری ایک دفعہ اتری ہین مگر اسکو بھی علماے
تسلیم نہین کیا اور اس حدیث مین شبہ کیا ہی چنانچہ ہم اپنے اس قول کی تصدیق کے لیے وہ
حدیث کو مع عالمون کی تشکیک کے اس مقام پر نقل کرتے ہین بخاری مین لکھا ہی کہ عن البراء
قال آخر سورة نزلت كاملة سورة براءة وآخر سورة نزلت خاتمة سورة النساء يستفتونك
قل الله يفتيكم في الكلالة ۝ في القسطلاني استشكل هذا من حيث ان نزلت
شيئا فشيئا فالمراد بعضها او معظمها والا ففيها آيات كثيرة نزلت قبل
سنة وفاة النبوية **اقول** بخاری مین یہ حدیث دو جگہہ کتاب التفسیر مین نقل کی
ہی ایک آخر سورۂ نساء مین بروایت سلیمان بن حرب وہان یہ الفاظ ہین حدثنا سلیمان
بن حرب قال حدثنا شعبة عن ابي اسحق سمعت البراء آخر سورة نزلت براءة و آخر
آية نزلت يستفتونك قل الله يفتيكم في الكلالة ۝ دوسری جگہہ شروع
براءة مین وہان یہ الفاظ ہین حدثنا ابو الوليد قال حدثنا شعبة عن ابي اسحق سمعت
البراء يقول آخر آية نزلت يستفتونك قل الله يفتيكم في الكلالة وآخر سورة
نزلت براءة **اقول** ان دونون جگہہ کاملۃ کا لفظ نہین ہی اور اس روایت مین کچھ اشکال
نہین ہی ہان تیسری جگہہ جو روایت کی ہی اوسمین لفظ کاملہ کا واقع ہی اور اوسکے معنے نہین

تمام سورة بلکہ مراد یہ ہو کہ کاملہ سورة یعنی معظم اور بڑی بڑی باین سروع کی چنانچہ زرومی سے
بمقابلہ کاملہ کے خاتمہ سورة النساء کا بیان کیا ہی پس ظاہر ہی کہ مراد اوسکی فواتح سورة براءة ہی کیونکہ
پیغمبر خدا صلعم کا دستور تھا کہ جب کوئی آیت متفرق نازل ہوتی تو فرما دیتے تھے اجعلوہا فی
سورة کذا چنانچہ یہ روایت ترمذی و دیگر صحاح مین موجود ہی یعنی اوسکو فلانی سورة مین
شامل کر دو سو جتنی سورتین نازل ہوئی ہین وہ سورة براءة سے پہلے نازل ہوئی ہین یعنی فواتح
سب سورتون کی سورة براءة کی فواتح سے پہلے اوتر چکی ہین گو کہ کسی سورة مین کوئی آیت
پیچھے سے ایسی شامل ہوئی ہو کہ بعد نزول فواتح سورة براءة سے نازل ہوئی ہو اور مجتہد
صاحب جو فرماتے ہین کہ علمانے اس حدیث پر شبہہ کیا ہی الخ کسی عالم نے حدیث مین شبہہ نہین کیا
یہ کسی نے نہین کہا کہ یہ حدیث مشتبہ یا در اصل براء بن عازب رضہ سے منقول نہین ہی یا موضوع
یا ضعیف ہی چنانچہ مجتہد صاحب نے جو اپنے دعوے شک و شبہہ پر قول قسطلانی کا دلیل ٹھہرایا ہی
اوسی سے اونکی تکذیب عیان ہی قسطلانی نے لفظ استشکال کا بولا ہی لفظ شک و شبہہ کا نہین کہا
اور استشکال مضمون سے حدیث مین شک و شبہہ نہین پڑ سکتا ایک شخص کے ذہن مین ایک بات مشکل
ٹھہری تو ضرور نہین کہ وہ بات مشکل ہووے اور اوس سے مضمون حدیث مین شک و شبہہ پڑ جاوے
دیکھو جو بات قسطلانی کو بادی النظر مین مشکل نظر آئی تھی خود اوسنے اوس اشکال کو رفع کر دیا مگر
چونکہ آپ نے خود بحث اول زمانہ نزول آیت مین فرمایا ہی کہ ہم دعوی کرتے ہین کہ سورة محمد صلعم
کا مین بزمانہ فتح مکہ نازل ہوئی پس حدیث براء بن عازب سے بخوبی یہ بات ثابت ہو گئی کہ سورة
محمد صلعم فواتح سورة براءة سے پہلے اوتری ہی کیونکہ جب اوس حدیث سے یہ امر ثابت ہوا کہ فواتح
سب سورتون کی سورة براءة سے پہلے اوتر چکی ہین تو جو سورة کہ پوری دفعة واحدة نازل ہوئی
اور بنجما بنجما نہین اوتری تو بالبداہة وہ سورة بجمیع آیاتہا سورة براءة سے پہلے اوتر چکی ہی
اور چونکہ سورة محمد دفعة واحدة نازل ہوئی ہی تو وہ بھی ہر آئینہ سورة براءة سے پہلے اوتر چکی
ہی اور سورة براءة خصوصاً فواتح اوسکے جنمین یہ آیت قتل واقع ہی بلاشک و شبہہ متاخر سورة

محدود ہے ہی اور یہی جہاد عام جانا لنہ جو بی ثابت ہو لیا تھا ان سب احکام کی نسبت سے بھی کچھ نظر
ہے اور اس بات پر غور کرتے ہین کہ آیۃ سورۂ براءۃ سے آیت من و فدا منسوخ بھی ہوسکتی ہے
یا نہین اور کہتے ہین کہ منسوخ نہین ہوسکتی آیت سورۂ براءۃ مین دو جملہ ہین جنسے آیت
من و فدا کی منسوخ ہونے پر استدلال ہوسکتا ہے اول فَاقْتُلُوا الْمُشْرِكِينَ اور دوسرا حَيْثُ
وَجَدْتُمُوهُمْ مگر انسے استدلال محض غلط ہے اول جملہ فَاقْتُلُوا الْمُشْرِكِينَ مین المشرکین
کا لفظ ہے اسکا الف لام استغراق کا تو ہو نہین سکتا کیونکہ اگر استغراق کا ہو تو معنی یہ ہونگے
کہ تمام مشرکین کو مارڈالو اول تو یہ ایسا حکم ہوگا جو طاقت انسانی بلکہ عادت الٰہی سے بھی
خارج ہے دوسرے تمام احکام جزیہ لینے کے اور صلح کرنیکے بالکل باطل ہوجاوینگے اول
ہم تسلیم اس لام کی کہ آیا عہد کا ہے یا استغراق کا ہے بعد کو کرینگے آپ تو ہم عنقریب عہد کے
دلائل پر جواب و نصوص نہی و پا امتناع ارادہ استغراق لام کے قائم کیے ہین توجہ کرتے ہین
دلیل اونکی صرف وہی ہے کچھ یہ ضرور نہین ہے کہ امتثال اسکا ایک ہی زمانہ مین یا کسیقدر زمانہ
محدود مین ہو بلکہ بحکم الجہاد ماض الی یوم القیمۃ کے اس حکم کی تعمیل ہوتی رہنی چاہیے
اور جہان اونپر قابو چلے وہان مارنا چاہیے ماموربن کو اپنی طرف سے کوشش بلیغ
اسمین کرنی چاہیے اگر اونکے حد اختیار سے کسیکا قتل خارج ہووے تو امر کی امتثال
مین کچھ قصور نہین آپ غور فرماویے کہ اوسکو تو آپ بھی تسلیم کرتے ہین کہ جو مشرک مقابلہ
پر آوین تو اونکے حق مین حکم اُقْتُلُوا الْمُشْرِكِينَ کا نافذ ہے اور اہل اسلام مامور ہین کہ اون سبکو قتل
کرین لیکن اگر کوئی اونمین سے بھاگ جاوے اور ہاتھ نہ آوے یا لڑائی بگڑ جاوے
تو امر کی صحت مین کچھ کلام نہین ہوسکتا کیونکہ امر تو اون سبکے قتل کا تھا مگر چونکہ حد اختیار سے
بسبب بعض موانع کے امتثال اوسکا خارج رہا تو اوس سے امر مین کچھ نقصان نہین آتا نظیر اسکی
اسی سورۃ مین دیکھیے قَاتِلُوا الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَلَا بِالْيَوْمِ الْآخِرِ
وَلَا يُحَرِّمُونَ مَا حَرَّمَ اللَّهُ وَرَسُولُهُ وَلَا يَدِينُونَ دِينَ الْحَقِّ مِنَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ

جیسے یقتلوا بجنایۃ حق تیلیا وھم صاغرون ○ آیا کی دلیل سے لازم آیا کہ تعمیم بھی صحیح نہو
بلکہ اس سے بھی کوئی خاص لوگ مراد ہون کہ جنکا اب تک کسیکو علم حاصل نہوا کیونکہ وہ دلیل تو
اسمین بھی جاری ہو سکتی ہی مگر بیان تو لام بھی نہین کہ جسکو عہد پر محمول کیا جاوے گا
معترض ایک قید حیث وجدتموہم ہوا آیت مین موجود ہی اوس آیتکے سبب تو تہمات کا جواب حاصل
ہی اوسپر بھی لحاظ کیجیے دلیل وہم کا صاف جواب ہی کہ معاہدین ہر ایک قسم سے بموجب حکم
الا الذین عاھدتم الآیہ کے مستثنے ہین اور یہ استثنا مانع استغراق نہین جیسے جاءنی القوم
کلھم اجمعون الا زیدا دیکھیے اسکو کوئی زبان کا جاننے والا یہ نہین کہہ سکتا کہ لام
جو داخل ہی قوم پر لام استغراق نہین وما مثلہ فی الناس الا مملکا دیکھو لام جو ناس پر
داخل ہی غیر از استغراق اور کسی معنی پر محمول نہین ہو سکتا **قال** پس ضرور ہی کہ الف لام
عہدی ہی **اقول** ذرا معہود کو معین فرمایئے اور دلیل اوسکے معہود ہونے کی لایئے آپ
جو عبارات تفاسیر بیضاوی و مدارک اور احمدی اور کشاف اور معالم کو سند لائے ہین
اون سے ظاہر ہی کہ معہود وہ مشرکین ہین جو عہد توڑین اور سنایا کرین ہمنے مانا کہ وہی مشرکین
معہود ہین اسی بات پر قائم رہیئے اس عہد کو توڑیئے اسی عہد کو آپکے ہم منظور کرکے آپکے قول
آیندہ مین بحث کرینگے **قال** پس اس آیت سے نص صریح آیت من وفا کی منسوخ قرار دینے کو
ضرور ہی کہ کسی نص صریح قرآنی سے یہ بات ثابت کیجاوے کہ المشرکین مین سارے مشرکین
ہی داخل ہین اور یہ بات ثابت نہین تو دعوی نسخ باطل ہی **اقول** ہمکو اس تقریر پر مجتہد
عصر کے سامنے تعجب ہوتا ہی ہم سمجھتے ہین کہ دیدہ و دانستہ اونھونے یہ مشاغبہ کیا ہی ہمنے
قول مجتہد عصر کا تسلیم کیا کہ لام المشرکین مین عہدی کا سہی لیکن اگر معہودین ہی کے
اُسامے ہو وین تو وہ حکم جو نسبت معہودین کے ہی یہ نسبت اونکے اسامے کے اسطرحپر
نص نہوگا اور وہ اسامے اوس حکم سے کیونکر خارج ہو جاوینگے یا کوئی اور قاعدہ مجتہد صاحب
نے گھڑ لیا اور قسم لام کی بنالی کہ جسکی بناپر وہ معہود جو عہد کا فائدہ دے ہمنے فرض کیا

کہ مطابق تفاسیر مستندہ مجتہد عصر کے لام عہد کا ہے اور اوس سے منجملہ مشرکین صرف ناقضین
عہد مراد ہین پس ہم کہتے ہین کہ حکم اُقْتُلُوا نسبت کل ناقضین عہد کے ہے اور چونکہ ناقضین عہد
مین وہ لوگ بھی تھے جو اب اسیر ہوے پس ہر آئینہ وے بھی تحت حکم اُقْتُلُوا داخل ہو گئے
پس وہ حکم جیسا اورون کی نسبت منصوص ہے ویسا ہی اُساری کی نسبت بھی منصوص ہے
اور یہ نہین ہو سکتا کہ دونون حکم یعنی حکم فعلیت ایجاب قتل کل ناقضین اور دوام سلب
قتل اُساری کہ بعض ناقضین عہد ہین جمع ہو سکے کیونکہ جائز رکھنا اسکا التزام اجتماع نقیضین
کا ہے غور فرمایئے کہ جب یہ حکم دیا گیا کہ کل ناقضین عہد بالفعل قتل کیے جاوین تو بموجب قواعد
فن میزان کے یہ قضیہ کہ بعض ناقضین عہد کبھی قتل نہ کیے جاوین صاف نقیض اوسکی
ہے اور جب باہم دونون کے تناقض کہ جسکو اصطلاح فقہا مین تعارض ادلہ کہتے ہین متحقق
ہوا تو لازم آیا کہ واسطے رفع تعارض کے ایک کو منسوخ دوسری کو ناسخ ٹھہرایا جاوے
اور چونکہ ہم ثابت کر چکے ہین کہ آیت مَنْ و فدا اس آیت سے پہلے نازل ہوئی ہے علاوہ بران
خود مجتہد بھی اس آیت کے منسوخ ہونیکے قائل نہین پس لازم آیا کہ آیت مَن و فدا منسوخ
ٹھہری اور یہ نہین ہو سکتا کہ المشرکین مین جو لام ہے اول تو اوسکو عہد کا ٹھہرا کر منجملہ مشرکین کے
صرف ناقضین عہد اوس سے مراد لین اور پھر عہد در عہد تجویز کر کے اونمین سے خاصۃً غیر اُساری
مراد لین کیونکہ اس صورت مین ایک قسم لام کی لام عہد در عہد پیدا ہوتی ہے اور یہ برخلاف
لغت کے ہے پس باطل ہوئی نسبت تقریر مجتہد عصر کی اور ثابت ہوا مدعا ہمارا والحمد للہ رب العالمین
قال دوسرے جملہ حیث وجدتموہم کو اُساری سے کچھ تعلق نہین ہے اقول مین نہین سمجھتا
کہ مجتہد صاحب کیا سمجھ رہے ہین اور کیا فرما رہے ہین حیث وجدتموہم جملہ ظرفیہ ہے اور
اقتلوہم سے متعلق ہے اور اس سے جواب آپکے توہم محال عادتی کا حاصل ہوتا ہے یہ جملہ مستقلہ
نہین بلکہ قید جملہ سابقہ کی ہے معلوم نہین ہوتا کہ اسکی نسبت آپ کیا فضول باتین تحریر فرماتے
ہین اور ہمکو اونسے تعرض ضرور نہین معنی آیت کے صاف یہ ہین کہ مار ڈالو مشرکین کو جہان پاؤ

اونکو قتال بہ ہذا ان تمام آیتون مین جو مشرکین کے قتل کا حکم ہی وہ عین لڑائی کی حالت مین ہی
آتی اور آیت من و فدا سے جو بعد ختم ہونے لڑائی کے اون لوگون سے علاقہ رکھتی ہی جو
قید ہوگئے ہین اور لڑنے پر قادر نہین ہین کیا تعلق ہی احکام حالات مختلفہ ایک دوسرے کی
ناسخ نہین ہوسکتی **اقول** جناب اس آیت کے کلمات مین تو کوئی کلمہ ایسا نہین کہ جس سے
یہ بات معلوم ہوتی ہو کہ حکم قتل مخصوص ہی عین حالت لڑائی سے یہ تو آپ کی تحریف صریح ہی ہم
اس تحریف کو ہرگز نہ مانینگے اور اس قول کی تکذیب احادیث صحیحہ سے ظاہر ہی بخاری مین
انس بن مالک رض سے روایت ہی ان النبی صلعم دخل مکة یوم الفتح وعلی راسه المغفر
فلما نزعه جاء رجل فقال ابن خطل متعلق باستار الکعبة فقال اقتلوه داخل ہوئے
پیغمبر صلعم روز فتح مکہ مین اور اونکے سر پر خود تھا جب اوتارا خود کو تو آیا ایک آدمی پس کہا
اوسنے کہ ابن خطل لپٹا ہوا ہی کعبہ کے پردون سے فرمایا پیغمبر صلعم نے کہ قتل کرو اوسکو اور سوائے
اسکے اور کئی شخص بھی بعد فتح مکہ کے قتل کر لئے گئے ہین اور ایک شخص ہوازن مین سے
قبل از شباب گرفتار ہوکر بحکم پیغمبر صلعم قتل کیا گیا ہی جیسا کہ اوپر ہمنے یہ سب احادیث صحیحہ سے
ثابت کردیے ہین بخاری مین ابوہریرہ رض سے روایت ہی قال بعثنا رسول اللہ صلعم
فی بعث وقال لنا ان لقیتم فلانا وفلانا لرجلین من قریش سماهما فحرقوهما بالنار
ثم اتیناه نودعه حین اردنا الخروج فقال انی کنت امرتکم ان تحرقوا فلانا وفلانا
بالنار وان النار لا یعذب بها الا اللہ فان اخذتموهما فاقتلوهما بھیجا ہمکو پیغمبر صلعم نے ایک
لڑائی مین اور فرمایا ہمسے کہ اگر ملو تم فلان فلان کو دو آدمیون کا نام لیا جو قریش مین سے
تھے تو اونکو پھونک دیجیو آگ سے پھر جب ہم پیغمبر صلعم سے رخصت ہونے کو آئے جب چلنے کا ارادہ
کیا تو فرمایا کہ مینے تمکو حکم دیا تھا کہ فلان فلان کو آگ مین جلا دیجیو اور تحقیق آگ سے کوئی
تعذیب نہین کرسکتا مگر اللہ پس اگر تم اونکو پکڑلو تو قتل کردیجیو اونکو دیکھیے یہان اخیر دن
یعنی اسیرون کی نسبت صاف حکم دیا کہ انکو مار ڈالیو علاوہ بر ان خود کلمہ حیث وجدتموهم

دال ہی کہ قید عین معرکہ کارزار کی نہین ہی جہان پاؤ وہان مارڈالو تین اونکو خاص معرکۂ کارزار
مین قرار دینا خلاف ظاہر آیت کے عمل کرنا ہی اور عبارات تفاسیر جو مجتہد صاحب نے بطور سند کے
پیش کی ہین اونمین سے کہین تخصیص میدان کارزار کی نہین بلکہ اون سے بھی ہمارے ہی قول کی تائید
حاصل ہی کہ حیث جو ظرف ہی اوسکی تفسیر کرتے ہین من حل وحرم یعنی حرم یا باہر حرم سے جہان
کہین پاؤ قتل کرو اونھون نے کہین یہ نہین لکھا کہ باہر میدان کارزار سے قتل نکرو **قال** آیت سورہ
بقرہ آلخ **اقول** ہم اس آیت کی تفسیر اوسکے ضمن شمار آیات ناسخہ مین کر چکے ہین اور وجہ استدلال
کی بھی اوس جگہہ لکھی ہی **قال** آیت سورۂ بقر بھی صلح حدیبیہ مین جو سنہ ۶ ہجری مین ہوئی تھی نازل
ہوئی اور اسلیے اوسکی ناسخ نہین ہوسکتی **اقول** یہ تو جناب مجتہد صاحب کا معمولی عذر ہی کہ
ہر جگہہ اوسکو پیش کرتے ہین بعض جگہہ بسبب عدم ثبوت اور بعض جگہہ بسبب ثبوت عدم کے نامنظور
کیا جاتا ہی چنانچہ یہان بھی ایسا ہی حال ہی **قال** تفسیر معالم التنزیل مین ہی عن ابن عباس نزلت
ھذہ الآیۃ فی صلح الحدیبیۃ الخ **اقول** معالم التنزیل مین یہ الفاظ ہین وقال الکلبی
عن ابی صالح عن ابی عباس آلخ خود مجتہد صاحب نے غالمہ رسالے مین کتاب کلبی کو داخل معتبرات
نہین کیا پس اوس سے استدلال اونکا بیجا ہی علاوہ بران فرض کیا کہ آیت سنہ ۶ یا سنہ ۸ ہجری مین
اوتری ہی مگر ثبوت نزول آیت من وفدا کا سنہ ۲ ہجری مین کیا ہی ہم اوپر ثابت کر چکے ہین کہ
آیت من وفدا غزوۂ بدر سے پیشتر نازل ہو چکی ہی پس قول مجتہد کا کہ اوسکی ناسخ نہین ہوسکتی
سراسر غلط ہی **قال** قطع نظر اس بات کے کہ یہ آیت قبل آیت من وفدا کے نازل ہوئی تھی
اس بات پر بھی غور کرنا چاہیے کہ اس آیت سے آیت من وفدا منسوخ بھی ہوسکتی ہی یا نہین سو ظاہر
ہی کہ کسیطرح منسوخ نہین ہوسکتی اسلیے کہ اس آیت مین جو حکم ہی وہ خاص اون اہل مکہ کے لیے
ہی جو برخلاف عہد کے لڑنے پر تیار ہون تمام مشرکین سے متعلق نہین ہی پس قیدی جو
بعد قید کے لڑنے پر قادر نہین ہین اس حکم مین داخل نہین ہوسکتی **اقول** منسوخ ہونا
جسقدر لاف وگزاف شروع رسالے مین مجتہد عصر نے کیا تھا اوسیکو بار بار ... کیا

اور برخلاف اوس لاف وگزاف کے ہر مقام پر وہ بندۂ تقلید ہو گئے اب اگر وے تقلید سے
دست بردار ہو کر ہماری بات سنین تو ہم اونکے سامنے تفسیر آیت کی کرین مخفی نرہے کہ
پوری آیت یہہ ہی وَقَاتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ الَّذِينَ يُقَاتِلُونَكُمْ وَلَا تَعْتَدُوا إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ
الْمُعْتَدِينَ ○ وَاقْتُلُوهُمْ حَيْثُ ثَقِفْتُمُوهُمْ وَأَخْرِجُوهُمْ مِنْ حَيْثُ أَخْرَجُوكُمْ وَالْفِتْنَةُ أَشَدُّ
مِنَ الْقَتْلِ ۚ وَلَا تُقَاتِلُوهُمْ عِنْدَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ حَتَّىٰ يُقَاتِلُوكُمْ فِيهِ ۖ فَإِنْ قَاتَلُوكُمْ فَاقْتُلُوهُمْ
كَذَٰلِكَ جَزَاءُ الْكَافِرِينَ ○ فَإِنِ انْتَهَوْا فَإِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ ○ وَقَاتِلُوهُمْ حَتَّىٰ
لَا تَكُونَ فِتْنَةٌ وَيَكُونَ الدِّينُ لِلَّهِ ۖ فَإِنِ انْتَهَوْا فَلَا عُدْوَانَ إِلَّا عَلَى الظَّالِمِينَ ○ لڑو
خدا کی راہ مین اون لوگون سے جو تمسے لڑین اور زیادتی نکرو تحقیق خدا دوست نہین رکھتا زیادتی
کرنے والون کو اور مار ڈالو اونکو جہان کہین پکڑ لو اور نکالدو اونکو جہان سے اونھون نے
نکالدیا ہے تمکو اور فتنہ سخت تر ہی مار ڈالنے سے اور نہ لڑو اونسے پاس مسجد حرام کے تا وقتیکہ وے
تمسے لڑین پس اگر لڑین وے تمسے تو قتل کرو اونکو ایسی ہی ہی سزا کافرون کی پس اگر وے
باز رہین تو خدا بخشنے والا ہی مہربان اور لڑو اونسے تا کہ نہووے فتنہ اور ہووے دین خدا
ہی کا پس اگر وے باز رہین تو نہین ہی زیادتی مگر اوپر ظالمون کے جاننا چاہیے کہ ہمارے
دین مین ابتداءً جنگ و قتال جائز نہین بلکہ لازم ہی کہ اول کفار کو دین خدا کی طرف بلاوین اور
اونکو سمجھاوین اگر باوجود اتمام حجت کے وے باز نہ آوین اور اطاعت حکم نکرین اور لڑنے پر
آمادہ ہووین تو اوس وقت خدا سے مدد مانگین اور مقابلہ شروع کرین چنانچہ یہی ہی مراد آیت کی
اور جسنے یہہ سمجھا ہی کہ جب کفار لڑنے کو آ پہر آوین تب ہمکو اونسے لڑنا روا ہی ورنہ نہین غلط ہرا
[illegible] سمجھا ہی دیکھو مکہ اور تبوک وغیرہ پر حضرت نے فوج کشی فرمائی اون لوگون مین سے کون لڑنے
آیا تھا اور کس سے [illegible] ہوا تھا کہ اوسنے عہد شکنی کی مصر و روم و شام و اسکندریہ و فارس
و دیگر بلاد پر جہاد [illegible] اون مین سے کون ہم سے لڑنے آیا تھا اور کسنے عہد کر کے عہد توڑ دیا تھا
مگر [illegible] بات تھی کہ اپنا [illegible] اسلام گوارا نکر کے آمادہ جنگ ہو گئے تھے اور جب [illegible]

تو ہم آپ ہی مصداق اَلَّذِیۡنَ یُقَاتِلُوۡنَکُمۡ کی جو آیۃ متلوہ مین ہی ہوگئی پس دعوی نسخ اس آیت کا صریح غلطی ہی پھر خدای تعالی فرماتا ہی کہ وَاقۡتُلُوۡہُمۡ حَیۡثُ ثَقِفۡتُمُوۡہُمۡ اسکے معنی بہت صاف ہین یعنی اون لوگون کو جو تمسے لڑنے کو آمادہ ہووین قتل کرو جہان کہین پکڑلو اور پہ معنی ثقفتموہم کے بیان کر چکے ہین اب ہم مجتہد عصر کی تقریر پر بحث کرتے ہین قولہ اسلیے کہ اس آیت مین جو حکم ہی وہ خاص اہل مکہ کے لیے ہی الخ اقول غلط بات ہی کیونکہ تخصیص اہل مکہ کی ثابت نہین ہمنے فرض کیا کہ اہل مکہ کے معاملے مین نازل ہوئی ہو مگر کسی خاص شخص یا خاص صنف کے معاملے مین اوترنے سے حکم عام مخصوص اوس شخص یا اوس صنف کے ساتھ نہین ہوجاتا العبرۃ لعموم الالفاظ لا لخصوص الاسباب اور ہمنے یہ بھی بطور فرض محال فرض کرلیا کہ یہ آیت مخصوص مشرکین مکہ کے واسطے ہی لیکن مجتہد صاحب فرماوین کہ کیا آیت مَنّ و فدا اونکے نزدیک متعلق مشرکین مکہ سے نہین اگر نہین تو دلیل اونکی مستثنے ہونیکی حکم اس آیت سے کیا ہی اور اگر ہی تو کچھہ کلام اسمین نہین کہ اس آیت سے منسوخ ہوگئی کیونکہ جب دونون کا تعلق مشرکین مکہ ہی سے ہی اور ایک مین حکم قتل وجوبا ہی دوسری مین اجازت من و فدا کی ہی تو بلا شک و شبہہ ایک کا منسوخ ہونا لازم ہی قولہ پس قیدی جو بعد قید کے لڑنے پر قادر نہین رہتے اس حکم مین داخل نہین ہوسکتے اقول جناب بعد اسیری کے قدرت و عدم قدرت کا آیت مین کچھہ تذکرہ نہین ہی جب وے مومنین سے لڑنے پر آمادہ ہوئے تو اونپر یُقَاتِلُوۡنَکُمۡ صادق آگیا اور جب اسیر ہوگئے تو مصداق ثقفتموہم ہوگئی پس مصداق مقاتلہ کے قبل اسیری کے اور مستوجب قتل کے بعد اسیری کے ہوگئے اور وَاقۡتُلُوۡہُمۡ معطوف ہی قاتلوا پر اسیکے صاف وہ ہم تا کہ دونون امر مستحق جاہین اگر وَاقۡتُلُوۡا سے بھی مراد زمانہ کا زار ہی ہوتا تو یہ جملہ بیفائدہ ہوجاتا کیونکہ جملہ قاتلوا الذین الآیہ اس مدعا کے لیے کافی تھا حاجت دوسرے جملے کی کچھہ نتھی اسلیے جو مجتہد عصر نے کچھہ عبارت تفسیرون کی لکھکر اونپر جرح کی ہی جھکو توجہ اوسکی طرف ضرور نہین ہی بپابندی اقوال مفسرات کچھہ گفتگو نہین کرتے بلکہ ایسا جیسے کہ محقق عالیقدر نے بیان الشمائل فی ہذا

امام مجتہدان کی طرف سے رد مطاعن و طاعنان کر رہے ہیں کہ جسکی اجتہاد صائب اور علم و فضل کے سب مفسران و مجتہدان قائل ہیں بس ہمکو صرف اتباع کلمات طیبات قرآن مجید ضرور ہی و باقی جنہونے اون کلمات کی تفسیر مطابق لغت و علم بیان کے کردی بعد ازان ہمکو تو کسی مفسر کے قول پر ضرور نہیں **قال** صاحب تفسیر مدارک نے جو معنی ثقف کے گھڑے ہیں اول تو وہ لائق تسلیم کے نہیں کیونکہ ثقف کے معنی پکڑا اور غلبہ کر کر پانیکے جو اونسے بیان کیے ہین جنسے قیدی ہونا نکلتا ہی اسکی کوئی سند نہیں ہی **اقول** آپکی ناواقفی ہی کہ صحیح بات پر طعنہ دیتے ہین ہمنے اوسکی سند بھی اوسکی لکھی ہی اور بڑے بڑے علماے لغت کے اقوال اسکے معنی مین نقل کیے ہین اونکو دیکھ لیجیے تاکہ آپکو معلوم ہوجاوے کہ قول صاحب مدارک تمامتر صحیح ہی اور طعنہ آپ کا مبنی برنا بےعلمی کے ہی مگر آپ پر واجب ہی کہ آپ کوئی ایسی سند پیش کرین کہ جہان لفظ ثقف بمقام غیر غلبے مین مستعمل ہوا ہو **قال** معہذا وہ صاف صاف قیدیون پر دلالت بھی نہین کرتے کیونکہ مقاتلین کے نسبت بھی صادق آسکتے ہین **اقول** کیا خوب یہ نئی طرز استدلال کی آپنے گھڑے جناب ہم کب کہتے ہین کہ وہ مین جو جہان پڑ جاوین اونکو قتل کرو ہم بھی یہی سمجھتے ہین کہ اگر اطاعت اور جزیہ قبول نکرین بلکہ لڑنے پر مستعد ہون تو اونسے لڑو اور مار ڈالو اونکو جہان کہین پکڑ لو سب ہمنے منجملہ مجاز ہین کے کسیکو پکڑ لیا تو یا تمثال حکم آیت قرآن ہم پر واجب ہوا کہ اونکو قتل کرین اسرا مجازین ایسی آیت سے آپنے کس طرح اور کس قاعدے سے خارج التصور فرمالیے ہین مقاتلین پر صادق آنا دوسری بات ہی اور اسرا کا خارج ہوجانا اور بات ہی آپ پر اثبات اسکا لازم ہی کہ اسرا اس حکم سے خارج ہین سکنہ مقاتلین کی نسبت بھی صادق آسکتے ہیں علاوہ بران اسرا بھی مقاتلین ہی تو منجملہ مقاتلین ہی کے ہین پس صدق آیت کا مقاتلین پر بعینہ صدق اوسکا ہی اسرا پر ظاہرا جو فرق کہ مقاتل و قاتل مین ہی جناب سامی کو ابھی تک وسپر اطلاع نہین اسی سبب سے شاید آپ مقاتل کو بمعنی قاتل کے سمجھتے ہین اور اسی بنا پر آپکی یہ توجیہ ہی ذری کتب لغت کو ملاحظہ کیجیے اور رعایت الجواب کو کتاب سیبویہ مین نہین دیکھ سکتے تو فصول اکبری مین ہی دیکھیے **قال** قطع نظر ان سب باتون کے اگر بالکل تفسیر مخالفین تسلیم کر لیجاوے تو وجہ حکم اس آیت مین ہو وہ مخصوص

اہل مکہ سے ہوگا جنکی نسبت متعدد احکام مخصوصہ صادر ہوگئے تھے اور اسلیے عمومیت آیت من
و فدا کا مخصوص ہوگا نہ مبطل **اقول** کیا فرض کیجئے کہ اگر متعدد حکم مخصوص بہ نسبت اہل مکہ کے صادر ہوئے تو جملہ احکام
بہ نسبت اہل مکہ کے مخصوص ہین اسپر کوئی دلیل آپکے پاس ہے تو پیش کیجیے اور یہ بھی نہین ہوسکتا کہ اگر سبب
نزول حکم عام کا کوئی واقعہ خاص ہو تو اوس حکم کی تعمیم کو باطل کرکے اوسی واقعہ خاص کے
ساتھ مخصوص کردیا جاوے چنانچہ یہ ایک مسئلہ متفق علیہ ہے کہ العبرۃ لعموم الالفاظ لا لخصوص
الاسباب ایسے تو بہت حکم عام نکلینگے کہ واقعہ خاص مین نازل ہوئے ہین مگر آج تک
کوئی اونکی خصوصیت کا قائل نہین اور پیغمبر صلعم کے روبرو بھی اونکے عموم ہی پر عمل ہوا
اور چونکہ یہ آیت بھی ایسی ہی ہے پس یہ کہنا کہ حکم اس آیہ کا مخصوص اہل مکہ سے ہی ہوگا صریح
غلط ہے اور ہرگز لائق تسلیم نہین اگر ایسا ہو تو سب آیات فرضیت جہاد بہ نسبت اہل مکہ کے
ہی مخصوص ہوجاوین اور سب جہاد جو وقوع مین آئے اور اونکے سبب اسلام نے غلبہ و ترقی
روز افزون پائی سب سفاک الدماء محض فتنہ و فساد موجب خرابی عاقبت مجاہدین قرار پاوین
العیاذ باللہ تعالی + اب ہم جناب مجتہد کی تقریر کا الزاما اونپر اعادہ کرتے ہین اور منتظر جواب
ہین یعنی قطع نظر ان سب باتون سے کہ اگر بالکل تقریر مجتہد تسلیم کرلی جاوے تو جو حکم آیت منّ و فدا
ہو وہ مخصوص ساتھ قریش مکہ کے ہوگا جنکی نسبت متعدد احکام مخصوصہ صادر ہوگئے تھے اور اسلیے حکم
جواز منّ و فدا کا عام نہوگا بلکہ مخصوص باہل مکہ ہوگا **قال** اب باقی رہگئین سورۂ نساء کی
آیتین وہ بھی قبل فتح مکہ یعنی قبل نزول آیت منّ و فدا نازل ہوئی ہین اور اسلیے وہ اسکی ناسخ
نہین ہوسکتین **اقول** یہ تو آپکا معمولی شدہ ہے کہ ہر جگہ اوسکو پیش فرماتے ہین مگر ایک
جگہ بھی اوسکو ثابت نہ کرسکے پس جسطرح اور جگہ نامنظور کیا گیا ہے یہان بھی منظور نہین ہوسکتا
قال علاوہ اسکے ان آیتون مین بھی وہی لفظ حیث ثقفتموهم و وجدتموهم ہے جسکی نسبت ہم اوپر
بحث کر آئے ہین کہ یہ قید کو نسخ سے متعلق نہین ہے اور اسلیے یہ بھی منّ و فدا کا ناسخ نہین ہوسکتا اور چونکہ علماء حنفیہ مین سے بھی کسی عالم نے [illegible]
ناسخ آیت منّ و فدا نہین کہا ہے اسلیے ہمکو بھی اور زیادہ بحث کرنیکی کچھ ضرورت نہین **اقول** ہم بھی اوپر بحث کرچکے ہین کہ کلمات طیبات سے

حکم قتل اسارے ثابت کر چکے ہین کہ مستلزم نسخ وجوب من و فدا ہی اور علماے حنفیہ نے کچھ تصریح
کسی آیت ناسخہ کی نہین کی چنانچہ ہدایہ مین لکھا ہی کہ لنا قولہ تعالی اُقتُلُوا المُشرِکِینَ حَیثُ
وَجَدتُّمُوہُم و ما رواہ منسوخ لما تلونا مطلب اوسکا یہ ہی کہ جن جن آیات مین یہ لفظ
ہین یا اونکے معنی ہین وہ ناسخ ہین من و فدا کی مگر چونکہ ہم پوری بحث اوپر لکھ چکے ہین
اسلیے اب زیادہ بحث ضرور نہین ہی قال سہم آیت من و فدا کے غیر منسوخ ہونے کو ثابت
کرنیکے لیے اور اس بات کے ثابت کرنے کے لیے کہ قیدیون کے ساتھ بجز من یا فدا کے اور کچھ
نہین ہو سکتا ایسی دلیل بیان کرنے پر متوجہ ہوتے ہین جس مین کسیکو گفتگو کا محل نہ رہے گا اقول
تصریحات مرقومہ سابق سے یہ امر ثابت ہی کہ من و فدا مین علماے امت کے دو قول ہین ایک یہ کہ جائز
نہین اور ابتدا مین تھا مگر منسوخ ہو گیا دوسرا قول یہ ہی کہ واجب نہین ہی جائز ہی کہ امام اوسپر عمل
کرے اگر مصلحت دیکھے قول اول کے رد کے واسطے تو البتہ یہ بات کافی ہو گی کہ جس قسم کے
دلائل سے اونھون نے نسخ ثابت کیا ہی اوسی قسم کے دلیل سے اوسپر عمل ثابت کر دیا جاوے
دوسرے قول کے رد کے لیے مجرد ثبوت عمل کافی نہین جب تک یہ امر ثابت ہو کہ قتل و استرقاق
کی ممانعت فرمائی کیونکہ مجرد عمل دلیل جواز تو البتہ ہو سکتا ہی مگر دلیل وجوب نہین ہو سکتا اس اگر
کسی قیدی سے فدیہ لیا گیا یا بلا فدیہ اوسکو چھوڑ دیا تو اس فعل سے جواز من و فدا کا ثابت ہو گا مگر عدم
قتل و استرقاق کی ہرگز ثابت نہین ہو سکتی اور اگر کہین کسی جگہ یہ ثابت ہو گیا کہ پیغمبر علیہ السلام کی حضور
بعد نزول آیت من و فدا کے استرقاق اور قتل پر عمل ہوا تو بلا تامل یہ بات متحقق ہو جاویگی کہ
حکم من و فدا یا منسوخ ہو گیا یا من و فدا واجب نہین بلکہ جائز ہی اور امام کے اختیار مین ہی کہ
حسب مصلحت وقت اوسپر عمل کرے یا نہ کرے اب ہم ایک اور بات بھی کہتے ہین کہ علماے حنفیہ کا
قول یہ ہی کہ آیت من و فدا قبل از غزوہ بدر نازل ہوئی چنانچہ صاحب مجمع نے تصریح تمام
اوسکو لکھا ہی اور دلیل اوسکی اوپر ہم ذکر کر چکے ہین اگر واقع مین جیسا کہ مجتہد عصر فرماتے ہین
کہ من و فدا واجب ہی ایسا ہی ہی تو کچھ شک نہین کہ وہ منسوخ ہی آیات مذکورہ اور تائید اوسکے

معاملے بنی قریظہ اور بنی المصطلق اور خیبر اور دیگر معاملات کے جو بحضور جناب پیغمبر صلعم ظہور میں آئے
واضح ہی اور علمائے شافعیہ کا قول یہ ہی کہ آیت من و فدا میں اختیار دیا گیا ہی من و فدا واجب نہیں ہی
تب بھی آیات قتل سے بلحاظ ظاہر وجوب امر کے وجوب ہی منسوخ ہوا اوسکا لازم آتا ہی مگر یہ کہ
امر کو ندب و استحباب اور فضیلت پر محمول کیا جاوے اس حالت میں مدعا مجتہد عصر کا اوسی صورت میں
ثابت ہوگا کہ جب کوئی دلیل من و فدا کی وجوب پر قائم ہووے مجرد عمل ہرگز کافی نہوگا چونکہ مجتہد
عصر دو دعوے بلا دلیل پیش کرتے ہیں ایک یہ کہ آیت من و فدا ایام فتح مکے میں نازل ہوئی ہی دوسرے
یہ کہ من و فدا ہی واجب ہی لہذا بعد فرض کرنے دعوی اول کے ہم ایسی دلائل پیش کرتے ہیں کہ
جنسے دعوی ثانی مجتہد عصر کا بطلان ظاہر ہی اور اسیکو اوسمیں محل گفتگو باقی نہیں دلیل اول
مسلم میں ابوسعید خدری رض سے روایت ہی قال اصابوا سبایا یوم اوطاس لهن ازواج فتخوفوا
فانزلت هذه الآية وَالْمُحْصَنَاتُ مِنَ النِّسَاءِ إِلَّا مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ یعنی اصحاب پیغمبر صلعم نے
سبایا بروز جنگ اوطاس کے کہ اونکے شوہر تھے پس خوف کیا اونھونے یعنی اونکی مباشرت سے
خوف کیا چنانچہ دوسری روایت میں ہی کہ تحرجوا من غشیانهن یعنی حرج میں پڑے اونکی مباشرت
سے پس نازل ہوئی یہ آیت وَالْمُحْصَنَاتُ مِنَ النِّسَاءِ إِلَّا مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ حرام کی گئیں تمپر شوہر دار
عورتیں مگر جنکے مالک ہوئے ہاتھ تمھارے روایت ترمذی یہ ہی عن ابی سعید الخدری رض
اصبنا سبايا يوم اوطاس ولهن ازواج في قومهن فذكروا ذلك لرسول الله صلعم فنزلت
وَالْمُحْصَنَاتُ مِنَ النِّسَاءِ إِلَّا مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ پایا ہمنے سبایا کو بروز اوطاس اور اونکے
شوہر تھے اونکی قوم میں پس ذکر کیا لوگوں نے اسکا پیغمبر صلعم سے پس اوتری یہ آیت وَالْمُحْصَنَاتُ
مِنَ النِّسَاءِ إِلَّا مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ دیکھیے جنگ اوطاس بعد فتح مکہ کے ہی اور اوس وقت
نسبت مملوک ہونے اور جواز استرقاق سبایا اوطاس کی یہ نص صریح نازل ہوئی —
دلیل دوسری بخاری میں جبیر بن حیہ سے روایت ہی کہ وہ کہتے ہیں کہ جب کسری پر عہد امیر المومنین عمر بن الخطاب
اسلام جہاد کے لیے گئے تو عامل کسری سے مغیرہ رض نے یہ بات کہی امرنا نبینا صلعم رسول

ربنا انہ من قتل منا صار الی الجنة فی نعیم لم یر مثلها قط ومن بقی منا ملک رقابکم الحدیث
کہ خبر دیے ہمکو ہمارے پیغمبر صلعم نے ہمارے رب کے پیغام سے کہ جو مارا جاویگا ہم مین سے وہ جاویگا طرف بہشت کے
ایسی نعمت مین کہ اوسکے مانند کبھی دیکھی نہین گئی اور جو باقی رہ جاویگا ہم مین سے وہ مالک ہووےگا
تمہارے رقابکا (یعنی تم اوسکے مملوک اور غلام ہوگے اور وہ تمہارا مالک ہوگا) دیکھیے یہ
بشارت مخبر صادق صلعم کی خداتعالی کی طرف سے اوس زمانے کے بابت ہی کہ جو فتح مکہ سے بہت
بعد ہے اور اسمین بشارت اسکی ہے کہ تمکو خدا اون لوگونکا مالک کریگا اور وے لوگ تمہارے لونڈی
غلام ہونگے دلیل تیسری سبایا ہوازن کہ جنمین آپ بحث کرتے ہین مفصل بیان اوسکا آگے آتاہے
دلیل چوتھی قتل ابن خطل بعد فتح مکہ کے جسکو ہم اوپر ثابت کرچکے ہین دلیل پانچوین
قتل ایک قیدی کا بعد فتح مکہ قبل از واقعۂ حنین جسکو سلمہ بن اکوع نے بحکم پیغمبر خدا صلعم قتل کیا
دلیل چھٹھی باب بعث ابی موسی ومعاذ بن جبل الی الیمن قبیل حجة الوداع مین بخاری نے حدیث ابی
بردہ رض سے روایت کی ہے حدیث طویل ہے مین اوسکا خلاصہ متعلق مانحن فیہ لکھتا ہون بعث
النبي ابا موسی ومعاذ بن جبل الی الیمن فسار معاذ في ارضه قریبا من صاحبه ابی موسی
فجاء یسیر علی بغلته حتی انتهی الیه فاذا هو جالس وقد اجتمع الیه الناس واذا رجل عنده
قد جمعت یداه الی عنقه فقال له معاذ یا عبد الله بن قیس ایم هذا قال هذا رجل کفر بعد
اسلامه قال لا انزل حتی یقتل قال انما جیٔ به لذلك فانزل قال ما انزل حتی یقتل
فامر به فقتل بھیجا لشکر کے ساتھ پیغمبر خدا صلعم نے ابوموسی اور معاذ بن جبل کو طرف یمن کے
پس چلے ارض یمن مین قریب اپنے صاحب ابوموسی سے پھر آئے وہ اپنی خچری پہ سوار پھرتے ہوے لیے
تاآنکہ پہونچے پاس ابوموسی کے پس ناگاہ وہ بیٹھے تھے اور جمع تھے اونکے پاس آدمی اور ناگاہ ایک
آدمی نزدیک ابوموسی کے دیکھا کہ ہات اوسکی گردن سے اوسکے ملائے گئے تھے یعنی ہاتھ اوسکے
گردن سے ملا کر باندھے تھے کہا معاذ نے اے عبداللہ بن قیس کیا ہے یہ اونھون نے کہا کہ یہ ایک
آدمی ہے کافر ہوا بعد اسلام کے کہا معاذ نے کہ مین نہ اوترونگا اسکے مارے جانے تک پوچھو

کہا کہ اسکے واسطے بیان لایا گیا ہی تم او تروکہا معاذ اللہ مین نہ اوترون گا تا اسکے مارے جانے
کے پس حکم کیا گیا پس وہ مارا گیا دیکھو اس سے ثابت ہی کہ یہ شی فدا کچھ واجب نہین اور اس بات پر
کچھ انکار پیغمبر صلعم کی طرف سے بھی منقول نہین یہہ نہین کہا جا سکتا کہ پیغمبر صلعم کو اس واقعہ کی خبر
نہوئی ہو کیونکہ پیغمبر صلعم اپنے سرایا اور لبوش کے حال سے نہایت خبر رکھا کرتے تھے
کوئی بات اونپر چھپی نہین رہتی تھی جناب پیغمبر صلعم ایسے غافل نہ تھے کہ ایسے واقعہ عظیمہ سے
بے خبر رہتے اور ایسا جرم فخیم اونکے سرداروں کے ہاتھ سے واقع ہوتا اور اوسپر تو تنبیہ اور
تہدید نہ فرماتے **دلیل ساتوین** غزوہ طائف جو شوال سنہ ۸ ہجری مین بعد فتح مکہ کے ہی
پیغمبر صلعم نے عبد اللہ بن ابی امیہ سے فرمایا ارایت ان فتح اللہ علیکم الطائف غدا فعلیک ببنت
غیلان اگر خدا کل تمکو فتح طایف نصیب کرے تو لے لیجیو غیلان کی بیٹی کو دیکھو یہان سے
یہ بات ثابت ہی کہ بعد فتح مکہ کے بھی سارایہ کے مملوک ہونیکا حکم دیا گیا ہی **دلیل آٹھوین**
ترمذی نے عمران بن حصین سے روایت کی ہی قال بعث رسول اللہ صلعم جیشا واستعمل علیہم
علی بن ابی طالب فمضی فی السریۃ فاصاب جاریۃ فانکروا علیہ وتعاقد اربعۃ من اصحاب
رسول اللہ صلعم فقالوا اذا لقینا رسول اللہ صلعم اخبرناہ بما صنع علی وکان المسلمون
اذا رجعوا من سفر بدءوا برسول اللہ صلعم فسلموا علیہ ثم انصرفوا الی رحالہم فلما قدمت
السریۃ سلموا علی النبی صلعم فقام احد الاربعۃ فقال یا رسول اللہ الم تر الی علی ابن ابی طالب
صنع کذا وکذا فاعرض عنہ رسول اللہ صلعم ثم قام الثانی فقال مثل مقالتہ فاعرض عنہ ثم
قام الیہ الثالث فقال مثل مقالتہ فاعرض عنہ ثم قام الرابع فقال مثل ما قالوا فاقبل الیہ رسول
اللہ صلعم والغضب یعرف فی وجہہ فقال ما تریدون من علی ما تریدون من علی ما تریدون
من علی ان علیا منی وانا منہ وھو ولی کل مؤمن من بعدی کہا عمران بن حصین نے کہ بھیجا پیغمبر
خدا صلعم نے ایک لشکر اور حاکم کیا اوسپر علی بن ابی طالب کو پس گئے علی رض اوس لشکر کے ایک گروہ
کے ساتھ پس لے لیا اونھون نے ایک چھوکری کو پس انکار کیا اونپر لوگون نے اور عہد کیا باہم چار

آدمیون نے اصحاب پیغمبر صلعم سے کہا او نھون نے کہ جب ملینگے ہم پیغمبر صلعم سے تو خبر دینگے ہم اونکو
اوس کام کی جو کیا ہی علی نے اور تھے مسلمان جب کہ پھر کر آتے تھے کسی سفر سے اول آتے تھے
پیغمبر صلعم کے پاس پھر سلام کرتے تھے اونکو بعد اوسکے اپنے اپنے مکانات کو جاتے تھے پھر جب
وہ گروہ آیا تو سلام کیا پیغمبر صلعم کو پھر کھڑا ہوا ایک آدمی اون چارون مین کا اور کہا کہ ای
رسول اللہ صلعم دیکھا تمنے علی بن ابیطالب کو کہ یہہ کام کیا او نھون نے پس توجہ نکی اوسکی طرف
پیغمبر صلعم نے پھر دوسرا کھڑا ہوا اور اوسنے بھی کہا جیسا کہ پہلے نے کہا تھا اوس سے بھی اعراض
فرمایا پیغمبر صلعم نے پھر تیسرا کھڑا ہوا اوسنے بھی کہا جیسا کہ پہلے نے کہا تھا اوس سے بھی اعراض
کیا رسول اللہ صلعم نے پھر چوتھا کھڑا ہوا اوسنے بھی کہا جیسا کہ اون تینون نے کہا تھا پس توجہ
ہوئے پیغمبر صلعم اور غصہ معلوم ہوتا تھا اونکے مونہہ سے فرمایا کہ کیا ارادہ کرتے ہو تم علی سے
کیا ارادہ کرتے ہو تم علی سے کیا ارادہ کرتے ہو تم علی سے تحقیق علی مجھ سے ہی اور مین علی سے
اور وہ ولی ہر مومن کا ہی میرے بعد فقط دوسری روایت ترمذی کی براء ابن عازب سے اسی
معاملے مین ہی قال بعث النبیّ صلعم جیشین وامّر علی احدہما علی بن ابیطالب و
علی الآخر خالد بن الولید وقال اذا کان القتال فعلیٌّ قال فافتتح علیٌّ حصنا فاخذ منہا جاریۃ
فکتب معی خالد کتابا الی النبی صلعم یشی بہ قال فقدمت علی النبی صلعم فقرء الکتاب
فتغیّر لونہ ثم قال ما تری فی رجل یحب اللہ ورسولہ ویحبہ اللہ ورسولہ قال قلت اعوذ
باللہ من غضب اللہ ومن غضب رسولہ وانما انا رسول فسکت کہا براء نے کہ بھیجے رسول اللہ نے
دو لشکر اور امیر کیا ایک پر علی بن ابیطالب کو اور دوسرے پر خالد بن ولید کو اور فرمایا کہ جب
واقع ہو قتال تو علی امیر ہی کہا براء نے کہ فتح کیا علی رضہ نے ایک قلعہ پس لیا اوسمین سے ایک
چھوکری کو پس لکھا خالد نے خط پیغمبر صلعم کو کہ شکایت لکھتے تھے اوسمین اونکی پس پہونچا
مین پیغمبر صلعم کے پاس پھر پڑھا پیغمبر صلعم نے خط کو پس متغیر ہو گیا رنگ اونکا بعد ازان فرمایا
کہ کیا دیکھتا ہی تو ایسے آدمی مین کہ جسکو دوست رکھتا ہی اللہ اور رسول اوسکا اور دوست

رکھتا ہو وہ اللہ اور اللہ کے رسول کو کہا بریدہ نے کہا مینے پناہ مانگتا ہون خدا کی خدا کے غضب
اور خدا کے رسول کے غضب سے اور مین صرف قاصد ہون پس رک گیا غصہ پیغمبر صلعم کا آپنے معاملے
مین روایت بخاری کی ہی بریدہ رضہ سے کہ ہم اوسکو مع شرح قسطلانی کے لکھتے ہین آور حدیث
پر ۲ و خط اور شرح پر ایک خط کا نشان لگا وینگے آور یہ حدیث بخاری مین باب بعث علی
بن ابیطالب و خالد بن ولید رضی اللہ عنہما الی الیمن قبل حجۃ الوداع کتاب المغازی مین مرقوم ہے

بعث النبي صلعم عليا الى خالد ليقبض الخمس وكنت ابغض عليا لانه رأه اخذ من المغنم
جارية وقد اغتسل فظن انه غلها ووطيها وللاسماعيلي من طرق ابي روح بن عبادة
بعث عليا الى خالد ليقسم الخمس وفي رواية له ليقسم الفئ فاصطفى علي منه لنفسه سبية

اى جارية ثم اصبح وراسه يقطر فقلت لخالد الا ترى الى هذا يعني عليا فلما قدمنا على

النبي صلعم ذكرت ذلك له فقال يا بريدة اتبغض عليا قلت نعم قال لا تبغضه زاد
احمد من طريق عبد الجليل عن عبد الله بن بريدة عن ابيه فان كنت تحبه فازدد له حبا وله
ايضا من طريق اجلح الكندي عن عبد الله بن بريدة لا تقع في علي فانه مني وانا منه وهو
وليكم بعدي فان له في الخمس اكثر من ذلك قال الحافظ ابو ذر انما ابغض عليا لانه
رأه اخذ من المغنم فظن انه غل فلما اعلمه صلعم انه اخذ اقل من حقه احبه انتهى
وفي طريق عبد الجليل قال فما كان في الناس احد احب الي من علي ح بھیجا پیغمبر صلعم نے علی رضہ
کو بطرف خالد رضہ کے تاکہ لیوین خمس اور مین بغض کرتا تھا علی رضہ سے ش اسلیے کہ بریدہ رضہ
نے دیکھا یہ کہ لے لی علی رضہ نے ایک چھوکری غنیمت مین سے ح اور تحقیق کہ غسل کیا تھا علی رضہ نے
ش پس گمان کیا بریدہ رضہ نے کہ علی رضہ نے غنیمت مین غلول کیا اور وطی کیا اوسکے ساتھ
آور اسماعیلی کی روایت ابی روح بن عبادہ کے طریق سے اسطور پر ہے کہ بھیجا پیغمبر صلعم نے
علی رضہ کو بطرف خالد رضہ کے تاکہ بانٹ لاوین خمس اور ایک روایت مین ہے اوسکے کہ بانٹ
لاوین فی پس چھانٹ لی علی رضہ نے اوسمین سے اپنے لیے ایک چھوکری پھر صبح کو آئے وہ اور جال تھا

کہ سر سے اونکے قطرے ٹپکتے تھے **وہیں** کہا مینے خالدؓ سے کیا تو دیکھتا نہین ہی آدمی کو یعنی علیؓ کو **وہ** پھر جب آئے ہم پیغمبر صلعم کے پاس تو ذکر کیا مینے یہ قصہ پیغمبر صلعم سے فرمایا پیغمبر صلعم نے ای بریدہ کیا بغض رکھتا ہی علیؓ سے مینے کہا کہ ہان فرمایا پیغمبر صلعم نے نہ بغض رکھ اوس سے **پس** احمد کی روایت مین از طریق عبد الجلیل عن عبد اللہ بن بریدہ عن ابیہ اسقدر اور بھی ہی کہ اگر تو محبت رکھتا ہی اوس سے تو زیادہ کر محبت کو اور بھی احمد کی روایت مین طریق اجلح الکندی عن عبد اللہ بن بریدہ سے یہ بھی ہی کہ غیبت نکر تو علی کی کہ وہ مجھسے ہی اور مین اوس سے ہون اور وہ ولی تمھارا ہی میرے بعد **وہ پس** تحقیق کہ اوسکے لیے خمس مین سے اس سے بھی زیادہ ہی **بس** کہا حافظ ابو ذرؒ نے کہ فقط بغض کیا تھا بریدہ نے علیؓ سے مگر اس وجہ سے کہ اوسنے یہ دیکھا تھا کہ علیؓ نے غنیمت مین سے لے لیا اور گمان کیا کہ اونھون نے غنیمت مین غلول کیا یعنی خیانت کی پھر جب آگاہ کر دیا پیغمبر صلعم نے بریدہ کو کہ اونھون نے اپنے حق سے کم لیا تو دوست رکھا اونکو اور بیچ طریق عبد الجلیل کے ہی کہ کہا بریدہؓ نے کہ بعد اسکے نتھا کوئی آدمیون مین دوست تر میرے نزدیک علی رضی اللہ عنہ سے روایات مذکورہ سے ظاہر ہی کہ یہ معاملہ کچھہ روز ون پیشتر کا حجۃ الوداع سے یعنی سنہ ۱۰ ہجری کا بعد از فتح مکہ کے ہی اور اطلاع پانا پیغمبر صلعم کا فعل علیؓ پر اور جائز رکھنا اوس فعل کا بخوبی ثابت ہی اگرچہ دلائل اور بھی ہین کہ اکثر ذکر اونکا اوپر کیا گیا ہی اونکے اعادہ کی کچھہ ضرورت نہین ہی **قال** اور وہ یہ ہی کہ بعد نزول آیت حریت کے جناب رسول خدا صلعم نے کسی قیدی کو قتل کیا نہ کسیکو لونڈی و غلام بنایا بلکہ سب کو بلا استثنای احدے احسان رکھہ کر یا فدیہ لیکر چھوڑ دیا **اقول** سراسر جھوٹی بات ہی علاوہ برآن اول تو نزول آیت من و فدا کا زمانہ جو مجتہد عصر زمانہ فتح مکہ ٹھہراتے ہین کچھہ ثبوت اوسکا نہین بلکہ نزول اوسکا قبل از جنگ بدر ثابت ہی ثانیا اگر ایسا ہی فرض کیا جاوے تب بھی بدلائل مذکورہ سے تکذیب مجتہد عصر کی ثابت ہی **قال** اور اس سے ثابت ہوا کہ آیت من و فدا منسوخ نہین ہوئی

اور قیدیون کا لونڈی و غلام بنانا جائز نہین رہا **اقول** یہ سب امور مبنی ہین اسپر کہ آیت من
و فدا بروز فتح مکہ نازل ہوئی اور یہ بات ثابت نہین بلکہ آجتک کوئی شخص اسکا قائل نہین اگر
پیش از واقعۂ بنی قریظہ و خیبر و بنی مصطلق یا قبل از بدر نازل ہوئی ہی تو اصلا مفید بحق مجتہد
عصر نہین کیونکہ استرقاق اور قتل بہت کفار کا اون واقعات مین باقرار مجتہد عصر بھی ثابت
ہی اور یہ ثبوت واسطے ابطال قول مجتہد کے کافی و وافی ہی مجتہد عصر پر واجب تھا کہ اول
یہ ثابت کرتے کہ یہ آیت بروز فتح مکہ نازل ہوئی مگر یہ اونسے ہو نہ سکا پس سب دعاوی اونکے
جو مبنی اوپر نزول آیت مذکورہ کے ایام فتح مکے مین ہین بنا فاسد علی الفاسد ہین اور چونکہ
قتل اور استرقاق کفار کا بدلائل مذکورہ بعد فتح مکہ بھی ہم ثابت کر چکے ہین اسپر بطلان قول
مجتہد عصر مین کسی صورت پر کچھ شک و شبہ باقی نہین رہا علاوہ بران اگر ہم یہ بھی فرض کرین
کہ آیت مذکورہ بروز فتح مکہ نازل ہوئی اور بعد اوسکے کسیکو نہ قتل کیا گیا نہ رقیق بنایا گیا
تو اس سے وجوب من و فدا و عدم جواز استرقاق و قتل جسکا ثبوت قرآن و احادیث صحیحہ اور
فعل پیغمبر خدا صلعم سے واضح ہی ثابت نہین ہوتا کیونکہ عمل احد المباحات پر مستلزم حرمت
دوسرے مباح کا نہین ہو سکتا اور اگر عمل پر احد المباحات مستلزم حرمت باقی مباحات کا
ہووے تو چونکہ آدلہ مستدلہ مجتہد عصر سے صرف احسان ہی رکھکر چھوڑ دینا بحسب زعم
مجتہد عصر پایا جاتا ہی پس لازم آوے کہ فدیہ لینا بھی ممنوع و ناجائز ہووے ہذا خلف
قال باب ششم اس بات کے بیان مین کہ بعد نزول آیت حریت کے جناب رسول خدا صلعم نے
کسیکو لونڈی و غلام نہین بنایا الی قولہ اب ہم اس کلام کے اثبات کو اون غزوات کے
قیدیون کا جو بعد نزول آیت من و فدا ہوئے تھے ذکر کرتے ہین **اقول** بنی قریظہ اور
خیبر اور بنی المصطلق اور دیگر غزوات کے قیدیون کو کیون نہین ذکر کرتے آیا اسلیے کہ آپکے
مدعا کے برخلاف ہین حق کو چھپاتے ہو اگر یہ کہو کہ آیت من و فدا بروز فتح مکہ نازل ہوئی ہے
تو ہم کہینگے کہ ثبوت اسکا دیجیے ورنہ سب تقریر آپکی محض مغالطہ ہی یہان مجتہد صاحب بہت ہی

چونسکے اگر یہ دعوی کرتے کہ آیت من وفدا ہفتہ دو ہفتہ پیش از وفات پیغمبر صلعم نازل ہوئی تھی
تو غزوہ اوطاس کے قیدی اور سبایا حنین اور قتل ابن اخطل اور قتل مقتول سلمہ بن الاکوع وغیرہ
سب سولی عذر میں آجاتے مگر کیا کرین کہ وعدہ خدا کا سچا ہی اور پورا ہو کر رہتا ہی جاء
الحق وزهق الباطل ان الباطل كان زهوقا والله متم نوره ولو كره المبطلون
من احدث فی امرنا هذا فهو رد ان سو اعیذ نے تو منہ بند کر دیا ورنہ بلا دلیل و بلا ثبوت جبطرح
نزول آیت مذکورہ کو منسوب بزمان فتح مکہ فرماتے ہین اسیطرح اگر منسوب بزمان قرب وفات
پیغمبر صلعم فرماتے تو کون اونکی زبان پکڑ سکتا تھا اور جو دلائل نزول روز فتح مکہ پیش فرمائے
ہین اونکے بابت یہ بھی پیش ہو سکتی تھین مگر وہ بشارت دلیل وم درباب ملک رقاب ازواج
بھی حجت تامہ باقی رہتی اوسکا علاج ناممکن ہی اب ہم اون دلائل کی طرف توجہ کرتے ہین
جو مجتہد صاحب نے اپنے مدعا کے اثبات پر پیش کین ہین اور بخوبی ظاہر کرتے ہین کہ اون مین
سے ایک دلیل بھی مثبت مدعا مجتہد نہین ہی **قال** اول اساری بطن مکہ اونھین نوان
مین جبکہ مکہ فتح ہوا اسی آدمی جو جبل تنعیم سے لڑنے کو اوترے تھے قید ہوئے اور جناب
پیغمبر صلعم نے احسان رکھکر سب کو چھوڑ دیا **اقول** جناب مجتہد صاحب ہم آپکو کہان تک
بتاوین آپکو تو تاریخ و واقعات کی بھی اطلاع نہین یہ معاملہ ایام حدیبیہ مین ہوا ہی نہ بعد فتح
مکہ کے چنانچہ اسکی بحث ضمن حدیث و آیت مین کی جاوے گی مگر اول جناب مین یہ التماس
ہی کہ دو باتون کا لحاظ رکھیے ایک یہ کہ تحریف لفظی و معنوی سے دست بردار ہو جیسے
آپکا کوئی استدلال ویسا ایسا نہین پایا گیا کہ جسکی بنا تحریف پر نہو و اور آیندہ بھی ایسا
ہی کچھ نظر آتا ہی دوسرے یہ کہ اس باب مین آپنے تقلید مورخین و ارباب سیر کی بہت سی
ہی اور اوس لاف و گذاف پر جو شروع رسالے مین کی ہی مطلقاً عمل نہین کیا ہم روایات
غیر ثابتہ ارباب سیر و تاریخ کو ہرگز نہ سنین گے اور جب آپ اونسے استدلال کرینگے ہم آپکے
الزام عجز کا دھر ینگے اس استدلال مین بحث اسکی مقدم ہی کہ آیا یہ واقعہ بعد صلح حدیبیہ کے

اور قیدیون کا لونڈی و غلام بنانا جائز نہین رہا **اقول** یہ سب امور مبنی ہین اسپر کہ آیت من
و فدا بروز فتح مکہ نازل ہوئی اور یہ بات ثابت نہین بلکہ آجتک کوئی شخص اسکا قائل نہین اگر
پیش از واقعۂ بنی قریظہ و خیبر و بنی مصطلق یا قبل از بدر نازل ہوئی ہی تو اصلا مفید بحق مجتہد
عصر نہین کیونکہ استرقاق اور قتل بہت کفار کا اون واقعات مین باقرار مجتہد عصر بھی ثابت
ہی اور یہ ثبوت واسطے ابطال قول مجتہد کے کافی و وافی ہی مجتہد عصر پر واجب تھا کہ اول
یہ ثابت کرتے کہ یہ آیت بروز فتح مکہ نازل ہوئی مگر یہ اونسے ہونہ سکا پس جو دعاوی اونکے
جو مبنی اوپر نزول آیت مذکورہ کے ایام فتح مکے مین ہین بنا فاسد علی الفاسد ہین اور چونکہ
قتل اور استرقاق کفار کا بدلائل مذکورہ بعد فتح مکہ بھی ہم ثابت کر چکے ہین پس بطلان قول
مجتہد عصر مین کسی صورت پر کچھ شک و شبہ باقی نہین رہا علاوہ بران اگر ہم یہ بھی فرض کرین
کہ آیت مذکورہ بروز فتح مکہ نازل ہوئی اور بعد اوسکے کسیکو نہ قتل کیا گیا نہ رقیق بنایا گیا
تو اسسے وجوب من و فدا و عدم جواز استرقاق و قتل جسکا ثبوت قرآن و احادیث صحیحہ اور
فعل پیغمبر خدا صلعم سے واضح ہی ثابت نہین ہوتا کیونکہ عمل احد المباحات پر مستلزم حرمت
و دیگر مباح کا نہین ہو سکتا اور اگر عمل پر احد المباحات مستلزم حرمت باقی مباحات کا
ہووے تو چونکہ اولہ مستدلہ مجتہد عصر سے صرف احسان ہی رکھکر چھوڑ دینا بحسب زعم
مجتہد عصر پایا جاتا ہی پس لازم آوے کہ فدیہ لینا بھی ممنوع و ناجائز ہووے ہذا خلف
قال باب ششم اس بات کے بیان مین کہ بعد نزول آیت حریت کے جناب رسول خدا صلعم نے
کسیکو لونڈی و غلام نہین بنایا الی قولہ اب ہم اس کلام کے اثبات کو اون غزوات کے
قیدیون کا جو بعد نزول آیت من و فدا ہوئے تھے ذکر کرتے ہین **اقول** بنی قریظہ اور
خیبر اور بنی المصطلق اور دیگر غزوات کے قیدیون کو کیون نہین ذکر کرتے ایا اسلیے کہ آپکے
مدعا کے برخلاف ہین حق کو چھپاتے ہو اگر یہ کہو کہ آیت من و فدا بروز فتح مکہ نازل ہوئی ہی
تو ہم کہینگے کہ ثبوت اسکا دیجیے ورنہ سب تقریر آپ کی محض مغالطہ ہی یہان مجتہد صاحب بہت ہی

چوکے اگر یہ دعوی کرتے کہ آیت من وفد اہفتہ دو ہفتہ پیشں از وفات پیغمبر صلعم نازل ہوئی ہے
تو غزوہ اوطاس کے قیدی اور سبایا حنین اور قتل ابن اخطل اور قتل مقتول سلمہ بن الاکوع غیرہ
سب سولی عذر مین آجاتے مگر کیا کرین کہ وعدہ خدا کا سچا ہے اور پورا ہو کر رہتا ہے جاء
الحق وزهق الباطل ان الباطل كان زهوقا والله متم نوره ولو كره المبطلون
من احدث في امرنا هذا فهو رد ان مواعید نے موہنہ بند کر دیا ورنہ بلا دلیل و بلا ثبوت جبطرح
نزول آیت مذکورہ کو منسوب بزمان فتح مکہ فرماتے ہین اسیطرح اگر منسوب بزمان قرب وفات
پیغمبر صلعم فرماتے تو کون اونکی زبان پکڑ سکتا تھا اور جو دلائل نزول روز فتح مکہ پر پیش فرمائے
ہین اسپر بھی پیش ہو سکتی تھین مگر وہ بشارت دلیل و وہم درباب ملک رقاب فجار تو تب
بھی حجت تامہ باقی رہتی اوسکا علاج ناممکن ہے اب ہم اون دلائل کی طرف توجہ کرتے ہین
جو مجتہد صاحب نے اپنے مدعا کے اثبات پر پیش کیے ہین اور بخوبی ظاہر کرتے ہین کہ اونمین
سے ایک دلیل بھی مثبت مدعا مجتہد نہین ہے **قال** اول اساری بطن مکہ اونکین تو ان
مین جبکہ مکہ فتح ہوا اسی آدمی جو جبل تنعیم سے لڑنے کو اوترے تھے قید ہوئے اور جناب
پیغمبر صلعم نے احسان رکھکر سب کو چھوڑ دیا **اقول** جناب مجتہد صاحب ہم آپکو کہان تک
بتاوین آپکو تو تاریخ واقعات کی بھی اطلاع نہین یہ معاملہ ایام حدیبیہ مین ہوا ہے نہ بعد فتح
مکہ کے چنانچہ اسکی بحث ضمن حدیث و آیت مین کی جاوے گی مگر اول جناب مین یہ التماس
ہے کہ دو باتون کا لحاظ رکھیے ایک یہ کہ تحریف لفظی و معنوی سے دست بردار ہو جیسے
آپکا کوئی استدلال ویسا نہین پایا گیا کہ جسکی بنا تحریف پر نہو اور آپ ہی دقیق ہیہا
ہی کچھ نظر آتا ہے دوسرے یہ کہ اس باب مین آپنے تقلید مورخین و ارباب سیر کی بہت کی
ہے اور اوس لاف و گذاف پر جو شروع رسالے مین کی ہے مطلقاً عمل نہین کیا پھر روایات
غیر ثابتہ ارباب سیر و تاریخ کو ہرگز نہ سنین گے اور جب آپ اونسے استدلال کرینگے ہم آپکے
الزام عجز کا دھر دینگے اس استدلال مین بحث اسکی مقدم ہے کہ آیا یہ واقعہ بعد صلح حدیبیہ کے

ایام حدیبیہ مین واقع ہوا یا بعد فتح مکہ کے بعد رفع صلح کے اور یہ واقعہ متعلق احکام آیت اِذَا
لَقِیْتُمُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا فَضَرْبَ الرِّقَابِ حَتّٰی اِذَا اَثْخَنْتُمُوْهُمْ فَشُدُّوا الْوَثَاقَ فَاِمَّا مَنًّا
بَعْدُ وَاِمَّا فِدَاءً حَتّٰی تَضَعَ الْحَرْبُ اَوْزَارَهَا کے ہی یا متعلق حکم آیۂ کریمہ وَاِنْ جَنَحُوْا
لِلسَّلْمِ فَاجْنَحْ لَهَا کی ہی چونکہ دونون صورتون مین احکام جُدے جُدے ہین قتل و
استرقاق و من و فدا متعلق صورت جنگ و رفع صلح کی ہی اور ایفائے عہود صلح جو کچھ ٹھہرین
متعلق صورت مصالحہ کے ہین پس مجتہد کو لازم ہی کہ اول ہر مقام پر دیکھے کہ جو واقعہ پیش آیا
متعلق کون سی صورت کے ہی چنانچہ ہمیشہ مجتہدین رحمہم اللہ تعالی اسکے پابند رہے ہین سو
ہم دیکھتے ہین کہ آپنے کسقدر پابندی اوسکی کی ہی یا اس باب مین کمال غفلت کو کام مین
لاکر دونون صورتون مین خلط مزج کر دیا ہی قال خود خدا تعالی نے قرآن مجید مین اسکا
ذکر فرمایا ہی وَهُوَ الَّذِیْ کَفَّ اَیْدِیَهُمْ عَنْکُمْ وَاَیْدِیَکُمْ عَنْهُمْ بِبَطْنِ مَکَّةَ مِنْ بَعْدِ
اَنْ اَظْفَرَکُمْ عَلَیْهِمْ وہ خدا ہی جسنے روکے ہاتھ کافرون کے تمسے اور تمھارے ہاتھ اونسے
مکے کے بیچ مین بعد اسکے کہ فتح مند کیا تمکو اونپر اقول اس آیت سے تو استدلال تمام نہین
ہو سکتا بلکہ معلوم ہوتا ہی کہ کچھہ قتل و قتال و مقابلہ کی بھی نوبت نہین پہونچی نہ وے لوگ
مسلمانون پر ہاتھ ڈال سکے نہ مسلمانون نے اونکو قتل کیا نہ کچھہ لڑائی ہوئی نہ ضرب رقاب
ہوا نہ اثخان ہوا اور قید کرنے اور من و فدا اور استرقاق سے یہ آیت ساکت ہی مگر چونکہ یہ
آیت سورۂ فتح مین ہی اور سورۂ فتح قبل از فتح مکہ نازل ہوئی ہی چنانچہ ہم اسکی سند آگے
لکھینگے اور اس قصے کا بیان سورۂ فتح مین بالفاظ ماضی ہی اسلیے خود آیت سے صاف ظاہر
ہی کہ یہ معاملہ زمان حدیبیہ مین واقع ہوا پس یہ آیت حجت ہماری ہی مجتہد عصر پر نہ حجت
مجتہد عصر کی ہمپر اور کلمۂ اظفرکم علیہم بھی کسیطرح اسپر دلالت نہین کرتا کہ یہ معاملہ بعد فتح مکہ
کے ہوا ہی کیونکہ خود باقرار مجتہد صاحب اور بروایات صحیحہ یہ بات ثابت ہی کہ ضمائر جمع
غائب جو آیت مین ہین وہ انھین اسی آدمیون کے طرف راجع ہین جو جبل تنعیم اوترے تھے

اور اونکو اصحاب رسول اللہ صلعم نے پکڑ لیا تھا پس معنی آیت کے یہ ہین کہ خدا نے روکے ہاتھ اونکے
یعنی اون اسّی آدمیون کے تم سے اور تمھارے ہاتھ اونسے یعنی اون اسّی آدمیون سے بعد اسکے
کہ غالب کر دیا تمکو اون پر یعنی اون اسّی آدمیون پر پس اس سے غلبہ و نہین اسّی آدمیون پر تھا
بطن مکہ پر **قال** صحیح مسلم کی حدیث مین بھی اسکا ذکر ہے اور انس رض سے روایت کی ہے ان ثمانین
رجلاً من اھل مکۃ ھبطوا علی رسول اللہ صلعم من جبل التنعیم متسلحین یریدون غرۃ
النبی صلعم فاخذھم سلما فاستحیاھم وفی روایۃ فاعتقھم فانزل اللہ تعالی
وَھُوَ الَّذِیْ کَفَّ اَیْدِیَھُمْ عَنْکُمْ وَاَیْدِیَکُمْ عَنْھُمْ بِبَطْنِ مَکَّۃَ مِنْ بَعْدِ اَنْ اَظْفَرَکُمْ
عَلَیْھِمْ کہ اسّی آدمی مکے والون مین رسول خدا صلعم سے لڑنے کو جبل تنعیم سے اوترے
پھر اونکو پکڑ لیا اسطرح پر کہ اونھون نے اپنے تئین سپرد کر دیا پھر اونکو زندہ رہنے دیا یعنی قتل
نہین کیا اور ایک روایت مین ہے کہ اونکو چھوڑ دیا پس یہ آیت اوتری کہ وہ خدا ہے جسنے آخر
اقول اس استدلال مین بھی مجتہد تحریف لفظی و معنوی سے باز نہ رہے سنیے بیان
تحریف لفظی کا یہ ہے کہ حدیث مین لفظ غِرّہ بکسر غین معجمہ و تشدید رائے مہملہ ہے من قولھم
غَرَّہ غرًّا وغرورًا وغِرّۃً بالکسر فھو مغرور وغریر اذا خدعہ واطمعہ بالباطل
عرب کہتے ہین غرہ غرا و غرورا و غرۃ بالکسر فھو مغرور و غریر جبکہ کسینے دھوکا دیا اوسکو اور جھوٹی
طمع مین ڈالا اور بمعنی غفلت بھی آتا ہے لبید عامری کہتے ہین **شعر** صادفن منھا غِرّۃ
فاصبنھا ۔ ان المنایا لا تطیش سھامھا ۔ صاحب قاموس لکھتے ہین الغار الغافل واغتر
غفل والاسم الغرۃ بالکسر یعنی غار کے معنی ہین غافل اغتر کے معنی ہین غافل ہوا
اور اسم غرۃ بالکسر ہے جوہری لکھتے ہین الغِرّۃ الغفلۃ والغار الغافل غِرّہ کے معنی ہین غفلت
غار کے معنی ہین غافل پس معنی حدیث کے یہ ہین کہ اسّی آدمی اہل مکے سے بیچ آئے رسول اللہ صلعم
پر پہاڑ سے تنعیم ہتھیار بند ارادہ کرتے تھے دھوکا دینا نبی صلعم کا یا یہ معنی ہین کہ ارادہ کرتے تھے
غفلت پیغمبر صلعم کا یعنی غفلت کی تاک مین تھے لڑائی کا ان کلمات مین اصلا مذکور نہین

مجتہد دہر نے اول تو لفظ عنوۃ کو تحریف فرما کر لفظ عنوۃ بنا لیے ترجمہ اوسکی جگہ مہد داخل فرمایا
بعد ازان بسبب نا واقفی کے علم لغات کے یہ خیال شیخ جلی کا سا دل مین جمایا کہ یہ لفظ عنا
للعدو و یغنو و غنو و غنا و اغنا و غناوۃ فہو غاز سے ہے کہ جسکے معنی ہین جانا دشمن
پر اوسکی لڑائی اور لوٹنے کو لیکن اگر علم تصریف مین کچھ بھی دخل ہوتا تو معلوم فرماتے کہ عنو
مضاعف ہے اور غزا یغزو جسکے معنی ترجمے مین رقم فرمائے ہین ناقص ہے یہ دونون ایک
مادے سے کیونکر ہو سکتے ہین سبحان اللہ یا ہین ادعاء دعوی اجتہاد بیان تحریف معنوی کا
یہ ہے کہ سلماً کے معنی لکھے ہین اونھون نے اپنے تئین سپرد کر دیا حالانکہ یہ معنی صاف غلط ہین
یہان لفظ سلم مین تین روایتین ہین سلماً بفتح سین و سکون لام و کسر سین و سکون لام اور فتحتین
کے معنی ہین صلح زمخشری لکھتے ہین والسلم بکسر السین وفتحها تؤنث تانیث نقیضها
وهی الحرب شعر السلم تأخذ منها ما رضیت به ✻ والحرب یکفیک من انفاسها
جرع ✻ انتہے ابو الطیب کہتا ہے شعر فالسلم تکسر من جناحی ماله ✻ بنواله ما تجبر الهیجاء
قال تعالی فان جنحوا للسلم فاجنح لها تیسری روایت ہے کہ سلم بفتحتین ہے اسکے معنی ہین
انقیاد صاحب قاموس لکھتے ہین السلم بالتحریک الاستسلام بحث پنجم باب میم صفحہ ۱۴۴
یہ آیت تلقوا الیکم السلم الآیہ مجتہد صاحب نے نقل کی ہے وہان خود ترجمہ سلم کا بلفظ صلح
کیا ہے نہ بلفظ سپرد کر دینے کے معلوم نہین کہ یہان اوسکے برخلاف کیون ترجمہ کرتے
ہین غرضکہ تینون روایت پر اوسکے معنی سپرد کر دینے کے ہرگز نہین پس مجتہد عصر نے
جو اپنے دل سے یہ غلط معنی خلاف لغت کے گھڑے ہین صاف تحریف معنوی ہے پس
معنی حدیث کے بموجب دونون روایتون پہلی کے یہ ہین کہ پکڑ لیا اون کو از روے
صلح کے ان دونون روایتون پر لفظ سلماً تمیز ہے واسطے رفع ابہام اخذ کے کہ آیا اونکو
عنوۃ و قہراً پکڑ لیا تھا یا صلحاً اس رفع ابہام کے واسطے لفظ سلماً لایا گیا تاکہ یہ امر متعین
ہو جاوے کہ اونکو صلحاً پکڑ لیا تھا عنوۃ و قہراً نہین پکڑا اور روایت تیسری پر بھی۔

ہو سکتا ہے کہ تمییز ہووے واسطے رفع ابہام اخذ کے کہ آیا پکڑا اونکا حرباً ہوا تھا یا انقیاداً ہوا
تھا پس اس لفظ سے یہ بات متعین ہو گئی کہ حرباً و عنوۃً اونکو نہین پکڑا تھا بلکہ انقیاداً پکڑا
تھا یا یہ کہ مصدر بمعنی اسم فاعل ہو کر حال واقع ہو یعنی پکڑا اونکو ایسے حال مین کہ وہ
مطیع و منقاد تھے نہ ایسے حال پر کہ محارب و مقاتل تھے تو بہر کیف تینون وجہون واضح ظاہر
ہے کہ اون کو از روے صلح کے پکڑا تھا نہ از روے جنگ و قتال کے یہان تک
بیان تھا تحریفات مجتہد عصر کا اب ہم اظہار اسکا کرتے ہین کہ یہ معاملہ بعد صلح حدیبیہ
کے ایام حدیبیہ مین واقع ہوا تھا چنانچہ اسپر ہم سند قوی حدیث صحیح مسلم کی نقل کرتے
ہین سلمہ بن اکوع سے روایت ہے قال قدمنا الحدیبیۃ مع رسول اللہ صلعم ونحن
اربع عشرۃ مائۃ وعلیہا خمسون شاۃ لا ترویہا قال فقعد رسول اللہ صلعم علی
جبا الرکیۃ فاما دعا واما بسق فیہا قال فجاشت فسقینا واستقینا قال ثم ان رسول
اللہ صلعم دعانا للبیعۃ فی اصل الشجرۃ قال فبایعتہ اول الناس ثم بایع وبایع حتی
اذا کان فی وسط من الناس قال بایع یا سلمۃ قال قلت قد بایعتک یا رسول اللہ فی
اول الناس قال وایضا قال ورآنی رسول اللہ صلعم عزلا یعنی لیس معی سلاح قال
فاعطانی رسول اللہ صلعم حجفۃ او درقۃ ثم بایع حتی اذا کان فی اخر الناس قال الا تبایعنی
یا سلمۃ قال قلت قد بایعتک یا رسول اللہ صلعم فی اول الناس وفی اوسط الناس
قال وایضا قال فبایعتہ الثالثۃ ثم قال لی یا سلمۃ این حجفتک او درقتک التی اعطیتک
قال قلت یا رسول اللہ صلعم لقینی عمی عامر عزلا فاعطیتہ ایاہا قال فضحک رسول
اللہ صلعم وقال انک کالذی قال الاول اللہم ابغنی حبیبا ہو احب الی من نفسی ثم
ان المشرکین راسلونا الصلح حتی مشی بعضنا فی بعض واصطلحنا قال وکنت تبیعا
لطلحۃ بن عبید اللہ اسقی فرسہ واحسہ واخدمہ واکل من طعامہ وترکت اہلی و
مالی مہاجرا الی اللہ تعالی ورسولہ قال فلما اصطلحنا نحن واہل مکۃ واختلط بعضنا

ببعض اتيت شجرة فكسحت شوكها فاضطجعت في اصلها قال فاتاني اربعة من المشركين
من اهل مكة فجعلوا يقعون في رسول الله صلعم فابغضتهم فتحولت الى شجرة اخرى وعلقوا
سلاحهم واضطجعوا فبينا هم كذلك اذ نادى مناد من اسفل الوادي يا للمهاجرين
قتل ابن زنيم قال فاخترطت سيفي ثم شددت على اولئك الاربعة وهم رقود
فاخذت سلاحهم فجعلته ضغثا في يدي قال ثم قلت والذي كرم وجه محمد لا يرفع
احد منكم راسه الا ضربت الذي فيه عيناه قال ثم جئت بهم اسوقهم الى رسول
الله صلعم قال وجاء عمي عامر رضي الله عنه برجل من العبلات يقال له مكرز يقوده
الى رسول الله صلعم على فرس مجفف في سبعين من المشركين فنظر اليهم رسول الله
صلعم فقال دعوهم يكن لهم بدء الفجور وثناه فعفا عنهم رسول الله صلعم و
انزل الله وهو الذي كف ايديهم عنكم وايديكم عنهم ببطن مكة من بعد ان
اظفركم عليهم الآية كلها قال ثم خرجنا راجعين الى المدينة الحديث کہا سلمہ بن الاکوع
نے کہ پہونچے ہم حدیبیہ مین ساتھ رسول اللہ صلعم کے اور ہم چودہ سو ۱۴۰۰ تھے اور چاہ حدیبیہ
پر پچاس بکریان تھین نہین سیراب کر سکتا تھا وہ کنوان اونکو پس بیٹھے پیغمبر صلعم کنارہ
کنوین پر پھر یا دعا کی یا تھوکا اوس کنوئین مین پھر پر آب ہوگیا وہ کنوان پھر پانی پلایا
اور سیر لیا ہمنے پھر بلایا ہمکو رسول اللہ صلعم نے واسطے بیعت کے اوس درخت کی جڑ
مین کہا سلمہ نے کہ بیعت کی مینے اوسنے اول آدمیون مین پھر بیعت کی اور بیعت کی یعنی
اور آدمی بیعت کرتے رہے یہان تک کہ پہونچا درمیان آدمیون کا یعنی نصف یا قریب
نصف کے کہا پیغمبر صلعم نے بیعت کر تو اے سلمہ کہا سلمہ نے کہ کہا مینے تحقیق بیعت کر چکا
ہون مین تجسے اے رسول اللہ صلعم اول آدمیون مین فرمایا پیغمبر صلعم نے اور بھی کہا سلمہ
نے اور دیکھا مجکو پیغمبر صلعم نے خالی یعنی نہ تھا میرے پاس کوئی ہتھیار پس دی مجکو رسول
اللہ صلعم نے حجفہ یا درقہ حجفہ اور درقہ اوس ڈھال کو کہتے ہین جسمین لکڑی اور پٹھا نہو

شناسائی وہی ہے کہ سلمہ نے لفظ حجفہ کہا یا لفظ درقہ معنی دونون کے ایک ہی ہین پھر بیعت کرنے
لگے یہان تک کہ جب پہونچے آخر الناس فرمایا کیا تو نہین بیعت کرتا مجھسے ای سلمہ کہا سلمہ نے
کہا مینے تحقیق بیعت کی مینے تمسے ای رسول اللہ صلعم اول الناس اور اوسط الناس مین
فرمایا کہ اور پھر بھی کہا سلمہ نے پھر بیعت کی مینے اونسے تیسری مرتبہ پھر کہا مجھسے ای سلمہ کہان ہے
تیری ڈھال جو مینے تجھے دی تھی کہا سلمہ نے مینے کہا ای رسول اللہ صلعم ملا مجھسے میرا
چچا عامر خالی ہاتھون پس دیدی مینے اوسکو وہ ڈھال کہا سلمہ نے پس ہنسے رسول اللہ
صلعم اور فرمایا کہ تو مانند اوسکے ہی جسنے کہا اول ای خدا مددگاری کر تو میری ایک دوست
سے کہ وہ پیارا ہو مجکو میری ذات سے پھر مشرکین نے پیغام صلح کا کیا ہمسے یہان تک کہ چلنے
لگے بعضے ہمارے اونکے بعضون مین اور صلح کر لی ہمنے کہا سلمہ نے اور تھا مین تابع
طلحہ بن عبید اللہ کا اوسکے گھوڑے کو پانی پلایا کرتا تھا اور کھریرہ کیا کرتا تھا اوسکو اور
خدمت کیا کرتا تھا اوسکی اور کھاتا تھا طلحہ کے کھانے مین سے اور چھوڑ آیا تھا اپنے اہل
اور مال کو اور چالیکہ ہجرت کرنے والا تھا مین بسوے خدا و رسول اللہ صلعم کے کہا سلمہ نے
پھر جب صلح کر لی ہمنے اور اہل مکہ نے اور ملنے لگے باہم آیا مین ایک درخت کے پاس
پس کیری مینے کانٹے اوسکے پھر لیٹ گیا مین اوسکی جڑ مین پھر آئے میرے پاس چار مشرکین
اہل مکہ مین سے پس شروع کیا اونھون نے کہ غیبت کرتے تھے پیغمبر صلعم کی پس دشمن جانا
سمجھا اون کو مینے پھر وہان سے چلا گیا مین ایک درخت کے پاس اور اونھون نے
لٹکا دیے ہتھیار اپنے اور لیٹ رہے وہ کہ اس عرصہ مین ناگاہ پکارا ایک پکارنے والا
جنگل کے نیچے طرف سے کہ ای مہاجرین مارا گیا بیٹا زنیم کا کہا سلمہ نے پھر کھینچا مینے تلوار
اپنی کو پھر ہتھیار کی حملہ کیا مینے اون چارون پر اور وہ سوتے تھے پس لیے لیے مینے
ہتھیار اونکے پھر کر لیا مینے ہتھیارون کو اپنے قبضے مین کہا سلمہ نے پھر کہا مینے قسم
ہے اوس ذات کی جسنے کرامت بخشی ہے روے محمد صلعم کو نہ اوٹھاویگا کوئی تمسے اپنا سر

مگر کہ ماروں گا اوسکی اوس چیز کو جسمین اوسکی آنکھین ہین پھر ہانک لایا مین اونکو پیغمبر صلعم
کی طرف کہا سلمہ نے اور لایا چچا میرا عامر ایک آدمی کو قبیلہ عبلات سے کہ کہا جاتا تھا اوسکو مکرز
لیے آتا تھا اوسکو ایک گھوڑے پر کہ اوسپر عرق گیر پڑا تھا مع ستر آدمیون کے مشرکین مین
سے پس دیکھا اون کی طرف پیغمبر خدا صلعم نے پھر فرمایا کہ جانے دو اونکو تاکہ ہووے واسطے اونہین
کی طرف ابتدا فجور یعنی عہد شکنی کے اور عود فجور کا پس معاف کیا اونکو رسول اللہ صلعم نے
اور اوتاری خدا تعالی نے یہ آیت کہ وہ اللہ وہ ہی جسنے باز رکھے اون کے ہاتھ
اور تمھارے ہاتھ اون سے بطن مکہ مین بعد اسکے کہ فتحمند کردیا تمکو اونپر تمام آیت
پوری کہا سلمہ نے پھر چلے ہم درحالیکہ رجوع کرنے والے تھے طرف مدینے کے الی آخر الحدیث
دیکھو اس حدیث صحیح سے خوب ثابت ہی کہ یہ قصہ عین حدیبیہ کا بعد وقوع صلح کے ہی
اور یہ بھی ظاہر ہوتا ہی کہ ہنوز اونکی طرف سے کچھ قتال اور پوری پوری عہد شکنی نہین
ہوئی تھی البتہ اونکا ارادہ یہ تھا کہ غفلت دیکھین تو دھوکا دیکر کچھ غارت گری کرین
یا چھاپہ مارین مگر اسکا ظہور کچھ نہین ہوا تھا اسی سبب سے حضرت صلعم نے اونکو چھوڑ دیا
تاکہ ایسا نہو کہ ابتدا عہد شکنی کی حضرت صلعم کی طرف منسوب کیا جاوے اور اسی واسطے
یہ فرمایا کہ جانے دو انکو کہ ابتدا عہد شکنی کی انہین کی طرف سے ہووے پس صاف ظاہر ہوا
کہ یہ واقعہ متعلق حکم آیت فَاِنْ جَنَحُوْا لِلسَّلْمِ فَاجْنَحْ لَهَا کے ہی نہ آیت اِذَا لَقِيْتُمُ الَّذِيْنَ
كَفَرُوْا فَضَرْبَ الرِّقَابِ کے اور خود حدیث اول مین بھی کلمۂ صلح موجود ہی کہ دلیل قوی اسکی ہی
کہ حالت صلح مین اون کو پکڑا گیا تھا نہ حالت قتال مین لہذا استدلال مجتہد عصر کا اوسسے
غلطی فاش اور سراسر غفلت مجتہد عصر کی اور ناواقفی اون کے طریقون اور شرایط
اجتہاد سے ہی اور مطابق منطوق فَاِنْ جَنَحُوْا لِلسَّلْمِ فَاجْنَحْ لَهَا اور مفہوم فَاِنْ لَّمْ
يَعْتَزِلُوْكُمْ وَيُلْقُوْا اِلَيْكُمُ السَّلَمَ وَيَكُفُّوْا اَيْدِيَهُمْ فَخُذُوْهُمْ وَاقْتُلُوْهُمْ حَيْثُ ثَقِفْتُمُوْهُمْ
کے وے لوگ فی الاصل مستوجب قتل و استرقاق کے نہ تھے بلکہ مستحق اوسی امر کے تھے جو اوسکے

ساتھ کیا گیا قال تمام علما اور مفسرین اور اہل سیر اس بات کے قائل ہین کہ یہ لشکر کشی بعد
فتح مکہ ہوئی اقول سراسر غلط فرماتے ہو سب کا یہ قول نہین بعض نے ازراہ خطا اس واقعہ
کو بعد واقعۂ فتح مکہ کے سمجھا ہے سو بمقابلے ایسی خبر مستند کے جو ہمنے صحیح مسلم سے
نقل کی وہ قول اصلا قبول کے لائق نہین قاضی رحمۃ اللہ علیہ تفسیر بیضاوی مین اس
آیت کی تفسیر مین بعد نقل کرنے قصۂ مذکور صحیح مسلم کے نزول اس آیت کا حدیبیہ مین لکھکر یہ لکھتے
ہین وقیل کان ذلک یوم الفتح وبه استشهد لابی حنیفة ان مکة فتحت عنوة وهو ضعیف اذ
السورة نزلت قبله اور کہا گیا کہ تھا یہ واقعہ روز فتح مکہ کے اور اسکے ساتھ استدلال کرتے
ہین کہ مکہ قہرا فتح کیا گیا ہے اور یہ ضعیف ہے کیونکہ یہ سورہ فتح قبل اسکے نازل ہوئی
ہے صاحب کشاف لکھتے ہین وذلک یوم الفتح وقیل کان ذلک فی غزوة الحدیبیة
اور تھا یہ معاملہ روز فتح مکہ اور کہا گیا کہ تھا یہ بیچ سفر حدیبیہ کے تفسیر جلالین مین ہے بعض اهل مکة
بالحدیبیة حتی بغیات اخذهم ترتعوا وجه فان ثمانین منهم طافوا بعسکرکم لیصیبوا
منکم فاخذوا واتی بهم الی رسول الله صلی الله علیه وسلم فعفی عنهم وخلی سبیلهم
فکان ذلک سبب الصلح لکھا ہے یہ بات ہے کہ اسی آدمی تھے مشرکین سے رات کے وقت آئے
کہ تمہارے لشکر پر چھاپا مارنے سے بہرہ مند ہون پس پکڑے گئے وہ اور لائے گئے پیغمبر صلعم
کے پاس پس معاف کیا اونکو پیغمبر صلعم نے اور چھوڑ دیا تھا پس تھا یہ سبب اوس صلح کے
یعنی صلح حدیبیہ کے واقدی کتاب المغازی مین نزول اس آیت کا ایام حدیبیہ مین صاف
لکھتے ہین اور اور مفسرین اور علما اور ارباب سیر بھی مطابق انھین کے لکھتے ہین غرض ہماری
نقل اقوال مفسرین اور مورخین سے یہ نہین ہے کہ ہم اونکے اقوال سے استدلال کرتے
ہین غرض صرف یہ ہے کہ مجتہد عصر نے جو یہ جھوٹی بات لکھی ہے کہ تمام علما اور مفسرین اور اہل سیر
اس بات کے قائل ہین کہ یہ لشکر کشی بعد فتح مکہ ہوئی اسکا جھوٹھا ہونا ثابت کردین کہ اتفاق
سب مفسرین اور مورخین کا اسپر نہین ہے بلکہ اقوال مختلف اس باب مین ہین مگر قول صحیح

اس باب مین وہی ہی جو حدیث مستند سے ثابت ہوا اور مجتہد عصر جو فرماتے ہین کہ یہ لشکر کشی الخ لشکر کشی بیان کہان ہوئی تھی وہی لوگ بارادۂ غارت و تاخت آئے تھے کہ پکڑے گئے نہ فوج کشی ہوئی نہ لشکر کشی اور ایک اور فوج کشی کا قصہ جو اکثر مورخون اور مفسرون نے لکھا ہی وہ بھی روز حدیبیہ سے کے ہی مگر ہمنے اب تک اوسکو کسی کتاب مستند مین نہین دیکھا

قال اور خود قرآن مجید کی آیت سے بھی یہی ثابت ہوتا ہی **اقول** یہ بھی دھوکا مجتہد دہر کا ہی آیت مین تذکرہ بھی روز فتح کا نہین ہی بطن مکہ البتہ ہی سوا اوسکا اطلاق حدیبیہ پر کہ داخل مکہ قریب آبادی مکہ سے ہی ہو سکتا ہی اور تنعیم مکہ سے تین یا چار میل کے فاصلہ سے ہی مگر ہان آیت ہمارے قول کی تائید کرتی ہی کیونکہ یہ آیت سورۂ فتح مین ہی اور سورۂ فتح فتح مکہ سے بیشتر اوتر چکی ہی چنانچہ بخاری کی کتاب التفسیر مین حدیث مرفوع متصل لکھی ہی اوسکے آخر مین جو بیان نزول سورۂ فتح کا ہی وہ ہم نقل کرتے ہین

فقال سهل بن حنيف فلقد رأيتنا يوم الحديبية يعني الصلح الذي كان بين النبي صلعم والمشركين ولو نرى قتالا لقاتلنا فجاء عمر فقال السنا على الحق وهم على الباطل اليس قتلانا في الجنة وقتلاهم في النار قال بلى قال فيم نعطي الدنية في ديننا ونرجع ولما يحكم الله بيننا فقال يا ابن الخطاب اني رسول الله ولن يضيعني الله تعالى ابدا فرجع متغيظا فلم يصبر حتى جاء ابا بكر فقال يا ابا بكر السنا على الحق وهم على الباطل قال يا ابن الخطاب انه رسول الله صلعم ولن يضيعه الله تعالى ابدا فنزلت سورة الفتح کہا سہل بن حنیف نے قسم ہی کہ دیکھ لیا ہی ہمنے اپنے آپ کو بروز حدیبیہ یعنی بروز اوس صلح کے جو تھی درمیان پیغمبر صلعم اور مشرکین کے اور اگر ہم دیکھتے لڑائی تو بیشک لڑتے پھر آئے عمرؓ پھر کہا اونھون نے کہ کیا نہین ہین ہم حق پر اور کفار باطل پر کیا نہین ہین کشتگان ہمارے بہشت مین اور اونکے دوزخ مین فرمایا پیغمبر صلعم نے کہ تم حق پر ہو اور وہ باطل پر اور تمھارے کشتگان بہشت مین اور اونکے دوزخ مین کہا عمرؓ نے

پھر کیوں ہم دیویں ضعف و ذلت کو اپنے دین میں اور پھر جاویں اور ہنوز ابھی حکم نہیں دیا
اللہ تعالی نے فرمایا پیغمبر صلعم نے اے ابن خطاب میں خدا کا پیغمبر ہوں مجھکو خدا کبھی ضایع
و خوار نکریگا پس پھر گئے عمر غصے میں پس صبر کیا کہ آئے ابوبکر کے پاس پھر کہا کہ اے ابوبکر
کیا ہم حق پر نہیں ہیں اور وہ باطل پر کہا ابوبکر نے اے ابن خطاب محمد صلعم خدا کے پیغمبر
ہیں اور خدا اونکو خوار نکریگا کبھی تب نازل ہوئی سورہ فتح بخاری میں دوسرے
طریق سے سہل بن حنیف رض سے روایت ہے کہ فانا کنا مع رسول اللہ صلعم یوم الحدیبیة
ولو نری قتالا لقاتلنا فجاء عمر بن الخطاب فقال یا رسول اللہ صلعم السنا علی الحق وهم
علی باطل فقال بلی فقال الیس قتلانا فی الجنة وقتلاهم فی النار قال بلی قال
فعلی ما نعطی الدنیة فی دیننا ارجع ولما یحکم اللہ بیننا وبینهم فقال یا ابن الخطاب
انی رسول اللہ صلعم ولن یضیعنی اللہ ابدا فانطلق عمر الی ابی بکر فقال له مثل ما
قال للنبی صلعم فقال انه رسول اللہ صلعم ولن یضیعه اللہ ابدا فنزلت سورة الفتح
فقرأها رسول اللہ صلعم علی عمر الی آخرها فقال عمر یا رسول اللہ او فتح هو قال نعم سہل بن حنیف رض
کہتے ہیں کہ ہم تھے ساتھ پیغمبر کے حدیبیہ کے روز اور اگر دیکھتے ہم لڑائی تو لڑتے پھر آئے عمر بن خطاب
پس کہا اونھوں نے اے رسول اللہ صلعم کیا نہیں ہیں ہم حق پر اور وے کافر ناحق پر فرمایا پیغمبر
صلعم نے تم حق پر ہو اور وہ باطل پر پھر کہا عمر نے کیا نہیں ہیں کشتے ہماری طرف کے
بہشت میں اور کشتے اونکی طرف کے دوزخ میں فرمایا ہاں تمہاری طرف کے کشتے
بہشت میں اور اونکی طرف کے کشتے دوزخ میں کہا عمر نے پھر کس بات پر ہم دیویں ذلت
اور ضعف کو اپنے دین میں کیا پھر جاویں ہم اور نہیں حکم کیا ہے خدا نے ہمارے اور اونکے
درمیان میں پھر فرمایا پیغمبر نے اے بیٹے خطاب کے تحقیق میں رسول خدا کا ہوں اور
ہرگز ذلت نہ دیگا مجھے خدا تب پھر چلے گئے عمر رض پاس ابوبکر رض کے پھر اونسے بھی ویسا ہی
کہا جو رسول اللہ صلعم سے کہا تھا پھر کہا ابوبکر رض نے تحقیق وہ نبی ہیں صلعم خدا کے پیغمبر

ہین اونکو خدا ذلت اور خواری نہ دیگا یعنی جب نازل ہوئی سورۂ فتح پس پڑھا اوسکو پیغمبر
نے عمر رضہ کے سامنے آخر سورہ تک کہا عمر رضہ نے آیا یہ صلح ہماری فتح ہی فرمایا پیغمبر صلعم نے
بیشک فتح ہی اب یہان ایک بات باقی رہی کہ بعضے ناواقف محاورہ عربی سے مانند
مجتہد عصر کے شاید یہ توہم کرین کہ آیت مین کلمہ بطن مکہ واقع ہی اور یہ معاملہ حدیبیہ کا ہی تو
جواب اسکا یہ ہی کہ لفظ بطن سے یہ ضرور نہین ہی کہ بیچا بیچ آبادی کا یا آبادی ہی مراد لی جاوے
از روے لغت کے بطن الوادی کے معنی داخل الوادی ہین خواہ درمیان ہو خواہ
کوئی کنارہ ہو جوہری صحاح مین لکھتے ہین کہ بطنت الوادي دخلته اور چونکہ حدیبیہ نو میل
آبادی مکہ سے کنارے حرم مکہ پر ہی اور تنعیم چار میل آبادی مکہ سے ہی پس تنعیم اور حدیبیہ
مین جو جنگل اور پہاڑ واقع ہی وہ سب حرم مکہ اور بطن مکہ اور عین مکہ ہی خارج اوس سے نہین
پس اطلاق لفظ بطن مکہ اوس موقع پر بھی بموجب لغت عرب کے ہر آئینہ صحیح ہی چنانچہ قاموس
مین لکھا ہی مکۃ اھلکہ و نقصہ و منہ مکۃ للبلد الحرام و للحرم کلہ یعنی اس معنی کے اعتبار
سے بلد حرام اور کل حرم کو مکہ کہتے ہین اور تتبع کلام اہل حجاز سے ثابت ہی کہ وے لوگ
بھی حدیبیہ اور اوسکے نواحی کو بلفظ بطن مکہ تعبیر کیا کرتے تھے چنانچہ انھین ایام
مین جو جناب رسالتمآب صلعم نے مقام حدیبیہ فرودگاہ لشکر اسلام سے عثمان بن عفان رضہ
کو مکہ کو بھیجا ہی اور عبد اللہ بن عمر رضہ سے یہ معاملہ بخاری اور مسلم مین روایت کیا ہی تو آپ ہی
عبد اللہ بن عمر رضہ حدیبیہ فرودگاہ لشکر کو بلفظ بطن مکہ فرماتے ہین اور کلمات روایت
کے یہ ہین فلو کان احد اعز ببطن مکۃ من عثمان رض لبعثہ فبعث عثمان الی مکۃ
وکانت بیعۃ الرضوان بعد ما ذھب عثمان رض الحدیث یعنی اگر ہوتا کوئی شخص بطن
مکہ (یعنی حدیبیہ فرودگاہ لشکر مین معتبر زیادہ عثمان رضہ سے ہر آئینہ بھیجتے پیغمبر صلعم
اوسکو پس بھیجا پیغمبر صلعم نے عثمان کو مکہ کو اور تھی بیعۃ الرضوان بعد جانے عثمان رضہ
کے الی آخر الحدیث علاوہ بران یہ شبہہ تو اوس تقدیر پر بھی وارد ہوتا ہی کہ اس

واقعے کو واقعہ روز فتح مکہ سمجھا جاوے کیونکہ ایام فتح مکہ مین بھی پیغمبر صلعم نے عین آبادی
مکہ مین قیام نہین فرمایا تھا بلکہ قبل از فتح مکہ مر الظہران مین جو سولہ میل مکے کی آبادی سے
ہی خیمہ ہوا تھا چنانچہ یہ بات حدیث بخاری سے جو باب این رکز النبی صلعم الرایۃ یوم
الفتح مین نقل کی ہی ثابت ہی اور بعد فتح مکہ کے خیف کنانہ مین خیمہ ہوا تھا اور آ مکہ
کے گھرون مین قیام نہین فرمایا چنانچہ بخاری نے اسامہ بن زید سے روایت
کی ہی انہ قال زمن الفتح این تنزل غدا قال النبي صلعم وهل ترك لنا عقيل من
منزل کہا اسامہ نے زمانہ فتح مین یا رسول اللہ کہان اوترینگے آپ کل فرمایا پیغمبر
صلعم نے آیا کوئی اوترنے کی جگہہ ہمارے لیے عقیل نے چھوڑی ہی یعنی عقیل بن
ابی طالب نے ہمارے لیے کوئی جگہہ مکہ مین نہین چھوڑی الحدیث دوسری حدیث
ابوہریرہ رض سے روایت کی ہی عن النبي صلعم قال منزلنا ان شاء الله تعالى اذا
فتح الله عز وجل الخيف حيث تقاسموا على الكفر پیغمبر صلعم سے روایت کرتے
ہین کہ فرمایا پیغمبر صلعم نے انشاء اللہ تعالی جب خدا ہمکو فتح دیوے تو ٹھہرنے کی جگہہ
ہماری خیف ہی جہان باہم عہد کیا تھا مشرکین نے اوپر کفر کے اور ظاہر ہی کہ خیف
فاصلہ پر آبادی سے تھا کیونکہ خیف منے مین ہی تین میل مکہ سے اور وہ اوس وقت
ایک جنگل تھا چنانچہ قول زہری کا بخاری مین باب اذا اسلم قوم في دار الحرب لهم
مال وارضون فهي لهم مین لکھا ہی والخيف الوادي قاموس مین لکھا ہی الخيف غرة
بيضاء في الجبل الاسود الذي خلف ابي قبيس وبها يسمى مسجد الخيف او لانها
ناحية من منى انتهى خیف سفید پتھری ہی جبل اسود مین جو ابو قبیس پہاڑ کے پیچھے ہی
اور اوسی نام سے نام رکھی گئی ہی مسجد خیف یا اسلیے کہ وہ ناحیہ ہی نواحی منی سے پس
واضح ہوا کہ یہ شبہہ سلے اصل جیسا واقعہ حدیبیہ پر ہو سکتا ہی ویسا ہی واقعہ فتح مکہ پر
بھی وارد ہوتا ہی ایک اور شبہہ واہی ناواقفون کو یہ ہو سکتا ہی کہ چونکہ سورہ فتح مین

یہ کلمات ہین اِنَّا فَتَحْنَا لَکَ فَتْحًا مُّبِیْنًا اور اس سے ظاہر ہی کہ سورۂ فتح بعد فتح مکہ کے
نازل ہوئی ہی سو یہ شبہ بھی بیجا ہی کیونکہ احادیث مرقومۂ سابق سے ظاہر ہی کہ وہ فتح معاملۂ
حدیبیہ ہی چنانچہ حضرت عمر نے پیغمبر خدا صلعم سے دریافت کیا کہ آیا وہ فتح ہی یعنی معاملۂ
حدیبیہ فتح ہی فرمایا پیغمبر صلعم نے ہان فتح ہی اور تفصیل اوسکی کتب تفاسیر مین مرقوم ہی علاوہ
بران چند آیتہ جو اوسی سورۃ مین ہین اونسے خود ظاہر ہی کہ یہ سورۃ قبل از فتح مکہ نازل
ہوئی ہی صحیحین او ترمذی مین ہی عن انس قال نزلت علی النبی صلعم اِنَّا فَتَحْنَا لَکَ
فَتْحًا مُّبِیْنًا لِّیَغْفِرَ لَکَ اللّٰہُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِکَ وَمَا تَاَخَّرَ مرجعہ من الحدیبیۃ
فالفتح المبین ہو فتح الحدیبیۃ الحدیث کہا انس رض نے کہ نازل ہوئی اِنَّا فَتَحْنَا لَکَ فَتْحًا
مُّبِیْنًا لِّیَغْفِرَ لَکَ اللّٰہُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِکَ وَمَا تَاَخَّرَ وقت پھرنے اونکے حدیبیہ
سے پس فتح مبین فتح حدیبیہ ہی قال مگر بعض روایتون مین ہی کہ یہ واقعہ حدیبیہ مین
قبل فتح مکہ ہوا تھا اقول مجتہد صاحب سخت لغو اور از بس یاوہ گو ہین کہ ایسے مستند اور
ثابت روایتون کو لغو بتاتے ہین اونکو یہ خیال نہین کہ باستظہار روایات غیر ثابتہ تواریخ
کے کہ وہ بھی مختلف فیہ ہین صحیح مستند روایتون کی تکذیب کرتے ہین دعوی تو ہر جگہ
یہ کرتے جاتے ہین کہ ہم بجز اقوال مستند کے روایات کتب سیر و تواریخ کو نہ مانینگے
اور بڑی تشنیع اسپر کرتے ہین کہ کتب تواریخ و سیر مدار مسائل شرعیہ کے ہووین مگر
بھولے نفسانی یہان تک غالب ہی کہ ہر جگہ اپنے قول کے برخلاف عمل کرتے
ہین اور اونھین کتب غیر معتبرہ سے استدلال فرماتے ہین ع قفاه علی الاقدام للوی
لا شیٔ قال لیکن جب کہ ایک اوس روایت کو مردود جانتے ہین تو اوسپر زیادہ
بحث کرنیکی ضرورت نہین اقول کیون اپنی عاقبت خراب کرتے ہو کیون
لوگون پر افترا باندھتے ہو کس نے اس روایت کو مردود جانا ہی اوسکا
نام تو لیجیے روایات بخاری اور مسلم کو سوا آپکے کون مسلمان مردود جانیگا

قال دوم اسارے بنی خذیمہ اقول جناب مجتہد وہ خذیمہ نہین جذیمہ ہی آپنے
ناواقفی سے ہر جگہ اسکو خذیمہ بالخاء المعجمہ لکھتے ہین بلکہ جذیمہ بجیم ہی قال فی
القاموس وجذیمۃ کسفینۃ قبیلۃ من عبد القیس قال اس غزوہ کی
جو حدیث بخاری مین ہی اوس کو ہم تو اپنی استنباط کے موافق سمجھتے ہین —
اقول غلط سمجھتے ہو قال اور وہ حدیث یہ ہی عن سالم عن ابیہ قال بعث
النبی صلعم خالد بن الولید الی بنی خذیمۃ فدعاھم الی الاسلام فلم
یحسنوا ان یقولوا اسلمنا فجعلوا یقولون صبانا صبانا فجعل خالد یقتل ویاسر
ودفع الی کل رجل منا اسیرہ حتی اذا کان یوم امر خالد ان یقتل کل رجل
منا اسیرہ فقلت واللہ لا اقتل اسیری ولا یقتل رجل من اصحابی اسیرہ حتی
قدمنا الی النبی صلعم فذکرناہ فرفع النبی صلعم یدہ فقال اللھم انی ابرء
الیک مما صنع خالد مرتین سالم نے روایت کی ہی کہ اوسکے باپ نے کہا کہ پیغمبر خدا
صلعم نے خالد بن ولید کو لشکر دیکر بنی خذیمہ پر بھیجا خالد نے اونکو کہا کہ تم مسلمان
ہو جاؤ اونھون نے صاف صاف یہ کہنا تو پسند نہ کیا کہ ہم مسلمان ہو گئے بلکہ
یہ کہنے لگے کہ ہم بدمذہب ہو گئے پس خالد نے اونکو قتل کرنا شروع کیا اور
ہر ایک کا قیدی اوسی کے سپرد کر دیا جب دوسرا دن ہوا تو خالد نے حکم دیا
کہ ہر شخص اپنے قیدی کو مار ڈالے پس سالم کے باپ نے کہا کہ خدا کی قسم مین تو اپنا قیدی نہین مارونگا اور نہ میرے
ساتھیون مین سے کوئی اپنے قیدی کو ماریگا جب کہ ہم رسول خدا صلعم کے پاس آئے تو ہمنے ان سب
باتون کا ذکر کیا یہ سنکر پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ اوٹھائے اور دو دفعہ
کہا کہ بار خدایا جو کچھ خالد نے کیا ہی مین اپنی براءت تیرے سامنے اوس سے
ظاہر کرتا ہون اقول جناب مجتہد کیا خاک آپکا اجتہاد ہی آپ تو
مبتدیون کے برابر بھی نہو سکے جذیمہ کو خذیمہ ہر جگہ لکھتے ہو فلم یحسنوا ان یقولوا

اَسْلَمْنَا کے معنی یہ لکھتے ہو کہ اونھون نے صاف صاف یہ کہنا تو پسند نہ کیا کہ ہم مسلمان ہوگئے حالانکہ ترجمہ بہر نہج غلط خلاف لغت کے ہی بلکہ اسکے معنی یہ ہین کہ نہ جانا اونھون نے یہ کہ کہین لفظ اَسْلَمْنَا صحاح جوہری دیکھیے وہ لکھتے ہین وھو یحسن الشئ ای یعلمہ یعنی عرب کہتے ہین کہ ھو یحسن الشیٔ ای جانتا ہی وہ اوس شی کو قاموس مین ہی ھو یحسن الشیٔ احسانا ای یعلمہ یعنی معنی یحسن الشی کے جو باب افعال سے ہی یہ ہین کہ وہ جانتا ہی اوس شی کو پھر صبانا کا ترجمہ یہ کیا کہ ہم بدمذہب ہوگئے یہ بھی غلط ہی اسکے معنی اس جگہ یہ ہین کہ ہم اپنے دین سے خارج ہوگئے قاموس مین ہی صبا کمنع وکرم صباء وصبوء وصبوءۃ خرج عن دین الی اٰخر صحاح مین ہی صبا الرجل صبوء اذا خرج من دین الی دین قال ابو عبیدۃ صبا من دینہ الی دین اٰخر کما تصباء النجوم ای تخرج من مطالعھا پھر الفاظ حدیث یہ ہین حتی اذا کان یوم امر خالد مراد یوم سے مجرد وقت ہی یعنی جبکہ وقت قتل اسیران آپہونچا تو حکم دیا خالد نے الخ آپنے درمیان یوم وامر کے ایک لفظ آخر اور بڑھا دیا ظاہرا مشکوۃ مطبع احمدی مطبوعہ ۱۲۶۷ھ مین جو اس مقام پر جگہہ خالی ہی آپنے یہ سمجھا کہ یہان کچھ لفظ رہگیا ہی پس آپنے اپنی طبیعت موزون سے لفظ آخر اوس جگہہ گھڑ کر لکھدیا پھر بجای جعل یقولون کے جعل یقولون لکھدیا یہ بھی نہ سمجھے کہ جعل صیغہ واحد ہی اور یہان ضمیر جمع کی فعل مین چاہیے پھر باوجودیکہ اصل حدیث مین لفظ یدہ بلفظ مفرد لکھا ہی ترجمہ اوسکا بلفظ تثنیہ لکھا کہ ہاتھ اوٹھائے قال ہمارے مخالف تو اس حدیث سے یہ استدلال کرینگے کہ اس غزوہ مین جو بعد فتح مکہ ہوا خالد نے قیدیون کو قتل کیا اور اونکے قتل کا حکم دیا پس معلوم ہوتا ہی کہ آیت منّ وفدا منسوخ ہوچکی تھی یا اوس سے حصر مقصود نتھا اقول البتہ ہم اس حدیث سے بر بناء آپ کے اقرار کے استدلال کرتے ہین کیونکہ آپ اس جگہہ اقرار کرتے ہین کہ بہت سے اصحاب جو خالد کے ساتھ تھے

وہ نزول آیت من و فدا سے واقف تھے پس ہماری حجت آپ پر اتمام ہو گئی یعنی
باوجود واقفیت کے آیت من و فدا سے نہ اونھون نے قیدیون کو احسان سے چھوڑا نہ فدیہ لیکر بلکہ اونکو پکڑ لائے بڑا تعجب یہ ہی کہ آپنے یہ باب ششم اس مدعا کے
اثبات کے واسطے بتایا ہی کہ پیغمبر خدا صلعم نے بعد فتح مکہ کے کسی قیدی کو
لونڈی غلام نہ بنایا اور یہ دلیل اپنے مدعا پر لائے ہین فرمایئے کہ اس حدیث
سے کیا مدعا آپ کا ثابت ہوا خالد بن ولید نے جو بسبب غور نہ کرنے کے
اونکے الفاظ پر اور بسبب نہ تحقیق کرنے اونکے مدعا سے دلی کے ایک یہ
غلطی کی کہ بعض کو قتل کیا دوسری غلطی کی کہ اونکو قید کر لیا اور یہ بات خلاف
مرضی جناب پیغمبر صلعم کے وقوع مین آئی اسلیے دو مرتبہ جناب پیغمبر صلعم نے اونکے
ان دونون فعلون سے تبریہ کیا آپ کا اس سے کیا مدعا ثابت ہوا عبث آپنے
اس واقعہ کا بیان لکھکر اپنی ناواقفی علوم عربیہ اور زبان عربی سے اعلان کرائی
اور ہماری اوقات گنوائی اور کچھہ مدعا آپکا حاصل نہوا قال مگر یہ دلیل دو وجہ سے
غلط ہی اول تو خالد کا فعل ناسخ آیت قرآنی نہین ہو سکتا اقول استدلال
علماے حنفیہ کا یہ ہی کہ آیت من و فدا آیات سورۂ براءۃ وغیرہا سے جنکا ذکر اوپر ہو چکا
ہی منسوخ ہو گئی ہی اور تائید اوس کی فعل خالد بن الولید سے ظاہر ہی کیونکہ اگر وہ
آیت منسوخ نہوئی ہوتی تو خالد بن الولید اونکو قتل کرتے نہ قید کرتے بلکہ یا فدیہ
لیتے یا احسان رکھتے علماے حنفیہ کا یہ قول ہرگز نہین کہ خالد رض کا فعل ناسخ آیت
ہو گیا پس جواب مجتہد دہر کا واسطے رد استدلال علماے حنفیہ کے کافی نہین اور
استدلال علماے شافعیہ کا یہ ہی کہ آیت متلوہ کے کلمات سے حصر صلا نہین سمجھا جاتا ورنہ
خالد بن الولید کہ اوسی قوم سے تھے کہ جنکی زبان مین قرآن نازل ہوا ہی زنہار ایسا

نکاپے تے سو سمجھو دوسری وجہ اول مین اونکے استدلال سے کچھ تعرض نہین قال
دوسری اور یہ بات سے اصحابون کا جو خالد کے ساتھہ تھے قیدیون کے قتل سے
انکار کرنا اس بات کی دلیل ہی کہ وہ آیت من و فدا سے واقف تھے اقول اس
بیان سے تو استدلال مین کچھہ بھی خلل واقع نہین ہوتا بلکہ موید استدلال ہی کہ باوجودیکہ
بقول مجتہد عصر کے بھی اکثر صحابہ آیت من و فدا سے واقف تھے پھر بھی اونھون نے
نہ کسیکو احسان رکھکر چھوڑا نہ فدیہ لیکر چھوڑا اور قتل سے انکار کرنا بعض اصحاب کا مستلزم
وجوب من و فدا کا نہین بلکہ ظاہر یہ بات ہی کہ خالد بن الولید نے لفظ صبانا کے
مراد کو تحقیق نہ کیا اور اجرا سے حکم قتل مین بلا تحقیق عجلت کی و سپر اور صحابہ نے
انکار کیا اور قتل کے مانع ہوے آور ممکن ہی کہ انکار قتل اس سبب سے ہو کہ قتل اونکا
واجب نہین استرقاق بھی جائز ہی قال اور کیا عجب ہی کہ اسوقت حضرت خالد
واقف نہو سے ہون اسلیے کہ ابھی آیت قتال کو نازل ہوئی صرف کئی دن ہوے
تھے اور خالد بن الولید اون دنون مین لڑائیون مین مصروف تھے اقول واقف
ہونا اور صحابہ رض کا اور نہ واقف ہونا خالد بن الولید رض کا آیت متلوہ سے نہایت
مستبعد ہی کیونکہ ایام فتح مکہ مین یعنی جن ایام مین کہ مجتہد دہر نزول آیت کے مدعی
ہین خالد بن الولید رض ہمراہ پیغمبر صلعم کے تھے اور لڑائی پر نہین بھیجے گئے تھے
چنانچہ بخاری مین جو حدیث این رکز النبی صلعم الرایۃ یوم الفتح مین روایت کی ہی
اوسمین یہ کلمات واقع ہین و امر رسول اللہ صلعم خالد بن الولید ان یدخل
من اعلے مکۃ من کداء اور جب لڑائی مین یعنی غزوہ فتح مین خالد بن الولید مصروف
تھے اوس لڑائی مین عبداللہ بن عمر بھی جنھون نے انکار قتل اسیران بنی جذیمہ کا کیا تھا
مصروف تھے اور ہمراہ پیغمبر صلعم کے مکہ مین داخل ہوے تھے چنانچہ یہ امر بخوبی احادیث
بخاری و مسلم وغیرہا سے ثابت ہی قال نہ سمجھنا چاہیے کہ جن لوگون نے قیدیون کو

قتل سے انکار کیا اونکو صبانا کے لفظ سے اس بات کا شبہہ ہوا تھا کہ وہ مسلمان ہوگئے
تھے کیونکہ اگر وہ اونکو مسلمان سمجھتے تو قید ہی کا ہیکو کرتے **اقول** دلیل مجتہد دہر
کی اونکے مدعا کے مطابق نہین بنا سے اسیری اوپر اشتباہ کے ہی اور دلیل مبنی
ہی اوپر یقین اسلام کے درحقیقت اگر وہ اونکو مسلمان سمجھتے اور اونکے اسلام پر یقین
کر لیتے تو زنہار اونکو قید نہ کرتے مگر چونکہ لفظ صبانا افادہ اسلام مین مجمل تھا لہذا
اونکو قید کر لیا اور اسی اجمال اور شبہات کے سبب سے خالد بن الولید رضنے جو اون کے
قتل مین جلدی کی اوسکے مانع ہوئے اور اونکے باب مین رسول اللہ صلعم کے پاس
پہونچنے تک اجراے حکم کو ملتوی رکھا **قال** غرضکہ یہ واقعہ اس وجہ سے کہ خلاف
مرضی رسول اللہ صلعم کے ہوا اور آنحضرت صلعم نے اپنی ناراضی اس سے ظاہر کی ہماری
استنباط کا مثبت اور ممد و معاون ہی اور ہمارے مخالفون کے مفید نہین **اقول**
ہم بھی کہتے ہین کہ خالد بن الولید رض سے جو فعل وقوع مین آیا وہ خلاف مرضی پیغمبر
صلعم کے تھا مگر ہمارے اور مجتہد دہر کے درمیان مین یہ بحث ہی کہ امور غیر مرضیہ
کیا تھے مجتہد دہر اس حدیث سے مستدل ہین اور ہم مجیب ہین فرض کرو کہ یہ حدیث
ہمارے مفید نہین مگر ہمارے مفید نہونا مستلزم اسکا نہین کہ مجتہد دہر کے مفید ہو
کیونکہ حدیث مین تو کچھ تصریح وجوب من وفدا کی نہین اور احتمالات مفید مجتہد مستدل
اور مفید ہمارے برابر ہین بلکہ احتمالات مفید ہماری نسبت احتمالات مفید مجتہد دہر کے
زیادہ تر قوی ہین پس جبتک کہ وہ احتمالات جو ہمارے مفید ہین مجتہد دہر اونکو قطع
نہ کرینگے استدلال اونکا صحیح نہین ہو سکتا **قال** سوم ساری ہوازن **اقول** بحکم
آنکہ الغریق یتشبث بکل حشیش آپنے اس قصہ مین زیادہ تر کتب سیر سے استدلال
کیا ہی کہ استنباط مسائل فقہیہ مین آجتک کسی مجتہد نے اوسپر توجہ نہین کی اور نہ وہ
اس لائق ہین کہ استنباط مسائل فقہیہ مین اوسپر ایک ذرہ بھی اعتبار کیا جاوے

بڑا تعجب ہی کہ آپنے چند ایسی کتابین حدیث کی کہ جنمین ضعیف و صحیح حدیثین مخلوط ہین ساقط
الاعتبار ٹھہرائی ہین اور کتب سیر سے کہ نہ جنکی حکایات و روایات کا ٹھکانا نہ سلسلہ
رواۃ کا صاحب وحی صلعم تک پہونچا ہی نہ راویون کا نام معلوم ہی استدلال فرماتے ہو
ضللت علی الاسد و بلت عن الشاۃ خوب سمجھ لیجیے کہ مین ایک ذرہ بھی سیرت ہشامی
اور سیرت محمدی کی طرف متوجہ نہونگا اور جسقدر کہ آپنے اونکی بنا پر کچھ لکھا ہوگا اوسکو
سراسر لغو اور بے بنیاد سمجھکر اوسکے کچھ بھی تعرض نکرونگا یہی وہان تھا جس سے آپنے
شروع رسالے مین بہت لاف و گذاف کی باتین نکالی تھین سبحان اللہ گرے تو ایسے
گرے یا پاین شوراشوری یا باین بے نمکی + مصرعہ + خرقہ تو اینہمہ داغ شراب جیست +
اور آیندہ بھی آپ اسکا لحاظ رکھین کہ بمقابلہ مسلمانون کے کتب سیر و تواریخ سے
استدلال نہ کیا کرین ورنہ مطلقاً جواب نہ دیا جاویگا قال بخاری مین اسی واقعے
کی بابت یہ حدیث ہی ان رسول اللہ صلعم قام حین جاءہ + وفد ہوازن مسلمین
فسألوہ + ان یرد الیہم اموالہم و سبیہم فقال لہم رسول اللہ صلعم معی من
ترون واحب الحدیث الی اصدقہ فاختاروا احدی الطائفتین اما السبی
واما المال وقد کنت استأنیت بکم وکان انظرہم رسول اللہ صلعم بضع
عشر لیلۃ حین قفل من الطائف فلما تبین لہم ان رسول اللہ صلعم غیر راد
الیہم الا احدی الطائفتین قالوا فانا نختار سبینا فقام رسول اللہ صلعم فی المسلمین
فاثنی علی اللہ بما ہو اہلہ ثم قال اما بعد فان اخوانکم قد جاءونا تائبین وانی
قد رأیت ان ارد الیہم سبیہم فمن احب منکم ان یطیب ذلک فلیفعل ذلک
ومن احب منکم ان یکون علی حظہ حتی نعطیہ ایاہ من اول ما یفیٔ اللہ علینا
فلیفعل فقال الناس قد طیبنا ذلک یا رسول اللہ فقال رسول اللہ صلعم انا لا
ندری من اذن منکم فی ذلک ممن لم یاذن فارجعوا حتی یرفع الینا عرفاءکم امرکم

فرجع الناس فکلمهم عرفاءهم ثم رجعوا الی رسول الله صلعم فاخبروه انهم قد طیبوا واذنوا هذا الذی بلغنی عن سبی هوازن جب ہوازن کے لوگ مسلمان ہو کر آئے اور رسول خدا صلعم سے سوال کیا کہ اونکا مال اور اونکے قیدی اونکو پھیر دیے جاوین تو رسول خدا صلعم کھڑے ہوئے اور اونسے فرمایا کہ مین پسند کرتا ہون جو تم چاہتے ہو مگر ٹھیک بات کہدینی مجھے پسند ہی تم دونون مین سے ایک چیز اختیار کر لو یا تو قیدی ہی لیلو یا مال ہی لیلو مین بیشک تمسے انس رکھتا ہون رسول خدا صلعم نے طائف سے پھر کر دس سے بھی زیادہ رات تک اون لوگون کے آنیکا انتظار کیا تھا غرضکہ جب اون لوگون کو معلوم ہو گیا کہ رسول خدا صلعم دونون چیزین نہین پھیرینگے بلکہ اونمین سے ایک دینگے تو اونھون نے کہا کہ ہم قیدیون کو چاہتے ہین پس رسول خدا صلعم مسلمانون کے بیچ مین کھڑے ہوئے اور خدا کی تعریف کی جسکا وہ مستحق ہی پھر خدا کی تعریف کے بعد فرمایا کہ یہ تمھارے بھائی توبہ کر کر آئے ہین اور مین چاہتا ہون کہ اونکے قیدی اونکو پھیر دون پس جسکو یہ بات اچھی لگے وہ کرے اور جو شخص چاہے کہ اپنا حصہ نچھوڑے تو وہ ویسا کرے یہان تک کہ دیا جاویگا اوسکا حق اوس مال سے جو سب سے اول خدا ہمکو دیگا لوگون نے عرض کیا کہ ہم آپ ہی کی بات کو پسند کرتے ہین رسول خدا صلعم نے فرمایا کہ ہم نہین جانتے کہ کس نے تم مین سے اس بات کی اجازت دی اور کسی نے نہین دی تم جاؤ تا کہ تمھارے مکھیا یہ بات آنکر کہین سب لوگ گئے اور اپنے اپنے سرگروہون سے کہا پھر وہ لوگ رسول خدا صلعم پاس آئے اور اطلاع کی کہ سب لوگ پسند کرتے ہین اور اجازت دیتے ہین یہ قصہ ہوازن کا ہی جسکی اطلاع ہمکو ہوئی ہی **اقول** حیف ہی کہ جو شخص ماورد مین تمیز نکر سکے اور انی یا غی کو اَلَسْ یٰاَنَسْ رُدَّ یَرُدُّ رَدًّا فَھُوَ رَادٌّ کَو رُدَّ یُرَدُّ رَدًّا فَھُوَ مَرْدُوْدٌ سمجھے الی غیر ذلک وہ مدعی اجتہاد فی الدین ہووے اور مجتہدین عظام پر زبان طعن دراز کرے فرمائیے جناب معلے القاب فرید عصر مجتہد دہر آپنے یہ ترجمہ (کہ مین پسند کرتا ہون جو تم جانتے ہو) کس چیز کا کیا ہی آپ کو یہ ترجمہ لکھتے وقت کچھ بھی خدا کا خوف آیا اور وہ حدیث بھی یاد آئی کہ من

کذب علی متعمدا فلیتبوء مقعدہ من النار جسنے جھوٹ بولا مجھپر عمداً تو چاہیئے کہ مہیا کرلے وہ اپنی جگہہ دوزخ مین انصاف سے کہو کہ معنی من ترون کا یہی ترجمہ ہی جو آپنے لکھا ہی عجب آپ احادیث نبوی کے معانی بھی نہین سمجھ سکتے تو کیون بوالہوسی مین پڑکر مجتہد بننے ہو سنیئے معنی صحیح من ترون کے معنی ظرف ہی اور علی اختلاف النحاۃ بتاویل جملہ فعلیہ یا اسمیہ کے خبر مقدم ہی من موصول ہی ترون فعل صلہ ہی ضمیر عائد محذوف ہی جیسا کہ اکثر ہوتا ہی کما قالوا وقد یحذف العائد لقیام قرینۃ پس تقدیر کلام یہ ہی کہ معی من ترونہم ترون رویت بصر سے ہی نہ رویت قلب رایت رایا کیونکہ رویت قلب متعدی الی مفعولین ہوتا ہی اور رویت رایا کا یہان موقع نہین اورنہ کچھ معنی صحیح ہو سکتے ہین من مخصوص ہی واسطے ذوی العقول کے قال الجوہری ومن اسم لمن یصلح ان یخاطب وہو مبہم غیر متمکن وہو فی اللفظ واحد و یکون فی معنی الجماعۃ یعنی من اسم ہی واسطے اوسکے جو صلاحیت خطاب کی رکھتا ہی اور مبہم غیر متمکن ہی اور لفظ مین واحد ہی اور ہوتا ہی معنی جمع مین پس ترجمہ صحیح اس جملے کا یہ ہی کہ میرے ساتھ وہ لوگ ہین کہ جنکو تم دیکھتے ہو مراد اس سے یہ ہی کہ مین تمھارے سوال کے پورا کرنے مین بالانفراد اختیار نہین رکھتا بلکہ میرے ساتھ تو یہ جماعت ہی کہ جنکو تم دیکھتے ہو یعنی بلا استرضا ہی اس جماعت کے تمھارے سوال کے پورا کر دینے مین معذور ہون سو مجھے ایک بات پکی سمجھی کہ ردو پھر آپنے یرد الیہم اموالہم و سبیہم کا ترجمہ کیا ہی کہ پھیر دیے جاوین الخ یہ بھی غلط ہی یرد فعل معروف ہی اور اموال اور سبی مفعول اور ضمیر فاعل مستتر راجع طرف رسول اللہ صلعم کے ہی صحیح ترجمہ یہ ہی کہ پھیر دین رسول اللہ صلعم اونکو اونکا مال اور سبی پھر وقد کنت استانیت بکم کا ترجمہ جو یہ کیا کہ مین بیشک تمسے انس رکھتا ہون اس سے ظاہر ہوتا ہی کہ جناب مجتہد عصر ہنوز علم تصریف سے بھی نا واقف ہین یہ بھی نہین سمجھتے کہ استانیت ستفعلت انی یانی سے ہی اور ناقص ہی انس یانس سے جو صحیح اللام مہموز الفاء ہی کس طرح ہو سکتا ہی (ان ی) و (ان س) کیونکر ایک ہو سکتے ہین جناب مجتہد صاحب آپ تو مدعی اجتہاد ہین جسکے لیے کمال مداخلت

عربیت مین درکار ہی اسقدر آپکی غلطی کو تو ہم مبتدی بھی سمجھتے ہین تعجب ہی کہ آپ باوجود ادعای
اجتہاد ایسی غلطی فاش مین اب تک پڑے ہوے ہین جب یہ حال ہی تو آپ کیا خاک اجتہاد کر سکتے
ہین آپ اپنا کام کیجیے یہ کام آپکا نہین ہی اسکام کے لیے بہت علم اور عقل درکار ہی شعر نہ ہر کہ
چہرہ برافروخت دلبری داند ❊ نہ ہر کہ آئینہ سازد سکندری داند ❊ نہ ہر کہ طرف کلہ کج نہاد و تند
نشست ❊ کلاہ داری و آئین سروری داند ❊ آپ سنیے معنی استانیت بکم کے جوہری سے
وہ کہتے ہین استانی بہ ای انتظر یقال استانی بحولی یعنی استانی بہ کے معنی ہین انتظار
کیا اوسکا کہا جاتا ہی استانی بہ حولا یعنی انتظار کیا اوسکا برس روز دیکھو یہان بھی وہی الفاظ
ہین کہ استانیت بکم یعنی مینے انتظار کیا تمھارا اور بڑا تعجب ہی کہ ماکنت کے کلمے مین ارادہ معنی
ماضی پر بڑا غلو اور زور شور تھا اور یہان باوجودیکہ لفظ قد جو فائدہ معنی ماضی قریب دیتا ہی اور کلمہ کنت کے
داخل ہوا اور احتمال بھی ارادہ حال و استقبال کا باقی نرہا اوسکو آپنے بمعنی حال ترجمہ کیا اپنے
پچھلے قاعدے کے موافق یہان بھی یہ فرمایا ہوتا کہ مین انس رکھتا تھا تمسے یہان یہ کیون فرمایا کہ
انس رکھتا ہون پھر آپنے بضع عشرۃ لیلۃ کا ترجمہ یہ کیا ہی کہ دس سے بھی زیادہ رات تک یہ بھی غلط
صریح اور لفظ بھی تو نہایت ہی غلط اور مہمل ہی بضع کے معنی زیادہ بھی نہین ہی جیسا کہ آپ
ناواقفی کی راہ سے سمجھ رہے ہین زمخشری رحمۃ اللہ علیہ اصمعی سے نقل کرتے ہین البضع
مابین الثلث الی العشرۃ جوہری لکھتے ہین و بضع من العدد بکسر الباء و بعض العرب
یفتحہا وہو مابین الثلث الی التسع پس صحیح ترجمہ یہ ہی کہ انتظار کیا تھا اونکا پیغمبر صاحب نے
مابین تیرہ اور اونیس راتون کے لفظ عرفاء جو حدیث مین ہی میرے نزدیک جمع عریف بمعنی
دانا اور [illegible] جیسا کہ قول شاعر مین ہی شعر او کلما وردت عکاظ قبیلۃ ❊
بعثوا الی عریفہم یتوسم ❊ اور ہو سکتا ہی کہ بمعنی نقیب یا رئیس کے ہو ترجمہ حتی یرفع الینا
عرفاءکم امرکم کا بھی آپنے غلط کیا ہی صحیح ترجمہ یہ ہی تا کہ پہونچاوین ہم تک تمھاری ہوشیار
و دانا یا سردار یا نقیب تمھارا حال کلمہم عرفاءہم کا ترجمہ بھی آپنے غلط کیا کہ فاعل کلم کو مفعول

اور مفعول کو فاعل بنا دیا صحیح ترجمہ یہ ہے کہ کلام کیا اونسے عرفاء نے اونکے یہان تک بیان تھا
اون غلطیون کا جو مجتہد عصر سے بسبب نسبت ناواقفی کی زبان عربی سے ظہور مین آئین اب ہم یہ کہتے
ہین کہ یہ حدیث ہمارے مدعا کی دلیل ہے اور مجتہد عصر کے ابطال دعوی پر حجت قاطع ہے چند وجوہ سے
اول یہ کہ پیغمبر خدا صلعم نے اونسے بر سبیل مانعۃ الجمع کے یہ بات فرمائی کہ اختیار کر و یا اموال کو یا
سبایا کو یعنی اگر مال لینا چاہو گے تو سبایا نہ پاوینگے پس ظاہر ہوا کہ سبایا کا نہ دینا اور استرقاق
اونکا بنص قول پیغمبر صلعم جائز تھا اس سبب سے صاف متحقق ہوا کہ من و فدا واجب نہین اور کچھ ممنوع
نہین کہ من و فدا پر عمل نہو سکے او یہی ہے مدعا ہمارا اگر وے لوگ بموجب تخییر پیغمبر صلعم کے مال کا
لینا اختیار کرتے تو اس صورت مین بلا شک و شبہ باقتضای مانعۃ الجمع کے استرقاق سبایا کا بموجب
حکم پیغمبر صلعم کے لازم آتا ورنہ وہ حصر کہ جسکا مجتہد صاحب ادعا کرتے ہین صراحۃً باطل ہوجاتا
پس یہ حدیث ہر آئینہ مثبت ہمارے مدعا کی اور مبطل دعوی مجتہد عصر کی ہے نہ برعکس اوسکے دوسرے یہ کہ اگر
فی الحقیقت چھوڑ دینا سبایا کا بطور احسان یا بعد لینے فدیے کے بغیر کسی شرط کے واجب
ہوتا جیسا کہ مجتہد صاحب دعوی کرتے ہین تو اوسکو مشروط اوپر دست برداری دیگر مال غنیمت
کے کیون کیا جاتا جس حال مین کہ چھوڑ دینا بحکم آیت قرآن کے واجب تھا تو پیغمبر خدا صلعم نے
اوسکو مشروط اسپر کیون کیا کہ اگر مال نہ لوگے تو سبایا دیجاوینگی ورنہ نہین کیا وے تھے بزعم
مجتہد صاحب آیت کے معنی اور فرضیت من و فدا کو نہین سمجھتے تھے کیا صاحب وحی بھی جی
کو مجتہد صاحب کے برابر بھی نہ سمجھتے تھے جو من و فدا کے وجوب مطلق کو مشروط اوپر دست برداری دیگر
اموال کے فرماتے تھے اور جنکے چھوڑ دینے کا حکم قطعی قرآن مین آچکا تھا اونکو بالجبر روک رکھے
تھے العیاذ باللہ تعالی تیسرے یہ کہ جس حالت مین نص قطعی اونکے چھوڑ دینے کی موجود تھی پس آنحضرت نے
صحابہ سے اس باب مین کیا تھی حکم قطعی تو ہر آئینہ واجب الاجرا ہے خواہ کوئی راضی ہو یا نہو سو قدر مبالغہ
فرمانا پیغمبر صلعم کا اونکی استرضا مین اور جبتک کہ سب نے خوب بتصمیم قلب راضی نہو گئے تب تک نہ چھوڑ دینا
سبایا کا صاف دلیل اسکا ہے کہ من و فدا کچھ واجب نہین بلکہ اختیاری امر ہے اور یہی جگہ ہے

استدلال اسپر کرتے ہین کہ آیت من و فدا سے وجوب من و فدا ثابت نہین ہوتا یا یہ کہ وہ منسوخ
ہی اسلیے کہ اگر حکم اوسکا وجوبی ہوتا اور صحابہ مین کسی نے اوسکو ایسا جیسا کہ مجتہد عصر سمجھتے ہین نہین سمجھا
تو یہ موقع تھا کہ پیغمبر خدا صلعم اوسکا اعلان فرماتے اور اصحاب کو اوس سے اچھی طرح آگاہ کرتے نہ کہ
ایسے موقع پر ذکر بھی اوس آیت کا زبان پر نہ لاتے چوتھی دلیل یہ ہی کہ اگر من و فدا واجب تھا تو اونکو تیس
روز کے قریب تک اونکو کیون روک رکھا تھا فرائض کہ جنکے واسطے کوئی زمانہ معین نہو اونکی
تعمیل مین عجلت ہی بہتر اور یہی کاملین کی شان ہے اوسمین اسقدر تاخیر نہایت مستبعد ہی پانچوین
دلیل یہ ہی کہ اگر چھوڑ دینا سبایا کا واجب ہوتا تو حضرت صلعم اونکو تقسیم کیون کر دیتے صحیح مسلم
مین اخیر اس قصے مین مذکور ہی فلما غشوا رسول اللہ صلعم نزل عن البغلة ثم قبض قبضة من
تراب من الارض ثم استقبل به وجوههم فقال شاهت الوجوه فما خلق الله منهم انسانا
الا ملأ عينيه ترابا بتلك القبضة فولوا مدبرين فهزمهم الله وقسم رسول الله صلعم
غنائمهم بين المسلمين جب گرداگرد ہو گئے کفار ہوازن وغیرہ پیغمبر صلعم کے تو پیغمبر صلعم اوترے
خچر سے پھر ایک مٹھی خاک کی زمین سے بھر کر اونکے موہون کی طرف پھینکی پس کہا کہ بگڑ گئے یہ
موہنہ پس نہین پیدا کیا تھا خدا نے اونمین سے کسی انسان کو مگر یہ کہ بھر دیا اوسکی آنکھون مین
مٹی کو اس خاک کی مٹھی سے پس وہ کفار پیٹھین پھیر کر پھر گئے پس بھگا دیا اونکو اللہ تعالی نے
اور تقسیم کر دیا پیغمبر خدا صلعم نے اونکی غنائم کو درمیان مسلمانون کے دیکھو یہ سب معاملہ وفد
ہوازن سے پیشتر کا ہی چنانچہ سیاق کلام سے واضح ہی اور دلیل قوی اسپر حدیث بخاری
کی ہی کہ جس سے ثابت ہی کہ حضرت عمر رض کو دو چھوکریان منجملہ اوس غنیمت کے ملی تھین چنانچہ
الفاظ حدیث یہ ہین اصاب عمر جاريتين من سبي حنين فوضعهما في بعض بيوت مكة
الحديث پائی تھین عمر رض نے دو چھوکریان منجملہ قیدیون حنین کے پس رکھ دیا تھا اون کو
بعض گھرون مین مکہ کے ایک اور دلیل اوپر وقوع تقسیم کے قبل آنے ہوازن کے یہ ہی کہ ابو داود
نے بایں الفاظ بعد نقل قصہ مذکورہ کے روایت کی ہی فقال رسول اللہ صلعم ردوا عليهم نساءهم

وابناءھم الحدیث یعنی پھیر دو اونکو اونکی اولاد اور اونکی عورتین اگر سبایا تقسیم ہو کر ہر ایک
کے پاس نہین پہونچ گئین تھین تو پھیر دینے کا جو حکم اونکو دیا گیا اسکے کیا معنی پھر خود اسی
حدیث سے وقوع تقسیم کا بخوبی عیان ہے کیونکہ اس حدیث مین بھی یہ لفظ ہے کہ من کان علی حظہ اور حظ کے
معنی ہین حصہ چنانچہ صراح مین ہے الحظ النصیب اگر واقع مین قسمت نہین ہوئی ہوتی اور
حصہ ہر ایک کا معلوم نہوتا تو یہ لفظ علی حظہ یعنی اپنے حصے پر کسطرح پر صادق آتا علاوہ برین
جب حصہ ہی متعین نہین ہوا تھا اور مقدار اوسکی معلوم نہین تھی تو مبادلہ اوسکے حصے کا
جسکا پیغمبر صلعم وعدہ فرماتے تھے کس بنا پر متعین ہو سکتا تھا علاوہ برآن احادیث مفصلہ
ذیل سے ثابت ہے کہ تقسیم غنائم حنین کے بلا حیلولہ کسی امر معاملہ ہم سنکے واقع ہوئی
اور ہوازن کے آنے کا معاملہ بعد وقوع غزوہ طائف اور رجوع پیغمبر خدا صلعم کے غزوہ مذکور
سے واقع ہوا کہ اس اثنا مین کچھہ زیادہ ایک مہینے سے گذر گیا اسلیے کہ پنجم شوال ۸ھ
کو غزوہ حنین واقع ہوا اور آخر شوال ۸ھ ہجری کو پیغمبر صلعم غزوہ طائف کو تشریف لیگئے
اور مابین تیرہ روز اور اونیس روز کے وہان قیام فرمایا اور پھر وہان سے رجوع فرمایا اب ہم اون
احادیث کو مختصراً لکھتے ہین جنسے تقسیم غنائم حنین کی بعد ہزیمت کفار ہوازن کے بلا تراخی
ثابت ہوتی ہے بخاری بروایت علی بن عبد اللہ فانھزم المشرکون فاعطی الطلقاء
والمھاجرین ولم یعط الانصار شیئاً ایضاً بروایت محمد بن بشار لما کان یوم حنین
اقبلت ھوازن وغطفان وغیرھم بنعمھم وذراریھم فانھزم المشرکون واصاب
یومئذ غنائم کثیرۃ فقسم فی المھاجرین والطلقاء ولم یعط الانصار شیئاً انتہیٰ
مستحبیے بیان حرف فا تعقیب قسم پر داخل ہے جس سے صاف واضح ہے کہ تقسیم غنائم مین تراخی
نہین ہوئی اگر تراخی ہوتی تو حرف تعقیب قسم پر نہوتا بلکہ کلمہ ثم ہوتا پھر ایک اور بڑی
دلیل بروایت بخاری عبد اللہ بن عمر سے یہ ہے کہ ایام حنین مین ہی تقسیم غنائم ہو گئی تھی لما
کان یوم حنین اثر النبی صلعم اناساً اعطی الاقرع بن حابس مائۃ من الابل واعطی عیینۃ مثل

ذلک واعطی انا سا اللہ [illegible] لیجیے بیان ہے مثل مہر نمبر وز کے ثابت ہی کہ ایام حنین مین تقسیم ہو گئی
تھی اور وفد ہوازن بعد غزوہ طائف کے آیا اون روزون کو بلفظ ایام حنین یا یوم حنین تعبیر
نہین کیا جا سکتا ہے غرضکہ ان سب دلائل سے واقع ہو جانا تقسیم سبایا کا جیسا کہ چاہیے ثابت
ہے اور جب تقسیم کر دینا پیغمبر خدا کا سبایا مذکور کو ثابت ہے تو کچھ شک نہین کہ منّ و فدا امر وجوبی
نہین بلکہ اختیاری ہے اور یہ بھی محتمل ہے کہ آیت مذکورہ منسوخ ہو جیسا کہ علماے حنفیہ کہتے ہین
مجتہد عصر نے ان امور پر کچھ بحث نہین کی البتہ حضرت عمر رض پر کچھ درپردہ طعنہ دینے پر مستعد ہوے
قال رسول اللہ صلعم نے کسیکو کوئی لڑکی بخشی نہین تھی بلکہ خود حضرت عمر رض نے گرفتار کیا تھا
اقول یہ غلط بات ہے اور محض بناوٹ اور بڑا ہی افترا ہے العیاذ باللہ من ذلک حدیث مین
لفظ اخذ عمر نہین جو گمان اسکا ہوتا کہ وہ خود پکڑ لائے بلکہ لفظ اصاب عمر ہے جس سے صاف ظاہر ہے
کہ اونکو باجازت پیغمبر صلعم کے پہونچی تھین **قال** اسکی سند کے لیے ہم حدیث بخاری کی اپنے
پاس موجود رکھتے ہین **اقول** کہ ہم بھی وہی سند اپنے پاس آپکی تکذیب کے لیے موجود رکھتے ہین اور اہل
انصاف اور صاحبان ایمان سے آرزو رکھتے ہین کہ وہ غور فرماوین کہ وہ حدیث ہمارے مدعا
کی مثبت ہے یا مجتہد عصر کی مگر مجتہد عصر نے نقل حدیث مین رعایت دیانت کی جیسا کہ مجتہدین
[illegible] نہین کی ہم اوس حدیث کو بخاری سے پورا پورا نقل کرتے ہین حدثنا ابو النعمان حدثنا
حماد بن زید عن ایوب عن نافع ان عمر بن الخطاب قال یا رسول اللہ صلعم انه کان علی
اعتکاف یوم فی الجاهلية فامره ان يفی به قال واصاب عمر جاريتين من سبی حنين
فوضعهما فی بعض بيوت مكة قال فمن رسول الله صلعم على سبی حنين فجعلوا
يسعون فی السكك فقال عمر يا عبد الله انظر ما هذا فقال من رسول الله صلعم على السبی
قال اذهب فارسل الجاريتين قال نافع ولم يعتمر رسول الله صلعم من الجعرانة ولو اعتمر
لم يخف على عبد الله وزاد جرير بن حازم عن ايوب عن نافع عن ابن عمر قال من الخمس
ورواه معمر عن نافع عن ابن عمر فی النذر ولم يقل يوم تحقيق عمر بن الخطاب رض نے کہا

ای رسول اللہ صلعم تحقیق کہ تھا میرا اوپر اعتکاف ایکدن کا زمان جاہلیت مین پس حکم دیا عمر کو
پیغمبر صلعم نے کہ پورا کرے اوسکو کہا اور پائی تھین عمر رض نے دو چھوکریان منجملہ سبی حنین کے
پس رکھا تھا اونکو بیچ کے بعض گھرون مین کہا کہ پھر احسان کیا رسول اللہ صلعم نے اوپر سبی
حنین کے پھر وے پھرتی تھین کوچون مین پس کہا عمر رض نے ای عبد اللہ دیکھ تو یہ کیا ماجرا ہی پس کہا عبد اللہ
نے کہ احسان رکھا رسول اللہ صلعم نے اوپر اون سبی کے کہا عمر رض نے جا تو پس چھوڑ دی اون دونوں
چھوکریونکو کہا نافع نے اور عمرہ نہین کیا تھا رسول اللہ صلعم نے جعرانہ سے اور اگر عمرہ کرتے تو نہ چھپتا
عبد اللہ سے بخاری کہتے ہین اور روایت جریر بن حازم عن ایوب عن نافع عن ابن عمر مین یہ لفظ اور بھی
ہین (قال من الخمس) یعنی بعد لفظ من سبی حنین کے الفاظ من الخمس بھی ہین ۔ اور روایت
کیا ہی اس حدیث کو معمر نے نافع سے ابن عمر سے باب نذر مین اور اس روایت مین لفظ یوم یعنی جو بعد
اعتکاف روایت سابقہ مین ہی نہین کہا انتہی غور کیجیے کہ روایت جریر بن حازم مین صاف لفظ
من الخمس کا موجود ہی جس سے صاف ثابت ہی کہ یہ چھوکریان پیغمبر خدا صلعم نے عمر کو اپنے خمس مین سے
دی تھین اور پائی تھین یہ دونون چھوکریان عمر بن خطاب رض نے خمس رسول اللہ صلعم مین سے نہ یہ کہ
جیسا مجتہد نے اونپر افترا برپا کیا ہی کہ وے خود پکڑ لائے تھے اور روایت جریر بن حازم کی
زیادہ تر موثق ہی کیونکہ وہ مرفوع ہی اور حدیث حماد بن زید کی نافع پر موقوف ہی اگرچہ دونون
حدیثون مین کچھ تعارض نہین ہی اور دونون مستند ہین پھر بھی حدیث جریر زیادہ تر موثق ہی
بھلا غور تو کیجیے ایسے جلیل القدر صحابی کہ تمام عرب و عجم مین بلقب فاروق اور عادل معروف
ہین جنکی شان مین رسول اللہ صلعم فرماتے ہین والذی نفسی بیدہ ما لقیک الشیطان سالکا
فجا قط الا سلک فجا غیر فجک قسم ہی اوس ذات کی کہ جی میرا اوسکے ہاتھ مین ہی نہین ملا
تجکو شیطان جاتا ہوا کسی گھاٹی مین مگر کہ چلا گیا اور گھاٹی کو تیری گھاٹی کے سوا ایسا شخص
غنیمت مین غلول کرے کہ دو چھوکریان پکڑ لاوے اور چھپا کر اپنے پاس رکھ لے اور چونکہ
دستور پیغمبر خدا صلعم کا یہ تھا کہ جب پاتے تھے غنیمت کو تو حکم کرتے تھے بلال رض کو کہ منادی کر دیتے

کہ جس شخص کے پاس مال غنیمت کا ہو وہ حاضر لاوے کہ اوسکے بموجب سب لوگ جو کچھ غنیمت و تحفے
پاس جمع تی تھی حاضر لاتے تھے چنانچہ ابو داؤد عبد اللہ بن عمرو سے روایت کرتے ہین کان
رسول اللہ صلعم اذا اصاب غنیمۃ امر بلالا فنادی فی الناس فیجیئون بغنائمھم
فیخمسہ ویقسمہ الحدیث تھے پیغمبر خدا صلعم جب پاتے تھے غنیمت تو حکم فرماتے تھے بلالؓ کو
کہ وہ منادی کرتے تھے سب لوگون مین پس لے آتے تھے سب لوگ اپنی اپنی غنیمت کو پس خمس
اوسکا لیتے تھے پیغمبر خدا صلعم اور اوسمین سے تقسیم فرما دیتے تھے اوسکو الحدیث بڑا تعجب ہے کہ
ایسا شخص ایک تو غنائم مین غلول کرے دوسرے باوجود منادی پیغمبر خدا صلعم کے اوسکو حاضر
نہ کرے حالانکہ خود وہی حضرت جناب پیغمبر خدا صلعم سے روایت کرتے ہین اذا وجدتم الرجل
قد غل فاحرقوا متاعہ واضربوہ رواہ ابو داؤد جب پاؤ تم کسی آدمی کو کہ غلول کیا اوسنے
تو جلا دو متاع اوسکا اور مارو اوسکو چنانچہ اپنی خلافت مین اونھون نے یہی عمل فرمایا با اینہمہ وہ
کونسا صاحب عقل اور صاحب ایمان ہے کہ ایسا گمان بد اونپر کرسکتا ہے نعوذ باللہ من شرور انفسنا
مسلم مین بروایت مرفوع مروی ہے ان عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سال رسول اللہ صلعم وا
ھو بالجعرانۃ بعد ان رجع من الطائف فقال یا رسول اللہ صلعم انی نذرت فی الجاھلیۃ
ان اعتکف یوما فی المسجد الحرام فکیف ترى قال اذھب فاعتکف یوما قال وکان رسول
اللہ صلعم قد اعطاہ جاریۃ من الخمس فلما اعتق رسول اللہ صلعم سبایا الناس
سمع عمر بن الخطاب رض اصواتھم یقولون اعتقنا رسول اللہ صلعم فقال ما ھذا فقالوا
اعتق رسول اللہ صلعم سبایا الناس فقال عمر یا عبد اللہ اذھب الی تلک الجاریۃ فخل
سبیلھا عمر بن خطاب رض نے پوچھا رسول اللہ صلعم سے اوس حال مین کہ وہ جعرانہ مین تھے بعد رجوع کے
طائف سے پس کہا کہ یا رسول اللہ صلعم مینے نذر کی تھی جاہلیت مین اسکی کہ اعتکاف کرون ایکدن
کا مسجد حرام مین پس کیا فرماتے ہین آپ فرمایا کہ جا اور اعتکاف کر ایکدن کا اور تھے پیغمبر خدا
صلعم کہ تحقیق دی تھی پیغمبر صلعم نے عمر رض کو چھوکری خمس مین سے پھر جب آزاد کر دیا رسول اللہ صلعم نے

سبایا اون لوگون کو تو نہین عمر رضی اللہ عنہ نے آواز دی اونکی کہ کہتے تھے کہ آزاد کر دیا ہمکو پیغمبر خدا صلعم نے پس کہا عمر رضی اللہ عنہ کیا ہے یہ پس کہا لوگون نے کہ آزاد کر دیا رسول اللہ صلعم نے سبایا اون لوگون کو پس کہا عمر رضی اللہ عنہ نے ای عبد اللہ جا اس چھوکری کے پاس پس خالی کر دی راہ اوسکی یعنی جانے دے اوسکو بھی فرمایئے جناب مجتہد صاحب اب بھی کچھ عذر باقی رکھا آپکو لازم ہے کہ اپنے ایسے اجتہاد سے توبہ کیجیے کہ جس سے اصحاب رسول اللہ صلعم پر کسطرح کا الزام عائد ہو اور ہرگز ہرگز ایسی بات زبان سے نہ نکالیے جو موجب الزام اصحاب کرام پر ہووے مثنوی

بے ادب گفتن سخن با خاص حق	دل بمیراند سیہ گردد ورق	گر نہ بندی زین سخن تو حلق را
آتشے آید بسوزد خلق را	بے ادب تنہا نہ خود را داشت بد	بلکہ آتش در ہمہ آفاق زد
آتشی گر نامدست این دم ببیت	دل سیہ گشتست روان مردود ببیت	جب ہم یہ سب امور ثابت کر چکے

اور یہ بھی متحقق ہوا کہ باتفاق اقوال علما کے اسلام اور نیز بقول مجتہد عصر یہ واقعہ بعد نزول آیہ اما منا بعد و اما فداء کے واقع ہوا اور اس واقعہ مین پیغمبر صلعم نے سبایا مین سے خمس بھی نکالا اور اونکو غانمین پر تقسیم بھی کر دیا پس صاف ثابت ہو گیا تو وہ آیہ منسوخ ہے جیسا کہ قول علما کے حنفیہ کا ہے یا من و فدا امر اختیاری ہے بہر دو صورت دعوی مجتہد عصر کا باطل ہے اور یہ قول رسول اللہ صلعم مفسر آیت مذکور کا ہے درباب عدم وجوب من و فدا کے اور یہی ہے مدعا ہمارا کہ بحمد اللہ تعالی ثابت ہو گیا فالحق یعلو ولا یعلی اب ہم دیکھتے ہین کہ مجتہد عصر اپنا دعوی اس حدیث سے کسطرح پر ثابت کرتے ہین قال ہمکو اپنے دعوے کے اثبات کے لیے بخاری کی حدیث پر استدلال ہے جسمین قیدیون کا احسان رکھکر چھوڑنا ظاہر ہے اقول اسطرح چھوڑنے مین کہ جسطرح بے اذن کے سبایا کو چھوڑ دیا گیا علما امت مین کسیکو کلام نہین یعنی جب کافر لوگ مسلمان ہو کر امام کے پاس آوین اور توبہ کرین اور دار اونکا دار الحرب نہ رہے بلکہ دار الاسلام ہو جاوے اور امام کو مصلحت وقت اسی مین معلوم ہووے کہ اونکے سبایا کو اونکے حوالے کر دے تو اوسکو اختیار ہے کہ سبایا کو چھوڑ دے اور بشرط رضا مندی غانمین کے جن لوگون کے

حصے میں آیا یا آگئے ہوں اونسے بھی کچھ واسطہ نہیں یہ من اصطلاحی نہیں ہی بلکہ درحقیقت احسان
اعتاق ہی چنانچہ حدیث مسلم میں اس احسان کو بلفظ اعتاق ہی تعبیر کیا ہی اور اعتاق حالت حرب
میں جائز ہی یعنی چھوڑ دینا از قسم من باب النزاع نہیں اس قسم کے من کو تو امام الائمہ ابو حنیفہ رح
بھی ناجائز نہیں کہتے اونکے نزدیک بھی وہی من ناجائز ہی جو بحالت کفر کے دار الحرب کے
جانے کو چھوڑ دیا جاوے چنانچہ صاحب ہدایہ تصریح لکھتے ہیں کہ لا یجوز ان یردھم الی دار الحرب
لان فیه تقویتھم علی المسلمین فان اسلموا لا یقتلھم لاندفاع الشر بدونه وله
ان یسترقھم توفیرا للمنفعة بعد انعقاد سبب الملك بخلاف اسلامھم قبل
الاخذ لانه لم ینعقد السبب بعد ولو اسلم الاسیر فی ایدینا لا یفادی بمسلم اسیر
فی ایدیھم لانه لا یفید الا اذا طابت نفسه وھو مامون علی اسلامه انتہے نہیں جائز
ہی چھوڑ دینا اونکا دار حرب کو اسلیے کہ اس چھوڑ دینے میں تقویت کفار کی ہی مسلمانوں پر اسیر اگر قیدی
مسلمان ہو جاویں تو نہ قتل کرے اونکو امام سبب اسکے کہ شر بدون قتل کے بھی دفع ہو گیا اور
اوسکو جائز ہی کہ رقیق بنا لیوے واسطے توفیر منفعت کے بعد انعقاد سبب ملک کے بخلاف
اور استیلاء کے برخلاف مسلمان ہو جانے اونکے کے قبل اسیری کے یعنی اس حالت میں استرقاق
بھی جائز نہیں اسلیے کہ سبب بعد اسلام کے منعقد نہیں ہوا اور اگر اسلام لاوے اسیر بعد اسکے
کہ ہمنے اوسکو پکڑ لیا تو نہیں جائز ہی کہ اوسکو فدیے میں کسی مسلمان کے جو کفار کے ہاتھ میں قید
ہو دیا جاوے کیونکہ اسمیں کچھ فائدہ نہیں مگر اوس صورت میں کہ خود وہ اس بات پر راضی ہو اور
اوسکے اسلام پر اطمینان ہووے قال و راو من حدیث کے ان الفاظ سے کہ من احب منکم ان یکون
علی حظه حتی نعطیه ایاه من اول ما یفیء الله علینا بخوبی ثابت ہی کہ غازیوں کا حق اساری پر بجز فدیہ
لینے کے اور کچھ نہیں ہی **اقول** کیا خوب استدلال ہی کہ نہ بعبارة النص ہی نہ باشارة النص ہی
نہ بدلالة النص ہی نہ باقتضاء النص ہی صرف ایک توہم جاہلانہ ہی غور کیجیے کہ اگر کوئی شخص واجب
التکریم ہمسے یہ فرماوے کہ اگر تم کو بہتر معلوم ہو تو اپنا یہ گھوڑا زید کو دیدو ہم تمکو اپنے اصطبل میں سے

اسکے بدلے کا گھوڑا دیدینگے ورنہ اوسکے فرمانے سے اپنا گھوڑا زید کو دیدین تو کیا اس سے
یہ بات لازم آتی ہی کہ ہمارا حق اپنے گھوڑے پر بجز اسکے کہ ہم بدلے مین اوسکے ایک گھوڑا
لے لین اور کچھہ نتھا جناب مجتہد صاحب اگر یہی آپکا اجتہاد ہی اور ایسیہ ایسے ہی استدلال پر
آپکے اجتہاد کی بنا ہی تو اپنے مقلدون کی بہت ہی حق تلفیان کراوگے اگر مجتہد امین
انصاف کرین تو سمجھہ لین کہ یہ کلمات حدیث کے مثبت رقیت مقبلہ ہین کیونکہ پیغمبر علیہ السلام نے
غانمین سے وعدہ فرمایا تھا کہ آیندہ جو ہمارا غنیمت مین سبایا دیگا تو انکی بدلے مین ہم تمکو دینگے
اگر آیندہ استرقاق ممنوع ہوتا تو ایسا وعدہ ہرگز نفرماتے اور اس مبادلے کو جو مجتہد نے
فدیہ سمجھا ہی غلطی فاش ہی دوسری غلطی یہ کی ہی کہ ما یفی کا ترجمہ مال کیا حالانکہ لفظ ما عام
ہی شامل ہی سبایا اور اموال کو جیسا کہ اوپر گذر گیا **قال** چہارم اساری ثقیف کے
قیدیون کو بھی رسول اللہ صلعم نے فدیہ لیکر چھوڑ دیا **اقول** قیدیون کا لفظ بصیغہ جمع
غلط ہی ایک قیدی تھا کہ بسبب مسلمان ہونیکے چھوڑ دیا تھا اور اوسکے بدلے دو آدمی مسلمان
جو ثقیف نے قید کر لیے تھے منگا لیے تھے پس احتجاج مجتہد عصر کا اس واقعہ سے اونکے مدعا
کے مفید نہین بلکہ یہی حدیث ہی ماخذ قول صاحب ہدایہ معظم کا ولو کان اسلم الاسیر فی
ایدینا لا یفادی بمسلم اسیر فی ایدیہم لانہ لا یفید الا اذا طابت نفسہ وہو مامون
علی اسلامہ انتہی ترجمہ اسکا ہم ابھی اوپر لکھہ چکے ہین **قال** چنانچہ صحیح مسلم مین ہی کہ عمران
بن حصین نے کہا کانت ثقیف حلیفا لبنی عقیل فاسرت ثقیف رجلین من اصحاب رسول اللہ صلعم
واسر اصحاب رسول اللہ صلعم رجلا من بنی عقیل فاوثقوہ فطرحوہ فی الحرۃ فمر بہ رسول
اللہ صلعم فناداہ یا محمد یا محمد فیما اخذت قال بجریرۃ حلفائکم ثقیف فترکہ ومضی
فناداہ یا محمد یا محمد فرحمہ رسول اللہ صلعم فرجع قال ما شانک فقال انی مسلم فقال لو
قلتہا وانت تملک امرک افلحت کل الفلاح قال ففداہ رسول اللہ صلعم بالرجلین اللذین
اسرتہما ثقیف **اقول** ترجمہ یہ ہی کہ تھے ثقیف ہم عہد بنی عقیل کے پس پکڑ لیا ثقیف نے

دو آدمیون کو صحابۂ پیغمبر خدا صلعم نے پکڑ لیا تھا اور قید کر لیا اصحاب پیغمبر صلعم نے ایک آدمی بنی عقیل مین سے پس باندھ لیا اوسکو پس ڈال دیا اوسکو دھوپ مین پس گذرے رسول اللہ صلعم اوسکے پاس کو تو پکارا اوسنے ای محمد ای محمد کس سبب سے پکڑا گیا ہون تب فرمایا پیغمبر صلعم نے گناہ مین ثقیف کے جو تمھارے ہم عہد ہین پھر اوسکو اوسی طرح چھوڑے ہوئے چلے گئے پیغمبر صلعم پھر پکارا اوسنے ای محمد ای محمد پھر رحم فرمایا اوسپر پیغمبر صلعم نے پھر پھر آئے کہا کیا حال ہی تیرا کہا اوسنے کہ مین مسلمان ہون فرمایا پیغمبر صلعم نے اگر تو یہ کہتا اوس حال مین کہ تو اپنے اختیار مین تھا تو بھلائی پاتا بالتحقیق تو تمام تر بھلائی کہا عمران بن حصین نے کہ فدیہ مین بھیج دیا اوسکو پیغمبر صلعم نے بعوض اون دونون آدمیون کے کہ جنکو قید کر رکھا تھا ثقیف نے دیکھیے اوس حدیث سے کچھ بھی مدعا مجتہد عصر کا ثابت نہین ہوتا یہ شخص مسلمان ہوگیا تھا اور اسکا حکم وہی ہی جیسا کہ اوسکے ساتھ عمل مین آیا اور اسی بنا پر ہی وہ مسئلہ جو صاحب ہدایہ عظمی نے لکھا ہی اسکا قتل ہرگز جائز نہ تھا اس بیان پر جناب مجتہد عذر بدتر از گناہ پیش فرماتے ہین **قال** نہ سمجھنا چاہیے کہ اس شخص کو بوجہ مسلمان ہوجانے کے چھوڑ دیا تھا اسلیے کہ وہ مسلمان نہین ہوا تھا جھوٹ موٹ کہتا تھا کہ مین مسلمان ہون **اقول** صراحۃً ایک شخص کہتا ہی کہ مین مسلمان ہون اور اپنے قول کو موکد بلفظ (انّ) کرتا ہی اور پیغمبر خدا صلعم کچھ تکذیب اوسکی نہین فرماتے مجتہد دہر برخلاف اوسکے کہتے ہین کہ جھوٹ موٹ کہتا تھا کہ مین مسلمان ہون اوسکی تکذیب کی آپکے پاس کیا دلیل ہی یاد کرو احادیث اسامہ بن زید رض اور خالد بن ولید رض وغیرہما کو کہ ایسی جگہ پر کسقدر اونپر تشدید ہوئی ہی **قال** چنانچہ مرقاۃ مین لکھا ہی کہ اس شخص کو رسول خدا صلعم نے بعد اسکے کہ اوسنے مسلمان ہونیکا اقرار کیا اسلیے دار الحرب مین بھیج دیا کہ آپ جانتے تھے کہ وہ سچا نہین ہی پس یہ بات رسول خدا صلعم کے لیے خاص ہی **اقول** واہ جناب مجتہد امام ابو حنیفہ کی تقلید سے تو شدّ و مد سے انکار اور اونکے ایک مقلد کے اسقدر فرمان بردار آپ تو یہ فرماتے تھے کہ ہم کسی مُلّا کی تقلید سے گمراہی مین نہ پڑینگے یہان ملا علی کے ایک قول نہ بحث کی تقلید سے

کیون گمراہ ہوگئے حال آنکہ ملا علی قاری کا بھی یہ قول نہین بلکہ اونھون نے بلفظ قیل
اسکو لکھا ہی چنانچہ عبارت مرقاۃ بلفظہ یہ ہی فقیل انما ردہ صلعم الی دار الحرب بعد اظہار
کلمۃ الاسلام لانہ قد علم انہ غیر صادق فھذا خاصۃ بہ صلعم کہا گیا ہی کہ اوسکو
جو پیغمبر صلعم نے دار حرب کو لوٹا دیا بعد اظہار کلمہ اسلام کے تو صرف اسلیے کہ پیغمبر صلعم نے
پہچان لیا تھا کہ وہ سچا نہین پس یہ امر مخصوص ہی پیغمبر صلعم کے ساتھ بعد اسکے دوسرے
قول مین آپکے اس قول مستندہ کو خود وہی رد کرتے ہین چنانچہ عبارت مرقاۃ بلفظہ
لکھی جاتی ہی وقیل ردہ وانما الجائز ان یرد لانہ لا ینافی اسلامہ لجواز ان یکون
الرد شرطا بینہم فی المعاھدۃ انتھی اور کہا گیا ہی کہ پھیرنا اوسکا اور لے لینا دو
آدمیونکا اوسکے بدلے اوسکے اسلام کا منافی نہین بسبب جائز ہونے اس بات کے
کہ پھیر دینا باہم معاہدہ مین شرط ٹھہرا ہوا آپنے یہان محض تقلید ہی پر اکتفا نکی بلکہ کچھ مرقاۃ
کی عبارت مین خیانت بھی کی اور اوس سے بھی کچھ مدعا ثابت نہوا کہ دوسری قیل نے آپکی مستندہ
قیل کو رد کر دیا پس یہ قول آپکا کہ وہ مسلمان نہین ہوا تھا محض بے دلیل بلکہ محض جھوٹھہ بات
ہی اور بلا اشتباہ و شبہ یہی سمجھنا چاہیے کہ اوسکو بوجہ مسلمان ہوجانیکے چھوڑ دیا تھا قال فی نجم
اسارے بنی تمیم بخاری نے ترجمۃ الباب مین لکھا ہی کہ ابن اسحق نے کہا ہی کہ ذکر ہی غزوہ
عیینۃ بن حصین بن حذیفہ بن بدر کا بنی العنبر پر جو بنی تمیم سے ہی رسول اللہ صلعم نے
اون لوگون پر اون کو بھیجا تھا اونھون نے وہان لوٹا اور آدمیون کو مارا اور عورتون کو
قیدی بنا لائے **اقول** اگرچہ ہمکو اسکے ثبوت مین کلام ہی کیونکہ ابن اسحق تبع تابعی
ہین اونھون نے یہ واقعہ دیکھا نہین اور اسناد کچھ بیان نہین کی پس یہ بیان اونکا قابل
اسکے نہین کہ ماخذ کسی مسئلہ فقہیہ کا ہو سکے مگر ہم مجتہد عصر کی خاطر سے اسکو تسلیم
کرتے ہین اور کہتے ہین کہ جناب یہ تو ہمارے مدعا کے موافق ہی اور جب تک کہ آپ یہ
بات ثابت نہ کر دین کہ اون قیدیون کو فدیہ لیکر یا احسان رکھکر بحالت کفر دار الحرب کو

لوٹا دیا تب تک مدعا ہمارا ہی ثابت ہوتا ہی اور آپکے حق مین مضر ہی قال بخاری نے یہ حدیث لکھی ہی کہ عن ابی ھریرة قال لا ازال احب بنی تمیم بعد ثلث سمعتہ من رسول اللہ صلعم یقولہا فیھم ھم اشد امتی علی الدجال وکانت منھم سبیة عند عائشة رض فقال اعتقیھا فانہا من ولد اسمعیل وجاءت صدقاتھم فقال ھذہ صدقات قوم او قومی ابوہریرہ نے کہا کہ مین ہمیشہ بنی تمیم کو دوست رکھتا ہون جب سے کہ اونکی نسبت مین تین باتین رسول اللہ صلعم سے سُنی ہین آپ اونکے حق مین فرماتے تھے کہ میری تمام امت سے زیادہ سخت ہونگے دجال پر اور اونھین لوگون مین سے ایک عورت حضرت عائشہ رض پاس بندی مین تھی تو پیغمبر صلعم نے فرمایا کہ اسکو چھوڑ دے کیونکہ وہ اسمٰعیل کی اولاد مین سے ہی اور اونکے پاس سے جب صدقات آئے تو آپنے فرمایا کہ یہ ایک قوم کی صدقات ہین یا فرمایا کہ میری قوم کی صدقات ہین۔ اقول اگرچہ یہ ترجمہ بہت ہی غلط ہی مگر ہم آخر مین گفتگو کرینگے اس جگہہ ہم اس ترجمے کو صحیح فرض کرکے بحث کرتے ہین مخفی نرہے کہ استدلال مجتہد عصر کا موقوف ہی اوپر ثبوت امور مفصلہ ذیل کے اوّل یہ کہ سبیہ جو حضرت عائشہ رض کے پاس تھی بطور کنیز کے نہ تھی بلکہ اونکی حراست مین ایک مُدت بطور قیدی کے تھی دوسری یہ کہ لفظ اعتقیھا جو حدیث مین آیا ہی اوسکے معنی یہ نہین ہین کہ آزاد کردے بلکہ یہ معنی ہین کہ قید سے رہائی دیدے تیسری یہ کہ سبیہ منجملہ اون سبایا کے تھی کہ جو بقول ابن اسحٰق بعث بنی تمیم مین پکڑی گئی تھی چوتھی یہ کہ بعد پہونچنے سبایا مذکور کے مدینہ مین اوسی روز یا اوس سے بہت ہی قریب پیغمبر خدا صلعم نے اوسکو چھوڑ دیا پانچوین یہ کہ حضرت عائشہ کی حوالات مین وہ کس جرم مین رکھی گئی تھی اور کیون قید کی گئی تھی چھٹی یہ کہ وہ سبیہ مسلمان تھی بلکہ حالت کفر ہی پر چھوڑی گئی تھی ساتوین یہ کہ قولہ صلعم فانہا من ولد اسمعیل تعلیل اعتقیھا کی نہین ہی بلکہ لغو ہی اگر امر اول ثابت نہوگا تو یہ احتمال قائم ہوگا کہ بطور کنیز کے وہ عائشہ رض کے پاس تھی پس مدعا مجتہد کا ثابت نہوگا بلکہ خلاف اونکے مدعا کے متحقق ہوگا اگر امر دوم ثابت نہوگا تو یہ احتمال رہے گا کہ مراد

لفظ اعتقیہا سے یہ ہی کہ آزاد کر دے تو اوسکا یہ بین بالضرورت بدلالۃ النص اوپر ثبوت قربت کے
دلالت کریگا اگر امر ششم ثابت نہوگا تو یہ احتمال ناشی ہوگا کہ وہ کسی اور طرح پر حضرت عائشہ رضؓ
کے پاس تھی یعنی منجملہ اون اساری بنی تمیم کے نتھی جو اوس لڑائی مین پکڑی آئی تھی یعنی محتمل ہے
کہ بذریعہ خرید یا ہبہ یا ہدیہ کے اونکے پاس تھی یا کسی اور جرم مین مقید تھی اور چونکہ یہان بحث
اسیران جہاد مین ہے پس ناشی ہونا ایسے احتمال کا ہر آئینہ مبطل استدلال مجتہد عصر کا ہو جاویگا
امر چہارم اگر ثابت نہوگا تو فرضیت من و فدا ثابت نہوگی کیونکہ امتثال حکم وجوبی کا بغیر
در پیش ہونے کسی عذر کے بہت جلد ہونا چاہیے اور اس وجوب کے لیے کوئی وقت معہود
نہین کہ اوس وقت کو اوسکا ظرف یا معیار ٹھہرایا جاوے کہ اوس وقت تک اوسکی تعمیل اختیار کی جاوے
امر پنجم اگر کوئی جرم ثابت نہوگا تو قید کرنا اوسکا صاف دلیل اسکی ہے کہ سوائے من و فدا کے
ایک اختیار اسکا بھی ہے کہ اسیر کو قید کیا جاوے پس حصر جو امام ہمدانی مجتہد عصر ہے باطل ہو جاویگا
چھٹی بات اگر ثابت نہوگی تو محتمل ہوگا کہ وہ اسلام لائے اور جب وہ اسلام لائے تو بیشک
اوسکے چھوڑ دینے کے جواز مین کچھ کلام نہین ساتوان امر اگر ثابت نہوگا تو صاف ظاہر ہوگا
کہ علت اعتاق وجوب من و فدا نہین بلکہ بسبب کرامت اولاد اسمعیل عم کے اوسکو چھوڑ دیا گیا اور
گو کہ چھوڑ دینا واجب نہو مگر کرامت مذکور مقتضی استحباب اور اولویت چھوڑ دینے کی اس نمط
پر ہے کہ بنسبت چھوڑ دینے اور ونکے چھوڑ دینا اولاد اسمعیل کا زیادہ تر موجب ثواب کا ہے یعنی
علت استحباب اعتاق کرامت اولاد اسمعیل ہی نہ وجوب من فقط اب ہم دیکھتے ہین کہ امور مذکورہ
مین سے کے امر ہین کہ مجتہد عصر نے اونسے تعرض کیا اور کے امر ہین کہ اونسے کچھ بھی تعرض نہین کیا
اور جنسے تعرض کیا اونکو بدلائل قویہ ثابت پہونچا دیا یا بجبر تقلید کے اور کچھ دلیل پیش نکر سکے
اور تقلید بھی کی تو کسی مجتہد جلیل القدر کی کی یا کسی غیر مجتہد مقلد کی قال اس حدیث سے یہ
نہ سمجھنا چاہیے کہ غزوۂ بنی تمیم کے بعد کوئی عورت حضرت عائشہ رضؓ پاس بطور لونڈی کے
تھی اور اوسکے آزاد کرنیکا رسول خدا صلعم نے حکم دیا تھا اقول اگرچہ ایسا سمجھنا کچھ واجب نہین

لیکن اس احتمال کے نفی پر بھی کیا دلیل ہے اور جونکہ مجتہد مستدل ہین اور اپنے دعوے پر اس واقعہ کو دلیل لائے ہین اور حسب بیان مرقوم امر سوم کے اون پر اس احتمال کا قطع واجب ہے لیس مجے ہمسے کیا فرماتے ہین کہ ایسا نہ سمجھنا چاہیے اور دلیسا نہ سمجھنا چاہیے جیسا کہ مجے سمجھتے ہین اوسکو ثابت کرنا چاہیے تاکہ کوئی اور احتمال مبطل استدلال باقی نرہے اثبات دعوے اونکے ذمہ ہے ہمارے احتمالات کے عدم ثبوت سے اونکا دعوے ثابت نہین ہوسکتا فرض کیجیے کہ ہمارے احتمالات ثابت نہین مگر جب اونکا بھی دعوی ثابت نہین تو دعوی اونکا اور ہمارے احتمالات ایک درجے مین ہے فاذا قام الاحتمال بطل الاستدلال جب قائم ہوگیا برابر کا احتمال تو باطل ہوگیا استدلال **قال** بلکہ جب غزوہ بنی تمیم کے قیدی پکڑے آئے اوسی مین ایک عورت حضرت عایشہ پاس تھی **اقول** جناب ابھی کا ثبوت تو ہم امر سوم مین طلب کرتے ہین ثبوت اسکا پیش کیجیے بیدلیل بات پر تو ہم التفات بھی نہین کرتے **قال** جسکو بلا فدیہ بسبب اولاد ابراہیم ہونے کے چھوڑ دینے کو فرمایا تھا **اقول** جناب حدیث مین تو ولد اسمعیل ہے آپنے ابراہیم کسطرح لکھدیا اور آپکی اس تقریر سے ظاہر ہوا کہ سبب اعتاق ہونا اوسکا اولاد ابراہیم یا اسمعیل علیہم السلام تھا نہ وجوب س پھر ہم آپسے استفسار کرتے ہین کہ صیغہ امر یعنی اعتقیھا واسطے وجوب کے ہے یا استحباب کے اگر واسطے وجوب کے ہے تو اور قیدی جو اولاد اسمعیل علیہ السلام سے رقیق بنائے گئے وہ کیون نہ چھوڑے گئے کیونکہ علت منصوصہ اعتاق کی تو اون مین بھی موجود تھی علاوہ بران اگر امر وجوب کے واسطے ہے تو اعتاق ہی واجب ہوا اور حکم فدا منسوخ ہوگیا اور اگر امر استحبابی ہے تو کچھ آپکے حق مین مفید نہین غایۃ الامر یہ ثابت ہوگا کہ مستحب ہے **قال** کیونکہ تمام قیدی بنی تمیم کے بلا فدیہ احسان رکھکر اوسی وقت چھوڑ دیے گئے تھے چنانچہ مواہب لدنیہ مین بالتفصیل لکھا ہے **اقول** یہ قول مجتہد کا بے دلیل محض اور بسبب عدم ثبوت کے اصلا قابل توجہ اور التفات کے نہین اور استدلال مواہب لدنیہ پر جناب مجتہد کو سلام کرتا ہون جیسے مجتہد ویسا ہی خدایا این شور اشوری کہ اصحاب پیغمبر صلعم کی بھی نہ سنون گا یا یہ شنے تھی کہ ایک ایسی غیر مستند کتاب کی تقلید کرکے کوئی مقلد بھی

اوسکو ماخذ احکام فقہیہ نہین قرار دیتا مصرعہ برزخم قہ تو نہیم داغ شراب حبیبت کو جناب آپنے
مواہب لدنیہ کو طاق مین رکھیے یہان ایک مسئلہ فقہیہ مین بحث ہی روایت معتبر صحاح مین سے
سند لائیے چونکہ مینے التزام کیا ہی کہ غیر ثابت اقوال سے نہ خود سند لاؤنگا نہ آپکی سند
قبول کرونگا لہذا آپنے جو عبارت مواہب لدنیہ کی نقل کی ہی اوسپر مین ایک ذرہ بھی توجہ
نہین کرتا اور خوب یقین کرتا ہون کہ آپ اپنے قول کے اثبات سے سراسر عاجز ہوگئے
قال سبی اور سبایا کا لفظ عام ہی اونپر بھی اطلاق کیا جاتا ہی جو قیدی لونڈی و غلام
بنائے گئے ہون اور اونپر بھی بولا جاتا ہی جو قیدی ہوان اصل مین وہ لفظ لڑائی مین جو
لوگ پکڑے جاوین اونکے لیے موضوع ہوا ہی مگر چونکہ عرب مین ہمیشہ لڑائی کے قیدی لونڈی
و غلام بنا لیے جاتے تھے اسلیے سبی سے لڑائی مین پکڑے ہوئے لونڈی و غلام مراد ہونے لگے
مگر وہ مطلق لڑائی کے قیدیون کی نسبت بھی مستعمل ہین اقول آپکے اس اقرار سے ثابت
ہوا کہ لفظ سبی اگرچہ مہجور الحقیقت نہین ہی مگر بمعنی لونڈی و غلام کے بطریق مجاز متعارف
کے مستعمل ہی جب یہ حال ہی تو آپکے ذمہ اثبات اسکا واجب تھا کہ معنی متعارف مراد نہین
ہین مگر وہ آپسے نہوسکا قال عتق کا لفظ صرف غلام ہی کے آزاد کرنے پر نہین بولا جاتا بلکہ
نہایت عام معنون مین اور قیدیون کے چھوڑ دینے مین بھی مستعمل ہی اقول بے سند بات تو
مین سنتا بھی نہین اور اوسکو لغو محض سمجھکر اوسپر اوسنے التفات بھی نہین کرتا مجتہد عصر پر واجب تھا
کہ لغت کی رو سے اس دعوے کو ثابت کرتے اور اگر ایسا ہی حال ہی تو مجتہد صاحب نے ازالہ
رسالہ مین جو ایک حدیث نقل کی ہی ماخلق اللہ شیئا علی وجہ الارض احب الیہ من العتاق اور
اوسکا ترجمہ یہ کیا ہی کہ اللہ نے زمین کے پر کوئی چیز غلام آزاد کرنے سے زیادہ پیاری پیدا نہین
کی وہان ایسا ترجمہ کیون نہین کیا کہ عام ہوتا غرضکہ یہ قول مجتہد کا محض غلط ہی مگر ہم اس جگہہ
بطور فرض محال تسلیم کرکے کہتے ہین کہ ہمنے مانا کہ قیدیون کے چھوڑ دینے مین بھی لفظ اعتاق
حقیقۃً مستعمل ہو مگر چونکہ خود آپ ہی کے اقرار سے ثابت ہی کہ غلام کے آزاد کرنے مین بھی مستعمل

ہوتا ہی پس اثبات اسکا کہ اس حدیث مین ارادہ آزادی غلام کا بسبب کسی قرینہ قویہ کے متعین ہی
آپکے ذمہ تھا مگر آپ سے یہ بھی نہو سکا مین یہ نہین کہتا کہ لفظ اعتاق بمعنی اطلاق کسی مقام
پر مجازاً مستعمل نہین ہوا بلکہ میرا قول یہ ہی کہ اعتاق حقیقۃً بمعنی آزاد کرنے رقیق کے ہی اور
عرف مین بھی انھین معنی مین مستعمل ہی اور جب تک قرینہ اسپر قایم نہو کہ معنی حقیقی مراد نہین ہی معنی
حقیقی متروک نہونگے اور جسطرح کہ لفظ اسد سے بدون قیام قرینہ مرد شجاع مراد نہین ہو سکتا
اسی طرح لفظ اعتاق بمعنی اطلاق مستعمل نہین ہو سکتا چنانچہ یہ امر فن معانی او اصول مین مبرہن
ہو چکا ہی **قال** اور اس سے یہ سمجھنا کہ وہ عورت لونڈی تھی ایک بہت بڑی فاحش غلطی ہی **اقول**
اگر یہ بہت بڑی غلطی فاحش ہی تو یہ بھی سمجھنا کہ وہ عورت قیدی تھی زیادہ تر بہت بڑی غلطی
فاحش ہی کیونکہ جب کوئی دلیل تعیین احد المعنیین کی نہین ہی تو اگر تعیین ایک معنی کا غلطی فاحش
ہی تو تعیین معنی دوسری کا بھی بہت بڑی غلطی فاحش ہی پس دونون احتمال علی السویہ قایم رہی اور
چونکہ آپ اس مقام مین مستدل ہین واذا قام الاحتمال بطل الاستدلال چونکہ یہان تک
تقریر مجتہد صاحب کی توجیہ استدلال مین ختم ہو چکی تو اب ہم نظر کرتے ہین کہ مجتہد صاحب نے امور
سبعۂ مذکورہ مین سے کس کس امر کو ثابت کر دیا اور کس کس سے تعرض بھی نکیا سو انکی تقریر مذکورۂ
بالا اور ہمارے مواخذات سے ظاہر ہی کہ نسبت امر اول کے تو انھون نے صرف یہی بیان کیا کہ
لفظ سبی مطلق لڑائی کے قیدیون کی نسبت مستعمل ہی اور لونڈی غلام کے معنی مین بھی بطور
متعارف کے مستعمل ہی جب ایسا حال ہی اور کوئی دلیل ارادہ قیدی کی نہین تو دونون احتمال
برابر موجود ہین بلکہ مجاز متعارف ہی کو ترجیح ہی چنانچہ بحث اسکی فن اصول مین مفصلاً مرقوم ہی
امر دوم کی بابت یہ فرمایا کہ لفظ اعتاق غلام کے آزاد کرنے مین بھی اور قیدی کے چھوڑ دینے
مین مستعمل ہی اگرچہ یہ بات غلط ہی مگر ہمنے تسلیم کر لی یہان بھی دونون احتمال برابر کے قایم رہے
امر سیوم کا کچھ بھی ثبوت پیش نکیا صرف دعوی ہی کر کے رہ گئے کہ وہ سبیہ منجملہ اساری
بنی تمیم کے تھی پس یہان سب احتمالات مخالفہ باقی رہ گئے امر چہارم کی بابت یہ تو فرمایا

کہ تمام قیدی اوسی وقت چھوڑ دیے گئے تھے مگر کچھ ثبوت پیش نکیا آمر تحریم وشتم سے کچھ تعرض بھی نکیا امر متقدم کا خود اقرار کیا کہ سبب کل اعتاق کا ہونا اوسکا اولاد ابراہیم ہونے سے تھا چنانچہ خود لکھتے ہین کہ جسکو بلا فدیہ بسبب اولاد ابراہیم ہونے کے چھوڑ دینے کو فرمایا تھا آب ہم مجتہد صاحب سے استفسار کرتے ہین کہ یہ حدیث آپنے واسطے اثبات اپنے مدعا کے کیون پیش کی ہمنے مانا کہ احتمالات موافقہ اور مخالفہ دونون برابر ہین مگر جبکہ دونون احتمال برابر کے ہین تو آپکا استدلال اوس سے کیونکر صحیح ہوسکتا ہی جب تک آپ سب احتمالات مخالفہ کو باطل نکر دین تب تک آپکا مدعا کچھ ثابت نہین ہوتا اور یہ سب خامہ فرسائی آپکی بیفائدہ محض ہی آب ہمسے سنیے تائید ہمارے مدعا کی نسبت امر اول کے ہم کہتے ہین کہ مراد لفظ سبیہ سے یہ حوالات نہین کیونکہ محل حرست مین لفظ حرس مستعمل ہوتا ہی کما قال امرؤ القیس تجاوزت احراسا الیہا و معشرا علی حراصا لو یشرون مقتلی اور یہان لفظ حرس نہین ہی بلکہ لفظ عند ہی کہ جس سے کسی طرح حرست مراد نہین لی جاسکتی علاوہ برآن حضرت عایشہ کا مکان قید خانہ نتھا نہ وہ قیدیون کی حرست پر مامور ہوسکتی ہین پس ارادہ ایسے احتمال بعید کا باوجود قائم ہونے قرینہ لفظی کے اوپر انتفائی اوس ارادہ کے قطعا ممنوع ہی نسبت امر ثانی کے ہم کہتے ہین کہ لفظ اعتاق قیدی کے چھوڑ دینے مین ہرگز حقیقۃ مستعمل نہین ہوسکتا بلکہ لفظ فک مستعمل ہوتا ہی چنانچہ حدیث مین آیا ہی فکوا العانی یعنی الاسیر واطعموا الجائع وعودوا المریض اور مجتہد عصر نے کوئی سند اوس معنی مطلق چھوڑ دینے کے پیش نہین کی پس واجب آیا کہ اوسکے معنی یہی متعین ہووین کہ آزاد کرے تو اوسکو رقیت سے کیونکہ ازروے لغت کے معنی حقیقی اعتاق کے آزاد کرنا رقیق کا ہی اور جب تک کوئی قرینہ خلاف قائم نہوگا معنی حقیقی کو ہرگز ترک نکیا جاویگا اور چونکہ خود مجتہد صاحب نے حدیث ما خلق اللہ شیئا علی وجہ الارض احب الیہ من العتاق مین جو لفظ عتاق ہی اوسکے معنی غلام آزاد کرنے ہی کے لیے ہین پس یہان کیون وہی معنی مراد نہین لیتے وہان کیا چیز داعی تھی اور یہان کیا چیز مانع ہی ہرگاہ کہ یہ دونون امر ہمارے مدعا کے موافق طے ہو گئے تو حدیث کا ترجمہ یہ ہوا کہا ابو ہریرہ رضی نے ہمیشہ مین دوست

رکھتا ہون بنی تمیم کو بعد تین خصلتون کے سننے کے جو مینے سنی ہین رسول اللہ صلعم سے کہتے تھے
پیغمبر صلعم اونکی نسبت کہ وے میری تمام امت مین زیادہ تر سخت ہین دجال پر اور تھی ونمین کی ایک
لونڈی عایشہ رض کے پاس پس کہا پیغمبر صلعم نے کہ آزاد کر دے تو اسکو کہ یہ اولاد اسمٰعیل سے ہے اور آئے تھے
صدقات اونکے تو کہا تھا پیغمبر خدا صلعم نے کہ یہ ایک قوم کے صدقات ہین یا یہ کہا کہ میری قوم کے
صدقات ہین پس اس حدیث سے ہمارا مدعا ثابت ہے مجتہد عصر کا بعد اسکے جو مجتہد عصر نے ایک حدیث کشف
الغمہ کی لکھکر اوسپر اعتراض کیا ہے ہمکو اوسمین کچھہ بحث نہین مگر اسقدر شکایت مجتہد صاحب سے ہے
کہ جیسے اوسکی نسبت فرماتے ہین کہ یہ حدیث محض بے جوڑ اور خلاف اصول و محض نامعتبر ہے اگر ایسے
لغویات پر مسائل مذہب اسلام کی بنیاد ہو تو خدا حافظ ہے اسیطرح جو حدیث ہم نے لکھی ہے اونھون نے استدلال کیا
ہے اوسکی نسبت بھی یہی کلمات بلکہ اس سے بھی بڑھ کر فرماوین سب سے زیادہ اوسپر ملامت کرتے ہین خلاف لغت و
محاورہ عرب اپنے دل سے جوڑ باندھنے لگے اس سے مجتہد صاحب نے بہ بنا اقوال بعض فقہا نسبت عدم جواز استرقاق
عرب بہت تطویل کی ہے ہمارا یہ مذہب نہین پس ہمکو اوسکی نسبت کچھہ تعرض ضرور نہین مگر یہان اسقدر
البتہ ہم کہینگے کہ مجتہد عصر کو کچھہ چارہ اس سے نہین کہ یہی مذہب قبول کرین اور آپ ہی اپنے اعتراضات
اور مطاعن کے مورد و مطعون ہون کیونکہ جب اونھون نے صیغۂ امر اعتقی کو واسطے وجوب کے ٹھہرا لیا
اور علت اوسکی خود یہ ٹھہرائی کہ انہ من ولد اسمٰعیل تو بموجب اس علت منصوصہ کے یہ لازم آیا کہ عرب جو اولاد
اسمٰعیل ع م ہین اونکا استرقاق اصلا جائز نہو فرمائیے جناب مجتہد دہر کا کیا جواب ہے اور اگرچہ یہ
مذہب التزاما آپکا نہو مگر لزوما تو یہ مذہب آپ ہی کا قرار پاتا ہے بروقت ترجمۂ حدیث کے اسکی کچھہ فکر نہ کی
قال پس ان حدیثون و اقوال علما سے ظاہر ہے کہ قبل نزول آیت منّ و فدا کی قوم عرب کو لونڈی
و غلام بنانا رایج تھا پس بعد نزول اس آیت کے جو پیغمبر خدا صلعم نے سب کو احسان رکھکر یا فدیہ لیکر
چھوڑ دیا تو اوسکا سبب یہ نتھا کہ وہ لوگ قوم عرب سے تھے بلکہ اسی آیت کے حکم کی مطابق چھوڑا تھا
اقول یہ سب مجتہد عصر کی غلطی ہے تمام بحث ختم کر چکے مگر ایک حدیث سے بھی یہ ثابت نکیا کہ کسی
قیدی کو اوسپر بحالت کفر کے فدیہ لیکر یا احسان رکھکر چھوڑا ہے والبتہ اسارای بدر کو تو چھوڑا تھا

اونکے بعد کسیکو نہین چھوڑا چنانچہ بحث ہو چکی ہے اور گذر گئی **قال** تمام کام جو رسول اللہ صلعم نے کیے اور تمام احکام جو رسول
مقبول نے صادر فرمائے سب کا منشا غلامون کی آزادی اور غلامی کا معدوم کرنا تھا **اقول**
ہم اسکا جواب مجتہد عصر کو شروع مین دے چکے ہین ضرورت اعادہ نہین **قال** یہانتک کہ غزوہ
طائف مین عام منادی کر دی تھی کہ جو غلام نکلکر ہمارے پاس چلا آویگا وہ آزاد ہے **اقول** اسوقت ہم
مجتہد عصر کا امتحان لیتے ہین کہ آیا وہ اپنے عہد پر قائم ہین یا نہین اور اس معاملے مین بحوالہ کسی کتاب
معتبر کے لکھتے ہین یا بحوالہ اوس قسم کے کتاب کے کہ جسکی سند اگر فریق ثانی لاتا ہے تو بڑی ہی طیش و
غضب سے فرماتے ہین کہ یہ حدیث محض لغو اور بے جوڑ ہے الخ اب دیکھیے سند مجتہد صاحب کی **قال**
مواہب لدنیہ مین لکھا ہے کہ شو نادی منادیہ علیہ الصلوۃ والسلام ای عبد نزل من الحصن
وخرج الینا فھو حر رسول اللہ صلعم کے منادی کرنے والونے منادی کی کہ جو غلام قلعے مین سے
نکلکر ہمارے پاس چلا آویگا وہ آزاد ہے پس جو کہ غلامون کو ایسے عام منادی سے آزاد کرتا تھا وہ
آزادون کے غلام بنانے پر کبھی راضی نتھا **اقول** اسکا جواب ہم مجتہد عصر کو بالفاظ جناب
مخدوم و مکرم الیس آئی سید احمد خان سلمہ اللہ تعالی کے دیتے ہین کہ یہ بات محض بے جوڑ اور
خلاف اصول اور محض نامعتبر ہے اگر ایسے لغویات پر مسائل اسلام کی بنیاد ہو تو خدا حافظ ہے
انتہے + الحمد للہ والمنتہ کہ اس باب مین بھی ہمنے مجتہد عصر کی غلط کاری اور ناواقفی اونکی علوم
عربیہ سے بخوبی ثابت کر دی اور قبل شروع کرنے بحث کے اس باب مین ہمنے یہی بخوبی ثابت کر دیا ہے کہ
بعد فتح مکہ کے بھی سبایا کو لونڈی غلام بنا لیا گیا اور مجتہد عصر سے اونکا دعوی اصلا ثابت ہو سکا
بلکہ من وجہ خلاف اوس قسم کا جسکو امام ابو حنیفہ رح ناجائز کہتے ہین اونسے مطلقا ثابت نہوا
اب آگے اس کچھ اوسمون نے باب ہفتم مین کچھ بیان ہوگی تو وہ سب حرکت مذبوحی ہے مگر ہم ویسی لکھ چکے
ہین کہ ہم اس بحث مین اونکو خوب مغلوب کرینگے لہذا اس باب ہفتم مین بھی اونکے اجتہاد کی خبر
لیتے ہین **قال** باب ہفتم اون حدیثون اور روایتون کے بیان مین جنسے لونڈی غلام
بنانے کا عمل رسول خدا صلعم کی نسبت منسوب کیا جاتا ہے تمام علماء اسلام کوئی حکم رسول خدا صلعم

کا نسبت جواز استرقاق کے بیان نہین کر سکتے اور جب اوسکے بیان سے عاجز ہوتے ہین تو
کہتے ہین کہ فعل رسول اللہ صلعم ہمارے لیے حجت ہی اقول کونسے دن علماء اسلام اس بیان سے عاجز ہوئے ہین آپکے سامنے
کس عالم نے عجز بیان کیا علمانے آیات و احادیث صحیحہ سے حکم استرقاق و قتل کو ثابت کردیا ہے اور مزید بران فعل
رسول اللہ صلعم سے کہ جنکے افعال امور دینیہ مین بموجب وحی کے واسطے ہدایت کافۂ انام کے
ہین اپنے مدعا کو اور آپکے دعوے کے بطلان کو باحسن الوجوہ پایۂ اثبات کو پہونچا دیا بانیمہ
اگر آپ اپنی آنکھہ حق کی طرف سے بند کرلین تو مجبوری ہی **قال** اس بات کو ہم تسلیم کرتے ہین
اور فعل رسول خدا صلعم کو مثل آپکے قول کے سر اور آنکھون پر رکھتے ہین **اقول شعر**
ای آنکہ لاف میزنی از دل کہ عاشق ست ۔ طوطی لکلک زبان تو با دل موافق ست
قال مگر فعل کی تفتیش پر اوس وقت متوجہ ہوتے ہین کہ قول یا حکم موجود نہو **اقول** واہ کیا
خوب آپنے فعل کی تائید فرمائی اسیکا نام مماثلت ہی جیسکے آپ مدعی تھے کہ فعل کو مثل قول کے
سر اور آنکھون پر رکھتے ہین اسیکے عدم التفات و عدم توجہی کا نام ہی سر آنکھونپر دھرنا جناب
آپ تو مجتہد ہین آیا یہی کام ہی مجتہد کا کہ صرف قول یا حکم کو دیکھے اور فعل سے غفلت کرے کیا فعل
پیغمبر کے برخلاف اقوال و احکام کے ہوتے ہین کیا وے مقدس لوگ کہتے کچھہ ہین کرتے
کچھہ ہین ذٰلِکَ ظَنُّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا اہل اسلام کا یہ عقیدہ ہی کہ افعال انبیای کرام تمامتر
مطابق احکام کے ہین اگر ایسا نہو تو اونمین اور فساق مین کیا فرق رہے اور افعال انبیاے
کرام کے مفسر کلام اور احکام خدای تعالی کے ہوتے ہین کہ جنسے آیات و احادیث مجملہ درجۂ
اجمال سے نکلکر مفسر ہونے کے درجے کو پہونچ جاتے ہین پس کیا آپکا اجتہاد ہی کہ ایک بڑی
اصل سے آپ عمداً غفلت کر رہے ہین اور اوسکی طرف توجہ نہین فرماتے کیا وہ حدیث متفق
علیہ آپکی نظر نہین پڑی ما بال اقوام یتنزہون عن الشیء الذی اصنعہ فواللہ انی لاعلمہم
باللہ واشدہم لہ خشیۃ کیا حال ہی اون قومون کا جو اپنے تئین منزہ کرتے ہین اوس چیز
سے کہ جسکو مین کرتا ہون پس قسم ہی خدا کی کہ مین ہر آئینہ زیادہ تر جاننے والا ہون سب سے خدا کو

اور سب سے زیادہ خوف خدا کا کرتا ہون وہ آیت قرآن کی ابھی تک آپنے نہین دیکھی لَقَدْ کَانَ
لَکُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ اُسْوَۃٌ حَسَنَۃٌ بیشک ہی تمکو پیروی نیک رسول خدا کی قال اور اس
باب مین حکم قرآنی فاما منا بعد واما فداءً موجود ہی جسمین کچھ شبہہ نہین اقول حکم مین تو کچھ
شبہہ نہین مگر اونکی سمجھ کا کچھ علاج نہین اوس حکم کو بسبب ناواقفی کے زبان عربی سے
آپ خود نہین سمجھ سکتے غلبۂ توہمات و تقلید گمراہون کے سبب سے دین کے سمجھانے سے نفرت کر
ہو گیا پیغمبر خدا صلعم کا عمل اس آیت کے برخلاف تھا پیغمبر صلعم کے افعال کو مفسر اس آیت کا
سمجھنا چاہیے برخلاف اوسکے سمجھنا چاہیے اور تشریح معنی آیت کی ہم بخوبی کر چکے ہین تقلید
گمراہون سے اور پاس خاطر احباب سے دست بردار ہو کر اوسکو ملاحظہ کیجیے اور اگر کچھ شک رہ جاوے
تو استفسار کر لیجیے قال جو کام رسول خدا صلعم نے کیے یا آپکے سامنے ہوئے اور اخیر زمانہ
نبوت تک اوسکے مخالف کوئی حکم آیا نہ اوسکے برخلاف کوئی کام ہوا وہی کام کسی مسئلہ
شرعی کے بنیاد ہو سکتے ہین اقول ہداک اللہ الی الرشاد ہم شروع سے یہی منادی کر رہے
ہین پر آپ یہ بات زبان سے تو کہتے ہین مگر دل سے نہین مانتے اور نہ اوسپر عمل کرتے ہین قال
اس معاملے مین جسمین ہم بحث کر رہے ہین ہمنے نص صریح قرآنی کو سند پکڑا ہی اقول اول تو یہ دیکھنا
لازم تھا کہ آیۂ مذکورہ وجوب من یا فدا مین نص ہی یا نہین اور اگر نص ہونا معلوم ہو تو اس امر
کا لحاظ ضرور تھی کہ آیا یہ محکم ہی یا منسوخ سو ہم دونون شقون پر آپسے اوپر بحث کر چکے ہین اور
آپکے استدلال کو باطل ٹھہرا چکے ہین اور آپنے ایک حرف بھی اوس آیت کا اور اور آیات کا جو
اس بحث سے متعلق ہین نہین سمجھا قال اور یہ ثابت کیا ہی کہ اوسکے بعد فعل رسول خدا
صلعم ہمیشہ اوسی آیت کے مطابق رہا ہی اور کبھی اوسکے برخلاف نہین ہوا اقول بحث اسکی مفصل
گذر چکی ہی اور یہ ثابت ہو چکا ہی کہ اس آیت کے بعد استرقاق اور قتل بفعل و فرمان پیغمبر صلعم
کے ہوا قال تو پھر اوس حکم کے ماقبل کے فعل رسول اللہ صلعم کی تفتیش کرنے کی ضرورت
نہین ہی کیونکہ اس حکم سے ماقبل کا فعل کیسا ہی ہو ہر مسئلہ شرعی کی بنیاد اوسی حکم صریح پر

یا اوس فعل پر جو ما بعد اوسکے ہوا ہی قائم ہو گی **اقول** اس حکم کا زمانہ جو آپنے خود دانی سے
قائم کیا ہی محض غلط اور بے بنیاد ہی کچھہ اصل اوسکی نہین ہی کوئی دلیل آپنے اوسپر پیش نہین کی
پس مجرد قول آپکا شرعیات مین کب معتبر ہو سکتا ہی دیکھو فائدہ جلیلہ بحث اول کا اور ہمنے اگرچہ
بالتعین تو نہین مگر دلیل قطعی سے نزول اوسکا پیش از واقعۂ بدر ثابت کر دیا ہی پھر اوسکے بعد
جو افعال و اقوال جناب رسالتمآب صلعم کے ہین اور جو آیات نازل ہوئی ہین ہمنے وے لکھدیے
ہین اور بعض وہ ہین سے آپکو بھی معلوم ہین بلکہ ہمنے تو غزوہ اوطاس اور طائف جو بعد فتح
مکے کے ہی اور آپکے قول کے مطابق بھی بعد نزول آیتہ مذکورہ کے ہی وہان تک کے حالات سے
اور اوس روز کی اوتری ہوئی آیت اور اوس روز کے اقوال پیغمبر خدا صلعم سے آپ کی تکذیب کی
اور قول پیغمبر صلعم جو درباب اہل فارس کے نقل کیا ہی ثابت کر دیا ہی کہ حکم استرقاق تا قیامت قائم
اور محکم ہی ذری آنکھین کھولکر دیکھیے **قال** لیکن با اینہمہ ہم اون حدیثون اور روایتون کا
بھی ذکر کرینگے جنسے لونڈی و غلام بنانے کا فعل جناب رسول اللہ صلعم کی نسبت قبل
نزول آیت اما منا بعد و اما فداء کے منسوب کیا جاتا ہی **اقول** آپ یہان مدعی اسکے ہوئے
ہین کہ وہ فعل قبل از آیت من و فداء کے ہی اور جو دعوی نزول آیت کا بروز فتح مکہ آپنے پیشتر کیا تھا
اوسکو ثابت نکر سکے پس اب ہر واقعہ مین اثبات اسکا لازم ہی کہ یہ واقعہ قبل از نزول آیتہ متلوہ
ہی مگر عموما ہم بیان لکھے دیتے ہین کہ آپ اثبات اس امر سے کہ یہ واقعہ قبل نزول آیتہ متلوہ کے ہی اس
قاصر رہے ہین **قال** جو لطیف لطیف نکتے انمین ہین اونکو بھی بغیر بیان کیے نہین چھوڑینگے
اقول ماشاء اللہ کلمات قرآن کو تو سمجھتے ہی نہین احادیث کے ترجمے اکثر غلط فرماتے
ہین کلام عرب اور علم ادب سے کچھہ بھی آگاہ نہین با اینہمہ کمالات نکات و لطائف کلام مقدس
کے ضرور بیان فرماوینگے البتہ فن تحریف و تشنیع مین جو دستگاہ کامل ہو گئی ہی اونکو بیشک
بغیر بیان کیے نچھوڑینگے **قال** سب سے بڑا واقعہ (الی قولہ) غزوہ بنی قریظہ ہی مگر غزوہ قبل فتح مکہ
کے ہی) **اقول** مسلم ہی بیشک بڑا واقعہ ہی اور قبل از فتح مکہ ہی **قال** اور قبل نزول آیت

حدیث واقع ہے **اقول** اتنی ہی جھوٹھ بات ہے اگر کچھ ثبوت رکھتے ہو تو بیان کرو **قال**
اور نکتہ باریک ہمیں یہ ہے کہ جو کچھ معاملہ اساری بنی قریظہ کے ساتھ کیا گیا وہ خدا کے حکم بموجب
نہیں کیا گیا تھا بلکہ موافق رسم و عادت عرب کے جو اوس زمانہ میں تھے سعد بن معاذ نے حکم قرار دیئے گئے
تھے اور یہ ٹھہرا تھا کہ نسبت بنی قریظہ کے جو لڑائی میں قید نہیں ہوئے تھے بلکہ خود اونھوں نے
اپنے تئیں سپرد کر دیا تھا جو فیصلہ سعد بن معاذ کر دیں اور جو حکم وہ دیں وہ کیا جاوے لیکن جو کچھ
اونکے ساتھ ہوا وہ حکم سعد بن معاذ کا تھا نہ حکم خدا کا **اقول** یہ بحث مفصل اوپر گذر چکی ہے
اور ہم اس بناوٹ کی تقریر کو بھی بذا فیرہ باطل کر چکے ہیں ضرورت اعادہ کی نہیں مگر ہمارے قول
کی تصدیق در بیان اپنے باریک نکتہ کے دیکھ لیجیے کہ آپنے ایک الزام تو سعد بن معاذ صحابی
جلیل القدر پر عائد کیا کہ برخلاف حکم خدا ناحق ایک جماعت کا خون اپنی گردن پر لیا اور در باب
استرقاق و ذریت کے مرتکب جرم فحش ہوئے دوسرا الزام آپنے پیغمبر صلعم پر عائد کیا کہ ایسے ظالم کے
فیصلے پر جو سراسر برخلاف حکم خدا تھا اور مبنی بر ظلم عظیم تھا عمل فرما کر ایک جماعت کو قتل کر دیا
اور ذریت کو لونڈی غلام بنا لیا اور اپنے اصحاب پر تقسیم کر دیا واہ کیا خوب نکتہ باریک بیان
کیا کہ بڑا موٹا الزام پیغمبر صلعم اور بڑے صحابی جلیل القدر پر دھر دیا اینٹ کے لیے مسجد ڈھا دی
قال روایات متعلق غزوہ بنی فزارہ صحیح مسلم میں یہ حدیث ہے (عن سلمة) قال غزونا
فزارة وعلينا ابو بكر رضي الله عنه أمّره رسول الله صلعم علينا فلما كان بيننا وبين الماء
ساعة أمرنا ابو بكر رضي الله عنه فعرسنا ثم شن الغارة فورد الماء فقتل من قتل
عليه وسبى وانظر الى عنق من الناس فيهم الذراري فخشيت ان يسبقوني الى الجبل
فرميت السهم بينهم وبين الجبل فلما راوا السهم وقفوا فجئت بهم اسوقهم وفيهم امرأة
من بني فزارة عليها قشع من ادم قال القشع النطع معها ابنة لها من احسن العرب
فسقتهم حتى اتيت بهم ابا بكر رض فنفلني ابو بكر رض ابنتها فقدمنا المدينة وما كشفت
لها ثوبا فلقيني رسول الله صلعم في السوق فقال يا سلمة هب لي المرأة فقلت يا رسول الله صلعم

لقد اعجبتني وما كشفت لها ثوبا ثم لقيني رسول الله صلعم من الغد في السوق فقال
يا سلمة هب لي المرأة لله ابوك فقلت هي لك يا رسول الله فوالله ما كشفت لها ثوبا فبعث
بها رسول الله صلعم الى اهل مكة ففدا بها ناسا من المسلمين كانوا اسروا بمكة

ہم بنی فزارہ سے لڑنے کو چلے اور رسول خدا صلعم نے ابوبکر رض کو ہم پر سردار کیا تھا پس جبکہ رہا ہم
اور پانی سے تھوڑا سا فاصلہ حکم دیا ہمکو ابوبکر نے ٹھہر جانیکا پس ٹھہر گئے ہم رات کو اور
پھر متفرق کیا چار طرف سے اور پانی پہ آگئے پس جو مقابل ہوا اوسکو قتل کر ڈالا اور کچھ لوگون کو
قید کیا اور ایک جماعت مینے دیکھی کہ اون مین بچے اور عورتین تھین پس مجھکو اندیشہ ہوا کہ مجھسے پہلے
پہاڑ پر نہ چڑھ جاوین چنانچہ مینے ایک تیر پھینکا کہ وہ اونکے اور پہاڑ کے درمیان مین گرا جب
اونھون نے تیر دیکھا تو وہ کھڑے ہو گئے اسی عرصے مین مینے اونکو جا لیا اور اونکو اسطرف پھیر لایا
اور اس جماعت مین ایک عورت قوم بنی فزارہ سے تھی اور وہ ایک چادر چمڑے کی اوڑھے
تھی اور اوسکے ساتھ ایک اوسکی بیٹی تھی نہایت خوبصورت پس سبکو گھیر کر مین حضرت ابوبکر کے
پاس لے آیا حضرت ابوبکر رض نے اوس لڑکی کو مجھے دیدیا اسکے بعد ہم سب مدینہ منورہ کو چلے
آئے اور مینے اوس لڑکی کا کپڑا تک نہین کھولا تھا (کپڑا نہ کھولنا اشارہ ہے جماع نکرنے
کی طرف) اتفاقاً مدینہ کے بازار مین مجھکو حضرت رسول خدا صلعم ملے اور ارشاد فرمایا کہ اے سلمہ تو وہ عورت
مجھکو بخشدے پس مینے کہا کہ یا رسول اللہ وہ عورت تو مجھکو نہایت پیاری لگتی ہے حالانکہ مینے ابھی تک اوسکا کپڑا ابھی
نہین کھولا پھر دوبارہ ملے مجھکو رسول خدا صلعم دوسرے دن بازار ہی مین اور پھر فرمایا کہ اے سلمہ
بخشدے تو مجھکو وہ عورت تو مینے جواب دیا کہ لیجئے آپ یا رسول اللہ اور قسم ہے خدا کی کہ مینے
ابھی تک اوسکا کپڑا ابھی نہین کھولا پس آنحضرت نے اوسے لیکر مکہ کو بھیجدیا اور اہل مکہ سے
اوسکے عوض مین بہت سے مسلمانونکو جو کفار کے قید مین تھے چھوڑ دیا اقول اگرچہ ترجمہ حدیث
کا خوب صحیح نہین ہے مگر اصل مدعا مین سوا اسکے کہ نام قبیلہ مین غلطی کی ہے فزارہ بالزاء
المعجمة ثم المهملة کی جگہہ غرازہ بالمهملة ثم المعجمة لکھدیا ہے اور کچھ غلطی نہین ہے غرضکہ اس قصہ سے

یہ بات ثابت ہی کہ اس لڑائی مین اسیر کفار لونڈی غلام بنائے گئے اور پیغمبر خدا صلعم کو بھی
اوسکی اطلاع ہوئی اور پیغمبر خدا صلعم نے بحکم فسخ استرقاق و عدم جواز ملکیت کا فساد نفرمایا بلکہ سلمہ جو
مالک کنیز مذکور سے سوال کیا کہ یہ کنیز مجھکو ہبہ کردے بنا بر اسکے کہ دلیل کامل ہی اور ثبوت ملک
سلمہ کے نسبت کنیز مذکورہ کے مجتہد العصر اوسکا یہ عذر کرتے ہین قال اس حدیث سے
بھی بلا شبہہ مطلع ہونا رسول خدا صلعم کا اس بات سے کہ اسارے بنی فزارہ لونڈی و غلام بنائے گئے
ثابت ہوتا ہی مگر خود اس حدیث سے ظاہر ہی کہ یہ قضیہ قبل فتح مکہ و قبل نزول آیت حریت واقع ہوا تھا اور
اسلیے ہمارے استنباط مین کچھ نقصان نہین پڑ التا اقول یہ تو آپکا ایک معمولی عذر غیر ثابت
ہی مگر بڑی قسمت ابوبکر صدیق رضی کی کہ یہان آپکے طعن سے بچ گئے ورنہ کچھ بعید نتھا کہ اس فعل
کا الزام ماشد سعد بن معاذ کے اوپر دھر دیتے اور پیغمبر خدا صلعم کو جائز رکھنے مین اس فعل کے
تابع اونکی مرضی اور رسم جاہلیت کا کر دیتے شعر قتل این خستہ بہ شمشیر تو تقدیر نبود
ورنہ ہیچ از دل بیرحم تو تقصیر نبود قال روایات غزوہ بنی المصطلق اقول بعد تمہید کرنے
عذر معمولی کے فرماتے ہین قال معہذا زیادہ تفصیل اس غزوہ کے اسارے کی ہمکو نہین ملی اور
جسقدر ملی ہی اوسکو ہم جویریہ کے حال کے ساتھہ بیان کرینگے جو منجملہ سبایا غزوہ مذکور
ہوئے ہین اقول بہت ہی جلد مجتہد صاحب اس غزوہ کے اسارے کی تفصیل بھول گئے ایک صفحہ
پہلے اس سے یعنی صفحہ ۱۵۱ پر خود حدیث بخاری کی ابن محیریز سے نقل کر چکے ہو یہان پھر لکھتے
ہیں اوسکو لکھتے ہین عن ابن محیریز قال رأیت ابا سعید رض فسألته فقال خرجنا مع رسول
اللہ صلعم فی غزوة بنی المصطلق فاصبنا سبیا من سبی العرب فاشتهینا النساء
فاشتدت علینا العزبة فاحببنا العزل فسألنا رسول اللہ صلعم قال ما علیکم الا
تفعلوا ما من نسمة کائنة الی یوم القیمة الا وهی کائنة ابو سعید خدری رض کہتے ہین
کہ ہم پیغمبر صلعم کے ساتھہ غزوہ بنی المصطلق میں گئے پھر پایا ہمنے سبایا کو سبایا عرب سے پس خواہش ہی
کی ہمنے عورتون کی پس دشوار ہوا ہمپر تجرد پس پسند کیا ہمنے عزل کو پھر پوچھا ہمنے رسول اللہ صلعم سے

فرمایا پیغمبر صلعم نے کیا ہی تجھپر کہ نہ کرو تم نہیں ہی کوئی جان پیدا ہونیوالی قیامت کے دن تک مگر
وہ پیدا ہی ہووے گی دیکھیے لیجیے اس غزوہ مین بھی بہت عورتین لونڈیان بنائی گئین اور باطلاع
پیغمبر صلعم یہ معاملہ ہوا صحیح مسلم مین نافع سے روایت ہی قد اغار رسول اللہ صلعم علی بنی
المصطلق وھم غارون وانعامھم تسقی علی الماء فقتل مقاتلھم وسبی سبیھم
واصاب یومئذ قال یحیی احسبہ قال جویریۃ او البتۃ بنت الحارث قال وحدثنی
ھذا الحدیث عبد اللہ عمر وکان فی ذاک الجیش حدثنا محمد بن مثنی قال حدثنا
ابن ابی عدی عن ابن عون بھذا الاسناد مثلہ وقال جویریۃ بنت الحارث ولم یشک
تحقیق تاخت کی رسول اللہ صلعم نے بنی مصطلق پر اور وہ غافل تھے اور چوپائے اونکے پانی پلائے
جاتے تھے پانی پر پس قتل کیا لڑنے والونکو اور لونڈی غلام بنالیا اونکے سبایا کو اور پایا اوس دن
جویریہ بنت الحارث کو (یحیی راوی یہان شک کرتے ہین کہ اونکے شیخ سلیم نے یا تو یہ گمان
جویریہ کہا یا بالیقین جویریہ بنت الحارث کہا) کہا نافع نے کہ یہ حدیث مجھسے بیان کی عبد اللہ
بن عمر نے اور وہ تھے اس لشکر مین مسلم کہتے ہین کہ حدیث کی ہمسے محمد بن مثنی نے کہا حدیث کی
ہمسے ابن ابی عدی نے ابن عون سے اسناد مذکور حدیث سابق سے مانند اسی حدیث مذکورہ کے
کہا جویریہ بنت الحارث اور نہ شک کیا یعنی اس طریق مین وہ شک جو یحیی نے کیا تھا کہ سلیم نے
کیا لفظ کہی تھی نہین ہی بلکہ اس طریق مین جویریہ بنت الحارث بلا شک مروی ہی مین حیران
ہون کہ مجتہد اب اور کس تفصیل کے امیدوار ہین مگر یہ کہ مزاولت و تتبع احادیث نبوی سے
محروم ہین **قال** اور وسی کے ساتھ اون تمام اختلافات روایات کو بھی جو اس معاملے مین
ہین اور نہایت تعجب انگیز ہین بیان کرینگے **اقول** ذرا بچہ سوچ کے نام اختلاف اور تعجب کا
لیجیو ایسا نہو کہ پشیمانی اوٹھانی پڑے **قال** ذکر آنحضرت کے سراری کا ماریہ قبطیہ کے
بطور تحفہ آتے ہین اور نیز رسول خدا صلعم کے تصرف مین آنے مین اور ا ونسے حضرت ابراہیم
کے پیدا ہونے مین کچھ شبہ نہین ہی مگر شبہ اس بات مین ہی کہ آنحضرت صلعم کا اونکو تصرف مین لانا

جواز استغراق کی دلیل ہوسکتی ہے یا نہین اقول اسمین تو کچھ شک نہین کہ فعل پیغمبر خدا صلعم کا محمول وجہ فسق اور فجور
اور ارتکاب امر نا مشروع اور اتباع جاہلیت کے نہین ہوسکتا لیکن جس فعل پر آپ بعد زوفات تاقائم رہے ہون اوسکے جواز مین تو
کسی طرح پر کوئی مسلمان کلام ہی نہین کرسکتا قال ہم کہتے ہین کہ نہین ہوسکتے اسلیے کہ
قرآن مجید مین یا حدیث نبوی مین تو حکم وعلت وسبب طاری ہونے رقیت کا کسی جگہ مذکور
نہین ہے اقول حکم طاری ہونے رقیت کا تو قرآن وحدیث مین ایسا صاف موجود ہے کہ کوئی
اس سے انکار نہین کرسکتا اور جس جس صورت سے سبایا مملوک گردانی گئی وہ بھی بہت ظاہر آیات
اور احادیث مین مذکور ہے جو مجتہد عصر اوس سے اقرار کرتے چلے آتے ہین باقی رہا سبب رقیت
اسکا دریافت کرنا ہمارا اور آپ کا کام نہین ہے کام علماے مجتہدین کا ہے سو اونکے اقوال بھی ہمنے
مع وجوہ ثبوت کے اوپر لکھدیے ہین علت وسبب حریت وملک ایمان کی بیان کیا بحث
ہے یہان تو یہ بحث ہے کہ فعل پیغمبر صلعم کا لائق اقتدا کے ہے یا نہین آپ کہتے ہین کہ نہین ہم کہتے
کہ بیشک ہے جو کام پیغمبر صلعم نے کیا اور اونکے حضور صحابہ بھی وہ کرتے رہے اور کسیکو اوسکی ممانعت
نہ فرمائی گئی تو جواز اوس فعل کا بہرحال ثابت ہوگیا خواہ اوسکی علت یا سبب ہمکو معلوم ہووے
یا نہووے حدیث متفق علیہ مین آیا ہے عن عایشة رضہ صنع رسول اللہ صلعم شیئا فرخص فیہ
فتنزہ عنہ قوم فبلغ ذلک رسول اللہ صلعم فخطب فحمد اللہ ثم قال ما بال اقوام
یتنزہون عن الشیء اصنعہ فواللہ انی لاعلمہم باللہ واشدہم لہ خشیة عایشہ سے
روایت ہے کہ کیا پیغمبر صلعم نے ایک کام پس اجازت دی اوسکی پھر اپنے تئین بچایا اوس کام
سے کچھ لوگون نے پھر پہونچی یہ بات پیغمبر صلعم تک تب پیغمبر صلعم نے خطبہ پڑھا خدا کی حمد کی پھر یہ فرمایا
کہ کیا حال لوگون کا ہے کہ اپنے تئین بچاتے ہین اوس کام سے کہ جسکو مین کرتا ہون قسم ہے خدا کی کہ
مین ہر آئینہ بہت زیادہ جاننے والا ہون خدا کا نسبت اونکے اور زیادہ تر خائف ہون بہ نسبت
اونکے قرآن مین موجود ہے لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللّٰهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ البتہ ہے تمکو
نیک پیروی واقتدا پیغمبر صلعم کی پس ہمکو ایسے صریح معاملے مین علت وسبب ڈھونڈھنے

کی کیا ضرورت ہی یہان یہ بات مجتہدون پر واسطے تفریع احکام غیر منصوصہ کے واجب ہی سو انھون
نے سبب و علت سب کا پتہ لگا لیا ہی چنانچہ بحث وسکی آگے بتفصیل گذر گئی **قال** اور ہمکو قرآن مجید سے یہ بات
ثابت ہی کہ بعد شروع زمانہ اسلام بھی جب تک احکام ازدواج نازل نہین ہوئی تھی تمام ازدواج موافق
رسم عرب کے جو اوس زمانہ مین جاری تھی ہوتی تھی **اقول** ہمکو قرآن سے ثابت ہی کہ جسقدر امور عرب مین
جاری تھے سب کے سب ممنوع نتھے بہت سے اونمین حضرت ابراہیم و اسمعیل ع م کے عہد سے مشروع چلے آتے
تھے اور بعض امور غیر مشروع بھی باتباع رسم آبا کے جاری ہو رہے تھے سو جو امور کہ مبنی بر رسم جاہلیت
تھے ابتدا ے زمانہ اسلام سے اونکی اجازت نہین دی گئی اور نہ کبھی کوئی امر منجملہ اون امور کے اہل اسلام
مین رائج ہوا اور ہم اوپر یہ بھی ثابت کر چکے ہین کہ جسقدر اقسام ناجائز نکاح کی تھین اور جو طریق
ناجائز افتراق کی تھی وہ سب ابتدا ے بعثت سے ہی ممنوع تھی **قال** نہ اون رشتون پر جو بعد
کو حرام ہوگئے خیال تھا نہ اوس تعداد کا جو بعد کو قرار پائی **اقول** بعض رشتون کا بیشک شبہہ پہلے
ہی سے خیال تھا مثلاً ممانعت تزوج زوجۂ پدر اسکا پہلے ہی سے خیال تھا کبھی کسی نے بعد ظہور اسلام کے
مسلمانون مین سے نہین کیا اور اگر کسی نے کیا تو اوسپر حکم قتل نافذ ہوا مگر بعض رشتون کا خیال
اس سبب سے نتھا کہ وہ اوائل مین مشروع تھے مثلاً جمع بین الاختین اسکی کچھہ ممانعت شریعت ابراہیمی
مین نتھی پس جب تک کہ وہ بات منسوخ نہوئی تب تک ہر آئینہ مشروع تھی اوسکو یہ نہ کہنا چاہیے کہ پابندی
رسم جاہلیت عرب سے بلا اجازت شارع یا خلاف مرضی خدا کے جاری تھی تحدید ازدواج مین اوائل
اسلام مین نتھی بلکہ جہان تک عورتین کوئی نکاح مین لا سکتا مشروع تھین اور شرعاً گناہ نتھا یہ
بات نہین کہ بسبب رواج اور رسم جاہلیت کے گناہ نتھا بلکہ اجازت شرعی ہی تھی اور شرائع سابقہ مین
بھی کچھہ تحدید ازدواج مین نہوئی تھی **قال** اور نہ اوس شرط اہم عدل کا جو تعدد ازدواج کے لیے
مقرر ہوئی جس سے حقیقۃً معدومیت تعدد ازدواج لازم آتی ہی **اقول** اگرچہ اسکا کچھہ ثبوت
مجتہد کے پاس نہین ہی کہ عدل کا کچھہ خیال نتھا مگر ہمنے فرض کیا کہ پیشتر عدل کا بھی خیال
نتھا اور وجہ اوسکی یہ تھی کہ عدل فرض نتھا دیکھو کہ روزے رمضان کے فرض نتھے اس سبب سے

کسی کو اونکا خیال نتھا اس سے کچھہ یہ لازم نہین آتا کہ اتباع رسم جاہلیت پیغمبر صلعم یا کوئی مسلمان
مرتکب کسی جرم قانون قدرت کا ہوگیا اور یہ امر اس قابل بھی نتھا کہ مجتہد عصر اسکو بیان مین لاتے
مگر ظاہرا بتقلید بعض گمراہون طاعنین اسلام کے مدعا صرف اشارہ بطرف عقیدۂ عدم جواز تعدد
نکاح کے ہی کہ جسکو خدا نے جائز رکھا ہی **نظم** حاشا الرقیب فخانت ضمائرہٗ وغیض الدمع
فانهلت بوادرهٗ وکاتم الحب یوم البین منهتکٌ وصاحب الدمع لا یخفی سرائرهٗ
اگرچہ جی یہ چاہتا تھا کہ اس باب مین اس جگہہ مجتہد عصر کو ایسا روکا جاوے کہ آئندہ تعدد نکاح کے
باب مین مانند غلامی کے اوسکے باب مین کوئی لکچر نہ تیار کرین مگر چونکہ خلط مبحث سے بچنا ضرور
تھا لہذا اسوقت اوس باب مین کچھہ بحث نہین کرتا منتظر چھپنے لکچر کا ہون اب تو بحث مانحن فیہ کی
طرف رجوع کرتا ہون مجتہد صاحب نے یہ دعوی کیا کہ استرقاق کو جو پیغمبر خدا صلعم نے جائز رکھا اور
اوسی کی بنا پہ ماریہ قبطیہ رضہ کو سریہ بنایا تو یہ فعل پیغمبر خدا صلعم کا دلیل جواز استرقاق نہین
ہوسکتا اور بعد ازان ایک لفظ اسپے لکھا تین چار جملے اوسکے بعد تحریر فرمایے کہ جنکو ہمنے اوپر
نقل کیا ناظرین دیکھہ لین کہ ابھی تک کسی جملے سے یہ بات ثابت نہین ہوسکی کہ اتباع اور اقتدا
پیغمبر صلعم کی نسبت اس فعل کے جائز نہین اب ایک نئی طرز پر مجتہد صاحب چلیے **قال** معلوم ہوتا ہی اگر
کہ جناب رسول خدا صلعم کی نسبت بھی کوئی احکام خاص اس باب مین تھی **اقول** عجب نا واقف مجتہد
سے کام پڑا ہی کہ اتنا بھی نہین سمجھتے کہ شارع عم کے کام نسبت نکاح و استرقاق و عتاق
وغیرہ شرائع کی عموما مطابق وحی کے تھے شاذ و نادر ایسا ہوا ہی کہ کوئی فعل اجتہاد سے بعد
انتظار وحی کے کیا ہی مگر اوسکا بھی یہ حال ہی کہ اگر اجتہاد مین کچھہ ذرا بھی زلت لغزش ہوئی
ہی تو بہت ہی جلد وحی اوسکے تدارک مین نازل ہوئی ہی پس سراسر غلطی مجتہد کی ہی کہ یہ کہتے
ہین کہ معلوم ہوتا ہی الی آخرہ مین حیران ہون کہ اس علم پر کیا دلیل ہی اور کس چیز سے اونکو یہ
معلوم ہوتا ہی اگر کہین کہ قرآن مین بتشریح کچھہ ذکر اسکا نہین اس سے معلوم ہوتا ہی تو جواب اوسکا
یہ ہی کہ ثبوت حق کے واسطے یہ ضرور نہین کہ قرآن ہی مین ہو ورنہ الا انی اوتیت القرآن ومثله معه

الحدیث رواہ ابو داؤد و ابن ماجہ آگاہ ہو کہ مین دیا گیا ہون قرآن اور مثل اوسکے ساتھ
اوسکے قال اس لیے ازدواج اور نیز سراری کا تصرف وافق اوسی رسم عرب کے ہوا تھا جو
محض بے عیب اور بیگناہ تھا اقول بارے شکر خدا کا ہے کہ مجتہد صاحب اسکے تو قائل ہوئے کہ
تصرف سراری کا بے عیب اور بیگناہ تھا اب مین یہ کہتا ہون کہ اس اقرار سے مجتہد کے
سب دعاوی اور تمہیدات اونکی جڑ پیڑ سے ہلکر گر پڑے کیونکہ یہ بات تو ظاہر ہے کہ رسم و عادات
مشرکین عرب موجب بیگناہی اور بے عیبی کسی فعل کی ہو نہین سکتین بلکہ حسن و قبح ہر شے کا علی
اختلاف القولین یا عقلی ہے یا شرعی ہے ان دونون سے خالی نہین پس اگر تصرف سراری جو تلازم
جواز رقیت ہے مستحسن عقلی ہے یعنی عقلاً اوسمین کچھ عیب و گناہ نہین اور شارع عم نے اوسپر
عمل فرمایا تو استحسان اوسکا عقلاً اور شرعاً دونون طور پر ثابت ہو گیا اور تمام
تمہیدات شروع رسالے مجتہد عصر اور تمہیدات دیگر جو بہیان گھڑ رہے ہین باطل اور بے بنیاد
ہو گئین اور اگر بے عیبی و بیگناہی امر شرعی ہے یعنی حکم شارع سے معلوم ہوتی ہے تو یہین مدعا
ہمارا ہی لیس ظاہر ہوا کہ اتخاذ سراری اور ثبوت رقیت بموجب حکم شارع کے ہی اور رسم و رواج
عرب کو جو مجتہد عصر بار بار زبان پر لاتے ہین محض لغو اور فضول بات ہے کہ ثبوت بے عیبی اور
بیگناہی مین اوسکو کچھ دخل نہین بہرحال بعون اللہ تعالی خود مجتہد صاحب کے اقرار سے
مدعا ہمارا بخوبی ثابت ہو گیا والحمد للہ علی ذلک فالحق یعلو ولا یعلی قال بعد اسکے
رسول خدا صلعم کی نسبت درباب ازدواج احکام صادر ہوئے اقول صادر ہونا احکام کا
بذریعہ وحی قرآنی کے مستلزم اسکا نہین ہے کہ اوس سے پیشتر مطلقاً کوئی حکم نہوا ہو بہت حکم
ہین کہ بذریعہ الہام یعنی وحی کے جو داخل قرآن نہین ہے نافذ ہوئے ہین پس ان احکام جو بہ نسبت
ازدواج پیغمبر صلعم کے قرآن مین نافذ ہوئے ہین ان احکام سے یہ گمان کرنا کہ ابتداً یہی احکام
صادر ہوئے ہین پیشتر انسے کوئی حکم شرعی بہ نسبت نکاح پیغمبر صلعم کے نہ تھا سراسر خطا اور جہل ہے اور
جن احکام کو مجتہد ابتدائی ظاہر کرتے ہین اوس سے پیشتر تو بہ نسبت تزویج زینب بنت جحش کے

قرآن مین ہی حکم موجود ہی پس کمال غفلت مجتہد عصر کی ہی کہ اوس حکم کو ابتدائی سمجھے ہین
قال اور وہ حکم یہ ہی کہ جسقدر ازواج وسراری تمھارے تصرف مین آچکے اونکو تو ہم حلال
رکھتے ہین مگر اب کوئی عورت مت کرو **اقول** جناب آپ کیسے مجتہد ہین آپکو اسقدر بھی
علم نہین کہ وہ آیت جسکا آپنے یہ ترجمہ کیا اس باب مین سب سے پہلے نازل ہوئی ہی یا اس سے
پہلے اور کوئی آیت بھی اوتر چکی ہی ذری آنکھہ کھولو اس آیت سے پہلے ایک اور آیت قرآن
مین لکھی ہوئی موجود ہی اور غالب ہی کہ آپ بھی اوس آیت کو نزولا اس آیت سے متقدم
تسلیم کرینگے پھر آپ پر واجب تھا کہ پہلے اوسکو بیان فرمایا ہوتا بعد اوسکے اس آیت کا تذکرہ کیا
ہوتا اور علاوہ بر آن اس آیت کے ترجمے مین آپ دیدہ و دانستہ تحریف کو کام مین لائے ہین
کہ اِلَّا مَا مَلَكَتْ يَمِينُكَ کا ترجمہ بالکل اوڑا گئے ایسے ایسے ہی وجوہ سے حقیقت آپ کی جو مخفی
تھی کھل گئی ترجمہ آیت کا یہ ہی کہ نہین حلال ہین تجکو عورتین بعد انکے اور نہ یہ کہ تبدیل کرے
تو انکے بدلے اور بیبیان اگرچہ پسند آوے تجکو حسن اونکا مگر وہ کہ جنکے مالک ہووین ہاتھہ
تیرے یعنی حکم نفی حل نساء سے مملوکات مستثنے ہین وہ حکم صرف نسبت ازواج ہی کی ہی
قال پس اس حکم سے صاف پایا جاتا ہی کہ واقعات سابق بموجب رسم مروجہ عرب ہوئے تھے
اقول یہ خوب اجتہاد ہی کہ تین چار باتین از قسم آئین بائین شائین لکھکر یہ لکھدیا کہ اس سے
پایا جاتا ہی الخ وہ کون سی دلیل ہی جس سے یہ بات پائی جاتی ہی آیا صرف قرآن مین موجود
نہ ہونا کسی اور حکم کا دلیل اسکی ہی اگر صرف یہی دلیل ہی تو یہ دلیل مثبت مدعا نہین چنانچہ
بیان اوسکا اوپر گذر گیا اور اگر کوئی اور دلیل ہی تو اوسکو کس دن کے لیے دل مین رکھہ
چھوڑا ہی اوسکو بیان کیجیے **قال** چنانچہ وہ آیتین جنپر ہمنے استدلال کیا یہ ہین
اقول استدلال کسی دعوی پر ہوتا ہی اور ظاہر ادعوی آپکا یہ ہی کہ تصرف سراری پیغمبر خدا
صلعم بدون حکم شرعی اور بدون حکم خدا کے صرف بموجب رسم عرب کے کہ رسم جاہلیت تھی ہوا یا قطع نظر اور سب امور
کے وہ آیات جو آپ لکھتے ہو اونمین سے ایک کلمہ بھی اس مدعا پر دلالت نہین کرتا جبا

بیان اوسکا آیت کے استدلال کے ضمن مین کیا جاتا ہی **قال** اللہ تعالی سورہ احزاب مین
فرماتا ہی یَا اَیُّهَا النَّبِیُّ اِنَّا اَحْلَلْنَا لَکَ اَزْوَاجَکَ اللَّاتِی اٰتَیْتَ اُجُوْرَهُنَّ وَمَا
مَلَکَتْ یَمِیْنُکَ مِمَّا اَفَاءَ اللّٰهُ عَلَیْکَ ای نبی ہمنے حلال کین تیرے لیے تیری بیبیان
جنکا مہر تو دیچکا ہی اور جو تیرے ہاتھون کی ملک ہوچکی ہین وہ بھی جنکو اللہ نے تجکو دیا ہی
اقول قطع نظر اون غلطیون ترجمہ کے کہ جنکا ذکر بحث کلمہ ما ملکت مین ہم کر چکے ہین اس
جگہ ہم صرف یہ کہتے ہین کہ اس آیت سے کسطرح یہ ثابت ہوا کہ تصرف پیغمبر صلعم کا سراری پر بموجب
رسم جاہلیت کے تھا آیا کوئی کلمہ اس آیت مین اس مدعا پر دلالت کرتا ہی ہرگز نہین ہرگز نہین بلکہ
یہان ازواجک معطوف علیہ ہی اور ما ملکت معطوف ہی اور اصل وضع عطف کی درحالت نہونے کسی قرینہ
مخالف کے مقتضی تغایر کی ہی درمیان معطوف و معطوف علیہ کے پس ظاہر ہوا کہ دو صنف
حلال تھین ایک ازواج دوسری مملوکات اور جسطرح یہ ازواج صیغہ جمع عام ہی اسیطرح یہ کلمہ ما
بھی عام ہی حرف مِن جو ما پر داخل ہی ہم اوسکو بیانیہ کہتے ہین مجتہد صاحب اوسکو تبعیضیہ کہتے
ہین یا ہمنے وتبعیض کا قول فرض کر لیا اونکے قول پر یہ بات ظاہر ہوئی کہ مملوکات پیغمبر صلعم
کی متعدد تھین جن مین سے بعض فی تھین غرضکہ ہر طرح یہ مدعا ہمارا حاصل ہی اور یہ ثابت ہی کہ خود
پیغمبر صلعم کے پاس بھی مملوکات متعدد تھین خواہ سراری بنی ہوئی ہون یا نہون کیونکہ ہمکو سراری
سے کچھ بحث نہین صرف ثبوت مملوکات سے بحث ہی عام اس سے کہ وہ سراری ہون یا نہون
اور چونکہ خود اسی آیت مین حکم قرآنی درباب جواز سراری کے نافذ ہی لہذا یہ دعوی کہ تسری
پیغمبر صلعم کی بموجب رسم جاہلیت کے تھی صاف صریح جھوٹھا ہوگیا کیونکہ اس سے حلال ہونا
مملوکات کا بموجب حکم تشریعی خدای تعالی کے بنص صریح ثابت ہی **قال** وہ بی بی
جنکی نسبت خدانے فرمایا وَمَا مَلَکَتْ یَمِیْنُکَ مِمَّا اَفَاءَ اللّٰهُ عَلَیْکَ صرف حضرت ماریہ
قبطیہ ہین **اقول** اگر مراد بی بی سے زوجہ ہی تو غلط صریح ہی اور اگر بحسب محاورہ لفظ
بی بی تعظیما ہی تو تخصیص ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا مین کلام ہی کیونکہ تخصیص پر کوئی دلیل نہین

شاید کوئی اور بھی ہو **قال** اللہ تعالیٰ نے اسی سورہ میں پہلی آیت کے بعد اپنے نبی کو حکم دیا
لَا يَحِلُّ لَكَ النِّسَاءُ مِنْ بَعْدُ وَلَا أَنْ تَبَدَّلَ بِهِنَّ مِنْ أَزْوَاجٍ وَلَوْ أَعْجَبَكَ حُسْنُهُنَّ
إِلَّا مَا مَلَكَتْ يَمِينُكَ ط نہیں حلال ہیں تجکو عورتیں اسکے بعد اور نہ یہ کہ اون جورووں کے بدلے
اور جورویں کرے اگرچہ اونکا حسن تجکو اچھا لگتا ہو **اقول** یہاں بھی ترجمے میں مجتہد صاحب
باتباع ہواے نفسانی تحریف سے باز نہ آئے کہ ترجمہ إِلَّا مَا مَلَكَتْ يَمِينُكَ کا یک قلم اوڑا گئے
پس ترجمہ صحیح یہی ہے کہ نہیں حلال ہیں تجکو عورتیں بعد انکے اور نہ یہ کہ انسے بدلے اور زوجات
اگرچہ پسند آوے تجکو حسن اونکا مگر جنکے مالک ہوئے ہیں ہاتھ تیرے اس آیت کی تفسیر بحث
ماملکت یمینک میں بہت اچھی طرح لکھ چکے ہیں ضرورت تکرار کی نہیں دیکھ لو اس سے بھی دعوی
مجتہد کا کہ سریہ بنانا صرف بموجب رسم و رواج جاہلیت عرب کے تھا ثابت نہیں ہوتا کوئی کلمہ
اس آیت میں ایسا نہیں کہ ثبوت دعوے مجتہد پر دلالت کرتا ہو بلکہ ہمارا مدعا ثابت ہے کہ باوجودیکہ
احکام ازواج میں کچھ ترمیم ہوئی اور وہ اختیارات جو آیت اولے سے حاصل تھی باقی نرہے مگر ما
ملکت یمینک میں کچھ ترمیم نہیں ہوئی بلکہ مملوکات حکم نفی حل سے اس آیت میں مستثنے رہیں
قال اس آیت میں جو لفظ نساء کا تھا جسکے معنی عورتوں کے ہیں ایسا عام تھا جس سے ماملکت
یمینک سے بھی حکم امتناعی متعلق ہوتا تھا اسلیے خدا تعالیٰ نے اوسکو مستثنی فرمایا **اقول** مسلم ہے
ہم بھی کہتے ہیں کہ حکم نفی حل سے مملوکات مستثنی ہیں یعنی یہ حکم کہ آیندہ تمکو عورتیں حلال
نہیں مخصوص ساتھ منکوحات کے ہے اور مملوکات اس سے مستثنے ہیں یعنی نکاح آیندہ کی ممانعت
ہے اور واسطے تصرف آیندہ کے نسبت مملوکات کے ممانعت نہیں **قال** اور وہ جو مستثنے ہوئیں
صرف حضرت ماریہ قبطیہ تھیں **اقول** تخصیص ماریہ قبطیہ رض کی جو مجتہد صاحب نے فرمائی ہے اسپر کیا
قرینہ ہے لفظ ما عام ہے پس اوسکو مخصوص فرد واحد کے ساتھ کرنا تمامتر بیجا ہے اور اگر تقدیر مضاف
الیہ لبعد کے (التسع) جیسا کہ تمنے اوپر کی ہے نہ کیجاوے بلکہ اور کچھ تقدیر کیجاوے تو ماریہ سبب
قید بعد کے حکم نفی حل سے برابر پہلے محفوظ تھیں پھر استثنا ماریہ رض کا باوجود محفوظ ہونے کے کیا معنی

بجز اسکے کہ محفوظی سے مستثنے ہون اور یہ بات بالبدیہہ باطل ہے کیونکہ وہ آخر عمر پیغمبر صلعم
تک اونکی سریہ ہین اور حالانکہ اونہین محفوظ ہونے سے کسی طرح مستثنی نہین ہوسکتین پس صدق
استثنا مارِیہ رفو نہین ہوسکتین بلکہ یہ عام اجازت واسطے آیندہ کے ہے کہ تصرف سراری حکم نفی
حل آیندہ سے مستثنے ہے **قال** آپ کہ ان آیتون سے یہ بات ثابت ہوئی کہ یہ واقعات موافق رسم
زمانہ عرب ہوئے تھے اور بعد وقوع بالتخصیص جائز رکھے گئے تھے اسلیے آیندہ کے استغراق کی دلیل
نہین ہوسکتی **اقول** جناب بالتخصیص جائز رہنے کے کیا معنی کوئی دلیل تخصیص بیان کیجیے
ورنہ ایسے لغویات تو قابل التفات کے بھی نہین ہم ہر فقرہ پر مجتہد صاحب کے تعرض کرتے جاتے
ہین کہ اس سے یہ دعوی ثابت نہین ہوتا اور آپ پھر کہتے ہین کہ آیات مذکورہ کے کون سے الفاظ سے
یہ دعوی مجتہد صاحب کا ثابت ہوتا ہے اہل انصاف دیکھ لین کہ آیات مین ایک کلمہ بھی ایسا
نہین کہ جس سے اس دعوی مجتہد صاحب کا ثبوت متوہم بھی ہوتا ہو چہ جای آنکہ ثابت ہو پس
مین حیران ہون کہ مجتہد صاحب کیا خیال پلاؤ پکا رہے ہین غور کرو کہ جب آخر عمر پیغمبر صلعم
تک ماریہ قبطیہ اونکی سریہ رہین اور کوئی حکم ممانعت سریہ بنانے کا نافذ نہوا بلکہ آیت اخیرہ مین جناب
اجازت عموماً واسطے آیندہ کے بھی دی گئی اور ایک ناپاک کلمہ رسم و رواج جاہلیت
کا جو زبان پر مجتہد عصر کے ہے کسی طرح بھی ثابت نہین پس جمیع امت کو جواز اقتدا کی اس امر جائز مین کیا
کلام رہا اور اگر فرض کیا جاوے کہ اس باب مین معاذ اللہ جیسا کہ مجتہد کا قول ہے پیغمبر صلعم تمام عمر تابع رسم
جاہلیت رہے تو وہ رسم جاہلیت بھی جسکے تابع پیغمبر صلعم رہے ہمارے حق مین سنت ہے اور وہ رسم
ہزاران درجہ رسوم علم سے بہتر ہے **ابیات** آن نگہ نخست تو خونش مخوان ٭ ست
از عقلست مجنونش مخوان ٭ خون شہیدان را ز آب اولی ترست ٭ این خطا از صد
صواب اولی ترست ٭ **قال** خصوصاً جبکہ غلبہ و استیلا جو نذر رہا سے مین بھی متحقق ہوتا ہے
باعث رقیت نہین رہا **اقول** آپ کچھ سمجھتے بھی ہین یا بقول آنکہ **شعر** حرف درویشان
بدزدد مرد دون ٭ تا بخواند بر سلیمی صد فسون ٭ دو لفظ فقہا کے دیکھ کر بغیر سوچے سمجھے

اوسپر حرف گیری کرنے لگے شعر منطق الطیران خاقانی صدا ست و منطق الطیر
سلیمانی کجاست ہے یہ کون کہتا ہے کہ استیلا سبب رقیت ہے یہ بات آپنے کسکے کلام مین دیکھی ہے
کہین نشان تو دیجیے یا یونہی اپنے جی سے ایک بات گڑھتے ہین جب آپکو رقیت اور ملکیت مین
تمیز نہین پھر آپ کیا خاک جہاد کر سکتے ہین ہم پہلے لکھ چکے ہین کہ سبب رقیت کفر ہے یعنی جب
بسبب کفر کے سبب حریت اختیار کو کھو دیا اور نفس بہیمی غالب آگیا تو خصائص نفس بہیمی سے کے سوا
کہ منجملہ اونکے ایک خاصیت قابل التملک بھی ہے اور کچھ باقی نہ رہا اور عصمت حریت زائل ہو گئی
پس انسان اور بہائم وحشیہ کے امر قابل ہو گیا کہ جو کوئی اوسپر غالب آکر پکڑ لے اوسیکا مملوک ہے
پس سبب رقیت کفر ہے اور سبب ملکیت استیلا ہے دیکھیے لوگ بہائم وحشیہ اور طیور اور جانوران آبی
و دریائی اگرچہ قابل التملک ہین مگر جب تک کہ کوئی اونکو پکڑ نہ لے تب تک کسیکی مملوک نہین جب
کسینے اونکو پکڑ لیا تو وہ اوسکے مملوک ہو گئے اور یہ ایسی اصل محکم ہے کہ اسی پر غلامی بنی ہے
اور شارع نے اوسکو جائز رکھا ہے چنانچہ ہم اس باب مین شروع رسالہ مین کلام مفصل لکھ چکے ہین یہہ
وہ سچی بات ہے کہ اسکے بابت ہم کہہ سکتے ہین مَثَلُ كَلِمَةٍ طَيِّبَةٍ كَشَجَرَةٍ طَيِّبَةٍ أَصْلُهَا
ثَابِتٌ وَفَرْعُهَا فِي السَّمَاءِ تُؤْتِي أُكُلَهَا كُلَّ حِينٍ بِإِذْنِ رَبِّهَا برخلاف آپکے اصل رسم
و رواج جاہلیت کے کہ موجب تشنیع جمیع انبیا ع م اور اصحاب اور عترت اہل بیت ہین اور کہ یہ
مصداق مَثَلُ كَلِمَةٍ خَبِيثَةٍ كَشَجَرَةٍ خَبِيثَةٍ اجْتُثَّتْ مِنْ فَوْقِ الْأَرْضِ مَا لَهَا
مِنْ قَرَارٍ ہے اور یہ جو آپ فرماتے ہین کہ نذر و ہبہ مین بھی استیلا متحقق ہوتا ہے غلط محض ہے
نذر و ہبہ سبب نقل ملکیت ہے مانند بیع کے بڑا تعجب ہے کہ کچھ پیشتر خود آپنے بحر الرائق کی
عبارت نقل بھی کی مگر پھر بھی اقسام تملک جو اوسنے لکھے ہین اب تک اوسکو نہ سمجھے
بحر الرائق کو پھر ملاحظہ کیجیے الغرض جب یہ امر ثابت ہے کہ حضرت ماریہ قبطیہ رض بطور سریہ کے
آخر عمر تک پیغمبر صلعم کے تصرف مین رہین اور مجتہد صاحب کوئی دلیل اسکی کہ آیندہ کے لیے سریہ
بنانا ممنوع کیا گیا پیش نکر سکے یا یہ کہ تسری منجملہ خصائص پیغمبر صلعم کے ہے بھی ثابت نکر سکے

پس اب ہمکو اس باب مین زیادہ بحث نسبت دیگر سراریون کے ضرور نہین کیونکہ حکم جواز جیسا اسوے
ثابت ہوسکتا ہے ایسے بھی ویساہی ثابت ہوسکتا ہے پھر کیا ضرور ہے کہ بحث کو طول دیا جاوے
جو مدعا تھا وہ ثابت ہوگیا واللہ یحق الحق ولو کرہ المبطلون اب ہم بیان ایک اور بات بھی
لکھتے ہین کہ جس سے سب حجت تین مجتہد عصر کی قطع ہوتی ہین کہ سورہ معارج بالاتفاق مکیہ یعنی
قبل از ہجرت نازل ہوئی ہے اور حضرت ماریہ قبطیہ رض کو مقوقس نے بعد از ہجرت کے سنہ ہجری
مین بطور ہدیے کے پیغمبر صلعم کے پاس بھیجا تھا اور اونکو پیغمبر صلعم نے بطور تسری کے اپنے تصرف
مین رکھا تو سورہ معارج مین جو بیشتر اس واقعے کے نازل ہوئی ہے اور اوسمین یہ حکم ہے وَالَّذِينَ هُمْ
لِفُرُوجِهِمْ حَافِظُونَ إِلَّا عَلَىٰ أَزْوَاجِهِمْ أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُمْ فَإِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُومِينَ
فَمَنِ ابْتَغَىٰ وَرَاءَ ذَٰلِكَ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْعَادُونَ یعنی وہ لوگ جو اپنے شرمگاہون کی حفاظت
کرنے والے ہین مگر اوپر ازواج اپنی کے یا اوپر اونکے جنکے وہ مالک ہوئے ہین تو وہ لوگ غیر ملامت
کردہ شدہ ہین پھر جسنے سوا اسکے قصد کیا وہ ہی ہین زیادتی کرنے والی تو اس حکم کی رو سے
بموجب مجتہد کے تفسیر کے تو پیغمبر صلعم بسبب تصرف جناب ماریہ قبطیہ رض کے غیر ملومین سے خارج
ہوکر داخل عادون ہوگئے کیونکہ مجتہد نے ملکت ایمانہم کے معنی لکھے ہین کہ مالک ہو چکے ہین
حالانکہ نزول آیت تک پیغمبر خدا صلعم مالک اونکے نہ ہو چکے تھے بلکہ زمان استقبال
مین روز نزول آیت سے بہت عرصے کے بعد مالک ہوئے تھے اسکا جواب بھی عنایت کیجیے **قال**
ذکر آنحضرت کی بعض ازواج مطہرات کا **اقول** یہ وہ باب ہے کہ جسمین مجتہد عصر نے اختلافات
روایات اور حکایات تعجب انگیز کے اظہار کا دعوی پیشتر کیا تھا اور جسکے وہین اونکو روکا تھا
کہ ذرا سنبھل کر اختلافات اور تعجب کا نام لیجیو یہ باب لائق دیکھنے کے ہے کہ اسمین سب سے
زیادہ حال بدیانتی اور تحریف اور جعلی مجتہد صاحب کا کھلتا ہے **قال** حضرت جویریہ
بنت الحارث رض آنحضرت صلعم کی ازواج مطہرات مین سے ہین اونکا بھی کچھ ذکر اس
مقام پر لکھنا ضرور ہے اونکی ازدواج کی نسبت اسقدر مختلف روایتین ہین کہ اونکو دیکھکر

تعجب معلوم ہوتا ہی **اقول** خیر ہی جناب مجتہد صاحب کیسا تعجب معلوم ہوتا ہی ایسا تعجب نہین جیسا کہ ایک کریہہ منظر شخص نے آئینہ مین اپنا مونہہ بھونڈا دیکھکر تعجب سے آئینہ کو بدشکل سمجھکر پھینک دیا تھا مجکو تو کچھہ ایسا ہی حال نظر آتا ہی چنانچہ جو کچھہ معاملہ ہی سامنے آیا جاتا ہی مخفی نرہے کہ جناب فضیلت مآب مجتہد عصر فرید دہر کا دستور یہہ ہی کہ جب الزام دیتے ہین مسلمانون کے کمر ہمت باندھتے ہین تو ایسی ایسی کتابون کے حوالے سے الزام دیتے ہین کہ اصلا اہل اسلام کے نزدیک کچھہ بھی قابل اعتبار کے نہین کبھی کسی مجتہد وفقیہ نے اونپر اعتماد نہین کیا بلکہ علی العموم سب علما اونکو محض نا معتمد ٹھہراتے چلے آئے ہین پس جو کچھہ بحوالہ اون کتابون کے مجتہد صاحب رقم فرماوینگے تو اونپر ہم کچھہ بھی التفات نکرینگے اور اونکی بناپر جو کچھہ مجتہد صاحب لکھینگے اوسکو لغو محض سمجھکر اوس سے کچھہ تعرض بھی نکرینگے مگر ہان صحاح مین جو اختلاف نکالین گے تو اوسکے جوابدہی مسلمانون کے ذمے ہی **قال** صحیح مسلم کی ایک حدیث سے معلوم ہوتا ہی کہ حضرت جویریہ قبل ہجرت ۲ مین حضرت فاطمہ علیہا السلام کے پاس تھین اور کام جو نماز پڑھنے مین آنحضرت صلعم کو ستاتے تھے اوسمین آنحضرت کی مدد کرتی تھین جس سے اونکے اسلام پر استدلال ہوسکتا ہی **اقول** خدا سے ڈرو کیا موتہہ لیکر یہہ بات کہتے الا یوجہ لیس فیہ حیاء تم کیسے مجتہد دیانت دار ہو تمنے تو غضب ہی کیا ہی کونسا صاحب ایمان ہوگا کہ بعد دریافت کرنے اس تحریف وبدیانتی کے تمھاری بات پر اعتماد کریگا شرح اس خیانت اور تحریف کی ضمن نقل حدیث مین کیجاوے گی اور ہمنے دو حدیثین صحیح مسلم اور ایک بخاری کی اوسپر باب بیان غزوہ بنی المصطلق مین نقل کی ہین اونسے بخوبی ثابت ہی کہ جویریہ بنت الحارث غزوہ بنی المصطلق مین پکڑی آئی تھین **قال** پھر اوسی صحیح مسلم کی دوسری [illegible] مین ہی کہ اونکو بنی المصطلق کے غزوے مین جناب رسول خدا صلعم نے لیکر اپنی [illegible] کے قید کیا **اقول** بیشک یہہ روایت موجود ہی صحیح مسلم

مین شروع کتاب الجہاد مین **قال** پھر ایک روایت مین آیا ہی کہ رسول خدا صلعم نے فدیہ لیکر
اونکو چھوڑ دیا پھر وہ مسلمان ہوگئین اور رسول خدا صلعم نے اونسے نکاح کیا **اقول** یہ
کسی روایت صحیح مین نہین ہی **قال** ایک روایت مین ہی کہ ثابت بن قیس کے قید مین
پڑین اور اونھون نے لونڈی بنایا پھر رسول خدا صلعم نے اونکو ثابت سے مول لیا
پھر آزاد کیا پھر نکاح کیا **اقول** یہ بھی کسی صحیح روایت مین نہین **قال** ایک روایت مین ہی
کہ ثابت نے اونکو مکاتب کیا وہ رسول خدا صلعم کے پاس گئین اور مدد چاہی آنحضرت صلعم نے
بدل کتابت کو ادا کر دیا اور نکاح کر لیا **اقول** البتہ یہ روایت ابو داود مین ہی کہ غزوہ
بنی المصطلق مین وہ پکڑی آئین اور قسمت غنائم کے وقت ثابت بن قیس بن شماس کے
کے حصے مین آئین اور اونھون نے اونکو مکاتب کر دیا پھر وہ پیغمبر صلعم کے پاس آئین اور سوال
بدل الکتابت کا کیا حضرت صلعم نے بدل کتابت دیکر اونکو آزاد کرا دیا اور پھر اونکے ساتھ نکاح کر لیا چنانچہ الفاظ حدیث کے
یہ ہین قالت انا جویریۃ بنت الحارث وانما کان من امری ما لا یخفی علیک وانی
وقعت فی سہم ثابت بن قیس بن شماس وانی کاتبت علی نفسی فجئت اسألک
فی کتابتی فقال ہل لک الی ما ہو خیر منہ قالت وما ہو یا رسول اللہ قال اؤدی
عنک کتابتک واتزوجک قالت قد فعلت الحدیث اور اس حدیث اور حدیث
مسلم مین کچھ تعارض نہین ہی اوس حدیث مین جو یہ الفاظ ہین اصاب یومئذ جویریۃ اوس سے
یہ ثابت نہین ہوتا کہ پیغمبر خدا صلعم کے خمس مین وہ آئی ہون یا حضرت صلعم کے
صفی مین آئی ہون اوسکے معنی یہ ہین کہ پایا اوس روز جویریہ کو سو اسمین کچھ شک نہین
کہ وہ اوس روز پائی گئی تھین بنسبت پانے قیدیون کے اور قتل کرنے محاربین کے
اکثر بطرف امیر کے ہی کی جاتی ہی چنانچہ اسی حدیث مین ہی قتل مقاتلہم وسبی سبیہم
یعنی قتل کیا اونکے لڑنے والون کو اور لونڈی غلام بنایا اونکے سبایا کو حالانکہ قتل
اونکا اور لونڈی غلام بنانا اونکے سبایا کا خود نفس نفیس پیغمبر صلعم کے ہی ہاتھ سے

واقع نہین ہوا تھا ایسے ہی لفظ اصحاب کا بھی ہے قال چنانچہ یہ سب پریشان روایتین
اس مقام پر لکھی جاتی ہین اقول شعر چونکہ سر گردی و بیگر و دسرت ٭ عالمی گردنده
آید درین بیت ٭ جناب مجتہد صاحب کیا خوب پریشان دیکھ رہے ہو آپکی پریشانی آپکے
مقلدونکی معیت پر بھی کھل جاتی ہے مگر سیرت ہشامی اور مواہب لدنیہ اور سب تعاب کو کبس
مین بند کر کے بیتر ہے پر رکھ لیجیے اوسکو بمقابلہ مسلمانون کے سند نہ لائیے ہم اوسکو درباب
استنباط مسائل فقہیہ کچھ سند نہین کرتے ہمارے ہان چار اصول ہین کتاب اللہ سنت
رسول اللہ جو بہ سند معتبر ثابت ہو اجماع امت قیاس مجتہدین ان چار اصول سے ہم حجت
لائیے کتب سیر و تواریخ کی روایات کا ہم کچھ بھی جواب نہ دینگے اور ہم آپکے اقوال سے
جو مبنی اوپر روایات غیر ثابتہ کتب سیر و تواریخ کے ہین اصلا کچھ تعرض نکرینگے اور اونکو محض
مہمل اور غیر قابل التفات سمجھینگے قال صحیح مسلم مین ابن مسعود رضہ سے یہ حدیث ہے عن ابن
مسعود قال بینما رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یصلی عند البیت وابو جہل و
اصحاب لہ جلوس وقد نحرت جزور بالامس فقال ابو جہل ایکم یقوم الی سلا
جزور بنی فلان فیاخذہ فیضعہ فی کتفی محمد اذا سجد فانبعث اشقی القوم
فاخذہ فلما سجد النبی صلعم وضعہ بین کتفیہ قال فاستضحکوا وجعل بعضہم
یمیل الی بعض وانا قائم انظر لو کانت لی منعۃ طرحتہ عن ظہر رسول اللہ صلعم
والنبی صلعم ساجد ما یرفع راسہ حتی انطلق انسان فاخبر فاطمۃ فجاءت وہی
جویریۃ فطرحتہ عنہ ایک دفعہ رسول خدا نزدیک خانہ کعبہ کے نماز پڑھتے تھے
اور ابو جہل اپنے یارون مین بیٹھا ہوا دیکھ رہا تھا اور وہان اونٹ ذبح ہوئے تھے
ابو جہل نے اپنے یارون سے کہا کہ بھلا کون ایسا شخص ہے جو اوٹھکر اونٹ کی اوجھڑی وغیرہ
آنحضرت کے دونون شانون کے درمیان مین رکھدے جبکہ آنحضرت سجدے مین
جاوین پس ایک بڑا شقی اوٹھا اور جب آنحضرت سجدہ مین گئے تو اوسنے وہ اوجھڑی

آپکے دونون شانون کے درمیان مین رکھدی اور پھر سب کے سب ہنسے اور ایک دوسر
کو اشارہ کرنے لگا اور عبداللہ بن مسعود رض کہتے ہین کہ مین کھڑا ہوا دیکھتا تھا اگر مجکو
مجال ہوتی تو مین اوسکو پھینک دیتا پس آنحضرت سجدے مین ٹھہرے رہے آپنے
سر نہ اوٹھایا یہان تک کہ ایک شخص نے حضرت فاطمہ رض کو خبر دی جب حضرت فاطمہ او جویریہ
نے اوسکو پھینکا **اقول** اگرچہ ترجمہ بہت الفاظ کا غلط ہے مگر چونکہ وہ لفظ مدار بحث نہین
ہم اوس سے تعرض نہین کرتے مدعا مجتہد عصر کا یہ ہے کہ جویریہ رض مکے مین مسلمان تھین
پس جو اونکا پکڑا جانا غزوہ بنی المصطلق مین اور حصے ثابت بن قیس کے مین آنا اور
روایات مین ہے یہ اختلاف صریح تعجب انگیز ہے اور اس حدیث کو اس مدعا پر سند لائے
ہین کہ اس سے ثابت ہے کہ جویریہ رض حضرت فاطمہ رض کے ساتھ گئین اور اونھون نے
اور حضرت فاطمہ رض نے وہ اونٹنی کے بچہ دان کی جھلی جو کافرون نے حضرت صلعم کے
شانون پر رکھدی تھی اوتار کر پھینکی اور باین الفاظ حدیث سے نقل کی ہے
(فجاءت ہي وجويرية فطرحته) اب دیکھنا چاہیے کہ درحقیقت یہ الفاظ صحیح مسلم
مین ہین یا مجتہد صاحب نے ازراہ بد دیانتی کے اپنی طرف سے گڑھ کر الفاظ حدیث کو
بدل ڈالا ہے + مین کہتا ہون کہ صحیح مسلم ایسی کتاب نہین کہ کمیاب ہو کوئی ولایت ایسی
نہوگی کہ جسمین اوسکے متعدد نسخجات موجود نہون اوسمین ہرگز یہ الفاظ نہین مجتہد
صاحب کی تحریف ہے مسلمانو ہزار نسخہ مطبوعہ اور قلمی جمع کر کر دیکھ لو اوسمین عبارت
منقولہ مجتہد اصلا نہین اصلا نہین اصلا نہین بلکہ یہ عبارت ہے کہ (فاخبر فاطمة
فجاءت وهي جويرية فطرحته عنه) اور اوسکے معنی یہ ہین کہ خبر دی اوسنے
فاطمہ رض کو پھر آئی فاطمہ اور حال فاطمہ کا یہ تھا کہ وہ چھوٹی لڑکی تھی پھر اوتار پھینکا فاطمہ
نے اوسکو پیغمبر خدا صلعم سے بھلا کہان جویریہ علم غیر منصرف کہان جویریہ اسم منصرف
تصغیر جاریہ کہان ہے و جویریہ وصل معطوف و معطوف علیہ ہوا و عاطفہ کہان

وہی جویریہؓ جملہ حالیہ ہوا و حالیہ پھر ایک تھریہ تو دیکھو کہ ترجمہ طرحتہ کا لکھتے ہین کہ فاطمہ بنت
اور جویریہ نے اوسکو پھینکا میزان الصرف کا پڑھنے والا بھی سمجھتا ہے کہ طرحت واحد مونث
کا صیغہ ہے فاطمہ رضہ اور جویریہ رضہ دو عورتین اوسکی فاعل نہین ہو سکتی ہین اگر ایسا ہوتا
تو لفظ طرحتاہ ہوتا جس سے یہ بات سمجھی جاتی کہ پھینکنے والی دو عورتین تھین نہ طرحتہ کہ
صاف باعلان تمام دلالت کر رہا ہے اسپر کہ پھینکنے والی صرف اکیلی فاطمہؓ تھین آپ فرمایئے
جناب مجتہد صاحب باینہمہ بددیانتی اور تحریف کتب مقدسہ کے آپ کو کیا توقع ہے کہ
مسلمان آپ کو اپنا خیرخواہ اور مومن صادق سمجھینگے مین جناب مین ملتمس ہون
کہ آپنے کہین (وہی جویریہؓ) کی جگہہ (ہی وجویریہ) اصل کتاب مین تو نہین بنا دیا
اگر ایسا کیا ہو تو بہر خدا اوسکو صحیح کر دیجیے ورنہ آیندہ اسکا بڑا ہی وبال آپکی گردن پر
رہیگا آمدم بر سر مطلب جب یہ بات ثابت ہوئی کہ مجتہد صاحب نے عبارت مسلم مین تحریف
کی ہے اور تحریف کو اپنا مستند کیا ہے اور حقیقت مسلم مین ہی جویریہ نہین ہے بلکہ وہی جویریہ ہے اور جویریہ تصغیر
جاریہ ہے نہ علم تو مجتہد صاحب جو بڑے لاف وگذاف سے مدعی اختلاف روایات ہو کر
اوسکو معاملہ تعجب انگیز بیان فرما رہے ہین درحقیقت زشت روئی اونھین کی ہے آئینہ کا
قصور کچھہ نہین ہے وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْآنِ مَا هُوَ شِفَاءٌ وَرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِينَ وَلَا
يَزِيدُ الظَّالِمِينَ إِلَّا خَسَارًا **قال** باینہمہ ہم کہتے ہین کہ وہ جو کچھہ ہوا قبل نزول
آیت مین وقوع ہوا اور اسلیے وہ واقعات کسی طرح پر ہوے ہون بنیاد مسلہ استرقاق
نہین ہو سکتی **اقول** اتنا طول طویل جو آپنے دیا عبث تھا یہی معمولی عذر پیش فرما کر خاموش
ہو رہے ہوتے ع گفتن ہمین بس ست کہ اسپ مین ابلق ست ؛ حدیث کے الفاظ مین
آپنے کیون تحریف کی صرف یہی معمولی عذر پیش کر دیا ہوتا **قال** حضرت صفیہ بنت
حیی بن اخطب الیہودی اکثر روایتون مین ہے کہ حضرت صفیہ خیبر کی لڑائی مین پکڑی گئین
اور بطور لونڈی کے دحیہ کلبی کے حصے مین آئین اونسے مول لیکر رسول خدا صلعم نے

اونسے نکاح کیا **اقول** مول لینے کی تصریح تو کسی روایت مین نہین ہی مگر یہ بات ہی
کہ صفیہ رض خیبر کی لڑائی مین پکڑی گئین اور دحیۂ کلبی کے حصے مین آئین اور پھر اونکے
پاس سے پیغمبر خدا صلعم کے پاس گئین خواہ بذریعۂ بیع آئی ہون خواہ حضرت صلعم نے اونکو
اونکے بدلے خمس مین سے دوسری لونڈی دیدی ہو یا اور کسی طرح جبر پھر حضرت صلعم نے
اونکو آزاد کرکے اونکے ساتھ نکاح کرلیا اور آزادی اونکی اونکا مہر مقرر ہوا چنانچہ بخاری
مین روایت ہی عن انس رض قال صلی النبی صلعم الصبح قریبا من خیبر بغلس
ثم قال اللہ اکبر خربت خیبر انا اذا نزلنا بساحۃ قوم فساء صباح المنذرین
فخرجوا یسعون فی السکک فقتل النبی صلعم المقاتلۃ وسبی الذریۃ وکان فی السبی
صفیۃ فصارت الی دحیۃ الکلبی ثم صارت الی النبی صلعم فجعل عتقها صداقها
الحدیث نماز پڑھی رسول اللہ صلعم نے صبح کی قریب خیبر کے تاریکی مین پھر کہا اللہ اکبر
خراب ہو گیا خیبر بیشک ہم جب نازل ہوتے ہین میدان مین کسی قوم کے تو کیا بری ہی صبح
ڈرائے گیون کی پس نکلے وہ پھرتے تھے کوچون مین پھر قتل کیا پیغمبر خدا صلعم نے لڑنے
والون کو اور لونڈی غلام بنایا ذریت کو اور اوس سبی مین صفیہ بھی تھین پس ہو گئین
وہ دحیۂ کلبی کی بعد اوسکے ہو گئین پیغمبر صلعم کی پھر اونکی آزادی کو پیغمبر صلعم نے اونکا
مہر ٹھہرایا **قال** سب سے زیادہ بخاری کی حدیث ہی جس سے یہ بات معلوم ہوتی ہی کہ حضرت
صفیہ کو کسی نے لونڈی یا ما ملکت ایمانکم مین سمجھا ہی نہین **اقول** مجتہد صاحب کی یہ سمجھ
غلط ہی اور بخاری کی حدیث جو ہمنے نقل کی ہی اوس سے ثابت ہی کہ وہ منجملہ سبایا کے تھین
اور پھر آزاد کردی گئین اور اونکی آزادی ہی اونکا مہر قرار پایا اب ہم دیکھتے ہین کہ مجتہد صاحب کی
حدیث مستندہ سے یہ دعوی اونکا ثابت ہوتا ہی کہ صفیہ رض کو کسی نے لونڈی یا ما ملکت
ایمانکم مین سمجھا ہی نہین یا برخلاف اوسکے ثابت ہوتا ہی اور وہ حدیث یہ ہی کہ اخبرنی
حمید انہ سمع انس بن مالک قال اقام النبی صلعم بین خیبر والمدینۃ ثلث لیال

يبني عليه بصفية فدعوت المسلمين الى وليمته وما كان فيها من خبز ولا لحم وما كان فيها الا ان امر بالانطاع فبسطت فالقى عليها التمر والاقط والسمن فقال المسلمون احدى امهات المؤمنين او ما ملكت يمينه فقالوا ان حجبها فهي احدى امهات المؤمنين وان لم يحجبها فهي مما ملكت يمينه فلما ارتحل وطأ لها خلفه ومد الحجاب

قیام فرمایا پیغمبر صلعم نے درمیان خیبر و مدینہ کے تین رات زفاف کرتے تھے ساتھ صفیہ رض کے پس بلایا مینے مسلمانون کو اونکے ولیمے کے کھانیکے طرف اور نتھی اوس ولیمہ مین کوئی چیز روٹی اور گوشت سے اور کچھ بھی نتھا اوسمین مگر یہ کہ حکم دیا پیغمبر صلعم نے ایک چمڑے کی بساط کا بلال کو کہ بچھائی گئی پس رکھدئے گئے اوسپر خرما اور پنیر اور گھی پس کہا مسلمانون نے یہ ایک منجملہ امہات المؤمنین کے ہین یا ایک منجملہ مملوک یمین سے ہین کہا لوگون نے اگر پردہ مین رکھا اونکو پیغمبر صلعم نے تو یہ ایک منجملہ امہات المومنین ہین اور اگر نہ پردے مین رکھا تو یہ مملوک یمین ہین پس جب کوچ کیا پیغمبر صلعم نے تو پیچھے اپنے سوار کیا اونکو اور کھینچا پردہ مجتہد عصر نے بھی یہ حدیث لکھکر ترجمہ کیا ہی مگر مجتہد کے ترجمے مین چند غلطیان ہین کہ ہم اونسے تعرض نہین کرتے مگر ایک بات بیجا اونھون نے خلاف قاعدۂ زبان عرب لکھی ہی جس سے معلوم ہوتا ہی کہ اونکو کچھ بھی واقفیت زبان عرب سے نہین ہی اوسکو ہم واسطے اظہار کمال زبان دانی مجتہد کے لکھتے ہین اس عبارت کا (فدعوت المسلمین الی ولیمتہ) ترجمہ یہ طور فرماتے ہین کہ اونکے ولیمے کے واسطے خود مینے ہی مسلمانون کو بلایا یہ قصر اونکا سراسر غلط ہی ازبسکہ قصر کیطرف اونکو توجہ زیادہ ہی اسلیے ہر جگہ اوسکو دخل دیتے ہین یہان کیا چیز ہی کہ دلالت کرتی ہی اوپر قصر الصفۃ علی الموصوف کے یہ تو نہ باب انا سعیت فی حاجتک سے ہی نہ کوئی حرف قصر کا یہان ہی ضمیر واحد متکلم کی دیکھکر بسبب ناواقفی کے بالفاظ قصر غلط ترجمہ کر دیا اب ہم اصل مدعا کیطرف رجوع کرتے ہین اس حدیث مین کوئی لفظ ایسا نہین کہ صفیہ رض کی

ابتداءً انکے مملوک ہونے پر دلالت کرے یا وہ حدیث جو ہمنے بخاری صحیح سے نقل کی ہی اوسکی
معارض ہو بلکہ یہ حدیث تمامتر مؤید اوسکی ہی کہ جب وہ ابتدا مین مملوک بنائی گئی تھین
اور پھر پیغمبر خدا صلعم نے اونکے ساتھ زفاف کیا اور طعام ولیمہ کی دعوت کی تو جو لوگ
کہ اونکے آزاد کر دینے سے واقف تھے اونھون نے آپسمین شک کیا کہ آیا صفیہ بی بی
منکوحہ بنائی گئین یا کہ بطور مملوکۂ یمین کے اونکے ساتھ زفاف ہوا اگر یہ قول مجتہد عصر
کا سچا ہوتا کہ حضرت صفیہ کو کسی نے لونڈی یا ما ملکت ایمانکم سمجھا ہی نہین تو صحابہ پیغمبر
صلعم اوسمین شک کیون کرتے بلکہ بالیقین یہی سمجھتے کہ یہ منکوحہ ہین بس ہم حیران
ہون کہ مجتہد صاحب کی سمجھ کہان تشریف لے گئی ہی کہ ایسی صاف بات کو نہین
سمجھتے اور غایت اعوجاج سے سیدھی بات کو اولٹی سمجھ کر کج بحثی پر مستعد ہو جاتے
ہین **قال** درصل واقعہ اتنا معلوم ہوتا ہی کہ اونکا شوہر خیبر کی لڑائی مین مارا گیا وہ رانڈ
رہ گئین اون سے حضرت نے نکاح کر لیا **اقول** یہان تک بیان مجتہد کا صحیح ہی واقع
مین اونکا شوہر جنگ خیبر مین مارا گیا تھا اور یہ نو عروس تھین چنانچہ بخاری مین یہ روایت
موجود ہی اور نکاح کرنا بھی حضرت صلعم کا اونکے ساتھ ثابت ہی اور ہم خود اوسکا اقرار کرتے
ہین لیکن یہ امور مستلزم اسکے نہین کہ وہ داخل سبایا نہون اگر داخل سبایا تھین تو لشکر
حضرت مین کسطرح آگئین کیا خیبر سے کہین اور چلی گئی تھین اور وہان سے خود بخود تشریف لے آئی
تھین اگر کچھ ثبوت اسکا مجتہد کے پاس ہو تو پیش کرین تا کہ ہم اوس خبر صحیح مستند مرفوع صحیح بخاری
سے جو ہمنے نقل کی ہی کسی طرحکا شک کرین یا دونون حدیثون مین کسی قسم کا تعارض سمجھین
یا اسکے راوی کے سہو یا غلطی یا بناوٹ پر محمول کرین بلا وجہ موجہ ثقات لوگون پر تہمت لگانا
گمراہ لوگون کا کام ہی جیسا کہ مجتہد عصر نے غایت تعصب و عناد سے تہمت لگائی چنانچہ
فرماتے ہین **قال** راویون نے اونکو سبایا مین سمجھا اور اوسپر قیاسی قصے بنا دیئے
اقول آپ کی یہی بہادری ہی کہ یہ کلمہ بلا وجہ موجہ ایسے ثقات لوگون کی نسبت کہا جاوے

کہ جنکی روایت پر اکثر مسائل دینیہ مبنی ہین ایسا بیہودہ کلمہ نسبت اونکی کہنا گویا تمام صحیح بخاری بلکہ تمام صحاح کو ساقط الاعتبار ٹھہرانا ہی اور درپردہ عداوت دین متین کی ہی وہ احادیث جنمین صاف لفظ سبی کا نسبت صفیہ رض کے موجود ہی انس بن مالک ہی سے مروی ہین ایک حدیث کو ثابت دوسری کو عبد العزیز بن صہیب انس رض سے روایت کرتے ہین عبد العزیز بن صہیب لفظ سمعت بیان کرتے ہین اور ثابت یہ کہتے ہین عن انس قال یعنی ایک راوی کہتے ہین کہ سنا مینے انس سے دوسرے کہتے ہین کہا انس رض نے تو اور راویون کا قصور کچھہ نہین معلوم ہوتا اگر قصہ قیاسی بنایا ہوگا تو انس بن مالک انصاری صحابی خادم رسول اللہ صلعم نے ہی بنایا ہوگا اور جب حضرت انس جیسے جلیل القدر صحابی اور خادم رسول اللہ صلعم ہین ایسے جھوٹے قصے حضرت پر بنانے لگے تو اور کسکا اعتبار رہا جناب مجتہد صاحب کچھہ تو خدا سے ڈرو کہان تک اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو متہم کیے چلے جاؤگے گمراہون کی تقلید سے ہادیان دین کو کہان تک ملعون کروگے مثنوی

بوی کبر و بوی خشم و بوی آز — در سخن گفتن بیاید چون پیاز — گر خوری سوگند من کی خوردہ‌ام
از پیاز و سیر تقوی کردہ‌ام — آن دم سوگند غمازی کند — بر دماغ ہمنشینان بر زند
بس دعاہا رد شود از بوی آن — آن دل کژ می نماید در زبان — اخسئوا آمد جواب آن دعا
چوب رد باشد جزای ہر دغا

قال پس ان مختلف روایتون سے یہ بات کہ درحقیقت کیا واقعہ پیش آیا اور فعل جناب رسول خدا صلعم کسطرح اور کس سبب سے واقع ہوا بخوبی ثابت اور متحقق نہین ہوتا **اقول** جو واقعہ درحقیقت پیش آیا اور جسطرحپر فعل جناب رسول اللہ صلعم واقع ہوا وہ سب احادیث صحیحہ سے ثابت و متحقق ہی ہم نہین جانتے بخوبی ثابت ہونا مجتہد صاحب کے نزدیک کس چیز کا نام ہی **قال** اور اسلیے یہ واقعات کسی مسئلہ عظیمہ کی بنیاد نہین ہوسکتے **اقول** واہ کیا خوب اجتہاد مجتہد عصر کا ہی کہ افعال پیغمبر صلعم بنیاد کسی مسئلہ شرعیہ کی نہین ہوسکتے اور طریقہ پیغمبر صلعم کا لائق اقتدا نہین جناب مجتہد صاحب

ہمارا تو دین و ایمان اقتدا اور پیروی فعال پیغمبر صلعم کی ہی اگر آپ اس سے ناراض ہین تو آپ کو
اختیار ہی مگر صاف ظاہر ہوگیا کہ وہ بات جو پیشتر آپ نے فرمائی تھی کہ فعل رسول اللہ صلعم
مانند قول کے سر اور آنکھون پر صرف زبانی قول لوگون کے دکھانیکو بلا اعتقاد قلب تھا لَنَآ
اَعْمَالُنَا وَلَكُمْ اَعْمَالُكُمْ لَا حُجَّةَ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمُ اللّٰهُ يَجْمَعُ بَيْنَنَا وَاِلَيْهِ الْمَصِيْرُ **قال**
مہنذا اگر فرض کیا جاوے کہ یہ سب واقعات اسی طرح پر واقع ہوئے تھے اور استرقاق اسارٰی عمل
مین آیا تھا تو بھی یہ سب واقعات ماقبل نزول آیت من و فدا کے ہین اور اسلیے بنیاد مسئلہ
استرقاق اسارٰی نہین ہو سکتے **اقول** بے سبب و عبث اسقدر باتین لکھین اور ہمکو بھی
تکلیف تحریر جواب کی دی یہی معمولی عذر پیش کرنا تھا جسکو ہم ہر جگہ نامنظور کرتے چلے آئے
ہین **قال** روایات متفرقہ بخاری اور مسلم مین ابو ہریرہ رضہ سے یہ روایت ہی کہ اھدی رجل
لرسول اللہ صلعم غلاما یقال لہ مدعم فبینما مدعم یحط رحلا لرسول اللہ صلعم اذا اصابہ سہم
عائر فقتلہ ایک شخص نے رسول خدا صلعم کے واسطے ایک غلام بطور ہدیہ بھیجا جسکا نام مدعم تھا پس ایکمرتبہ آنحضرت صلعم
کا اسباب اتار رہا تھا کہ ناگاہ اوسکے ایک مقام پر تیر لگا اور اس سے وہ مرگیا **اقول** مجتہد صاحب اصابہ سہم عائر کا ترجمہ
کرتے ہین اوسکے ایک مقام پر تیر لگا حالانکہ یہ ترجمہ غلط ہی جناب مجتہد صاحب عائر کے معنی معلوم نہین ظاہرا
(ایک مقام) جو ترجمہ مین لکھا ہی وہی معنی عائر کے سمجھے ہین حالانکہ عائر کے معنی ایک مقام
نہین بلکہ سہم عائر اوس تیر کو کہتے ہین کہ جسکا پھینکنے والا معلوم نہو **شعر** تقولین
سہم عائر قد اصابکا ٭ وقلبی الی الحاظ عینیک ناظر ٭ یعنی کہتی ہی تو کہ تیر عائر
تیرے لگا ہی حالانکہ دل میرا تیری ترچھی نگاہون کو دیکھ رہا ہی **قال** الجوہری العائر من
السہام والحجارۃ التی لا یدری من رماہ یقال سہم عائر یعنی عائر سہام اور حجارہ سے وہ ہی
کہ نہ معلوم ہووے کہ کس نے پھینکا کہا جاتا ہی اصابہ سہم عائر یعنی لگا اوسکے ایک تیر کہ پھینکنے
والا اوسکا معلوم نہین پس صحیح ترجمہ یہ ہی کہ ایک تیر جسکا پھینکنے والا معلوم نہین آ لگا اگرچہ
یہ بات امر ما نحن فیہ سے کچھ تعلق نہین رکھتی مگر ایسے ایسے امور جو ہمنے ظاہر کیے ہین وہ

ظاہر ہے کہ رکن عظیم قابلیت اجتہاد کا یعنی مہارت اور مداخلت عربیت مین مجتہد عصر سے
فائبت ہی اور اسی سبب سے وہ غلطی مین پڑے ہین قال یہ حدیث ہمارے مدعا کے مخالف نہین ہے
اسلیے کہ ابتداے اسلام مین جو لوگ غلام تھے وہ سب بطور غلام تسلیم کیے گئے تھے اقول
مگر اس حدیث سے یہ بات تو خوب معلوم ہوئی کہ ابتداے مالکیت سے تا روز مرگ مدعم کہ تھوڑے
دنون بعد غزوہ خیبر سے وہ تیر کے زخم سے مر گیا ہے یعنی سنہ ہجری تک پیغمبر صلعم نے اوسکو
آزاد نہین کیا پس معلوم ہوا کہ شارع عم کو معدوم کر دینا غلامی کا جیسا کہ مجتہد صاحب اکثر
جگہ دعوی کرتے ہین منظور نہ تھا گو کہ جمیع دعاوی مجتہد صاحب کے یہ حدیث خلاف نہو مگر بھی
بعض دعاوی کے تو بیشک مخالف ہے یہان تک مجتہد عصر نے بحث آیات قرآن اور احادیث اور
افعال پیغمبر صلعم اور صحابہ رضی اللہ عنہم مین کی اور بعون اللہ و قوتہ ہمنے ہر مقام پر اونکو خوب
ہی مغلوب کیا یقین تو یہ ہے کہ بعد ملاحظہ اس رسالے کے اس بحث مین کوئی حرف زبان پر
نہ لاوینگے مگر اب ہمکو یہ بھی منظور ہے کہ منجملہ ثقلین کے عترت پیغمبر صلعم کے حال سے بھی استدلال
کرین کیونکہ حضرت صلعم نے فرمایا ہے انی تارک فیکم ما ان تمسکتم بہما لن تضلوا
بعدی کتاب اللہ و عترتی اہل بیتی مین چھوڑے جاتا ہون تم مین دو چیزین کہ اگر اونکے
ساتھ تمسک کرتے رہوگے میرے بعد گمراہ نہوگے ایک کتاب اللہ کی ہے دوسرے عترت میرے
اہل بیت میرے پس دیکھنا چاہیے کہ اہل بیت رسول اللہ صلعم کا بعد وفات پیغمبر صلعم کے اس باب مین
کیا عمل رہا اور کیا حکم رہا باب العلم جناب علی مرتضی کہ امام المتقین تھے خولہ بنت جعفر بن قیس
حنفیہ اونکی سریہ تھی کہ جس سے محمد بن حنفیہ پیدا ہوے ایک روایت تسری علی بن ابی طالب رض
کی ہم اوپر بھی لکھ چکے ہین جناب سید الشہدا امام المسلمین ریحانۃ الجنۃ امام ہمام حسین بن علی رضی اللہ
عنہ اونکی سریہ بانو دختر یزدجرد بن شہریار بادشاہ عجم تھین اونکا حال بلا خلاف سب کو معلوم ہے
جناب امام ہمام امام جعفر الصادق رضی اللہ عنہ اونکے تصرف مین حمیدہ ام ولد تھین کہ جنسے جناب
امام موسی کاظم رض متولد ہوے جناب امام موسی کاظم رضی اللہ عنہ اونکے پاس بھی ام ولد تھین کہ جنسے

جناب امام علی الرضا رضی اللہ عنہ پیدا ہوے جناب امام محمد تقی رضی اللہ عنہ انکے پاس بھی ام ولد باور امام علی نقی
تھین جناب امام علی النقی ع آنکے پاس بھی ام ولد تھین جنسے امام حسن عسکری متولد ہوے امام حسن عسکری
انکے پاس بھی نرجس نامی ام ولد تھین کہ جنکے بطن سے امام محمد مہدی متولد ہوے دیکھو یہ وہ ذوات
مقدسہ وارث علم انبیا ہین کہ انکی اقتدا بموجب خبر مخبر صادق علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہماری ہدایت
و نجات کی موجب ہے یہ وہ پاک متقی ہین کہ اگر ہم کہین کہ یہ سب کے سب کسبی یا سبا ہین خلاف احکام
قرآن کے مرتکب ہوے تو ہماری عین شقاوت ہے یہ وہ ابواب مدینۃ العلم ہین کہ اگر ہم کہین کہ وے
آخر عمر تک قرآن کی کسی آیت کو نسمجھے تو ہمارا جہل مرکب اور باعث بدبختی ہے پھر جب ان اکابر شہر
علوم اولین و آخرین نے استرقاق جائز رکھا تو بیشک و شبہ جاننا چاہیے کہ فی الحقیقت استرقاق
جائز ہی ہے اور جو انکے خلاف کہتا ہے وہ گمراہ ہے الغرض کہ ہم قرآن و حدیث و افعال پیغمبر علیہ
السلام اور اصحاب کرام اور عترت ذوی الاحترام سے جواز استرقاق ثابت کر چکے اب
اصل ثالث یعنی اجماع امت مین بحث رہی ہم یہ کہتے ہین کہ عہد صحابہ رضی اللہ عنہم سے آجتک
بلا خلاف جواز استرقاق پر اجماع منعقد ہوا ہے کہ اسمین قرون ثلثہ و عترت رسول اللہ صلعم اور
جمیع ائمہ مجتہدین شامل ہین اور کسی فقیہ مجتہد محدث عالم نے اختلاف نہین کیا پس اجماع ہر آئینہ
حجت ہے ان اللہ لا یجمع امتی علی ضلالۃ وید اللہ علی الجماعۃ ومن شذ شذ فی النار
رواہ الترمذی تحقیق خدا جمع نکریگا امت میری کو گمراہی پر اور خدا کا ہاتھ جماعت پر ہے اور جو جدا ہوا
پھینکا گیا دوزخ میں اتبعوا السواد الاعظم فانہ من شذ شذ فی النار پیروی کرو
گروہ اعظم کی تحقیق جو جدا ہوا ڈالا گیا دوزخ میں رواہ ابن ماجۃ من فارق الجماعۃ
شبرا فقد خلع ربقۃ الاسلام من عنقہ جسنے مفارقت کی جماعت کی بالشت بھر پس
تحقیق نکالا ربقہ اسلام کو اپنی گردن سے رواہ ابو داؤد و احمد ہر چند کہ بوجوہ دلائل
قطعیہ حجت ہونا اجماع امت محمدیہ کا ثابت ہے اور اہل سنت اور اثنا عشریہ اور سب فرقے اوسکی حجت
ہونیکو تسلیم کرتے ہین مگر چونکہ مجتہد عصر اوس سے منکر ہین پس ہمکو بھی بر بنای حجت ہونے اجماع کے

کچھ بحث ضرور نہیں اسلیے کہ ہم اپنا مدعا قرآن اور حدیث سے ثابت کر چکے اگر ہم بر بنا حجت ہونے
اجماع اوسکے کچھ بحث کرین تو ہمپر اول یہ بات واجب ہوگی کہ ہم قرآن و حدیث سے حجت قطعی ہونا
اجماع کا ثابت کرین اور ایک طویل کلام ہے جسے اسمین لکھنا پڑیگا پس ہم اسقدر تطویل کی کچھ
ضرورت نہین سمجھتے مگر ہم اس بنا پر بحث کرتے ہین کہ آیا معنی قرآن کے قرون ثلثہ مین ایسے
ہی سمجھے گئے جیسے کہ ہمنے سمجھے ہین یا جیسے مجتہد عصر نے سمجھے ہین اور علی ہذا القیاس مجتہدین کبار
نے معانی آیات کے ہماری تفسیر کے مطابق سمجھے یا مطابق بیان مجتہد عصر کے اس بات کو گو نہ مانو
کہ اجماع حجت ہے مگر یہ تو بیشک ماننا چاہیے کہ اصحاب رسول اللہ صلعم کے اکثر اوسی قوم سے تھے کہ جنکی
زبان مین قرآن نازل ہوا ہے لغت عرب اور طرق استعمال کلام کو اونسے زیادہ کوئی نہین
جان سکتا اور بعض بعض تو اونمین ایسے تھے کہ افصح الفصحا اور ائمہ عربیت کے نزدیک مستند
چلے آتے ہین اور باقی علوم عربیہ مین بھی یدطولی رکھتے تھے اور ائمہ مجتہدین کبار مین بھی اکثر خاص عرب بلکہ اوسی قوم
کے تھے کہ جنکی زبان مین قرآن نازل ہوا ہے اور یہ بھی مسلم ہے کہ اصحاب رسول اللہ صلعم اور ائمہ اہلبیت اور
ائمہ مجتہدین فاسق فاجر بھی نہ تھے کہ کسی غرض سے کتاب اللہ کو برخلاف اوسکی مراد کے محمول کرتے
اور یہ بھی مسلم ہے کہ قرآن مجید ہمیشہ اونکی قراءت و تلاوت مین رہتا تھا اور وہی جامع قرآن بھی
تھے پس اب دیکھنا چاہیے کہ اونھون نے معنی قرآن ایسے ہی سمجھے ہین جیسے کہ ہمنے سمجھے ہین یا جیسے
کہ آپنے کچھ شک ہمین نہین کہ اساری سے کہ استرقاق کا کسینے انکار نہین کیا اور اوسی پر عمل ہوتا
رہا چنانچہ آپ بھی صفحہ ٢٦٠ پر اسکے معترف ہین پس جو مدعا ہمارا تھا کہ امّا جواز مَنّاً بعدُ و امّا فداءً
مین ہے باتفاق اہل زبان اور باتفاق اون لوگون کے جنکی زبان مین قرآن نازل ہوا ہے
مبطل استرقاق و مفید حصر جیسا کہ آپکا دعوی ہے نہین ہے جب باتفاق اہل زبان اور باتفاق
ائمہ قریش کہ جنکی زبان مین قرآن نازل ہوا ہے لفظ اما کے معنی ہمارے موافق ثابت ہوے تو
برخلاف لغت کے معنی اما کے بیان کرنے اور اوسکے مطابق قرآن کے تحریف پر باتباع
و تقلید گمراہ لوگون کے آمادہ ہونا صاف صریح ضلالت ہے اب ہم بعض اقوال مجتہدین حنفیہ

اس باب مین متوجہ ہوتے ہین **قال** اگرچہ ہماری اس تحریر سے بخوبی تشفی ہوتی ہی کہ جناب رسول خدا صلعم
نے غلامی کو مذہب اسلام سے معدوم کردیا تب بھی بلاشبہ مسلمانون کے دل مین دو شبہے پیدا
ہونگے **اقول** جھوٹھی بات تو ہم سنا بھی نہین کرتے ہم اس قول مجتہد کا جھوٹھا ہونا ثابت کر چکے
ہین **قال** ہمکو احکام مذہبی بجا لانے مین اول قرآن مجید پر عمل کرنا چاہیے پھر حدیث پر پھر قیاس منصوص
العلۃ پر اور اجتہاد پر **اقول** یہ سچ ہی کہ اول انہی امور مین قرآن کو مقدم رکھنا چاہیے پھر حدیث کو
مگر اسمین کلام ہی کہ قیاس اجماع پر مقدم ہی یا اجماع قیاس پر مقدم ہی مسلمانونکا عقیدہ ہی کہ قیاس کو
اجماع سے ترک کیا جاویگا مجتہد عصر برخلاف اوسکے فرماتے ہین بہرحال یہ بحث دوسری ہی اسمین یہان
گفتگو ضرور نہین اس جگہہ جیسا مجتہد عصر فرماتے ہین اوسی کو فرض کر لیا جاے بعد فرض کرنے اس امر کے
ہم کہتے ہین یہ اوس شخص کے حق مین ہی جو قرآن و حدیث اور قیاس اور علۃ منصوصہ اور غیر منصوصہ کو
سمجھتا ہو اور جو شخص کہ آپکے مانند ہین کہ صرف و نحو تک بھی نہین سمجھ سکتے زبان عرب سے آگاہ نہین
جویریہ تصغیر جاریہ کو نام جویریہ ام المومنین کا سمجھتے ہین طرحت فعل مونث واحد کو صیغہ تثنیہ
مونث کا سمجھتے ہین اصابتہ سہم عایر کے یہ معنی کہتے ہین کہ ایک جگہہ تیر آلگا الی غیر ذلک ایسے لوگونکو
اجتہاد کرنا کسی طرح جایز نہین ہو سکتا اونکو تو ہر آئینہ تقلید علما ہی واجب ہی کیونکہ وہ دلایل شرعیہ
پر نظر کرنے سے بسبب ناواقفی او بعلمی کے معذور ہین اور مراد ہماری تقلید سے یہ ہی کہ جو مسلہ
پیش آوے اوسمین کسی عالم شرایع سے دریافت کرے کہ اسمین حکم شریعت غرا کا کیا ہی اور چونکہ یہ خود
کلام خدا اور خدا کے رسول کو نہین سمجھ سکتا پس اوسکو اوس عالم کے فتوی پر عمل ضرور ہی فاسئلوا
اہل الذکر ان کنتم لا تعلمون دیکھیے کہ آپنے حدیث اعتاق کنیز قبیلہ بنی تمیم مین روایت
بخاری سے نقل کی کہ اعتقیہا فانہا من ولد اسمعیل اس حدیث مین علت اعتاق منصوص ہی چنانچہ
آپ بھی اوسکی علت کے معترف ہین جیسا کہ آپکے ترجمے سے ظاہر ہی باوجود اسکے اور بھی باوجود
محمول کرنے صیغہ امر کے وجوب پر پھر آپ ایسی فاحش غلطی مین پڑے کہ اولاد اسمعیل ہونیکو باوجود علت
منصوصہ ہونے کے علت عتق قرار نہین دیتے اور اسی بنا پر قول قدیم شافعی او فخر رازی پر معترض ہوئے

ہین ایسے ناواقف غلط کار کو ہرگز اجتہاد روا نہین ہی **قال** پھر جب کہ ہم اساری کی نسبت نص صحیح
قرآن مجید مین پاتے ہین اور نیز بدیہی برہان ثابت ہوتا ہی کہ روز وفات تک وہی پر رسول خدا صلعم کا عمل
رہا ہی تو اب ہمکو اس بات کی تفتیش کی کہ خلفاے راشدین کے زمانے مین کیا ہوا کچھہ حاجت نہین
رہی **اقول** یہان تو آپ یہ فرماتے ہین کہ نص صریح پاتے ہین و دوسرے صفحے یعنی صفحہ ۱۴۰ کے نصف
آخر سطر ۱۴ مین لکھتے ہو کہ اونکا لونڈی و غلام بنانا الفاظ صریح سے نہین باطل کیا گیا تھا
آپکے نزدیک کلمات غیر ظاہر الدلالۃ کا نام نص ٹھہرا ہی لیکن اہل تحقیق و اہل عقل کے نزدیک
اسکا نام نص نہین ہی بلکہ ایسے کلمات کو خفی یا مجمل کہتے ہین آپ خود اہل سب مین مذبذب ہو رہے
ہین کبھی کچھہ کہدیتے ہین کبھی کچھہ کہدیتے ہین ایسے ہی ایسے امور کی بنا پر تو ہم کہتے ہین کہ
آپ قرآن و حدیث کو نہین سمجھہ سکتے پس آپکو ضرور ہی کہ جو مسئلہ پیش آوے اوسمین کسی عالم کی تقلید
کرین اور جو عمل روز وفات تک رسول اللہ صلعم کا رہا وہ بھی آپ کو تسری ماریہ قبطیہ و واقعات سبایاے
ہوازن و اوطاس وغیرہا کے حالات دریافت کرنے سے معلوم ہو چکا ہی پس فی التحقیقت
زیادہ تفتیش کی ضرورت نتھی مگر بنظر مزید احتیاط مناسب ہی کہ دیکھا جاوے کہ آیا کسینے خلفاے
راشدین مین سے تو اسکے خلاف نہین کیا اور معنی آیت کے ویسے ہی سمجھتے رہے ہین جیسا کہ
حیات جناب ختمی مآب مین لوگ اونسے سمجھے تھے یا اوسکے خلاف اگر اوسی طرح سمجھتے رہے ہین
اور اوسی طرح عمل فرماتے رہے ہین تو ہمارے قول کے مزید تاکید ہوئی اور اگر بالفرض آپ کے
قول کے موافق کیا ہی تو آپکو فی الجملہ ایک حجت ہاتھہ لگی سو اس نظر سے قطع نظر اوس سے نفس
اونکے عمل کو بھی دیکھیے **قال** کیونکہ اونکے زمانے مین کچھہ ہی ہوا اور کچھہ ہی اسکا سبب قرار دیا جاوے
ہمکو تو اپنے محبوب رسول کی پیروی ضرور ہوگی **اقول** دعوی محبت کا زبانی ہمکو پسند نہین ع
ای کہ لاف میزنی از دل کہ عاشق ست طوطی لکے زبان تو بادل موافق ست کو محبان
صادق کی جو علامات ہین ہم اونہین لوگون مین دیکھتے ہین کہ جنکے افعال سے آپ یہان ناواقف
ہو رہے ہین آپ بیان ونکی نسبت ایک ذرہ بھی نہین پاتے دیکھہ تو لو کہ اونکو کیسی پیروی

کی ہے یا ہر ایک امام اپنے کی ہی پیروی کی ہے یا واقعی پیروی کی ہے قال ورنہ مسئلہ اسلام کا تو یہی
قرار پاویگا جو قرآن مجید میں ہے نہ اور کوئی اقول واقعی یہی بات ہے مگر اسکو بھی تو دیکھ لو کہ اونھوں
نے اس مسئلہ کو قرآن کے موافق جاری رکھا ہے یا خلاف قرآن کے قال مگر مشکل یہ ہے کہ
جو معاملات کہ خلفاء راشدین کے وقت میں ہوئے اونپر لائق اعتماد اور طمانیت کے اطلاع حاصل
ہونیکو کوئی ذریعہ موجود نہیں ہے اقول یہ دوسری بات ہے پہلے ہی سے یہ بات کیوں نہیں
فرمائی اس دراز پیچ اور بے فائدہ اطالت تحقیق جو تحریر سے کرتے چلے آئے کیا حاصل ہوا عمل خلفاء راشدین کو
جیسا کچھ کہ تھا جسکو ثابت کرنا منظور ہوگا ثابت کر دیگا اسی صفحہ کے نصف اخیر کی سطر ۱۰ پر بالا
داب کر اوسکا اقرار کرتے ہو چنانچہ لکھتے ہو صحابہ کے زمانے میں وسیع خیال نہ ہونا بوجہ بات مذکورہ
بالا کچھ تعجب کی بات نہیں ہے علاوہ کتب احادیث میں موجود نہونا کسی چیز کا مستلزم عدم تحقق اس
چیز مذکور کا نہیں اگر باخبار متواترہ زبانی لوگوں کے بتواتر کوئی بات ثابت ہوجاتی تو یہ بھی مفید
یقین ہے مثلاً پکڑا جانا بانو دختر کسری کا غزوہ فارس میں اور دیا جانا اونکا جناب سید الشہدا
ریحانۃ الجنۃ سبط رسول اللہ صلعم امام ہمام حسین بن علی رضی اللہ عنہما کو اور متولد ہونا جناب
امام المومنین قدوۃ العارفین سید السادات امام زین العابدین رضی اللہ عنہ کا اونسے باخبار
متواترہ ثابت ہے پس اوسکے یقینی ہونے میں کیا شک و شبہ ہے یقین تو یہ ہے کہ آپ بھی اسکا انکار نہ کرینگے
اور اپنے تئیں اونھیں کی اولاد میں سے ظاہر کرینگے قال اسی پر حال کتب سیر و تواریخ کے کہ اونسے تو بجز
چند واقعات ناقابل الاشتباہ کے وقوع سے اطلاع کے اور کوئی نتیجہ نہیں نکلتا اقول ہم
بھی یہی کہتے ہیں کہ اونسے استدلال صحیح نہیں چنانچہ ہمنے اب تک اونسے کسی واقعہ سے استدلال
نہیں کیا اور نہ آیندہ کرینگے مگر وا ہی برحال جناب سامی کہ ابتدا سے فرماتے تو یہی ہے لیکن
استدلال بھی اونھیں سے کرتے رہے فعل آپکا آپکے قول کی ابتدا سے خلاف ہی رہا آپ یہ فرمائیے
کہ وہ چند واقعے ناقابل الاشتباہ جنکا آپنے تذکرہ فرمایا کون کون سے ہیں کچھ تفصیل ہمکو معلوم ہو تو
فرمائیے یا وہ آپکی رائی پر مفوض ہیں جنکو آپ قابل الاشتباہ فرماویں وہ ناقابل الاشتباہ ہو جاویں

اور جنکو مشتبہ قرار دین وہ مشتبہ ہو جاوین یا کوئی ضابطہ مشتبہ او غیر مشتبہ کے دریافت کرنیکا
[illegible] اگر کوئی ضابطہ ہی تو ایا وہی ضابطہ ہی جو ہمنے لکھا ہی یعنی تواتر اخبار یا اور کچھ ہی اگر اور
کچھ ہی تو اوسکو بیان کیجیے قال اگر اون کتابون کو ہم استنباط مسائل مذہبی مین دخل دین
تو ہم صاف صاف ہندونکے مقلد ہونگے جنھون نے مہابھارت کو اپنے ہان کتب مقدسہ
مین داخل کر لیا ہی اقول ہم اس قول کو آپکے بہت جان و دل سے پسند کرتے ہین اہل اسلام
کا یہی معمول ہمیشہ سے چلا آتا ہی اور ہمارے قرآن اور احادیث نبویہ سے بھی یہی بات ثابت ہی اور اسواسطے
ہمارے علماے متقدمین رحمۃ اللہ علیہم نے اخبار کے معاملہ مین بہت چھان پھوڑ کی ہی اور رواۃ کے
حال کی بہت ہی تحقیق کی ہی اونکا ہم بہت شکر ادا کرتے ہین کہ اونکی تحقیقات سے ہم خبر صحیح اور ضعیف
اور موضوع مین ہر وقت تمیز کر سکتے ہین مگر آپکا یہ قول صرف زبانی ہی ہی کہ عمل اوسکے برخلاف ہی
چنانچہ مباحثہ سابقہ سے خوب ظاہر ہو رہا حال مہابھارت کا سو کیفیت اوسکی یہ ہی کہ اوسکے
مولف یعنی بیاس جی کو وے لوگ صاحب وحی والہام بتاتے ہین اور اونکے اعتقاد مین یہ ہی
کہ مہابھارت و بھاگوت وغیرہ اٹھارہ پوران وحی الہام سے لکھے گئے ہین چنانچہ اوسی مہابھارت
مین لکھا ہی کہ بیاس جی کو نارائن سمجھو اگر وہ نارائن نہوتے تو مہابھارت وغیرہ کسطرح تالیف کرتے
اس باب مین اعتقاد ہنود کا بجمیع الوجوہ ایسا ہی ہی جیسا کہ آپکا اعتقاد ہی دربارہ تالیف کتب بائبل
کے کہ آپ بھی اونکے تالیف کو محول اوپر ایسے لوگون کے فرماتے ہین کہ جو نبی تو نہین مگر صاحب
الہام ہین [illegible] حال کہ [illegible] سلسلہ روایت کا بیاس جی تک اور ثابت ہونا اوسکا بروایت
[illegible] بیاس جی [illegible] تالیف کتب بائبل کا ہی غرض ہماری اس تحریر سے اثبات
[illegible] کو تعلیقات تبیین الکلام مین بحث پکڑینگے
[illegible] یا دیکھو قال دوسرا شبہ تو نہایت ہی لغو
[illegible] اقول [illegible] تیرھوین صدی [illegible] تمام
اہل [illegible] کہ معنی قرآن جو تما

اہل قبیلہ تیرہ سو برس سے برابر ایک نمط پر سمجھتے رہے ہین اور وہین بڑے بڑے زبان دان محاورہ دان
عالم لغت قرآن واقف مواقع نزول اہل دیانت ہین اوراون معانی مین کسینے اختلاف نہین
کیا آج ایک شخص ناواقف بیعلم کے کہنے سے اون معانی کو ہم کیونکر بدل سکتے ہین یہ بات تو بہت
ہی پکی اورمستحکم اورہر آئینہ قابل التفات ہی آپ اوسکو کسطرح لغو اور غیر قابل التفات فرماتے ہین قال مسئلہ یہ
کہ اجماع امت سے کوئی حکم شرعی قایم مثل حکم منزل من اللہ قایم ہوجاتا ہی غلط محض ہی اقول کون
کہتا ہی کہ ہر حکم اجماعی کو حکم منزل من اللہ کہتے ہین مگر ہان یہ کہتے ہین کہ اجماع تمام امت مہدیہ کا بموجب خبر
مخبر صادق علم کے گمراہی اورغلط بات پر نہین ہوسکتا اگر ایسا ہو تو خبر مخبر صادق کی غلط ہوجاوے اور یہ
محال ہی پس اجماع امت کا گمراہی اورغلط بات پر بھی محال ہی قال لا تجتمع امتي علی الضلالۃ
اور من شذ شذ فی النار کی صحت کی تسلیم کرنیکے بعد بھی کبھی انکا یہ مطلب کہ خدا یا رسول خدا صلعم
نے جماعت کو دوسرا شارع یا موجد احکام مذہب بنایا تھا یا اوسکو معصوم یا ناقابل سہو و خطا
ٹھہرایا تھا یا نہ تھا اقول آپ اونکو بطور فرض تسلیم نہ کیجیے اول اونھین مین گفتگو کر لیجیے خواہ
مطابق اوضاع ضابطے کے جو آپنے بہ تقلید شاہ ولی اللہ اورشاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہما کے قایم
کیا ہی خواہ مطابق اورکسی ضابطے کے ان احادیث مین گفتگو کر لیجیے کوئی بات باقی نہ رہے
دل کی حسرتین سب خوب طبع کر نکال لیجیے مسلمانون کے ضوابط عقلیہ بنسبت اخبار کے ایسے نہین
کہ کوئی صاحب عقل اونمین کچھ سقم نکال سکے اور یہ جو آپ فرماتے ہین کہ خدا یا رسول خدا نے آیۃ آپ
اسکو سمجھ لیجیے کہ پیغمبر خدا صلعم فرماتے ہین ید اللہ علی الجماعۃ من شذ شذ فی النار کہ خدا کا
ہاتھ جماعت پر ہی جو اوس سے علیحدہ ہوا وہ دوزخ مین ڈالا جاویگا غور کر لیجیے کہ جسپر خدا کا ہاتھ
ہوا یا اوسکا غلطی مین پڑنا محتمل ہی یا نہین اور اگر وہ غلطی مین پڑ سکتا ہی تو اوسکا مخالف جو حق پر ہی
دوزخ مین کسطرح پڑ سکتا ہی اسکو سمجھ کر جاہیے خدا کے ہاتھ کے نیچے آئیے خواہ شق ثانی اختیار
فرمائیے اورقیل وقال ضرور نہین وما علینا الا البلاغ المبین قال اسکی بحث نے اپنا ایک دوسرا
رسالہ چاہیے اقول دوسرا رسالہ بھی تحریر فرمائیے ہاتھ مین قلم موجود ہی مانع مزاحم کوئی نہین اسکو

بھی دیکھا جاویگا قال مگر اس مقام پر اسقدر لکھنا چاہیے کہ صحیح مسئلہ اسلام کا یہ ہے کہ جسطرح ایک
آدمی کا خطا میں پڑنا ممکن ہے اسیطرح ایک گروہ کا بلکہ ایک زمانہ کے لوگوں کا خطا میں پڑنا ممکن ہے
اقول اسلام کا تو یہ مسئلہ نہیں ہے آپکی طبیعت کا گھڑا ہوا مسئلہ ہے جسے آپ اسلام تو بیشک فرماتے ہیں لیکن ایسے
امتی علی الضلالۃ آپ اوسکے خلاف کہکر اتہام غلط اسلام پر لگاتے ہیں جبسبب حکم مخبر صادق
تغیر یا ثبوت کو سوچ سمجھ گئی تو ہم مسلمانوں کا اعتقاد و صحیح مسئلہ یہ ہے کہ ایک امت کا خطا پر مجتمع ہونا ممتنع ہے گو ممتنع عقلی
نہو مگر ممتنع بالغیر ہے قال سب اجماع امت پر ایک شخص ہی پر اول اجماع کو غلط یا غلط بنیاد پر سمجھتا ہو جب السیما نہیں ہے
اقول جو شخص کل اجماع امت کو غلط یا غلط بنیاد پر سمجھے اوسکی تعجب کی غلطی ہی والی سبب سے ہے بموجب خبر مخبر صادق و حق تعالی کے
ہاتھ سے خارج ہوکر دوزخیوں میں داخل ہے یہ قول مخبر صادق کا آخر یہ نتیجہ ہے کہ اوسکا غلط ہونا ممتنع ہے وہ بوا اسکی تکذیب کریگا قال غلام
بیچے جانیکی نسبت جو آپ نے اوسکی غلطی علانیہ ظاہر ہوتی ہے اقول جتنی غلطی علماء کی بجز سے پر مستعد ہوتے تھے مگر خدا کی قدرت دیکھیے
کہ تمہارے نتیجہ ہی یہی غلطیاں خارج ہو کر سب ہی گئیں کہ اگر کچھ بھی تم تمیز سے علمی سوچتے ہو گے تو کسی کی غلطی نہ پکڑ سکتے آئندہ نام نہ لیگے واللہ
انتہی فافہم ماشئت آپ اجماع کی غلطی کے بیان پر مستعد ہوئے ہو خیر فرما و اسکو بھی دیکھیں قال اول تو نص صریح قرآنی
کے برخلاف ہے اقول بھلی ہی جس میں غلطی اپنی پکڑ والی دیکھو سطر ۴ صفحہ ۸ نصف اخیر کے اوپر تم لکھتے ہو کہ انکا وبد
غلام بنانا الفاظ صریح سے باطل نہیں کیا گیا جب الفاظ صریح سے لونڈی غلام بنانا باطل نہیں کیا گیا تو پھر نص صریح کہاں
میں جس کے آپ نص صریح کسکو کہتے ہیں پھر کیا خیال پایا و ہم جانتے ہیں یہ اجماع مطابق ہے اون نصوص صریحہ قرآنی کے جو دال
ہیں بر جواز استرقاق کے کہ ہم اونکی تفصیل بیان کر چکے ہیں ایک نص نہیں بلکہ بہت ہیں اور جو کوئی اون نصوں کو ملاحظہ کریگا
آپکی غلطی اور بعد و اقعی اوسپر خوب ہی کھلجاویگی قال دوسرے اوس اجماع کا سبب کوئی حکم احکام مذہبی
نتھا بلکہ ایک اتفاقیہ طبعی ایسا سبب تھا کہ نادانستہ اوس آیت سے غفلت ہوگئی اقول
کیسے غلطی میں پڑے ہو غلطی میں نہیں پڑے ہو بلکہ دیدہ و دانستہ گمراہوں کی تقلید سے حق
بات چھپاتے ہو اور جھوٹی بات زبان پر لاتے ہو خلافت خلفائے راشدین کا عین عرصہ جہاد کا
تھا اور اوسمیں روزانہ معاملہ اساری کا واقع ہوتا تھا پھر اجماع اصحاب رسول اللہ صلعم کا مسئلہ
اساری پر بلا سبب کسطرح کہا جاسکتا ہے اور اوسکو امر اتفاقی طبعی بجز کسی نادان کے کون

کہہ سکتا ہی کیسے مجتہد اسلام ہو کہ عترت رسول اللہ صلعم اور اصحاب رسول اللہ صلعم کو باوجود اعی شدید بلحاظ آیت مذکورہ کے آیت مذکورہ سے غافل بنا کر اون سب کو مصداق آیت وَ الَّذِيْنَ هُمْ عَنْ اٰيٰتِنَا غٰفِلُوْنَ کا ٹھہراتے ہو وَ تم لوگ تمہاری طرح بیعلم اور نا فہم تھے کہ عین وقت ضرورت شدید مین حکم خدا سے غافل ہوتے فرض کرو کہ ابو بکر صدیق غافل ہو گئے تھے تو عمر بن خطاب اور عثمان بن عفان اور علی بن ابی طالب اور جمیع اصحاب کبار پر کیا پردہ غفلت کا پڑ گیا تھا اسقدر جم غفیر کا غافل ہو جانا ایک ایسے حکم سے کہ بقول آپکے نص صریح ہی ہر آئینہ عادۃً محال اور ممتنع ہی ذری ذری سی بات پر تو باہم گفتگو اور موشگافیان کرتے تھے اور برابر قرآن و حدیث سے تمسک کرتے تھے ایسی نص صریح سے اسقدر غفلت کہ نہ ارسال کی نوبت پہونچی تھی کیونکر غافل ہو گئے کسی طرح یہ بات کسی صاحب عقل کے سمجھ مین نہین آسکتی اور پھر دلیل اسکی کیا ہی کہ وہ سب کے سب غافل ہو گئے بلا وجہ و دلیل الزام غفلت کا ایسے ایسے ابرار و اخیار امت پر دھرنا سخت ناروا ہی ؎ آتشے کرنا درست این دود جلیست جان سیہ گشت و روان مردود جلیست یہ طرفہ ہی کہ بنی جذیمہ کی لڑائی کے بیان مین پیشتر اس سے خود یہ لکھ چکے ہو کہ بہت سے اصحاب کا قتل اسیران سے انکار کرنا دلیل اسکی ہی کہ وہ نزول آیات من و فدا سے واقف تھے یہان برخلاف اسکے یہ کہتے ہو کہ اس اجماع کا سبب اتفاقیہ طبعی ایسا تھا کہ نادانستہ اس آیت سے غفلت ہو گئی کہین اونکو واقف ٹھہراتے ہو کہین ناواقف بناتے ہو عجب جال ہی آپکا اپنی غلطی کا اقرار کیون نہین کرتے جو اونپر الزام غفلت کا دھرتے ہو قال چند روز اتفاقیہ غفلت رہی اقول خدا سے ڈرو خود اقرار کرتے ہو کہ تیس برس خلافت عدل رہی ان تیس برس کو بلفظ چند روز جو تعبیر کرتے ہو کچھ بھی خدا کا خوف ہی بڑا تعجب ہی کہ ایسے ایسے عاقل جیسے ایسے خدا کا کلام سمجھنے والے قرآن کے جمع کرنے والے احکام قرآن کے بشدت تمام جاری کرنے والے متقی متورع تیس برس تک غفلت اتفاقی مین پڑے رہین قال وس زمانے کے بعد کے لوگوں نے اوس رسول کو امر قصدی اور ارادی سمجھا

اقول ذہول کا ثبوت بھی کچھ ہے یا بے دلیل جو دل مین آتا ہے لکھدیتے ہو واقع مین وہ ذہول
نتھا بلکہ عین مدعا قرآن تھا جسپر اونھون نے اجماع کر کے عمل فرمایا اور واقع مین اوس زمانہ کے
لوگون نے اونکے فعل کو امر قصدی و ارادی ہی سمجھا تھا اور جیسا اونھون نے سمجھا تھا حقیقت
مین ویسا ہی تھا اگر تمھارے پاس کوئی دلیل غفلت کی ہے تو پیش کیون نہین کرتے **قال**
اوسکے بعد ظلمت تقلید نے دنیا مین اندھیرا کر دیا **اقول** قبل از ظلمت تقلید تو اندھیرا تھا
اوس زمانہ مین اگر کسی نے اصحاب کبار کے برخلاف مدعا آیت کا سمجھا تھا تو اوسنے کیون نہین
مشعل روشن کی مگر یہی آگ آپنے بارادہ اطفاء نور قدیم کے جلائی ہے یُرِیدُونَ لِیُطْفِؤُا
نُورَ اللّٰہِ بِاَفْوَاھِھِمْ وَاللّٰہُ مُتِمُّ نُورِہٖ وَلَوْ کَرِہَ الْکَافِرُونَ ۝ آپکی وہی مثل ہے جو قرآن مین
وارد ہے مَثَلُھُمْ کَمَثَلِ الَّذِی اسْتَوْقَدَ نَارًا فَلَمَّا اَضَاءَتْ مَا حَوْلَہٗ ذَھَبَ اللّٰہُ
بِنُورِھِمْ وَتَرَکَھُمْ فِی ظُلُمَاتٍ لَّا یُبْصِرُونَ صُمٌّ بُکْمٌ عُمْیٌ فَھُمْ لَا یَرْجِعُونَ ۝
پھر یہ بھی غور فرمائیے کہ باب تقلید تو بہت مدت بعد کھلا ہے ائمہ مجتہدین تو مقلد صحابہ تھے امام
شافعی رحمۃ اللہ علیہ تو صحابی کی تقلید سے قیاس کو بھی ترک نہین کرتے چنانچہ وہ فرماتے
ہین کہ نحن رجال وہم رجال ہم بھی آدمی ہین اور وہ بھی آدمی تھے بھلا ایسا شخص جو قیاس کو بھی
صحابی کے قول پر مقدم رکھتا ہے نص صریح کے مقابل مین اصحاب کی تقلید کسطرح کر سکتا ہے
ہان امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ البتہ زیادہ تر متوجہ بطرف تقلید اصحاب رسول اللہ صلعم کے ہین
سو وہ بھی اسیقدر جائز رکھتے ہین کہ قیاس کو اونکی تقلید سے چھوڑ دیا ہے نہ یہ کہ نص صریح کے مقابلہ
مین بھی تقلید صحابی کی کی جاوے چونکہ ائمہ اربعہ تک تقلید کا تذکرہ بھی بہت ہی کم تھا اور بعد اونکے
بھی ایک مدت مدید تک علما ایسے ایسے مجتہد ہوئے کہ پابند تقلید نتھے بلکہ اکثر ائمہ اربعہ سے مسائل
مین خلاف کرتے تھے پس مقولہ مجتہد کا کہ اوسکے بعد دنیا مین ظلمت تقلید نے اندھیرا کر دیا صاف
غلط اور محض دھوکا بازی اور ضلالت اور ضلال ہے **قال** اور از خود بلا قصد اجماع اسپر
اجتماع ہوگیا **اقول** بھلا کوئی شخص بجز مجنون یا سفیہ کے یہ بات کہہ سکتا ہے کہ بلا قصد اجتماع

ہو گیا کیا یہ اقوال مجتہدین علمای امت در باب جواز استرقاق بلا قصد بحالت خواب مین اونکی
زبان سے نکلے تھے یا بطور ہزل کے اونھون نے کہے تھے جو یہ کہا جاوے کہ بلا قصد اجتہاد یہ بیانات
اغلوطات کچھ حاصل نہین **قال** تفصیل اوسکی یہہ ہے **اقول** اجمال تو دیکھا گیا کہ اوس سے
سر مو الحاد مجتہد کا پیدا تھا اب تفصیل کو بھی دیکھنا چاہیے کہ اوس سے دیکھیے کیا گل کھلتے ہین **قال**
عرب مین رواج لونڈی غلام کا اور لڑائی کے قیدیون کو لونڈی و غلام بنانیکا ایسا قدیم
چلا آتا تھا اور ایسا نیک سبب سمجھا جاتا تھا کہ کسی کے دل مین اسکا خیال بھی نہ تھا کہ اوسکی موقوفی بھی
ہوگی **اقول** ہم پہلے ثابت کر چکے ہین کہ شارع علیہ السلام نے ہر طرح کے مروج غلامی کو جایز نہین
رکھا صرف اوسی غلامی کو جو مبنی بر قواعد عقلیہ تھے جایز رکھا اور باقی کو بذریعہ حکم صاف کے
بند کر دیا اور وہ غلامی جو جایز رکھی گئی تھی صرف وہی تھی جو کفار عرب بایکدیگر لڑکر از روی ظلم
و استیلا کے ایک دوسرون کو یا اونکی ذریت کو قید کر لاوین چنانچہ ابتک اوس طرح کی غلامی
باتفاق علما جایز ہے اور یہ قول کہ ایسا قدیم چلا آتا تھا الخ صاف غلط ہے مجتہد صاحب نے اپنے
کوئی دلیل اسپر پیش نہین کیا اور بلا دلیل تو ہم اونکی بات پر اعتماد نہین کرتے علاوہ بران قدامت مستلزم اسکی نہین
کہ کسی کے دل مین خیال اوسکی موقوفی کا نہ گذرے اگر اس ملازمہ پر مجتہد صاحب کوئی دلیل رکھتے
ہون تو پیش کرین سوا اسکے اور بہت رسمین جاہلیت قدیمہ کی عرب مین تھین اور شریعت کی
جاتی تھین یکلخت موقوف ہوگئین علاوہ بر رسوم جاہلیت کے بعض امور جو شرایع سابقہ مین جایز
تھے اور قدیم سے چلے آتے تھے بمجرد ایک حکم کے ایک آن مین موقوف ہوگئین قدامت کسی چیز کی
مستلزم اسکی نہین کہ کسی کے دل مین خیال اوسکی موقوفی کا نہ آوے اور پھر گذرنا خیال
موقوفی کا کسی کے دل مین مستلزم اسکا نہین کہ بروقت صدور حکم تحریم کے موقوف نہو جاوے
قال اس خیال کو بعض واقعات ابتدای زمانہ اسلام نے جسمین لڑائی کے قیدیان کو بطور رسم
زمانہ قدیم لونڈی و غلام سمجھا اور نیز مذہب اسلام کے ان احکام نے جو بابت ان لونڈی و غلامون کے ہین
قبل نزول آیت حریت لونڈی و غلام ہو چکے تھے بطور لونڈی و غلام کے تسلیم کیے گئے تھے اور

متعدد احکام اونکی نسبت قرآن و حدیث مین موجود تھے اور بھی زیادہ مستحکم اور پختہ کر دیا تھا
اقول اس بناوٹ کی تقریر سے جو سب الفاظ مجہول ہین کچھ مدعا ثابت نہوا یہ جو کہتے ہو کہ لڑائی کے
قیدیون کو بطور رسم زمانہ قدیم لونڈی و غلام سمجھا اس سمجھا کا فاعل کون ہی یعنی یہ سمجھنے والا کون
ہی آیا پیغمبر صلعم ہین یا کوئی اور ہی اگر پیغمبر صلعم ہین تو ہم یہ پوچھتے ہین کہ اونھون نے مطابق حکم خدا
ایسا سمجھا یا برخلاف حکم خدا کے اگر مطابق حکم خدا کے سمجھا تو عین شریعت اور واجب الاتباع
ہی اور اگر کوئی شخص پیغمبر خدا کی ایسی سمجھ کو برخلاف حکم خدا کے سمجھتا ہی تو ہر آئینہ کافر زندیق ہی
اور اگر وہ سمجھنے والا کوئی اور ہی تو اوسکی ایسی جاہلیت کی سمجھ کی اقتدا پیغمبر صلعم نے کیون کی غور تو
کیجیے کہ جو شخص کہ باعلان تمام یہ فرماتے اَبْغَضُ النَّاسِ اِلَی اللّٰہِ مُبْتَغٍ فِی الْاِسْلَامِ سُنَّۃَ
الْجَاھِلِیَّۃِ مبغوض ترین آدمیون کا خدا کے نزدیک وہ شخص ہی جو اسلام مین رسم جاہلیت کا
خواہان ہو بھلا وہ شخص کسطرح کسی کی تجویز کی ہوئی اور سمجھی ہوئی رسم جاہلیت کے اجرا کا روادار
ہوسکتا ہی جسکو یہ حکم صریح ہی اِنَّا اَنْزَلْنَا اِلَیْکَ الْکِتَابَ بِالْحَقِّ لِتَحْکُمَ بَیْنَ النَّاسِ بِمَا
اَرٰیکَ اللّٰہُ وَلَا تَکُنْ لِلْخَائِنِیْنَ خَصِیْمًا ہمنے اوتاری تجھپر یہ کتاب حق کے ساتھ تاکہ تو حکم کرے
آدمیون مین مطابق اوسکے جو خدا نے تجھکو دکھایا ہی اور نہو تو خیانت کرنے والون کیطرف سے
جھگڑنے والا یعنی خیانت کرنے والون کا مددگار نہو جسکو یہ حکم صریح ہو وَاَنِ احْکُمْ بَیْنَھُمْ
بِمَا اَنْزَلَ اللّٰہُ وَلَا تَتَّبِعْ اَھْوَاءَھُمْ وَاحْذَرْھُمْ اَنْ یَّفْتِنُوْکَ عَنْ بَعْضِ مَا اَنْزَلَ
اللّٰہُ اِلَیْکَ اور یہ کہ حکم کر تو درمیان لوگون کے مطابق اوسکے جو خدا نے نازل کیا ہی اور نہ پیروی
کیجیو تو اونکی خواہشون کی اور بچتا رہیو اونسے کہ تجھکو فتنے مین نہ ڈالین یعنی نہ ہٹاوین بعض
اوس چیز سے کہ خدا نے اوتاری ہی تجھپر قیامت آ گئی کہ با اینہمہ تاکیدات شدید وہ شخص خائنین
اور جہلا کی پیروی کرے اور خدا کا حکم نمانے تَکَادُ السَّمٰوٰتُ یَتَفَطَّرْنَ مِنْہُ وَتَنْشَقُّ
الْاَرْضُ وَتَخِرُّ الْجِبَالُ ھَدًّا قریب ہی کہ پھٹ پڑین آسمان اس بات سے اور پھٹ جاوے
زمین اور گر پڑین پہاڑ ٹکڑے ہو کر اور یہ جو کہتے ہو کہ مذہب اسلام کے اون احکام نے جنکو

لونڈی وغلام جو قبل نزول آیت حریت لونڈی وغلام ہو چکے تھے بطور لونڈی وغلام کے
تسلیم کیے گئے تھے آپ ہی فرمائیے کہ یہ احکام قرآن وحدیث کے جنکی رو سے رقیت اون رقیقوں کی
تسلیم کی گئی تھی کسکی تھی آیا خدا ہی کی تھی یا کسی اور کی تھی اگر خدا کی تھی تو جب بموجب احکام خدا کے
رقیت تسلیم کی گئی اور جب اون احکام سے تسلیم رقیت کو استحکام ہوا تو یہ جو آپ دعوی کرتے تھے کہ
بموجب رسم زمانے کے تسلیم کی گئی تھی صاف جھوٹھا ہو گیا اور جب بموجب احکام خدا کے رقیت تسلیم
کی گئی تو یہ تسلیم عین شریعت ہی اور جب تک یہ تسلیم بکلمات نص منسوخ نہو گی تب تک ابدالاباد قائم
ودائم رہیگی لَا مُبَدِّلَ لِحُكْمِهِ اوسکے حکم کا کوئی بدلنے والا نہیں اور یہ جو آپ فرماتے ہین اون
متعدد احکام اونکی نسبت قرآن وحدیث مین موجود تھے الخ اس سے مدعا ہمارا بخوبی ثابت ہو گیا
یعنی بعد ان سب امور کے معاملہ رقیت کا محض رسم وخیال ہی نرہا بلکہ جب احکام قرآن وحدیث اوکی
نسبت متعدد صادر ہوئے اور خدا کے بھیجے ہوئے پیغمبر نے اساری کو لونڈی غلام بنایا تو معاملہ
شرعی ہو گیا اور خیال ورسم کا جو شبہ ہوتا تھا وہ بھی جاتا رہا اور معاملہ بجا شرعی تھا اور معاملات
شرعیہ کے پختہ ہو گیا یہان ایک بات اور بھی قابل بیان ہی مجتہد دہر اوپر لکھا ہی کہ اس اجماع کا سبب
کوئی حکم احکام مذہبی سے نتھا بلکہ ایک اتفاقیہ طبعی ایسا سبب تھا کہ نادانستہ اس آیت سے غفلت
ہو گئی یہان یہ فرماتے ہین مذہب اسلام کے اون احکام نے جن سے وہ لونڈی وغلام جو قبل نزول آیت
حریت لونڈی غلام ہو گئے تھے بطور لونڈی غلام کے تسلیم کیے گئے اور متعدد احکام اونکی نسبت
قرآن وحدیث مین موجود تھے اس تقریر سے مجتہد دہر کی تقریر سابقہ صاف باطل ہو گئی اور ظاہر
ہو گیا کہ سبب اجماع یہی احکام مذہبی منصوصہ قرآن وحدیث ہین اور اجماع امت بسبب انھین احکام
کے اسپر منعقد ہوا کہ رقیت بلا قید زمان کے عموماً شرعاً جائز ہی اور احکام منصوصہ مخصوص کسی
زمانہ کے ساتھ نہین ہین پس جو شخص کہ مدعی خصوصیت احکام مذکورہ کا ساتھ زمانہ بدو اسلام
کے ہی لا محالہ مخالف جماعت و اجماع کے ہی اور قول اوسکا بسبب مخالفت اجماع لا محالہ مردود ہی
قال اخیر غزوات مین آیت مین وفدا نازل ہوئی اقول یہ بات غیر مسلم ہی کہ اخیر غزوات مین نازل

ہوئی اسقدر تحریر طویل مجتہد عصر نے کی مگر اب تک اوسکے اثبات پر کوئی دلیل شرعی بجز توہمات و تخیلات فاسدہ کے پیش نہین کی مگر تسلیم اسکی بھی ہم یہ کہتے ہین کہ پیغمبر بھی تو اسارے کا لونڈی و غلام بنانا پیغمبر صلعم نے جائز رکھا اور قتل بھی جائز رکھا چنانچہ ہوازن سے ایک آدمی کو پکڑوا کر قتل کرادیا اور ذریات مین سے خمس آپ لیا اور باقی کو اصحاب پر تقسیم کردیا اور خمس مین سے ایک یا دو لڑکیان عمر بن خطاب کو عطا فرمائین اور غزوہ اوطاس مین جسقدر اسیر بابت غنیمت مین آئین اونکو اصحاب کو بانٹ دیا چنانچہ یہ سب امور احادیث صحیحہ سے ہمنے ثابت کردیے ہین پس بعد اس آیت کے بھی حکم جواز رقیت مین بعہد جناب رسالت مآب صلعم کچھ فرق نہ آیا اور بدستور بموجب فرمان پیغمبر صلعم کے جاری و نافذ رہا **قال** اوس آیت مین بھی قیدیون کی نسبت احکام محصورہ صادر ہوگئے **اقول** مین احکام محصورہ کو نہین سمجھا ایا یہ کوئی قسم احکام کی ہے جیسا منصوصہ و مفسرہ و محکمہ اور ظاہرہ یا کچھ اور اس سے آپکی کیا مراد ہے عنایت فرما کر اسکی شرح فرما دیجیے **قال** اور لونڈی و غلام بنانا الفاظ صریح سے نہین بلکہ بوجہ حصر باطل کیا گیا **اقول** ہرگاہ کہ بقول مجتہد کے رسم غلامی رسم قدیم تھی اور اوسکے متروک ہوجانیکا کسیکو خیال بھی نتھا اور احکام قرآن و احادیث اور افعال پیغمبر صلعم سے زیادہ تر استحکام اوسکا ہوگیا تھا پس مقتضای بلاغت قرآن اور مقتضای حال تو یہ تھا کہ اوسکے ترک اور ممانعت کا حکم بہت تصریح سے بالفاظ صریح بہت ہی تاکید سے نافذ ہوتا جسطرح حکم حرمت خمر و ربا نافذ ہوا ہے نہ یہ کہ بالفاظ غیر صریح مجملہ خفیہ سے اور گرہ کا احکام جواز رقیت ایسی متصوص اور مفسر اور صاف جواز رقیت پر دلالت کرتی ہین کہ اونمین کسی بات دان کو شک و شبہ نہین ہے پس خالی اس سے نہین کہ وہ احکام دالہ و بر جواز رقیت کے منسوخ ہوگئی یا بدستور باقی ہین اگر بدستور باقی ہین تو دعوی بطلان کا باطل ہے اور اگر منسوخ ہوگئی تو یہ آیت اونکی ناسخ ٹھہری اور چونکہ آپ خود مقر ہین کہ ابطال استرقاق بالفاظ صریح نہین پس وہ آیت کسطرح ناسخ احکام منصوصہ مفسرہ کے جو ایسے صریح ہین کہ اونکی صراحت مین آپ کو بھی شبہ نہین ہے اور او نہین احکام کی بنا پر آپ بھی مقر ہین کہ ابتداے اسلام مین

رقیت اسلام مین بھی تسلیم کی گئی نہین ہو سکتی کیونکہ جو احکام مفسر اور بہت صاف ہین وہ کسی دلیل
مجمل اور خفی سے منسوخ نہین ہو سکتے اب رہا حصر سو اوسکا بھی یہ حال کہ کوئی لفظ اوس آیت مین
ایسا نہین کہ حصر پر دلالت کرتا ہو اگر آپ یہ کہین کہ کلمۂ انّما واسطے حصر کے ہی تو ہم کہینگے کہ غلط
بات ہی ہمنے اوپر ثابت کر دیا ہی کہ وہ مادّہ ما لعنہ المجمع مین بھی جیسا کہ یہان ہی مستعمل ہوتا ہی اور دیگر
معانی مین بھی سوا حصر کے مستعمل ہی پس ادعاے حصر بلا دلیل باطل ہی اگر آپ کہین کہ فخر رازی نے
لکھا ہی کہ اما و انما واسطے حصر کے ہی تو ہم کہینگے کہ لغت عرب مین جیسے آپ ویسے فخر رازی فرق
اتنا ہی ہی کہ وہ بلدۂ ری عراق عجم کے ہین آپ بلدۂ دہلی ہندوستان کے ہین کسی عرب عربا کا
قول سند لائیے یا کسی نحوی یا عالم اللغت کے قول سے استدلال فرمائیے اور جس گاہ اہل حجاز و قریش
اور دیگر عرب عربا نے کلمہ انما کو مفید حصر نہین سمجھا تو بالیقین جاننا چاہیے کہ وہ کلمہ ہرگز واسطے
حصر کے نہین اگر واقع مین وہ کلمہ مخصوص واسطے حصر کے ہوتا تو اہل زبان کہ جنکی زبان مین قرآن
نازل ہوا ہی بلاشک ایسا ہی سمجھتے اور بمقتضاے حصر کے عمل فرماتے اور اوپر جواز استرقاق کے بلا قید زمان
اجماع نہ کرتے بھلا اورون کا تو مذکور ہی کیا ہی خود صاحب وحی نے بھی کہ جنسے زیادہ کوئی قرآن کو
نہین سمجھتا انما کو اس آیت مین مفید حصر نہین سمجھا اگر ایسا سمجھتے تو اسارے ہوازن اور اوطاس
وغیرہا کو کیون رقیق بنا لیتے اور بعض ہوازن کو کیون قتل کرا دیتے **قال** بعد نزول اس آیت کے
جناب رسول خدا صلعم اگرچہ تمام اسارے پر مَن و فدا کیا الا جو کہ قبل نزول اس آیت کے بھی ایسا ہوتا
تھا اس سبب سے خیال حصر موجودہ آیت پر نہوا **اقول** سراسر جھوٹھ بات ہی اسارے مذکور کو فدیہ لیکر
چھوڑا تھا اور نہ حکم صریح ممانعت کا نافذ ہوا اور پھر کسی محارب مقاتل کو نہ فدیہ لیکر چھوڑا نہ احسان
رکھکر بلا فدیہ چھوڑا چنانچہ بحث اسکی مفصل گذر گئی اور مجتہد عصر جو یہ فرماتے ہین خیال حصر موجودہ
آیت پر نہوا تکذیب اس قول کی خود اونھین کے قول سے جو بیان جنگ بنی جذیمہ مین فرمایا ہی ظاہر
اوس قول سے ظاہر ہی کہ اکثر اصحاب کو اس پر اچھی طرح علم تھا اور اچھی طرح معنی آیت کے سمجھے تھے علاوہ
ہم کہتے ہین کہ خیال حصر کے کیا معنی بر خلاف حصر ہمیشہ عمل مین آتا رہا یہ قضیۂ شرطیہ جناب مجتہد دہر کا

کہ دیکھو کہ قبل نزول اس آیت کے بھی ایسا ہوتا تھا اس سبب سے خیال حصر موجودہ آیت پر نہوا عجیب
قضیہ قابل تماشا ہے کہ مقدم کو تالی کسی طرح سے لازم نہیں یعنی ہونا عمل کا اوپر قتل و استرقاق و منع فداء
کے قبل از نزول آیت عدم جواز قتل و استرقاق و حصر جواز کے درمیان من و فداء کے مستلزم اسکا
ہرگز ہرگز نہیں کہ عدم جواز قتل و استرقاق و حصر جواز من و فداء پر خیال نہوے دیکھو قبل نزول آیات
تجدید نکاح و منع جمع بین الاختین کے عمل اوپر ازدواج ما فوق الاربع اور ما دون الاربع اور جمع
بین الاختین اور عدم جمع پر ہوتا تھا اگر عمل سابقہ موجب عدم لحاظ ہوتا تو لازم آتا کہ حسب طرز قول
مجتہد آیت من و فداء مین خیال حصر پر نہوا ایسی ہی ان آیات مین تحریم ما فوق الاربع اور تحریم جمع
بین الاختین پر بھی خیال نہوتا و اللازم باطل فالملزوم مثلہ تو ضکہ سب قضیہ دلائل مجتہد دہر کے
تمامتر وہمیات برخلاف ضوابط علوم اصول میزان و مناظرہ نکلے و سب ہیچ و پوچ ہین پھر ہم
یہ دریافت کرتے ہین کہ حصر پر کسکو خیال نہوا آیا پیغمبر صلعم کو نہوا یا اصحاب کو نہوا اگر پیغمبر صلعم کو خیال
نہوا تو صاف ثابت ہوا کہ واقع مین ادعاء حصر غلط اور خلاف مراد صاحب وحی نکلے ہے اور اگر اصحاب
کو خیال نہوا تو پیغمبر صلعم نے کیون خیال نکرایا اور کیون خیال نہوا کیا تبلیغ اوس آیت کی باعلان
تمام مثل تبلیغ دیگر آیات قرآن کے نہ فرمائی گئی تھی اور تعمیل حکم یَا اَیُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَا
اُنْزِلَ اِلَیْکَ مِنْ رَّبِّکَ وَاِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهٗ کی کچھ بھی نہین کی گئی دیکھو تو علماے
علم معانی و بیان اس آیت کی تفسیر مین کس کس خوبی کے ساتھ مین کلمات آیت سے اس بات کو ثابت
فرماتے ہین کہ پیغمبر خدا صلعم نے ذرا سی بات کی تبلیغ مین بھی کسی طرح کی غفلت نہین کی اور جو احکام نازل ہوئے
اونکا ایسا اعلان کیا کہ کسی طرح کا شک و شبہہ تبلیغ مین نرہا چنانچہ بتائید اوسکے بخاری روایت
کرتے ہین عن عائشۃ قالت من حدثک ان محمدا علیہ السلام کتم شیئا مما انزل علیہ
فقد کذب وھو یقول یا ایھا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک الآیہ عائشہ رض
فرماتی ہین کہ جسنے یہ بات تجھسے کہی کہ محمد علیہ السلام نے اوس مین سے جو خدا نے اوسپر اوتاری ہے کچھ
بھی چھپایا تو اوسنے جھوٹھ بولا شان یہ ہے کہ خدا فرماتا ہے اے رسول اچھی طرح سے پہونچا دو لوگون کو کل

اوس چیز کو جو تجھپر اوتری ہی تیرے پروردگار کیطرف سے اور اگر ایسا نکیا تو تو نے اوسکی پیغمبری کی کچھہ
بھی تبلیغ نکی اور اگر درحقیقت تبلیغ کامل ہو گئی تھی تو باوجود کچھہ لینے علم اور تبلیغ کامل کے کیا وجہہ
تھی کہ کسیکو بھی خیال نہوا پانچ حال سے خالی نہین کہ یا کلمہ اِنَّمَا کا ازروے لغت عرب کے مفید حصر نہین
یا درباب حصر کے اوسمین کچھہ اجمال ہی یا آیہ کہ حکم حصر وجوبی نہین یا کرد یدہ و دانستہ اوس حکم کی تعمیل نہین
کی یا یہ کہ وہ معنی اِنَّمَا سے واقف نتھے صورت خامسہ تو نہایت مستبعد ہی بلکہ ممتنع ہی کیونکہ اصحاب
پیغمبر صلعم خاص عرب تھے اور اونمین اکثر لوگ قریش تھے اونہی زبان مین قرآن نازل ہوا ہی فَاِنَّمَا
یَسَّرْنَاهُ بِلِسَانِكَ الآیہ صورت رابعہ کے قائل کو ہم سخت بددین اور ملحد سمجھتے ہین اور مرافقہ
مین اسکا قایل ایسا ہی ہی کہ پیغمبر صلعم اور جملہ اصحاب کبار اور خیار امت کو جنکا خیر القرون ہونا بخبر
مخبر صادق ثابت ہو چکا ہی اونکو فاسق اور شر القرون کہتا ہی صورت ثالثہ ہمارے مفید ہی اور صورت
ثانیہ بھی ہمارے مدعا کی مفید ہی کیونکہ در صورت اجمال کے اصحاب رضوان اللہ علیہم پر پہلے امر واجب تھا
کہ اوس اجمال کی تفسیر بیان قولی یا فعلی صاحب وحی علیہ السلام سے دریافت کرتے اور چونکہ بیان فعلی
واقعہ ہوازن اور اوطاس وغیرہ سے یہ بات ثابت ہو گئی کہ اِنَّمَا واسطے حصر کے نہین تو جواز استرقاق
پر جو اونھون نے عمل فرمایا ہر آیئنہ عمل اونکا مطابق آیہ مفسرہ کے ہوا صورت اولی مین مدعا ہمارا ہی
قال اور اوسکے بعد قلیل زمانے مین رسول خدا صلعم نے رحلت فرمائی اقول اگر قلت اضافی مراد ہی تو ابتدا سے
انتہا تک خود زمانہ دنیا ہی قلیل اور چند روز ہی اور اگر فی نفسہ اوس زمانہ کو دیکھیے کہ جس وقت سے آپ عوی
غیر ثابت نزول آیت کا کرتے ہین تا روز وفات پیغمبر صلعم کتنا ہی تو دو برس اور چار مہینے ہوتے ہین
یہ کچھہ زمانہ قلیل تھا اس مدت مدید مین تعجب بارہا سورہ محمد صلعم نماز مین اور تلاوت مین اصحاب پیغمبر صلعم نے سنی
اور پڑھی بھی ہو گی اور چونکہ یہ آیت بہ نسبت ایک امر اہم متعلق جہاد کے نازل ہوئی تھی اور اس عرصہ مین
بہت سے سرایا اور بعوث حضرت نے جہاد کے واسطے بھیجے ممکن نتھا کہ اس حکم سے جو منجملہ امور اہمہ متعلقہ
جہاد کے تھا سرایا اور بعوث و امیران لشکر کو اطلاع نہ دی ہو اسکے بعد جو احکام نازل ہوئے ہین وہ بھی
بہت اعلان کے ساتھہ منادی فرمائی گئی احکام سورہ برائت کے واسطے ابوبکر صدیق رض اور علی مرتضی رض او

مامور ہوئے کہ عین بر وقت حج اوسکی منادی کرادین طواف عریان کی ممانعت کی بھی ایسی ہی منادی
کرائی گئی بڑا تعجب ہے کہ حضرت یہی ایک حکم باوجودیکہ احکام سورۂ براءت سے اور اور چند احکام پیشتر نازل
ہو چکا تھا اعلان و تبلیغ سے باقی رہگیا اور احکام مابعد کے اعلان مین زمانہ قرب وفات کچھ موخر ہوا
صرف اسی حکم مین موخر ہو گیا علاوہ برآن حضرت نے اگر رحلت فرمائی آیت تو قرآن مین موجود تھی وہ
تو نہین اوٹھہ گئی تھی بڑا تعجب ہے کہ کسی صحابی نے نہ حضرت کی حیات مین اوسکو پڑھا نہ بعد وفات کے
پڑھا اور اگر کسی صحابی کو بھی اوسکی اطلاع تھی اور کسیکی تلاوت مین وہ نہین تھی تو وہ متواتر نہ ہوئی
اور جب متواتر نہوئی تو قرآن ہونا بھی اوسکا باطل ہو گیا خلاصہ مدعا یہ ہے کہ یہ آیت متواتر ہے یا نہین
اگر متواتر ہے تو صدہا صحابیونکا علم اوسپر ضرور ہے اور اگر متواتر نہین تو جزو قرآن نہین بر شق اول
جو باوجود شہرت تامہ اور تواتر عامہ اسکے کہ زبان زبان وہ بیان وہ بیان تھی عمل اوسپر صحابہ کا نہوا تو باعث
اوسکا وہی وجوہ خمسہ ہین جو ہمنے لکھین ہین یا اور کچھ اگر اور کچھ ہے تو بیان کیجیے ورنہ جو کوئی وجہ
اونمین وجوہ خمسہ سے ہے تو بیان اوسکا اوپر گذر گیا **قال** صحابہ کے زمانے مین اوسپر خیال نہونا وجہ
مذکورہ بالا کچھ تعجب کی بات نہین ہے **اقول** کوئی وجہ ایسی کہ باعث زوال تعجب ہو آپنے
بیان نہین فرمائی بعد تحریر چند کلمات لایعنی کے ایک دھوکے کی بات یہ لکھدی کہ کچھ تعجب
کی بات نہین دیکھیو وجوہ خمسہ مرقومہ بالا کو اوسکے بعد رفع تعجب اور استبعاد کے کوئی وجہ
معقول پیش کرو ورنہ ایسے لغویات آپکے تو کوئی صاحب عقل پسند نکریگا **قال** شراب کی حرمت
نازل ہونیکے بعد کوئی نہین سمجھا تھا کہ شراب حرام ہو گئی ہے یہانتک کہ تین دفعہ اوسکی حرمت
نازل ہوئی **اقول** سراسر افترا اور کذب بہتان صریح ہے حرمت کی یہی ایک آیت ہے اِنَّمَا الْخَمْرُ
وَالْمَيْسِرُ وَالْأَنْصَابُ وَالْأَزْلَامُ رِجْسٌ الی قولہ تعالی فَهَلْ أَنْتُمْ مُنْتَهُونَ
اسکے بعد یہ ہوا کہ تمام مدینہ مین منادی حرمت کی کرادی گئی اور بیع خمر اور تداوی بالخمر حرام
کردی گئی اور خمر جو موجود تھی پھینکوا دی گئی یہانتک کہ اوسکے سرکا بنانے کی بھی اجازت ندی گئی
برتن شراب کے جو معمولی ہوتے تھے اونکے استعمال کی بھی ممانعت فرمائی گئی اوسکے پینے والے پر

حکم آجر آحد کا نافذ ہوا اصحاب مین ایسا کوئی نہ رہا کہ جسنے حکم حرمت نہ سمجھا ہو آیت تحریم سے پہلے کی
آیت وہ ہے جو سورۂ نسا مین ہے چنانچہ یہ بات حدیث ابوداؤد سے ثابت ہے اور وہ آیت یہ ہے یا ایہا
الذین امنوا لا تقربوا الصلوٰۃ وانتم سکاریٰ حتی تعلموا ما تقولون ط یعنی
سو ہنو پاس نجاؤ نماز کے اوس حال مین کہ تم نشہ مین ہو جب تک کہ سمجھنے لگو اوس بات کو جو تم کہتے ہو دیکھو
اس آیت سے کچھ حرمت خمر کی ثابت نہین ہوتی صرف حکم ہے کہ جب تک نشہ مین ہو تب تک نماز کو نہ آؤ اور نہ
پیغمبر صلعم نے کچھ ممانعت فرمائی تھی چنانچہ بعض اصحاب پیتے تھے اور حضرت صلعم کو بھی اوسکی اطلاع تھی اگر ممنوع
وحرام ہوئی ہوتی تو بیشک پیغمبر صلعم اونکا تدارک کرتے اور جسطرح بعد نزول آیت تحریم کے منادی تشدد
فرمایا پہلے ہی ایسا تشدد اور منادی کرتے البتہ اسقدر بیشک ہے کہ پیغمبر نے ایسی چیزون کو جنسے عقل
مین فتور و فساد آجاتا ہے اور مورث غفلت ہین ہمیشہ محترز رہے ہین اور گو کہ اورون کے حق مین قبل از تحریم
مباح سمجھتے تھے پھر بھی مکروہ جانتے تھے مگر قبل از نزول آیت تحریم حکم تحریم کا نہین دیا اگر بطور فرض محال یہ
بھی فرض کرین کہ پہلے کسی آیت سے بیع حرام ہوئی تھی اور بسبب کسی قسم کے اجمال کے جسنے حرمت اوسکی مین بھی عموم ہے نہ یہ محتاج بیان کی
رہی اور بعد بیان اوسکا آیت ثانیہ سے ہو گیا تو وہ آیت بھی مفسر ہو گئی یہ باہمارے مدعا موافق ہے نہ آپکے بمقصد کیونکہ اس نظیر سے بھی یہ بات
ثابت ہوئی کہ آیت مین وفدا در باب وجوب مین وفدا کے مجمل ہے جسطرح آیت تحریم خمر مجمل تھی اور محتاج بیان کی تھی
اب دیکھا جاوے کہ بیان اوسکا قولاً یا فعلاً شارع عام کیطرف سے ہوا جیسا کہ بیان آیت تحریم خمر کا ہو گیا یا نہوا اگر
نہوا تو متشابہات مین داخل رہی اور عمل اوسپر متعذر ہو گیا اور اگر بیان ہو گیا ہے تو مفسر ہو گئی سو ہم دعوی
کرتے ہین کہ از روے بیان فعلی کے واقعہ ہوازن اور اوطاس و بنی قریظہ و خیبر وغیرہا کے بیان اوسکا
ہو گیا اور من وفدا واجب ٹھہرا اسلیے کوئی بیان ایسا کہ جس سے وجوب من وفدا ثابت ہوتا ثابت نہین کیا
پس یہ نظیر آپکی ہمارے موافق مدعا ہے نہ آپکے ہم اسکا انکار نہین کرتے کہ کوئی کلام ایسا ہو جسکو اہل زبان نے
خوب نہ سمجھا ہو مگر اہل زبان کے نہ سمجھ سکنے کے واسطے کوئی امر مانع فہم لغت ہو ہر آئینہ ضرور ہے دیکھو وجوہ خمسہ
مصرحہ صدر قال بیع امہات اولاد ممنوع ہونے پر ابتدا عہد خلافت حضرت عمرؓ تک بیع ہوتی رہی
اقول اس سے آپکا مدعا ثابت نہین ہو سکتا آپکا مدعا تو جب ثابت ہوتا کہ جب صحابہ کا اجماع حضرت عمرؓ سے

کی خلافت تک ایسا ہوتا کہ بیع امہات اولاد جائز ہے اور چونکہ اجماع صحابہ کا ایسا کبھی نہین ہوا بلکہ دو تین آدمی کا یہ گمان تھا کہ بیع امہات اولاد جائز ہے اور اون تک وہ حکم تحریم نہین پہونچا تھا اور اور صحابہ سب اوس حکم سے مطلع ہوگئے تھے پس ناواقفیت دو تین آدمی کی منجملہ ہزارون آدمیون کے کچھہ مستبعد نہین برخلاف مانحن فیہ کے کہ خود باعتراف آپکے کوئی بھی قائل وجوب مِن وفدا کا نہین ہوا علاوہ برآن وہ خبر جسمین ممانعت امہات الاولاد کی ہے متواتر نہین بلکہ خبر مشہور بھی نہین ہے پس بحالت عدم تواتر کے ناواقفیت دو تین یا دس بیس کی منجملہ ہزارون کے کچھہ مستبعد نہین مگر چونکہ آیت مِن وفدا متواتر ہے اوسلیے ناواقفی جملہ اصحاب پیغمبر صلعم کی بالبدیہہ باطل ہے **قال** متعہ کے غیر ممنوع ہونے پر متعدد صحابہ بلکہ حضرت علی مرتضی رضی کو بھی خیال نتھا **اقول** کلام آپ بعینہ وہی کلام ہے جو بیع امہات الاولاد مین گذرا مگر یہ بات غلط ہے کہ حضرت علی کو بھی خیال نتھا کیونکہ بخاری و مسلم اور موطا مین راوی حدیث متعہ کے خود جناب علی مرتضی رضی اللہ عنہ ہی ہین اور کتب احادیث اثنا عشریہ مین بھی روایت حرمت متعہ کی خود انھین عالی جناب سے ہے گو کہ وہ کسی طرح پر محمول ہو اور یہ مسئلہ تو کسی طرح نظیر ناواقفی مسئلہ مانحن فیہ کے نہین ہوسکتا کیونکہ ابتک اس مسئلہ مین علماء اسلام کا اختلاف باقی ہے ایک فریق اوسکو جائز دوسرا فریق ناجائز کہتا ہے اور اوس مسئلے پر انعقاد اجماع صحابہ مین بھی باہم کلام ہے **قال** خلفاے راشدین کے زمانے مین ایسے خیال نہونیکا یہ بھی سبب ہوا کہ اونکے وقت مین اس مسئلے پر بحث ہونیکا بہت کم موقع ملا **اقول** اول تو دعوی نہ خیال ہونیکا ہی باطل ہے اوسپر مجتہد صاحب کے پاس کیا دلیل ہے جب برابر حکم استرقاق جاری رہا تو نہ خیال ہے نا مجتہد صاحب کا خیال باطل ہے ثانیاً نملنے موقع کا دعوا بھی سراسر باطل ہے موقع بحث کا احکام متعلق جہاد مین جس وقت غلبہ جہاد جو خلفاے راشدین کے ہی وقت مین تھا کونسا زیادہ ہوسکتا ہے اگر آیت مِن وفدا کا مطلب موافق خیال باطل مجتہد کے ہوتا تو بیشک و شبہہ یہی وقت تھا کہ اوس وقت مین اوسپر بحث واقع ہوتی اور سبسے زیادہ ضرورت بحث کا وقت ابتک تو کوئی بھی پیش نہین آیا ثالثاً اسیران بنی خذیمہ کے بحث مین خود اقرار کرتے ہین کہ بہت سے صحابہ آیت مِن وفدا سے واقف تھے اور اسی سبب سے اونھون نے قتل اسیران سے انکار کیا تھا مین حیران ہون کہ یہان برخلاف اوسکے دعوی خیال نہونے کا کس زبان وہان سے فرماتے ہین پس ظاہر ہوا

کر یہ سب غالطہ مجتہد کا تقلید گمراہوں کے ہی ولیس قال حضرت ابو بکر صدیق رض کی خلافت مرتدین کے مقابلے
کرنے میں ختم ہو گئی اقول چھوٹی بات او سر افترا ہی مرتدین سے گزر معاملہ رہا فتوح شام اور جہاد دین
و بلاد دمشق و بعض بلاد روم سپہ سالاری خالد بن ولید کی خلافت میں ظہور میں آئی ماشاء اللہ جناب
مجتہد عصر کو جیسا اور علوم میں زیادہ تر دخل ہے علم تاریخ و سیر میں بھی اس سے کچھ کم نہیں علاوہ برآن مصروف
رہنا بطرف مرتدین کے مانع اسکا نہیں کہ احکام قرآن کے اجرا سے غفلت کی جاوے اور انکو صفحہ خیال سے
بھی محو کر دیا جاوے آخر ہزاروں احکام شریعت کے جاری کیے جاتے تھے تعجب ہے کہ صرف اسی ایک حکم کی طرف میں
ابو بکر صدیق رض اور جمیع صحابہ کو غفلت ہو گئی قال اور حضرت عمر رض اور حضرت عثمان رض کے زمانے میں دار الخلافت
سے بہت دور دور کے فاصلے پر لڑائیاں ہوئیں اقول اس سے عدم توجہی یا نہ ملنا موقع بحث کا آیت من
قد ایر کسطرح پیر لازم آیا سنن و مستحبات پر تو صدہا مسائل میں بحث کا موقع ملتا رہا کیا وجہ تھی کہ صرف
اسی ایک امر اہم کی نسبت کسی بات کا موقع نملا اور برخلاف اوسکے عمل فرماتے رہے ایسے خلیفہ نامی کہ
جاری کرنا اونکا احکام قرآن کو بشدت و کد و جہد عالم میں معروف و مشہور ہے کسطرح پیر روادار جاری
رہنے ایک امر نا مشروع کے جو قرآن سے ممنوع ہی ہو گئے قال حضرت علی مرتضی رض کی خلافت آپس کے جھگڑے
میں انجام ہوئی اقول شاید مجتہد عصر کے ذہن میں یہ ہو کہ تمام مدت خلافت میں کبھی انھوں نے
ختم قرآن نہ فرمایا اور پہلے اس سے جو قرآن پڑھا تھا یا سنا تھا وہ بھی وقت گزرنے سے بھول گئے اور حکم آیت
قرآن خیال میں بھی نہ رہی قال اور امام حسن علیہ السلام کی خلافت تو آفتاب لب بام کی مانند تھی
اقول جناب مجتہد صاحب آپکی ان وجوہ فاسدہ سے تو یہ بات لازم آئی کہ موقع توجہ کا صرف اس آیت
کی طرف متعذر یا محال ہے لڑائی جھگڑے بھی مانع توجہ کے ہیں خالی بیٹھنا بھی مانع توجہ ہے جہاد اور مرتدین
اور کفار بلاد قریبہ بھی مانع ہے بلاد بعیدہ پر جہاد کے لیے لشکر بھیجنا بھی مانع توجہ ہے تھوڑے دنوں کی
خلافت بھی مانع ہے بہت دنوں تک کی خلافت بھی مانع ہے ایک حکایت ایک نیل گودوانے
والے کی کہ صورت شیر کی اپنے جسم پر گدوانا چاہتا تھا آپ کے حق میں بھی ہے اور وہ بھی نہیں ہے یاد آئی ہے
کہ لکھتا ہوں مثنوی این حکایت بشنو از صاحب بیان در طریق و عادت قزوینیان

برتن و دست و کتفها بی‌درنگ
سینہ نما از صورت شیر و پلنگ
بر چنان صورت بپا لی نے گوند

از سر سوزن کبودیها زنند
سوی دلاکی بشد قزوینیی
که کبودم زن بکن شیرینیی

گفت چه صورت زنم ای پهلوان
گفت برزن صورت شیر ژیان
طالعم شیر است نقش شیر زن

جهد کن رنگ کبودی سیر زن
گفت بر چه موضعت صورت زنم
گفت بر شانه گهم زن آن رقم

چونکه او سوزن فرو بردن گرفت
درد آن در شانه گه مسکن گرفت
پهلوان در ناله آمد کای سنی

مر مرا کشتی چه صورت میزنی
گفت آخر شیر فرمودی مرا
گفت از چه عضو کردی ابتدا

گفت از دمگاه آغازیده ام
گفت دم بگذار ای دو دیده ام
از دم و دمگاه شیرم دم گرفت

دمگه او دمگهم محکم گرفت
شیر بی دم باش گو ای شیرساز
که دلم سستی گرفت از زخم گاز

جانب دیگر گرفت آن شخص زخم
بی محابا و مواسایی و رحم
بانگ کرد او کین چه اندامست ازو

گفت این گوش است ای مرد نکو
گفت گو گوشش نباشد ای حکیم
گوش را بگذار و کوته کن گلام

جانب دیگر خلش آغاز کرد
باز قزوینی فغان را ساز کرد
کین سوم جانب چه اندامست نیز

گفت اینست اشکم شیر ای عزیز
گفت تا اشکم نباشد شیر را
گشت افزون دردم زان زخمها

خیره شد دلاک و بس حیران بماند
تا بدیر انگشت در دندان بماند
بر زمین زد سوزن از خشم اوستاد

گفت در عالم کسی را این فتاد
شیر بی گوش و دم و اشکم که دید
اینچنین شیری خدا خود نافرید

چون نداری طاقت سوزن زدن
از چنین شیر ژیان پس دم مزن
جناب مجتہد صاحب قبلہ پانچ

صحابیوں کی نسبت تو آپنے عذرات بدتر از گناہ پیش کیے مگر ہزاروں مرد اور ہزاروں عورتیں آنحضرت کے نہ بڑے فقیہ اور فقیہہ تھیں اونکے خیال کرنیکا کیا عذر ہے ذری ذری سی باتوں پر ایک ایک عورت خلفا کے عہد سے مسئلہ شرعیہ میں خوب جھگڑتی تھی باہم مسائل شرعیہ اور استنباط قرآن پر بہت گفتگو رہتی تھی اگر اس آیت میں انما مفید معنی حصر تھا تو کیا وجہ ہے کہ اوروں نے بھی جو از مسئلہ استرقاق پر کہ بڑی دھوم دھام سے جاری تھا اعتراض پیش کیا اوروں کی طرف سے بھی تو کچھ عذر پیش کیجیے عبداللہ بن عمرؓ اور دیگر صحابہ کہ جنکی نسبت جو بیان جنگ بنی جذیمہ آپ بھی فرماتے ہیں کہ وہ نزول آیت میں وقد اسے واقف تھے انھیں کا

خلاف ثابت کردیجیے حالانکہ وہی خود راوی ہین اوس حدیث کے جسمین بحث دیے جانے چھوکریون کی
خمس مین سے منجملہ غنیمت ہونے کی اوپر گذر گئی ہی علاوہ بران اوس زمانہ مین موالی بہت قرآن کے پڑھنے والے
تھے اور انمین اکثر تو ایسے ایسے فقیہ تھے کہ فقاہت اونکی مسلم الثبوت ہی بھلا اصرار کو کچھ تو وجہ سبب
خود غرضی کے نہوئی تو نہوئی موالی کا اس آیت کیطرف متوجہ نہونا اور بربنا اس آیت کے دعوی نہ کرنا ایسا
نہ کرنا نہایت مستبعد اور خلاف قیاس ہی صاف ظاہر ہی کہ تقلید گمراہون کی بلکہ گمراہی مین ڈال رہی تھی
جیسا وہی لوگ اپنی نادانی سے تجویز کرتے ہین اونکی تجویز پر آپ از راہ تقلید محض کے ایمان لائے مستعد اسکے ہوتے
ہین کہ شرع کو تابع اونکے گمراہیون کا کیا جاوے مگر علی رغم الف مبطلان یہ کبھی ہوسکیگا وَلَوِ اتَّبَعَ الْحَقُّ
أَهْوَاءَهُمْ لَفَسَدَتِ السَّمَاوَاتُ وَالْأَرْضُ وَمَنْ فِيهِنَّ بَلْ أَتَيْنَاهُمْ بِذِكْرِهِمْ فَهُمْ عَنْ ذِكْرِهِمْ
مُعْرِضُونَ ○ اگر تابع ہوتا حق اونکی خواہشونکا تو البتہ فاسد ہوجاتے آسمان و زمین اور جو کچھ اونمین ہی
بلکہ دیا ہمنے اونکو ذکر اونکا پس وہی اپنے ذکر سے روگردانی کرنے والے ہین **قال** یہ بڑی قوی اسباب تھے
جنکے سبب سے آیت مین وفدا کا حصر خیال سے خارج رہا **اقول** جھوٹھی باتین بنا کر یہ کہدینا کہ یہ بڑے قوی اسباب
تھے الخ بجز دھوکے کے کچھ مفید نہین جسقدر آپنے باتین گھڑی ہین ایک بات قابل بھی نتھی کہ صلاحیت نسبت
عدم توجہی کے بطرف حصر کے رکھے چہ جائے آنکہ اوسکو سبب قوی ٹھہرایا جاوے اور جناب اسباب صرف پانچ ہی
آدمیون کی نسبت آپنے بیان کیے ہین اور اونکی نسبت تو کچھ بھی سبب عذرات آپنے پیش نہین کیے پس اس سے
تو احتجاج مین ہمارے خلل نہین پڑسکتا اور نسبت اون پانچون کے بھی قطع نظر اور امور کے ہم یہ کہتے ہین
کہ انمین خیال اور توجہ کی ضرورت بھی کیا تھی جب ایک لفظ صاف و پر ایک معنی کے دلالت کرتا ہی تو عربی
دان جسوقت اوسکو سنیگا یا پڑھیگا بمجرد پڑھنے یا سننے کے اوسکا ذہن اون معانی کیطرف انتقال
کریگا انمین کچھ فکر اور مزید توجہ اور خیال کی ضرورت بھی کیا ہی آیا کچھ اما کے افادہ حصر مین خفا ہی کہ اہل زبان
اوسکو بمعنی حصر بغیر توجہ تام اور التفات دیگر قراین اور لحوق بیان شارع کے نہین سمجھ سکتے تھے یا آپکے
ذہن مین یہ ہی کہ یہ پانچون آدمی تئیس برس کے عرصے مین تمام قرآن کے معنی سمجھنے سے بسبب اسباب تجویز کردہ کے
قاصر ہوگئے تھے کیونکہ اسباب تجویز کردہ مذکورہ تو کچھ مخصوص لفظ اما ہی کے واسطے نتھے اگر تھے تو جمیع الفاظ کے واسطے تھے

اور تھے تو کسیکے واسطے بھی تھے پس لازم آتا ہے کہ اونکو معنی لا اور الا پر بھی جو کلمہ لا الٰہ الا اللہ مین ہین اون
تیس برس مین بسبب اسباب قویہ کے خیال رہا ہوگا علی ہذا القیاس جج کوئی اونسے کچھ بات کہتا ہوگا تو اوسپر
بھی بسبب اسباب قویہ مذکورہ کے کچھ خیال کرتے ہونگے فیصل قضایا بھی بدون خیال کرنے کے الفاظ دعوے
اور جواب اور شہادت پر فرمایا کرتے ہونگے کیونکہ اسباب قویہ مذکورہ کو کچھ خصوصیت کلمات قرآن سے نہین
ہے اگر موثر ہین تو سب کلمات مین موثر ہین ورنہ نہین تو نہین الغرض اوس خیر القرون مین بڑا ہی اندھیر حکومت اسلام
مین بقول اہل ہند ہر بوم کا راج ہو رہا ہوگا اور وہان زیادہ تر تو کیفیت قابل تماشا کے یہ ہوگی کہ مدعی و مدعا علیہ
اور گواہ بھی تو اوسی زمرہ خیال نکرنے والون ہی مین ہونگے پس ایک عجیب کیفیت عجب وہم مین صحابہ کبار کی
ہوگی اور اسباب قویہ شبیہ مجتہد عقلمند کی کیا بہار غفلت کی ہوگی کہ نہ دکھا رہے ہونگے واہ جناب مجتہد
صاحب خوب تعظیم کی اصحاب کبار اور خیر القرون اور خلافت خلفا عدل کی آپ سے دوست کے ہوتے دشمن کی
تو کچھ حاجت نہین یہانتک تو جناب مجتہد صاحب کے بیان سے خیر القرون کی مناقب اور خوبیان اور عدم
توجہی بطرف کتاب اللہ کے ظاہر ہوئی آگے وہی متوجہ ہوئے بطرف قرن ثم الذین یلونہم چنانچہ فرماتے ہین قال
اوس زمانے کے بعد لوگونکی توجہ اس بات پر زیادہ تر تھی کہ اوس زمانے کے واقعات کو جہانتک
ہوسکے دلائل سے قوی کرین اسلیئے غلامی کی نسبت آیات تلاش ہونے لگین اور مجبوری آیت من و فدا کو منسوخ
بتانے لگے **اقول** خلاصہ اس تقریر کا یہ ہوا کہ زمانہ پیغمبر صلعم مین تو تبلیغ اس حکم کی نہوئی جیسے کہ اور احکام
کی ہوتی تھی اور زمانہ صحابہ مین جواز غلامی کا باعث غفلت اصحاب پیغمبر صلعم کی ہوئی زمانہ تابعین مین وہ
دانستہ مگر محکم اور ابطال حق کے باندھی گئی اور جب کوئی اور بات نہ بن آئی تو کتاب اللہ کی آیت
محکم کو اپنی ہوائے نفسانی کے سبب سے منسوخ قرار دیا گیا تو گویا کہ پیغمبر صلعم کے عہد سے ہی اس آیت کا یہ حال رہا
کہ درجہ بدرجہ اوسپر ظلم برابر ہوتا رہا اور اوسکی سبب مرتکب گناہ کبیرہ کے ہوتے رہے پیغمبر صلعم نے تو تبلیغ اوسکی
جیسی اوپر فرض تھی ویسی نکی اور مرتکب مخالفت یٰٓاَیُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَیْكَ مِنْ
رَّبِّكَ ط کے ہوئے صحابہ کمال غفلت اوسمین کی اور مصداق ہَمُ الَّذِیْنَ هُمْ عَنْ اٰیٰتِنَا غٰفِلُوْنَ ۝
[illegible] زُبُرًا كُلُّ حِزْبٍ بِمَا لَدَیْهِمْ فَرِحُوْنَ ۝ کے ہوئے تابعین تو یہ قہر کیا

کہ حکم محکم اور نص صریح کو اپنی ہوائے باطلہ کی تائید کیلیے منسوخ ٹھہرا دیا جیسا انباشد ۵ بزعم مرضیہ کہ سلطان تمرد اوام
زند لشکر یانش ہزار مرغ بسیخ ۔ پس کوئی قرن قرون ثلاثہ سے ایسا نہ تھا کہ مجتہد صاحب کی طعن سے بچ رہا ہو
اور درجہ بدرجہ پیغمبر صلعم کے تیسری قرن تک مجتہد صاحب نے سب ہی پر کنایۃً واشارۃً وصراحۃً طعنہ و تشنیع دیا اور
الی اللہ ہمکو کچھ اسکا شکوہ نہیں جب اونھوں نے خود خدائے تعالی کو بھی تقلید و خوشامد گمراہوں کے مطعون کیا
کہ اوسنے توریت میں اجازت غلامی کی جو اقبح القبائح اور مجمع تمام بدیوں کی اور خلاف قانون قدرت کے ہی
دی اور پیغمبر صلعم اور اصحاب پیغمبر صلعم اور اتباع اونکے اور علما و صلحا کس شمار میں رہ گئے پس اپنے اجتہاد اور
کوشش میں تو حتی الوسع اونھوں نے کچھہ کوتاہی نہیں کی اب وہی منتظر اور متوقع حلوائے عید فلیدع نادیہ
سندع الزبانیۃ کے رہیں پس قال بہرحال جو کچھہ ہوا اوسکی نسبت یہ بات تسلیم ہو سکتی ہے کہ اوس
زمانے کے لوگوں کی غلامی کی نسبت یہ رائے تھی مگر وہ رائے مذہب اسلام کا مسئلہ اور حکم منزل من اللہ نہیں قرار
پا سکتا اقول جناب تمہاری ہی تھی وہ رائے مبنی اوپر آیات محکمات اور احادیث صحیحہ و افعال پیغمبر صلعم
کے تھی اور یہ مسئلہ بہرحال ہے مطابق وحی من اللہ کے ہے اور مخالفت اوسکی مخالفت خدا اور رسول و جمیع انبیا
علیہم السلام اور جمیع کتب سماویہ کی ہے اور آپکے اس اقرار سے ثابت ہے کہ کلمہ انما مفید حصر نہیں اگر ایسا ہوتا
تو رائے قرون ثلثہ کی بالاتفاق اوسکے خلاف پر کیونکر ہو سکتی تھی ایا اون ہزاروں بلکہ لاکھوں آدمیوں میں
کوئی ایک بھی فسق سے خالی تھا قال اور نہ اسلام پر اون لوگوں کی رائے سے کچھہ داغ لگ سکتا ہے اقول
آمین کیا شک ہے اونکے دل تو نور قدیم سے منور تھے لیکن انکی رائے ایسی تھی کہ اوس سے اسلام اور پیشوایان
اسلام و جمیع انبیا علیہم السلام اور خود ملک علام پر داغ لگ گئے ماشاء اللہ یہ تو آپ ہی کی نئی آگ کی
چنگاریاں ہیں کہ جنسے خدا سے لیکر اخیار و ابرار تک کوئی بھی انچھوا بدون نہیں بچ سکتا قال مگر یہ بات
ظاہر ہے کہ یہ بحث جو ہمنے شروع کی ایک بحث ہے کہ سلطنت بارہ سو برس کے درمیان میں شاید کسیطرح نہیں کی
اور بلا شبہہ اسوقت ہمپر خرق اجماع اور تخلف اجماع امت کا الزام لگایا جاتا ہے اقول جناب آپکی تمہارا تہ
کسنفسی اور منزل اس مقولہ میں کام میں لائیے کچھ اور تعلی کیجیے ۵ تیغ بالاکن کہ ارزانی ہنوز ہم ساڑھے
بارہ سو نہیں بلکہ عہد ابراہیم علیہ السلام سے فرمائیے کہ جسکو کئی ہزار برس گذرے اور شاید کا کیا موقع ہے

یقیناً فرمایئے کہ شک کسیلئے تعیین کی اور الزام مخالفت اجماع بھی اگر تا نہ کیجیے بلکہ مخالفت نصوص
بھی اوسکے ساتھ شامل کر لیجیے اور ہمکو جہانتک کتب سماویہ اور تواریخ سے معلوم ہوا ہے اوس بنا پر ہم بھی
کہہ سکتے ہین کہ واقع مین ایسی بحث خلاف نص اجماع ابتدا پیدائش آدم سے تم یا آپ کی ہی یا ایک اور شخص نے
خلاف اجماع ولا اگلہ اور نص کے ابتدا پیدائش آدم سے عصر کے وقت کی تھی سوا اوسکے اور کوئی بحث کرنیوالا
جو آپ سے مباحث کا ہم جنس ہو نہ دیکھا گیا نہ سنا گیا قال مگر جو کہ مسلمانون کا مقرر کیا ہوا یہ ایک مسئلہ
ہے کہ اجماع ثانی اجماع اول کو منسوخ کر دیتا ہے اقول یہ مسئلہ مسلم جمہور فقہا نہین ہے بلکہ صرف فخر الاسلام
اسکے قائل ہین مگر ہمنے اسکو تسلیم کیا قال اور اجماع ثانی شروع ہونے کے لیے ضرور ہے کہ کوئی نہ کوئی شخص
اجماع اول سے اختلاف کرے اقول یہ آپکا جہل ہے کیفیت و ماہیت اجماع سے کیونکہ اصطلاح میں اجماع اسکا نام ہے
کہ ایک عصر مین جملہ مجتہدین امت محمدیہ ایک مسئلہ پر متفق ہون پس اگر ایک عصر کے مجتہدین کا اتفاق ہوا
تو اجماع منعقد ہوا اور اگر عوام الناس جیسے کہ آپ ہین کسی مسئلہ پر متفق ہوئے اونسے کبھی اجماع منعقد
نہین ہو سکتا اور اگر ماسوا علماء امت محمدیہ کے کچھ لوگ جو خارج از امت ہون متفق کسی مسئلہ پر ہوئے
تب بھی اجماع منعقد نہین ہو سکتا پس ایک شخص نے اگر اجماع سابقہ سے اختلاف کیا اور اجماع جملہ مجتہدان عصر کا
اوسپر ہوا تو اوسکا قول اوسیوقت مردود ہو گیا اور وہ قول اوسوقت نہ آیندہ کبھی مقبول ہو سکتا ہے
اور نہ قابلیت احتجاج اور استناد کیواسطے انعقاد اجماع آیندہ کے لیے نہین رکھتا ہان اگر اوسی زمانہ مین
[illegible] پر اتفاق کر لین تو اجماع ثانی منعقد ہو سکتا ہے اور یہ صورت اجماع کی نہین کہ آج
ایک [illegible] خلاف اجماع اول کے کچھ کہا جبکہ [illegible] نے یہ اجماع نہین ہے بلکہ اقوال فرادی فرادی خود اجماع
اول [illegible] ہو جاوینگے اوسیوقت بسبب مخالفت اجماع اول کے مردود ہو جاوینگے اور اجماع ثانی ایک
صورت [illegible] بالذات ہے اور اس عہد مین کہ تمام اسلام شرق سے غرب تک بلاد و قبائل مین منتشر ہے اجماع
ثانی [illegible] عادۃً متعذر الحصول ہے کہ محال معلوم ہوتا ہے جیسا کہ اوسوقت آپکا قول مخالف اجماع
پایا گیا [illegible] اگر آپ مجتہدان امت محمدیہ سے بھی ہوتے تب بھی یہ قول آپکا بسبب انفراد کے اوسیوقت مردود ہے کہ نہ
اوسوقت اور نہ کبھی آیندہ درباب انعقاد اجماع آیندہ کے مؤثر ہے قال پس وہ شخص مین ہون اقول آپ خوب [illegible]

آپنے تو لاکھون ہونگے اونکا کیا اعتبار ہے اجماع کے انعقاد کی اہلیت کسی عامی کو حاصل نہین ہے وہی لکل مجتہد
لیس فیہ فسق ولا بدعۃ فان الفسق یورث التہمۃ ویسقط العدالۃ وصاحب البدعۃ یدعو
الناس الیہا ولیس ہو من الامۃ علی الاطلاق اہلیت اجماع حاصل ہوتی ہے ہر مجتہد کو کہ نہو وے اوسمین فسق
اور نہ بدعت کہ فسق پیدا کرتا ہے تہمت کو اور ساقط کر دیتا ہے عدالت کو اور صاحب بدعت بلاتا ہے آدمیونکو بدعت کیطرف
اور نہین ہے وہ امت محمدیہ سے علی الاطلاق پس آپ کیطرح اہلیت اجتہاد و انعقاد اجماع کی نہین سکتے علاوہ برآن آپ پر
اطلاق مجتہد کا ہرگز ہی نہین ہوسکتا کیونکہ اجتہاد کے لیے ضبط آیات و احادیث ضروریہ و علم بہ لغات قرآن و احادیث
اور دیگر علوم عربیہ شرط ہے اور یہ سب امور جیسا کچھ کہ آپ مین موجود ہین کچھ حاجت بیان کی نہین ہماری تحریر سابقہ سے
خوب ظاہر ہے **قال** اے میرے بھائی مسلمانون آلخ **اقول** یہان مجتہد صاحب مدعی ترقی علم کے اس
زمانہ مین ہین مگر مین نہین سمجھتا کہ اونکے نزدیک وہ علم و حکمت جو باعث نجات دائمی و موجب نعمت و رجات
اخروی ہے اور جسکی صفت و ثنا قرآن و حدیث مین ہے اور جملہ علما و حکما ابتدا سے اوسکو صرف و امی کرتے
آئے ہین اور اوسکی نسبت خدا فرماتا ہے اِنَّمَا یَخْشَی اللّٰہَ مِنْ عِبَادِہِ الْعُلَمَآءُ اور پیغمبر صلعم فرماتے ہین انا
مدینۃ العلم و علی بابہا اور خدا فرماتا ہے کہ بَعَثَ فِی الْاُمِّیِّیْنَ رَسُوْلًا مِّنْھُمْ یَتْلُوْا عَلَیْھِمْ اٰیٰتِہٖ
وَیُعَلِّمُھُمُ الْکِتٰبَ وَالْحِکْمَۃَ اور جسکے سبب نوع انسان کو شرافت سائر انواع حیوانی پر دی ہے کسکا نام ہے
آیا وہ علم و حکمت علم نجوم ہے یا طب ہے یا جغرافیہ ہے یا جبر و مقابلہ ہے یا ہیئت ہے یا ہندسہ ہے یا قیام ثقیل ہے یا ان سب کے سوا
اور ہی چیز ہے اور وہ خیر القرون قرن ثانی و ثالث مین برسر ترقی تھا یا اب ہی اسکی شرح مہربانی فرما کے لکھین
تاکہ معلوم ہووے کہ مجتہد صاحب اوس علم و حکمت کے نام سے بھی آگاہ ہین یا نہین اور کچھ بھی بو اوس کی
اونکے مشام جان تک پہونچی ہے یا نہین جنہنے اونکے تہذیب الاخلاق مین ابتک ایک حرف بھی
اوس علم کا نہین دیکھا اور جو بات دیکھی وہ برخلاف ہے اخلاق و من صاحب خلق عظیم صلعم کے جسکے
حق مین خدا فرماتا ہے اِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ اور جس قرن کی نسبت خیر القرون کی وارد ہے وہ علم اوس زمانہ مین
ترقی تھا یا اس زمانہ مین اور اوس قرن کو خیر القرون کس علم کے اعتبار سے فرمایا ہے ذرا اسکی تشریح فرماتے

خاتمۃ الطبع

بعنایتِ بے غایتِ ایزدِ متعال و اعانتِ لانہایتِ قادرِ ذو الجلال کتاب ہدایت نصاب
رد الشقاق فی جواز الاسترقاق تصنیفِ شہیر علام حبر فہام امام المتکلمین عصر
مقدام مناظرین دہر ذو الرای الصائب جناب کمالات انتساب مولانا مولوی محمد علی صاحب
تحصیلدار پرگنہ بلاری ضلع مرادآباد جو جواب ہفوات و دفع شبہات رسالہ
تبرئۃ الاسلام عن شین الامۃ والغلام کہ مصنف ممدوح الصدر نے نصوص
قطعیہ قرآنیہ اور احادیث صحیحہ نبویہ سے قلع و قمع بنیاد الحاد کا کیا ہے
ایک ایک شبہ و وہم کا بجمیع طرق جواب دیا ہے اغلاط فاش
مصنف تبرئۃ الاسلام ثابت کیے ہیں آری تمثیل بے نظیر
جواب ہے اور واسطے دفع شبہات منکرین جواز استرقاق
کے کتاب بے مثال طبع اور دفع خدشات
متوہمین کے بہت مفید ہے مطبع نظامی
واقع کانپور میں باہتمام

امیدوار رحمت رب غفور عاجز محمد عبد الرحمن بن حاجی محمد روشن خان مرحوم در عشرہ اولیٰ شعبان المعظم ۱۲۹۱ سنہ
ہجری میں بعد تصحیح و نظر ثانی مصنف علام طبع ہوئی مومنین مخلصین کو پسند و مرغوب ہوئی الحمد للہ رب العالمین فقط

وجہ مہر ختم بر خاتمہ

واسطے سند اس بات کے کہ یہ کتاب لاجواب مطبوع مطابع عام
چھپی ہوئی مطبع نظامی کی ہے مہر دستخط مہتمم کے لکھے گئے فقط

محمد روشن خان حنفی
محمد عبد الرحمن بن حا

العبد
عبد الرحمن بن حاجی محمد روشن خان مرحوم حنفی